تفہیمُ الاحادیث

تفہیم القرآن اور مولانا مودودیؒ کی دوسری تحریروں میں مذکور
احادیث اور فقہی احکام و مسائل کی ترتیب و تخریج

جلد پنجم

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ترتیب و تخریج
مولانا عبدالوکیل علوی

فہرست عناوین

چند باتیں — ناشر — ۹

عرض مرتب — مولانا عبدالوکیل علوی — ۱۱

کتاب المعاشرۃ

فصل:۱ — نکاح کی ترغیب وتاکید

- لفظ نکاح کے لغوی اور اصطلاحی معنی — ۱۶
- نکاح کی تاکید — ۱۶
- رہبانیت اور قطع لذات کی ممانعت — ۱۸
- ہر انسان پر اس کے نفس کا حق — ۲۰
- وہ تین آدمی جن کی مدد اللہ کے ذمہ ہے — ۲۲
- دنیا وآخرت کی ساری بھلائی ــــ نیک وفرمانبردار بیوی — ۲۲
- تجرد کی حوصلہ شکنی اور کثرتِ تعداد کی ترغیب — ۲۴
- نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنے کا مسئلہ — ۲۵
- بدخلق بیوی — ۲۶
- ازدواجی تعلقات کے بگاڑ پر ابلیس کا اظہار مسرت — ۲۷

فصل:۲ — کفاءت کا مسئلہ

- شادی بیاہ میں کفاءت کا لحاظ — ۳۳
- لڑکی والوں کی جانب سے پیغام نکاح — ۳۶
- تقریبات شادی بیاہ کی رسوم — ۳۶
- منگنی کی شرعی حیثیت — ۳۷

فصل:۳ — ولایت کا مسئلہ

- ولی ــــ سرپرست کی ولایت — ۳۹
- سربراہِ مملکت کی ولایت — ۳۹
- عورت کی ولایت — ۴۰
- کیا بالغ عورت خود اپنا نکاح کر لینے کی مجاز ہے؟ — ۴۱
- لڑکی کے لیے تنسیخ اور استقرارِ نکاح کا استحقاق — ۴۲

فصل:۴ — رضاعت کا مسئلہ

- نسبی اور رضاعی رشتوں کی حرمت — ۴۷
- محرّمات کی حرمت کے وجوہ — ۴۹

فصل:۵ محرم سے نکاح کا مسئلہ

- ماں سے نکاح اسلامی قانون میں فوجداری جرم ۵۱
- خالہ بھانجی اور پھوپھی بھتیجی کا ایک مرد کے نکاح... ۵۳
- کتابیہ سے نکاح ۵۵
- منکوحہ کتابیہ کے لیے آزادیٔ عمل کے حدود ۵۶
- شہد اور حضرت ماریہؓ کا واقعہ ۵۶
- لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا ۶۰
- نکاح شغار ــــ ادلے بدلے کا نکاح ۶۳
- کیا کافر سے مسلمان ہونے سے سابقہ نکاح برقرار... ۶۴

فصل:۶ ممنوعات (وہ امور جن کی ممانعت ہے)

- اپنی بیوی سے عمل قوم لوط ۷۱
- عمل قوم لوط کی سزا ۷۲
- ''ایام'' اور عورت ۷۴
- بیویوں کو مارنے کی ممانعت ۷۵
- عورت کے اعضاء صنفی پر نظر ڈالنا ممنوع ۷۷
- استمنا بالید کا شرعی حکم ۷۹
- حضرت حواؑ کی پیدائش ۸۲
- آلات کے ذریعہ سے توالد و تناسل ۸۴
- شادی بیاہ، اسلام اور آلات موسیقی ۸۶
- ٹیلی فون پر شادی بیاہ ۸۷

فصل:۷ تحدیدِ ازواج

- رئیس طائف غیلان ثقفی و نوفل بن معاویہ کا واقعہ ۹۱

فصل:۸ مہر

- شروطِ نکاح میں اہم ترین شرط ۹۵
- مقدار مہر ۹۶
- حد سے زیادہ مہر باندھنے کی ممانعت ۹۷
- مہر ادا نہ کرنے کی نیت سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے ۹۸
- مہر کی ادائیگی میں اصل تعجیل ہے یا تاجیل؟ ۱۰۰

فصل:۹ طلاق

- طلاق حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ فعل ۱۰۵
- طلاق کا اختیار صرف شوہر کو ہے ۱۰۶
- طلاق قبل از نکاح ۱۰۸
- طلاق کا صحیح طریقہ ۱۱۰

فصل:۱۰ خلع

- جمیلہ بنت اُبی کا واقعۂ خلع ۱۱۳
- کسی زیادتی کے بغیر خلع ۱۱۶
- عدتِ خلع ۱۱۷
- حبیبہ بنت سہل انصاریہ کا واقعۂ خلع ۱۱۹
- خلع کا معاوضہ اپنے دیے ہوئے مال سے زیادہ لینا ۱۲۰
- طلاق اور خلع کو کھیل بنانے کی ممانعت ۱۲۱
- حالتِ حیض میں طلاق کی ممانعت ۱۲۳

فصل:۱۱ طلاق ثلاثہ در مجلس واحد

- عہد رسالت اور خلافت صاحبین کے عہد میں ۱۲۹
- رُکانہ بن عبد یزید کا واقعہ ۱۳۰
- چند مزید واقعات ۱۳۲
- فقہاء اسلام کے نزدیک طلاق کی قسمیں ۱۳۸
- حلالہ ـــــ سازشی نکاح ۱۳۹
- کرائے کا سانڈ ۱۴۱

فصل:۱۲ عدت اور نان نفقہ

- عدت کہاں گزاری جائے ۱۴۵
- نان نفقہ ۱۴۷
- عدم نفقہ کی صورت میں تفریق ۱۴۹
- متوفیٰ حاملہ کی عدت ۱۴۹
- بیوہ حاملہ کی عدت ۱۵۵
- مفقود الخبر کی بیوی کے لیے انتظار کی مدت ۱۵۷
- مطلقہ مبتوتہ کا نان نفقہ ۱۵۸

فصل:۱۳ ایلاء

- قرآن میں اس کا ذکر ۱۷۳
- واقعۂ ایلاء کی تفصیل ۱۷۳

فصل:۱۴ ظہار

- قرآن میں اس کا ذکر ۱۸۹
- ظہار کا لغوی معنی اور اصل مفہوم ۱۹۰
- ظہار کے چند واقعات ۱۹۱
  حضرت اوس بن صامت اور حضرت خولہؓ کا واقعہ ۱۹۱
- سلمہ بن صخر بیاضی کا واقعہ ۱۹۹
- ظہار کا ایک اور واقعہ ۲۰۱
- اپنی بیوی کو بہن کہنا ۲۰۲

فصل:۱۵ لعان

- قرآن مجید میں اس کا ذکر ۲۰۵
- لعان کا حکم ۲۰۵
- ہلال بن امیہ کا مقدمہ ۲۰۶
- عویمر عَجلانی کا مقدمہ ۲۱۲
- دیگر چند مقدمات ۲۱۸
- ضابطۂ لعان کی اہم دفعات ۲۲۰

فصل:۱۶ اختیارات وحقوق

- مرد کے اختیارات ۲۲۷
- مرد کی قوامیت ۲۲۷
- مرد کے حقوق ۲۳۱
- شوہر کی اطاعت کے حدود ۲۳۵
- بیوی کے حقوق ۲۳۸
- عورت کو جو عزو شرف عطا کیا ۲۴۱
- عورت کے تمدنی حقوق ۲۴۳
- عورتوں کی تعلیم ۲۴۴
- جہیز کی شرعی حیثیت ۲۴۷

فصل:۱۷ ’’عزل‘‘ کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر - ۲۵۳

فصل:۱۸ متعہ کی تاریخی اور شرعی حیثیت - ۲۶۱

- سورۂ مومنون کی آیت ۵، ۶ سے حرمتِ متعہ پر استدلال ۲۶۹

فصل:۵ قذف اوراس کی سزا

- حدقذف کے حکم کا منشا ۴۴۷
- احکام قذف ۴۴۸
- وہ شرائط جو قاذف میں پائی جانی چاہئیں ۴۴۹
- وہ شرطیں جو مقذوف میں پائی جانی چاہئیں ۴۴۹
- فعل قذف میں پائی جانے والی شرطیں ۴۵۰
- کیا یہ جرم قابل دست اندازی سرکار ہے؟ ۴۵۱
- کیا یہ جرم قابل راضی نامہ ہے؟ ۴۵۱
- حدقذف کا مطالبہ کون کرے؟ ۴۵۲
- حدقذف سے بچنے کی صرف ایک صورت ۴۵۲
- جوشخص ایسی شہادت پیش نہ کرسکے ۴۵۳
- ایک سوال اوراس کا جواب ۴۵۴
- کیا شہادت نہ لاسکنا اس کے لازمی جھوٹے... ۴۵۵
- حدقذف کے بارے میں فقہاء حنفیہ کی رائے ۴۵۵
- تکرار قذف کے بارے میں حنفیہ اور جمہور فقہاء... ۴۵۵
- قذف جماعت کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ۴۵۶
- گواہوں میں اختلاف ہوجائے تو کیا عدالت...؟ ۴۵۶
- قذف سو برس کے اعمال غارت کردیتی ہے ۴۵۷
- معیار شہادت ۴۵۸
- جھوٹی شہادت اور شرک باللہ برابر ہیں ۴۵۹

فصل:۶ تعزیرات

- تعزیر کی مقدار ۴۶۱

فصل:۷ سزائے رجم کے دواہم واقعات

- ماعز بن مالک اسلمی کا واقعہ ۴۶۵
- غامدیہ کا واقعہ ۴۶۸
- ماعز اور غامدیہ کے لیے دعاء مغفرت ۴۶۹

فصل:۸ شادی شدہ یہودی مرد و عورت کے لیے حدرجم-۴۷۳

فصل:۹ آیت رجم کے بارے میں تحقیق - ۴۸۱

فصل:۱۰ قتل خطا

- قتل خطا کا خوں بہا اور عاقلہ ۴۸۷
- خوں بہا کی مقدار ۴۸۹
- لاوارث قاتل کی دیت کون ادا کرے گا ۴۹۱
- قاتل کے ساتھ اس کے اولیاء بھی دیت ادا کریں ۴۹۲
- صدقہ کی نیت سے قصاص کی معافی کا ثواب ۴۹۳

فصل:۱۱ مرتد کی سزا

- حکم قتل مرتد کا ثبوت حدیث سے ۴۹۵
- خلافت راشدہ کے نظائر ۵۰۰
- مرتدین کے خلاف خلیفہ اوّل کا جہاد ۵۰۳
- ائمہ مجتہدین کا اتفاق ۵۰۵
- اقامت حدود الٰہی ۵۰۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند باتیں

قارئین محترم کی خدمت میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے فکر وقلم کے شاہ کار تفہیم الاحادیث کا زیر نظر حصہ پیش کرتے ہوئے ہمیں یک گونہ خوشی و مسرت محسوس ہورہی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی اس عنایت کے لیے اس کے بے حد شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں اکیسویں صدی کے بالکل آغاز میں اپنے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وفرمودات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب پیش کرنے کی توفیق بخشی۔ ہمیں یقین ہے کہ ملت اسلامیہ ہند کی طرف سے مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز کی اس پیش کش کا خیر مقدم کیا جائے گا اور حدیث کے اس مبارک سلسلے کو تمام انسانوں تک پہنچانے اور انھیں پیغام رسولؐ سے روشناس کرانے میں مکتبے کے ساتھ بھرپور تعاون کا مظاہرہ ہوگا۔

تفہیم الاحادیث مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی کوئی مستقل تصنیف نہیں، بلکہ یہ ان احادیث کا مجموعہ ہے، جو مولانا محترم نے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر ''تفہیم القرآن'' اور بعض دوسری تصانیف میں حسب موقع نقل کی ہیں۔

صورت واقعہ یہ ہے کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے جس نہج پر اپنی مقبول عام تفسیر ''تفہیم القرآن'' کی چھ جلدیں تحریر کی تھیں، بالکل اسی نہج پر وہ احادیث پر بھی کام کرنے کا عزم مصمّم کر چکے تھے۔ نہ صرف عزم مصمم کر چکے تھے، بلکہ انھوں نے اس کام کے لیے ایک ابتدائی خاکہ بھی تیار کرلیا تھا ___ لیکن اچانک وہ بیمار ہوگئے، پھر بیماری کا یہ سلسلہ اتنا طویل ہوتا گیا کہ انھیں اس سے نجات ہی نہ مل سکی۔ اسی بیماری میں ان کی مہلتِ عمر بھی ختم ہوگئی۔ اس کے بعد یہ کام التوا میں پڑ گیا۔ وفات کے کافی دنوں کے بعد مولانا محترم کے رفیق خاص مولانا خلیل احمد حامدیؒ ڈائریکٹر ادارۂ معارف اسلامی منصورہ کو اس کام کی فکر لاحق ہوئی۔ چنانچہ انھوں نے ذمے داروں اور دوسرے ارباب علم و دانش کے مشوروں سے علوم اسلامیہ اور عربی ادب کے فاضل مشہور عالم محقق مولانا عبدالوکیل علوی کو یہ ذمّے داری تفویض کی کہ وہ تفہیم القرآن اور دوسری تصانیف کی مدد سے مولانا محترم کے بنائے ہوئے خاکے میں رنگ بھریں۔ چنانچہ مولانا موصوف نے پورے کام کا از سر نو خاکہ تیار کیا اور ضروری کتب فراہم کرکے کام کا آغاز کردیا۔

مولانا عبدالوکیل علوی کا نام تحریکی حلقے کے لیے غیر معروف واجنبی نہیں ہے۔ وہ عربی ادب کے مایۂ ناز فاضل، اسلامی علوم کے ذہین عالم اور صاحب طرز اہل قلم کی حیثیت سے تعارف رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے مولانا مودودیؒ کی تصانیف کی مدد سے وہ متعدد ترتیبی وتخریجی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ سیرت سرور عالم کی دو جلدیں ان کی ترتیبی وتخریجی صلاحیتوں کی بہترین نمایندگی کرتی ہیں۔

مولانا عبدالوکیل علوی نے اس کام میں کتنا وقت صرف کیا ہے اور انھوں نے احادیث کی چھان بین یا ترتیب و تخریج میں کتنی عرق ریزی اور دقّتِ نظر سے کام لیا ہے، یہ سب بتانے کی ضرورت نہیں۔ پڑھنے والے خود ہی اس کا ادراک کرلیں گے۔ ''مشک آنست کہ خود بہ بوید نہ کہ عطار بگوید'' اصلی مشک خود اپنی مہک سے پہچان لیا جاتا ہے، اس کے لیے کسی عطار کی تعریف وتوصیف کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز کی اس کوشش کو شرفِ قبول سے نوازے، تمام انسانوں کے لیے اِسے نفع بخش بنائے اور اس کی تیاری میں جن رفقاء اور کارکنوں نے حصہ لیا ہے، انھیں حدیثِ رسولؐ کی خدمت کی برکات سے سرفراز کرے۔

ناشر

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی

عرض مرتب

الحمدللہ تفہیم الاحادیث کے جس کارِعظیم کو آج سے چند سال قبل شروع کیا تھا، اسے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ یہ سعادت محض خالق ارض وسما کے فضل وکرم اور اس کی توفیق خاص کی مرہونِ منت ہے، ورنہ ایں سعادت بہ زورِ بازو نیست۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑے کٹھن مراحل سے گزر کر ساحل تکمیل تک پہنچنے کی اپنی حد تک ایک کاوش کی ہے۔

جب یہ کام شروع کیا گیا تب اندازہ ہوا کہ ایک ٹھوس علمی وتحقیقی کتاب اپنی طرف سے مدون ومرتب کرنے کے مقابلے میں مولانا محترم رحمۃ اللہ علیہ کے پورے ذخیرۂ کتب میں سے عبارتیں نکال کر کوئی کتاب ترتیب دینے کا کام کتنا محنت طلب ہے۔ تفہیم القرآن کی چھے جلدوں کے ساتھ ساتھ مولانا کے وسیع لٹریچر کو ایک خاص نقطہ نظر سے پڑھنا، تمام احادیث کے متون، تراجم، تشریحات اور فقہی مسائل کی الگ الگ نشان زدگی، پھر اس کی تشریح کے لیے مفید مطلب مناسب و موزوں عبارات پر نشان لگانا، ان کی نقول تیار کرنا اور سب سے آخر میں ان کی بہ اعتبارِ ابواب وفصول ترتیب اور ان کی عنوان بندی، یہ سارا کام اتنا صبر آزما تھا کہ بار بار دامن ہمت تار تار ہوجانے کا اندیشہ لاحق ہوتا رہا۔ مگر ایسے مواقع پر فضل ایزدی نے ڈھارس بندھائی اور کام جاری رہا۔ الحمدللہ آج اس کاوش اور سعی وجہد کا ثمرہ آپ کے سامنے ہے۔

تالیف وتدوین کا یہ کام اپنی نوعیت اور اہمیت کے اعتبار سے جتنا اہم اور عظیم ہے، اپنے حجم کے لحاظ سے اُسی قدر ضخیم بھی۔ مولانا کی تصانیف میں سے انتخاب کر کے جو مواد نقل کیا گیا، وہ سیکڑوں نہیں بل کہ ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں وہ تمام احادیث جمع کی گئی ہیں، جنھیں مولانا محترم نے اپنے پورے لٹریچر میں استعمال کیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اسے نقل کرنے سے پہلے پورے کا پورا لٹریچر ایک خاص نقطہ نظر سے پڑھا گیا، مفید مطلب عبارات پر نشان لگایا گیا اور واضح کیا گیا کہ یہ حدیث کا متن ہے اور یہ اس کا ترجمہ وتشریح۔ جن احادیث سے فقہی مسائل استنباط کیے گئے، ان پر الگ نشان لگایا گیا، متنِ حدیث کی بجائے کہیں محض ترجمہ ملا تو اسے بھی نکال لیا گیا۔

اس کام کی تکمیل پر کس قدر محنت کی گئی یا کتنی عرق ریزی سے یہ کام انجام پایا؟ اس کا صحیح اندازہ صرف انہیں کو ہوسکتا ہے، جنہوں نے کبھی اس وادیٔ پرخار میں قدم رکھا ہو۔ مولانا محترم نے زیادہ تر مقامات پر احادیث نقل کرتے وقت صرف اتنا کہہ دیا ہے کہ فلاں حدیث بخاری ومسلم میں ہے یا متفق علیہ یا ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے۔ اسی طرح احادیث کی دوسری کتب کے حوالے بھی دیے ہیں، مگر بخاری ومسلم نے اس حدیث کو کس کتاب میں، کس فصل یا باب میں اور کس عنوان کے تحت یا کتاب کے کس صفحے پر روایت کیا ہے؟ اس کا التزام کم ہی کیا جاسکا ہے۔ پھر مولانا محترم نے اکثر

مقامات پر حدیث کا صرف اتنا ہی جز نقل کیا ہے جتنا انہیں اس مقام کے لحاظ سے استشہاد کے لیے مطلوب تھا۔ پوری حدیث نقل نہیں کی اور پوری سند تو بہت ہی کم نقل ہو سکی ہے۔

اس نقل شدہ مواد کو ایک مفید کتاب کی صورت میں مرتب و مدون کرنے کے لیے ان تمام نقل شدہ احادیث کی سندیں شامل کی گئیں۔ جہاں حدیث کا ایک جز و استعمال کیا گیا، وہ پوری حدیث مع سند نقل کی گئی تا کہ قاری یہ جان سکے کہ یہ کس حدیث کا جز و ہے یا کس محدث نے اپنی کس کتاب اور اس کتاب کے کس باب یا فصل میں اور کس عنوان کے تحت روایت کیا ہے وغیرہ اور حدیث کے بارے میں محدث کی محدثانہ رائے کہ یہ حدیث کس درجے کی ہے، صحیح، حسن یا ضعیف وغیرہ بھی درج کی گئی ہے۔ مزید برآں ایسی احادیث بھی شامل کی گئی ہیں، جو ان کے مفہوم کی تائید کرتی ہیں، جنہیں مویدات کہہ سکتے ہیں۔ اس مفید اضافے سے اصل مواد کی ضخامت تو واقعۃً بڑھ گئی مگر فوائد میں بے حساب اضافہ بھی ہوا ہے۔

حدیث کی تخریج کے لیے جو اصول پیش نظر رکھا گیا ہے وہ یہ ہے:

سب سے پہلے حدیث کو (بخاری و مسلم) میں تلاش کیا گیا۔ اگر وہ ان میں مل گئی اور دونوں کے الفاظ بھی یکساں ملے تو اس صورت میں سند اور متن حدیث صحیح بخاری کا لیا گیا اور حوالے میں متفق علیہ درج کیا گیا ہے۔ اگر صحیحین کی روایت میں معنوی یکسانی تو موجود ہے مگر لفظی اختلاف ہے تو اس صورت میں بھی سند اور متن حدیث صحیح بخاری کا لیا گیا ہے اور صحیح مسلم کا اختلاف اور فرق الگ سے واضح کر دیا گیا ہے۔ اگر مولانا محترم نے خود ہی صحیح مسلم کی روایت لی ہے تو پھر اصل متن اسی روایت کو قرار دیا گیا ہے اور صحیح بخاری کی روایت میں جو اختلاف ہے، اسے واضح کر کے اس کا حوالہ دیا ہے اور اگر مولانا نے صحیحین کے علاوہ باقی کتب اربعہ یعنی سنن ابی داوٗد، ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں سے کسی کا حوالہ دیا ہے اور وہ حدیث صحیحین میں سے کسی ایک میں بھی قدرے لفظی اختلاف یا فرق کے ساتھ موجود ہے تو اس صورت میں اصل ماخذ بیان کرنے کے بعد صحیحین کا حوالہ اور فرق و اختلاف بھی درج کرنے کی محتاط کوشش کی گئی ہے۔ اگر کوئی حدیث صحیحین میں نہ ملی تو پھر ابوداوٗد کی روایت کو ترجیحاً نقل کیا گیا ہے۔ اگر ابوداوٗد اور دیگر کتب میں بھی کوئی حدیث موجود ہے تو اصل متن کے طور پر ابوداوٗد کی روایت درج کی گئی ہے اور باقی ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ اور دیگر کتب کے حوالے درج کیے گئے ہیں۔ حوالوں کے بارے میں میری یہ کوشش رہی ہے کہ حتی الوسع ایک حدیث کے زیادہ سے زیادہ ممکن الحصول ماخذ و مصادر درج کیے جائیں۔ اصل کتب ماخذ جتنی مجھے دستیاب ہو سکیں، ان سب کے حوالے دینے کی بساط بھر کوشش کی ہے۔ تخریج مواد، اس کو نقل کرنے، عبارات پر اعراب لگانے اور اضافہ شدہ عربی عبارات کا ترجمہ کرنے کے بعد نقل شدہ مواد کی روشنی میں اسے ایک کتابی صورت میں لانے کے لیے اس کی پہلے ابواب بندی کی گئی اور پھر انہیں فصول اور مختلف عناوین کے تحت تقسیم کیا گیا، پھر ذیلی عنوانات قائم کیے گئے۔ بعد ازاں حوالے جات اور احادیث کے نمبر لگائے گئے اور ان حوالوں کو اپنے اپنے مقام پر درج کیا گیا تا کہ قاری کو اگر کسی عبارت کے اصل ماخذ کی ضرورت محسوس ہو تو وہ بغیر کسی دشواری اور پریشانی کے اصل ماخذ سے رجوع کر سکے۔

آخر میں بارگاہِ رب العزت میں دست بہ دعا ہوں کہ اس کام کو اللہ تعالیٰ کے حضور شرف قبول حاصل ہو اور یہ مولانا محترم کے لیے بلندی درجات کا باعث بنے۔

وما توفیقی الا باللہ

خاکسار

عبدالوکیل علوی

كتاب المعاشرة

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ

وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ (الحشر:۷)

’’جو کچھ رسُولؐ تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے تم کو

روک دے اس سے رُک جاؤ۔‘‘

فصل:۱

نکاح کی ترغیب وتاکید

۱ ۔ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ.

''نکاح میری سنت ہے۔''

تخریج:‹۱›حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْھَرِ، ثَنَا آدَمُ، ثَنَا عِیْسٰی بْنُ مَیْمُوْنٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَۃَ، قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ، فَمَنْ لَّمْ یَعْمَلْ بِسُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّی، وَتَزَوَّجُوْا، فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ، وَمَنْ کَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْیَنْکِحْ وَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَعَلَیْہِ بِالصِّیَامِ، فَاِنَّ الصَّوْمَ لَہٗ وِجَآءٌ.(۱)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نکاح میری سنت ہے، پس جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ شادیاں کرو، میں (قیامت کے روز) تمہاری کثرت کی وجہ سے فخر کروں گا۔ اور جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اسے نکاح کرنا چاہیے اور جسے اس کی استطاعت نہ ہو اسے اپنے اوپر روزہ لازم کر لینا چاہیے (روزہ رکھنا چاہیے) اس لیے کہ روزہ ڈھال ہے (گناہوں سے بچنے کا)۔

—— فِی الزَّوَائِدِ : اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ لِاِتِّفَاقِھِمْ عَلٰی ضُعْفِ عِیْسٰی بْنِ مَیْمُوْنِ الْمَدِیْنِیِّ، لٰکِنَّ لَہٗ شَاھِدٌ صَحِیْحٌ۔

‹۲› عَنْ عُبَیْدِ بْنِ سَعْدٍ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ اَحَبَّ فِطْرَتِیْ فَلْیَسْتَنَّ بِسُنَّتِیْ، وَمِنْ سُنَّتِی النِّکَاحُ.(۲)

ترجمہ : حضرت عبید بن سعد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری فطرت (عادت) کو پسند کیا تو اسے چاہیے میری سنت کو اپنی زندگی کا طریق بنالے، اور میری سنت نکاح ہے۔

حضرت ایوبؓ سے مروی ہے:

‹۳› عَنْ اَیُّوْبَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: مَنِ اسْتَنَّ بِسُنَّتِیْ فَھُوَ مِنِّیْ، وَمِنْ سُنَّتِی النِّکَاحُ.(۳)

ترجمہ : حضرت ایوبؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس شخص نے میری سنت کو راہِ زندگی بنالیا پس وہ مجھ سے ہے، اور میری سنت نکاح ہے۔

لفظ نکاح کے لُغوی اور اصطلاحی معنی

علمائے لغت میں اس امر پر بہت کچھ اختلاف ہوا ہے کہ عربی زبان میں نکاح کے اصل معنی کیا ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ لفظ وطی اور عقد کے درمیان لفظ مشترک ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ ان دونوں میں معنیٰ مشترک ہے۔ تیسرا گروہ کہتا ہے کہ اس کے اصل معنی عقد تزویج کے ہیں اور وطی کے لیے اس کو مجازاً استعمال کیا جاتا ہے۔ چوتھا گروہ کہتا ہے کہ اس کے اصل معنی وطی کے ہیں اور عقد کے لیے مجازًا استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن راغب اصفہانی نے پورے زور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہے کہ ''لفظ نکاح کے اصل معنی عقد ہی کے ہیں۔ پھر یہ لفظ استعارۃً جماع کے لیے استعمال کیا گیا ہے، اور یہ بات محال ہے کہ اس کے اصل معنی جماع کے ہوں اور استعارے کے طور پر اسے عقد کے لیے استعمال کیا گیا ہو۔'' اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ جتنے الفاظ بھی جماع کے لیے عربی زبان میں، یا دنیا کی کسی زبان میں حقیقتاً وضع کیے گئے ہیں، وہ سب فحش ہیں۔ کوئی شریف آدمی کسی مہذب مجلس میں ان کو زبان پر لانا بھی پسند نہیں کرتا۔ اب آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ جو لفظ حقیقتاً اس فعل کے لیے وضع کیا گیا ہو اسے کوئی معاشرہ شادی بیاہ کے لیے مجاز و استعارہ کے طور پر استعمال کرے۔ اس معنی کو ادا کرنے کے لیے تو دنیا کی ہر زبان میں مہذب الفاظ ہی استعمال کیے گئے ہیں نہ کہ فحش الفاظ۔

علمائے احناف بالعموم یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ یہ لفظ حقیقتاً وطی کے لیے اور مجازاً عقد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ احناف کی متفق علیہ رائے نہیں ہے۔ بعض مشائخ حنفیہ اس لفظ کو وطی اور عقد کے درمیان مشترک معنوی بھی قرار دیتے ہیں۔ پھر نکاح کی شرعی تعریف تو ان کے ہاں یہی ہے کہ هُوَ عَقْدٌ يُفِيدُ مِلْكَ الْمُتْعَةِ قَصْدًا يا عَقْدٌ وُضِعَ لِتَمْلِيْكِ مَنَافِعِ الْبِضْعِ۔

میرے نزدیک قرآن وسنت میں نکاح ایک اصطلاحی لفظ ہے، جس سے مراد لازماً عقد تزویج ہی ہے۔ اور جب یہ لفظ مطلقاً استعمال ہوگا تو اس سے مراد عقد ہی لیا جائے گا الا یہ کہ کوئی قرینہ اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ یہاں مراد محض وطی یا عقد مع الوطی ہے۔ رہی وطی بلا عقد تو اس کے لیے لفظ نکاح کے استعمال کا جواز لغت میں تو ہوسکتا ہے لیکن قرآن وسنت میں اس کی کوئی مثال میرے علم میں نہیں ہے۔ (رسائل ومسائل چہارم، عام مسائل: لفظ نکاح...)

نکاح کی تاکید

۲۔ عَلَيْكُمْ بِالْبَاءَ ةِ فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمُ الْبَاءَ ةَ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ وَاَنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَآءٌ. (بخاری)

''تم کو نکاح کرنا چاہیے، کیونکہ وہ آنکھوں کو بدنظری سے روکنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے کی بہترین تدبیر ہے۔ اور جو شخص تم میں سے نکاح کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھے، کیونکہ روزہ شہوت کو دبانے والا ہے۔''

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَااَبُوْ اَحْمَدَ، نَاسُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ،

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ یَزِیْدَ، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَابٌ لَانَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ وَقَالَ: یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ عَلَیْکُمْ بِالْبَاءَ ۃِ، فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمُ الْبَاءَ ۃَ، فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّ الصَّوْمَ لَہٗ وِجَآءٌ.(٤) (ھذا حدیث حسن صحیح)

〈۲〉 اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَۃَ، قَالَ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا یُوْنُس عَنْ اَبِیْ مَعْشَرٍ، عَنْ اِبْرَاھِیْمَ، عَنْ عَلْقَمَۃَ، قَالَ: کُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَھُوَ عِنْدَ عُثْمَانَؓ فَقَالَ عُثْمَانُ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی فِتْیَۃٍ قَالَ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ: فَلَمْ اَفْھَمْ فِتْیَۃً کَمَا اَرَدْتُّ، فَقَالَ: مَنْ کَانَ مِنْکُمْ ذَا طَوْلٍ، فَلْیَتَزَوَّجْ، فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَا، فَالصَّوْمُ لَہٗ وِجَآءٌ.(٥)

〈۳〉 حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ، قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُمَارَۃُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَۃَ وَالْاَسْوَدِ عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَیْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَ ۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ، فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ، فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ، فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَآءٌ.(٦)

۳۔ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقَاکُمْ لَہٗ لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ. (بخاری)

’’بخدا میں خدا سے ڈرنے اور اس کی ناراضی سے بچنے میں تم سب سے بڑھ کر ہوں۔ مگر مجھے دیکھو کہ میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور راتوں کو سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، یہ میرا طریقہ ہے، اور جو میرے طریقے سے اجتناب کرے، اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔‘‘ (پردہ، باب ۱۰: نکاح)

تخریج : حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مَرْیَمَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ اَبِیْ حُمَیْدِنِ الطَّوِیْلُ اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسَ ابْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ: جَآءَ ثَلَاثَۃُ رَھْطٍ اِلٰی بُیُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ، یَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَۃِ النَّبِیِّ ﷺ، فَلَمَّا اُخْبِرُوْا کَاَنَّھُمْ تَقَالُّوْھَا، فَقَالُوْا: وَاَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ قَدْغُفِرَ لَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ اَحَدُھُمْ: اَمَّا اَنَا، فَاِنِّیْ اُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدًا، وَقَالَ اٰخَرُ: اَنَا اَصُوْمُ الدَّھْرَ وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ اٰخَرُ: وَاَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلَیْھِمْ فَقَالَ: اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَکَذَا؟ اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقَاکُمْ لَہٗ، لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ، فَلَیْسَ مِنِّیْ.(٧)

تشریح : ان تمام احکامات وہدایات شریعت کا منشا یہ ہے کہ صنفی انتشار کے تمام دروازے مسدود کیے جائیں، زوجی تعلقات کو دائرہ ازدواج کے اندر محدود کیا جائے۔ اس دائرہ کے باہر جس حد تک ممکن ہو کسی قسم کی صنفی تحریکات نہ ہوں، اور جو

تحریکات خود طبیعت کے اقتضا یا اتفاقی حوادث سے پیدا ہوں ان کی تسکین کے لیے ایک مرکز بنا دیا جائے۔ عورت کے لیے اس کا شوہر اور مرد کے لیے اس کی بیوی۔ تا کہ انسان تمام غیر طبعی اور خود ساختہ ہیجانات اور انتشارِ عمل سے بچ کر اپنی مجتمع قوت (Conservated Energy) کے ساتھ نظامِ تمدن کی خدمت کرے اور وہ صنفی محبت اور کشش کا مادہ جو اللہ تعالیٰ نے اس کارخانہ کو چلانے کے لیے ہر مرد و عورت میں پیدا کیا ہے، تمام تر ایک خاندان کی تخلیق اور اس کے استحکام میں صرف ہو۔ ازدواج ہر حیثیت سے پسندیدہ ہے، کیونکہ وہ فطرت انسانی اور فطرتِ حیوانی دونوں کے منشا اور قانونِ الٰہی کے مقصد کو پورا کرتا ہے۔ اور ترکِ ازدواج ہر حیثیت سے ناپسندیدہ، کیونکہ وہ دو برائیوں میں سے ایک برائی کا حامل ضرور ہوگا، یا تو انسان قانون فطرت کے منشا کو پورا ہی نہ کرے گا اور اپنی قوتوں کو فطرت سے لڑنے میں ضائع کر دے گا یا پھر وہ اقتضائے طبیعت سے مجبور ہو کر غلط اور ناجائز طریقوں سے اپنی خواہشات کو پورا کرے گا۔ (پردہ، باب ۱۰: نکاح)

رہبانیت اور قطع لذات کی ممانعت

٤۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ کو معلوم ہوا کہ بعض صحابیوں نے عہد کیا ہے کہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھیں گے، راتوں کو بستر پر نہ سوئیں گے، بلکہ جاگ جاگ کر عبادت کرتے رہیں گے، گوشت اور چکنائی استعمال نہ کریں گے، عورتوں سے واسطہ نہ رکھیں گے۔ اس پر آپ نے ایک خطبہ دیا جس میں فرمایا مجھے ایسی باتوں کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ تمہارے نفس کے بھی تم پر حقوق ہیں، روزہ بھی رکھو اور کھاؤ پیو بھی، راتوں کو قیام بھی کرو اور سوؤ بھی۔ مجھے دیکھو! میں سوتا بھی ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں، روزے رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا، گوشت بھی کھاتا ہوں اور گھی بھی پس جو میرے طریقے کو پسند نہیں کرتا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ فرمایا یہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو اور اچھے کھانوں کو اور خوشبو اور نیند اور دنیا کی لذتوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ میں نے تمہیں یہ تعلیم نہیں دی ہے کہ تم راہب اور پادری بن جاؤ۔ میرے دین میں نہ عورتوں اور گوشت سے اجتناب اور نہ گوشہ گیری و عزلت نشینی ہے۔ ضبط نفس کے لیے میرے ہاں روزہ ہے۔ رہبانیت کے سارے فائدے یہاں جہاد سے حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، حج اور عمرہ کرو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو۔ تم سے پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے وہ اس لیے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے اپنے اوپر سختی کی، اور جب انہوں نے خود اپنے اوپر سختی کی تو اللہ نے بھی ان پر سختی کی۔ یہ انہی کے بقایا ہیں جو تم کو صومعوں اور خانقاہوں میں نظر آتے ہیں۔

تخریج:〈۱〉 فَقَدْ رُوِیَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَلَسَ یَوْمًا، فَذَکَّرَ النَّاسَ وَوَصَفَ الْقِیَامَۃَ فَرَقَّ النَّاسُ وَبَکَوْا، وَاجْتَمَعَ عَشَرَۃٌ مِنَ الصَّحَابَۃِؓ فِیْ بَیْتِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنِ الْجُمَحِیِّ وَھُمْ: عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ وَاَبُوْبَکْرٍؓ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَاَبُوْذَرٍّ الْغِفَارِیُّ، وَسَالِمٌ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَۃَ، وَعَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عُمَرَ، وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ، وَسَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ، وَمَعْقِلُ بْنُ مُقَرِّنٍ وَصَاحِبُ الْبَیْتِ، وَاتَّفَقُوْا عَلٰی اَنْ یَّصُوْمُوا النَّھَارَ وَیَقُوْمُوا اللَّیْلَ وَلَایَنَامُوْا عَلَی الْفُرُشِ، وَلَایَاْکُلُوا اللَّحْمَ، وَلَا الْوَدَکَ،

وَلَایَقْرَبُوا النِّسَآءَ، وَالطِّیبَ، وَیَلْبَسُوا الْمَسُوحَ، وَیَرْفُضُوا الدُّنْیَا، وَیَسِیحُوا فِی الْاَرْضِ وَھَمَّ بَعْضُھُمْ اَنْ یَّجُبَّ مَذَاکِیْرَہٗ فَبَلَغَ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَاَتٰی دَارَعُثْمَانَ فَلَمْ یُصَادِفْہُ، فَقَالَ لِاِمْرَأَتِہٖ اُمِّ حَکِیْمٍ:

اَحَقٌّ مَا بَلَغَنِیْ عَنْ زَوْجِکِ وَاَصْحَابِہٖ؟ فَکَرِھَتْ اَنْ تُنْکِرَ اِذْ سَأَلَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، وَکَرِھَتْ اَنْ تُبْدِیَ عَلٰی زَوْجِھَا، فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ کَانَ اَخْبَرَکَ عُثْمَانُ فَقَدْ صَدَقَکَ، وَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَلَمَّادَخَلَ عُثْمَانُ، فَاَخْبَرَتْہُ بِذٰلِکَ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ھُوَ وَ اَصْحَابُہٗ، فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ لَھُمْ: اُنْبِئْتُ اَنَّکُمْ اتَّفَقْتُمْ عَلٰی کَذَا وَکَذَا، قَالَ: نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَااَرَدْنَا اِلَّا الْخَیْرَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ لَمْ اُوْمَرْ بِذٰلِکَ ثُمَّ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ: اِنَّ لِاَنْفُسِکُمْ عَلَیْکُمْ حَقًّا فَصُوْمُوْا، وَاَفْطِرُوْا، وَقُوْمُوْا، وَنَامُوْا، فَاِنِّیْ اَقُوْمُ وَاَنَامُ وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ، وَاٰکُلُ اللَّحْمَ وَالدَّسَمَ، وَاٰتِی النِّسَآءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ، ثُمَّ جَمَعَ النَّاسَ وَخَطَبَھُمْ، فَقَالَ: مَابَالُ اَقْوَامٍ حَرَّمُوْا النِّسَآءَ، وَالطَّعَامَ، وَالطِّیبَ، وَالنَّوْمَ، وَشَھَوَاتِ الدُّنْیَا، اَمَّا اِنِّیْ لَسْتُ آمُرُکُمْ اَنْ تَکُوْنُوْا قِسِّیْسِیْنَ وَرُھْبَانًا، فَاِنَّہٗ لَیْسَ فِیْ دِیْنِیْ تَرْکُ اللَّحْمِ وَالنِّسَآءِ، وَلَا اتِّخَاذُ الصَّوَامِعِ، وَاِنَّ سِیَاحَۃَ اُمَّتِی الصَّوْمُ، وَرَھْبَانِیَّتَھُمُ الْجِھَادُ، اُعْبُدُوا اللّٰہَ تَعَالٰی وَلَاتُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا، وَحَجُّوْا، وَاعْتَمِرُوْا، وَاَقِیْمُوا الصَّلاۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ، وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ، وَاسْتَقِیْمُوْا یَسْتَقِمْ لَکُمْ، فَاِنَّمَا ھَلَکَ مَنْ قَبْلَکُمْ بِالتَّشْدِیْدِ شَدَّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ فَشَدَّدَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ فَاُولٰٓئِکَ بَقَایَاھُمْ فِی الدِّیَارِ وَالصَّوَامِعِ.(۸)

﴿۲﴾حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ اَبِیْ حُمَیْدٍ نِالطَّوِیْلُ، اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ، یَقُوْلُ: جَآءَ ثَلَاثَۃُ رَھْطٍ اِلٰی بُیُوْتِ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا، کَاَنَّھُمْ تَقَالُّوْھَا، فَقَالُوْا: وَاَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ اَحَدُھُمْ: اَمَّا اَنَا فَاِنِّیْ اُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدًا، وَقَالَ اٰخَرُ: اَنَااَصُوْمُ الدَّھْرَ وَلَااُفْطِرُ، وَقَالَ اٰخَرُ: وَاَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا. فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلَیْھِمْ، فَقَالَ : اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَکَذَا؟اَمَا وَاللّٰہِ! اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقَاکُمْ لَہٗ، لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ، وَاُفْطِرُ، وَاُصَلِّیْ، وَاَرْقُدُ، وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ.(۹)

مسلم نے حضرت انس سے مروی روایت کے الفاظ مندرجہ ذیل نقل کیے ہیں:

﴿۳﴾ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَفَرًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ سَاَلُوْا اَزْوَاجَ النَّبِیِّ ﷺ عَنْ عَمَلِہٖ فِی السِّرِّ، فَقَالَ بَعْضُھُمْ:لَااَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، وَقَالَ بَعْضُھُمْ: لَااٰکُلُ اللَّحْمَ، وَقَالَ بَعْضُھُمْ: لَااَنَامُ عَلٰی فِرَاشٍ،

فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ فَقَالَ : مَابَالُ اَقْوَامٍ قَالُوْا کَذَا وَکَذَا؟ لٰکِنِّیْ اُصَلِّیْ، وَاَنَامُ، وَاَصُوْمُ، وَاُفْطِرُ، وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ، فَلَیْسَ مِنِّیْ.(۱۰)

تشریح : یہاں دو باتیں بیان ہوئی ہیں۔ایک یہ کہ خود حلال وحرام کے مختار نہ بن جاؤ۔حلال وہی ہے جو اللہ نے حلال کیا اور حرام وہی ہے جو اللہ نے حرام کیا۔اپنے اختیار سے کسی حلال کو حرام کرو گے تو قانون الٰہی کے بجائے قانون نفس کے پیرو قرار پاؤ گے۔دوسری بات یہ کہ عیسائی راہبوں، ہندو جوگیوں، بدھ مذہب کے بھکشوؤں اور اشراقی متصوفین کی طرح رہبانیت اور قطع لذات کا طریقہ اختیار نہ کرو۔مذہبی ذہنیت کے نیک مزاج لوگوں میں ہمیشہ سے یہ میلان پایا جاتا رہا ہے کہ نفس وجسم کے حقوق ادا کرنے کو وہ روحانی ترقی میں مانع سمجھتے ہیں، اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا، اپنے نفس کو دنیوی لذتوں سے محروم کرنا اور دنیا کے سامان زیست سے تعلق توڑنا بجائے خود ایک نیکی ہے اور خدا کا تقرب اس کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔صحابہ کرام میں بھی بعض لوگ ایسے تھے جن کے اندر یہ ذہنیت پائی جاتی تھی۔

اسی سلسلے میں بعض روایات سے یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ ایک صحابی کے متعلق نبی ﷺ نے سنا کہ وہ ایک مدت سے اپنی بیوی کے پاس نہیں گئے ہیں اور شب وروز عبادت میں مشغول رہتے ہیں تو آپ نے بلا کر ان کو حکم دیا کہ ابھی اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔انہوں نے کہا میں روزے سے ہوں، آپؐ نے فرمایا روزہ توڑ دو اور جاؤ۔حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک خاتون نے شکایت پیش کی کہ میرے شوہر دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادت کرتے ہیں اور مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔حضرت عمرؓ نے مشہور تابعی بزرگ، کعب بن سور الازدی کو ان کے مقدمہ کی سماعت کے لیے مقرر کیا اور انہوں نے فیصلہ دیا کہ اس خاتون کے شوہر کو تین راتوں کے لیے اختیار ہے کہ جتنی چاہیں عبادت کریں مگر چوتھی رات لازماً ان کی بیوی کا حق ہے۔

(تفہیم القرآن، ج۱، المائدہ، حاشیہ:۱۰۴)

ہر انسان پر اس کے نفس کا حق

۵ ۔ لِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ.

”تیرے اوپر خود تیرے اپنے بھی حقوق ہیں۔“

تخریج : حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوالْعُمَیْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ، عَنْ اَبِیْہِ، قَالَ: اٰخَی النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَآءِ مُتَبَذِّلَۃً، فَقَالَ لَھَا: مَاشَانُکِ؟ قَالَتْ: اَخُوْکَ اَبُوالدَّرْدَآءِ لَیْسَ لَہٗ حَاجَۃٌ فِی الدُّنْیَا فَجَآءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ، فَصَنَعَ لَہٗ طَعَامًا، فَقَالَ: کُلْ، فَاِنِّیْ صَائِمٌ، قَالَ: مَا اَنَا بِاٰکِلٍ حَتّٰی تَاْکُلَ، فَاَکَلَ، فَلَمَّا کَانَ اللَّیْلُ ذَھَبَ اَبُوالدَّرْدَآءِ یَقُوْمُ، فَقَالَ: نَمْ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَھَبَ یَقُوْمُ، فَقَالَ: نَمْ، فَلَمَّا کَانَ مِنْ

اٰخِرِ اللَّيْلِ، قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الاٰنَ، فَصَلَّيَا، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ، اِنَّ لِرَبِّکَ عَلَيْکَ حَقًّا، وَلِنَفْسِکَ عَلَيْکَ حَقًّا، وَلاَهْلِکَ عَلَيْکَ حَقًّا، فَاَعْطِ كُلَّ ذِىْ حَقٍّ حَقَّهٗ، فَاَتَى النَّبِىَّ ﷺ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَهٗ، فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ صَدَقَ سَلْمَانُ.(۱۱)

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء کے مابین مواخاۃ کرائی (ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا) ایک روز سلمان ابوالدرداء سے ملاقات کے لیے گئے تو ام الدرداء کو دیکھا کہ وہ پرانے بوسیدہ لباس پہنے ہوئے خستہ حال بیٹھی ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا حال ہے تمہارا؟ (ایسی حالت کیوں ہے) انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابوالدرداء کو تو دنیا سے کوئی دلچسپی ولگاؤ ہی نہیں۔ اتنے میں ابوالدرداء بھی آ گئے۔ انہوں نے مہمان بھائی کے لیے کھانا تیار کیا اور ان سے کہا کہ آپ کھائیں، میں تو روزے سے ہوں۔ سلمان نے کہا کہ جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا، چنانچہ انہوں نے کھانا کھالیا۔ جب رات ہوئی تو ابوالدرداء نفل ادا کرنے کھڑے ہو گئے، سلمان نے انہیں کہا کہ ابھی سو جاؤ، تو وہ سو گئے۔ کچھ دیر بعد پھر نوافل پڑھنے کھڑے ہوئے تو پھر سلمان نے کہا کہ ابھی سو جاؤ۔ جب رات کا آخری حصہ آیا تو سلمان نے ابوالدرداء سے کہا کہ اب اٹھ کھڑے ہو، چنانچہ دونوں نے نوافل ادا کیے۔ پھر سلمان نے ابوالدرداء سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم پر تمہارے رب کا حق ہے اور تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا بھی تم پر حق ہے لہٰذا ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرو۔ ابوالدرداء نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیش آمدہ واقعہ سنایا، آپ نے فرمایا سلمان نے سچ کہا ہے۔

تشریح: اسلامی شریعت چونکہ انسان کی فلاح و بہبود چاہتی ہے، اس لیے وہ اس کو خبردار کرتی ہے کہ تیرے اوپر خود تیرے اپنے بھی حقوق ہیں۔ وہ ان تمام چیزوں سے اس کو روکتی ہے جو اس کو نقصان پہنچانے والی ہیں مثلاً شراب، تاڑی، افیون اور دوسری نشہ آور چیزیں، سؤر کا گوشت، درندے اور زہریلے جانور، ناپاک حیوانات، خون اور مردار جانور وغیرہ، کیونکہ انسان کی صحت اور اخلاق اور عقلی و روحانی قوتوں پر ان چیزوں کا بہت برا اثر ہوتا ہے۔ ان کے مقابلہ میں وہ پاک اور مفید چیزوں کو اس کے لیے حلال کرتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ تو اپنے جسم کو پاک غذاؤں سے محروم نہ کر کیوں کہ تیرے جسم کا تیرے اوپر حق ہے۔ وہ اس کو ننگا رہنے سے روکتی ہے اور اسے حکم دیتی ہے کہ خدا نے تیرے جسم کے لیے جو زینت لباس اتاری ہے اس سے فائدہ اٹھا، اور اپنے جسم کے ان حصوں کو ڈھانک رکھ جنہیں کھولنا بے شرمی ہے۔

وہ اس کو روزی کمانے کا حکم دیتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ بیکار نہ بیٹھ، بھیک نہ مانگ، بھوکا نہ مر۔ خدا نے جو قوتیں تجھے دی ہیں ان سے کام لے اور جس قدر ذرائع زمین و آسمان میں تیری پرورش اور آسایش کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، ان کو جائز طریقوں سے حاصل کر۔

وہ اس کو نفسانی خواہشات کے دبانے سے روکتی ہے اور اسے حکم دیتی ہے کہ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے نکاح کر۔ وہ اس کو نفس کشی سے منع کرتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ تو آرام و آسایش اور زندگی کے لطف کو اپنے اوپر حرام نہ

کرلے۔ اگر تو روحانی ترقی اور خدا سے قربت اور آخرت کی نجات چاہتا ہے تو اس کے لیے دنیا چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ اسی دنیا میں پوری اور پکی دینداری کرتے ہوئے خدا کو یاد کرنا اور اس کی نافرمانی سے ڈرنا اور اس کے بنائے ہوئے قوانین کی پیروی کرنا دنیا اور آخرت کی تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔

وہ خودکشی کو حرام کرتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ تیری جان دراصل خدا کی ملکیت ہے اور یہ امانت تجھے اس لیے دی گئی ہے کہ تو خدا کی مقرر کی ہوئی مدت تک اس سے کام لے، نہ اس لیے کہ اس کو ضائع کردے۔ (دینیات، باب ہفتم: نفس...)

وہ تین آدمی جن کی مدد اللہ کے ذمہ ہے

٦۔ ثَلٰثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ، اَلنَّاكِحُ يُرِيْدُ الْعَفَافَ، وَالْمُكَاتِبُ يُرِيْدُ الْاَدَاءَ، وَالْغَازِىْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،

''حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا، تین آدمی ہیں جن کی مدد اللہ کے ذمے ہے۔ ایک وہ شخص جو پاکدامن رہنے کے لیے نکاح کرے، دوسرے وہ مکاتب جو مال کتابت ادا کرنے کی نیت رکھے، تیسرے وہ شخص جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے۔'' (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد)

تخریج: ‹۱› حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيْدِ نِ الْمَقْبُرِىِّ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ ﷺ: ثَلَاثَةٌ، حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ، اَلْمُجَاهِدُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُكَاتِبُ الَّذِىْ يُرِيْدُ الْاَدَاءَ، وَالنَّاكِحُ الَّذِىْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ.(۱۲) (هذا حديث حسن)

‹۲› اَخْبَرَنَا اَبُوْطَاهِرِ نِ الْفَقِيْهُ، اَنْبَأَ عَلِىُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُعَاوِيَةَ النَّيْسَابُوْرِىُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ وَارِهٍ، حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ الْوَازِعِ، حَدَّثَنِىْ جَدِّىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَازِعِ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِىِّ، عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُعِيْنَهُ، وَاَنْ يُّبَارِكَ لَهُ، مَنْ سَعٰى فِىْ فِكَاكِ رَقَبَتِهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُعِيْنَهُ، وَاَنْ يُّبَارِكَ لَهُ، وَمَنْ تَزَوَّجَ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُعِيْنَهُ، وَاَنْ يُّبَارِكَ لَهُ، وَمَنْ اَحْيَا اَرْضًا مَيْتَةً ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُعِيْنَهُ وَاَنْ يُّبَارِكَ لَهُ.(۱۳)

دنیا و آخرت کی ساری بھلائی ـــــ نیک و فرمانبردار بیوی

۷۔ اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِيَهُنَّ فَقَدْ اُعْطِىَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ قَلْبًا شَاكِرًا وَّلِسَانًا ذَاكِراً وَّبَدَنًا عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرًا وَزَوْجَةً لَا تَبْغِيْهِ خَوْنًا فِىْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ. (الطبرانى فى الكبير والاوسط)

''چار چیزیں ہیں کہ جس کو وہ دی گئیں اسے دنیا اور آخرت کی ساری بھلائی دے دی گئی۔ ایک وہ دل کہ خدا جو کچھ دے اس پر وہ شکر ادا کرے۔ دوسرے وہ زبان جو خدا کا ذکر کرنے والی ہو۔ تیسرے وہ بدن جو مصیبتوں کے مقابلے میں ٹھہرنے کی قوت رکھتا ہو۔ چوتھے وہ بیوی جو شوہر کے مال اور اپنی عصمت میں کسی خیانت کی طرف مائل نہ ہو۔'' (الطبرانی)

تخریج : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِیَهُنَّ فَقَدْ اُعْطِیَ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ، قَلْبًا شَاكِرًا وَلِسَانًا ذَاكِرًا، وَبَدَنًا عَلَی الْبَلَاءِ صَابِرًا، وَزَوْجَةً لَاتَبْغِیْهِ خَوْنًا فِیْ نَفْسِهَا وَلَامَالِهٖ. (۱٤)

۸۔ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّلْقَی اللّٰهَ طَاهِرًا مُّطَهَّرًا فَلْیَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ.

''جو کوئی اللہ سے پاک صاف ملنا چاہتا ہو اسے شریف عورتوں سے شادی کرنی چاہیے۔'' (ابن ماجہ)

تخریج : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَا سَلَّامُ بْنُ سَوَّارٍ، ثَنَا كَثِیْرُ بْنُ سُلَیْمٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ اَرَادَ اَنْ یَلْقَی اللّٰهَ طَاهِرًا مُطَهَّرًا فَلْیَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ. (۱٥)

۹۔ لَا تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ فَعَسٰی حُسْنُهُنَّ اَنْ یُّرْدِیَهُنَّ وَلَا تَزَوَّجُوْهُنَّ لِاَمْوَالِهِنَّ فَعَسٰی اَمْوَالُهُنَّ اَنْ تُطْغِیَهُنَّ وَلٰكِنْ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَی الدِّیْنِ. فَلَاَمَةٌ خَرْقَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِیْنٍ اَفْضَلُ. (ابن ماجه)

''عورتوں سے ان کے حسن کی خاطر شادیاں نہ کرو۔ اور تم ان کے مال و دولت کی خاطر بھی شادیاں نہ کرو، ہوسکتا ہے کہ ان کے اموال ان کو سرکش بنا دیں، تم کو ان میں جو چیز دیکھنی چاہیے وہ دین ہے۔ ایک کالی کلوٹی کم عقل لونڈی بھی اگر دیندار ہو تو وہ دوسری عورتوں سے افضل ہے۔''

تخریج : حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَیْبٍ، ثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِیُّ، وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْاِفْرِیْقِیِّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ یَزِیْدَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَزَوَّجُوا النِّسَآءَ لِحُسْنِهِنَّ، فَعَسٰی حُسْنُهُنَّ اَنْ یُرْدِیَهُنَّ، وَلَاتَزَوَّجُوْهُنَّ لِاَمْوَالِهِنَّ فَعَسٰی اَمْوَالُهُنَّ اَنْ تُطْغِیَهُنَّ، وَلٰكِنْ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَی الدِّیْنِ. فَلَاَمَةٌ خَرْقَاءُ سَوْدَاءُ، ذَاتُ دِیْنٍ اَفْضَلُ. (۱٦)

تشریح : اسی قسم کی بہت سی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں نکاح کی اہمیت صرف ایک تمدنی ضرورت کو پورا کرنے ہی کے لیے نہیں ہے، بلکہ سب سے بڑا مقصد تحصین نفس اور طہارتِ اخلاق اور تہذیبِ اسلامی کا فروغ اور خالص مسلمان نسلیں پیدا کرنا ہے۔ اور ان اغراض کے لیے صرف یہی کافی نہیں ہے کہ مسلمان نکاح کریں۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے نکاح ایسی عورتوں سے ہوں جو مسلمان ہوں، دین دار ہوں، شریف اور باعصمت ہوں، کیوں کہ ایک صالح اسلامی سوسائٹی ایسے ہی مردوں اور عورتوں کے ازدواج سے وجود میں آسکتی ہے، اور ایک صالح مسلمان نسل ایسی ہی ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوسکتی ہے۔ (تفہیمات دوم، نکاح کتابیہ: نکاح کے...)

تجرّد کی حوصلہ شکنی اور کثرتِ تعداد کی ترغیب

۱۰۔ ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ عکّاف بن وداعۃ الہلالی سے پوچھا، کیا تمہاری شادی ہوچکی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا، لونڈی بھی نہیں؟ انہوں نے کہا، نہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تم تندرست اور خوشحال ہو؟ انہوں نے عرض کیا، ہاں! آپ نے فرمایا ''تب تو تم شیطان کے بھائیوں میں سے ہو یا عیسائیوں میں سے۔ اگر تم ہماری جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہو، تو وہی کرو جو ہم کرتے ہیں اور ہمارے طریقوں میں سے ایک نکاح بھی ہے۔ تم میں بدترین لوگ وہ ہیں جو مجرّد رہتے ہیں اور تمہارے مرنے والوں میں بدترین وہ ہیں جو مجرّد مرتے ہیں۔''

تخریج : عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ بِشْرِ الْمَازِنِيِّ، قَالَ جَآءَ عَكَّافُ بْنُ وَدَاعَةَ الْهِلَالِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَا عَكَّافُ! اَلَکَ زَوْجَةٌ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: وَلَاجَارِيَةٌ؟ قَالَ لَا، قَالَ : وَاَنْتَ صَحِيْحٌ مُوْسِرٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ. قَالَ: فَاَنْتَ اِذَنْ مِنْ اِخْوَانِ الشَّيَاطِيْنِ، اِمَّا اَنْ تَكُوْنَ مِنْ رُهْبَانِ النَّصَارٰى، فَاَنْتَ مِنْهُمْ وَاِمَّا اَنْ تَكُوْنَ مِنَّا، فَاصْنَعْ كَمَا نَصْنَعُ، فَاِنَّ مِنْ سُنَّتِنَا النِّكَاحَ، شِرَارُكُمْ عُزَّابُكُمْ وَاَرَاذِلُ اَمْوَاتِكُمْ عُزَّابُكُمْ الخ. (۱۷)

۱۱ ـ تَنَاكَحُوْا تَنَاسَلُوْا اُبَاهِی بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

''نکاح کرو، نسلیں بڑھاؤ، اپنی تعداد میں اضافہ کرو، کیونکہ میں قیامت کے روز تمام امتوں کے مقابلے میں تمہاری تعداد زیادہ دیکھنا چاہتا ہوں۔''

تخریج: ﴿۱﴾ تَنَاكَحُوْا تَنَاسَلُوْا اُبَاهِی بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۱۸)

فی قوله علیه السّلام:

﴿۲﴾ تَنَاكَحُوْا تَنَاسَلُوْا فَاِنِّیْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ. (۱۹)

﴿۳﴾ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: اُخْبِرْتُ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِلَالٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: تَنَاكَحُوْا، تَكْثُرُوْا، فَاِنِّیْ اُبَاهِیْ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الخ. (۲۰)

ترجمہ : حضرت سعید بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: نکاح کرو، اپنی تعداد میں اضافہ کرو، اس لیے کہ میں قیامت کے روز دوسری امتوں کے مقابلہ میں تمہاری تعداد کی کثرت پر فخر کروں گا۔

﴿۴﴾ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تَزَوَّجُوْا، تَنَاسَلُوْا، فَاِنِّیْ مُبَاهٍ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۲۱)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شادیاں کرو، نسلیں بڑھاؤ کیوں کہ میں قیامت کے روز دوسری امتوں کے مقابلہ میں تمہاری کثرتِ تعداد پر فخر کروں گا (کہ میری امت کی تعداد زیادہ ہے)۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ قَارُوْنَ، اَخْبَرَنَا مُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ اُخْتِ مَنْصُوْرِ بْنِ زَاذَانَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، يَعْنِى ابْنَ زَاذَانَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِنِّىْ اَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ، وَاِنَّهَا لَاتَلِدُ، اَفَاَ تَزَوَّجُهَا؟ قَالَ: لَا. ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ، ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ، فَاِنِّىْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ. (۲۲)

ترجمہ : حضرت معقل بن یسار سے مروی ہے، انہوں نے بتایا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ایک خوبصورت اچھے خاندان کی عورت تک رسائی ہوئی ہے، مگر وہ بانجھ ہے کیا میں اس سے شادی کرلوں؟ آپ نے فرمایا نہیں، وہ شخص دوبارہ پھر حاضر ہوا اور وہی مدعا پیش کیا آپ نے اسے منع کر دیا۔ پھر تیسری مرتبہ وہی شخص حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا بہت محبت کرنے ، زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے شادیاں کرو، کیونکہ میں دوسری امتوں کے مقابلہ میں تمہاری کثرتِ تعداد دیکھنا چاہتا ہوں۔

نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنے کا مسئلہ

۱۲ ۔ اِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى مَا يَدْعُوْهُ اِلٰى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ.

’’جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو حتی الامکان اسے دیکھ لینا چاہیے کہ آیا اس میں کوئی ایسی چیز ہے جو اس کو اس عورت سے نکاح کی رغبت دلانے والی ہو۔‘‘ (مسند احمد)

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ وَاقِدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ. يعنى ابْنَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَاخَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى مَايَدْعُوْهُ اِلٰى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ (قَالَ) فَخَطَبْتُ جَارِيَةً فَكُنْتُ اَتَخَبَّأُ لَهَا، حَتّٰى رَأَيْتُ مِنْهَا مَا دَعَانِىْ اِلٰى نِكَاحِهَا (وَتَزَوُّجِهَا) فَتَزَوَّجْتُهَا. (۲۳)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو حتی الامکان اسے دیکھ لینا چاہیے کہ آیا اس میں کوئی ایسی چیز ہے جو اس کو اس عورت سے نکاح کی رغبت دلانے والی ہو۔ (حضرت جابر بن عبداللہ کا کہنا ہے کہ) میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو میں چھپ چھپ کر اسے دیکھنے کی کوشش کرتا رہا تا آنکہ میں نے اس کی وہ چیز دیکھ ہی لی جو مجھے اس سے نکاح کی رغبت دلانے والی تھی، چناں چہ پھر میں نے اس سے نکاح کرلیا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ، ثَنَا زُهَيْرٌ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عِيْسٰى، حَدَّثَنِیْ مُوسٰى ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ اَبِیْ حُمَيْدٍ اَوْ اَبِیْ حُمَيْدَةَ، قَالَ: وَقَدْ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمْ امْرَأَةً فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَنْظُرَ اِلَيْهَا اِذَا كَانَ اِنَّمَا يَنْظُرُ اِلَيْهَا لِخِطْبَتِهِ وَاِنْ كَانَتْ لاَتَعْلَمُ.(٢٤)

—— ان زهيرا شك۔ فقال عن ابى حميد او ابى حميدة والبزار من غيرشك۔ والطبرانى فى الاوسط والكبير، رجال احمد رجال الصحيح۔

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو پیغام نکاح دے تو اسے ایک نظر دیکھنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ، بشرطیکہ صرف پیغام نکاح دینے کی صورت میں ایسا کیا جائے ، خواہ اس عورت کو اس کا علم نہ ہو۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا زَيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: اَنَا الْحَجَّاجُ ابْنُ اَرْطَاةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سُلَيْمَانَ ابْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ، عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ يُطَارِدُ امْرَأَةً بِبَصَرِهِ فَقُلْتُ : تَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاَنْتَ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ: اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِذَا اَلْقَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةً لِامْرَأَةٍ فَلاَ بَأْسَ اَنْ يَنْظُرَ اِلَيْهَا.(٢٥)

ترجمہ : حضرت سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن مسلمہؓ کو دیکھا کہ وہ ایک عورت کا اپنی نظروں سے پیچھا کر رہے ہیں (بغور دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں) میں نے کہا (اجنبی) عورت کی طرف تاک رہے ہو حالانکہ تم تو صحابی رسول ﷺ ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمار ہے تھے، جب اللہ تعالیٰ کسی مرد کے دل میں کسی عورت کے لیے پیغام نکاح کا خیال ڈال دے تو اسے دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

تشریح : مسلمانوں کے درمیان شریعت یہ چاہتی ہے کہ ازدواجی تعلق ایسے مرد و عورت کے درمیان قائم ہو جن کے درمیان غالب حال کے لحاظ سے مودّت و رحمت کی توقع ہو اور جہاں یہ توقع نہ ہو وہاں رشتہ کرنا مکروہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے نکاح سے پہلے عورت کو دیکھ لینے کا حکم (یا کم از کم مشورہ) دیا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ شریعت نکاح کے معاملہ میں کفاءت (ہمسری) کو ملحوظ رکھنا پسند کرتی ہے اور غیر کفو میں نکاح کو مناسب نہیں سمجھتی۔ (حقوق الزوجین، قانون...مقاصد: مسئلہ کفاءت)

بدخلق بیوی

۱۳ ۔ حدیث میں آتا ہے کہ تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جو اللہ سے فریاد کرتے ہیں مگر ان کی فریادرسی نہیں جاتی۔ ایک وہ شخص جس کی بیوی بدخُلق ہو اور وہ اس کو طلاق نہ دے۔ دوسرا وہ شخص جو یتیم کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا مال اس کے حوالے کردے۔ تیسرا وہ شخص جو کسی کو اپنا مال قرض دے اور اس پر گواہ نہ بنائے۔

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ حَمْشَاذِ نِالْعَدْلُ، ثَنَا اَبُوا الْمُثَنّٰی مُعَاذُ بْنُ مُعَاذِ نِالْعَنْبَرِیُّ، ثَنَا اَبِیْ، ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ؐ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلاثَةٌ یَدْعُوْنَ اللّٰهَ فَلَایُسْتَجَابُ لَهُمْ، رَجُلٌ کَانَتْ تَحْتَهٗ امْرَأَةٌ سَیِّئَةَ الْخُلُقِ، فَلَمْ یُطَلِّقْهَا وَرَجُلٌ کَانَ لَهٗ عَلٰی رَجُلٍ مَالٌ فَلَمْ یُشْهِدْ عَلَیْهِ، وَرَجُلٌ آتٰی سَفِیْهًا مَالَهٗ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَکُمْ.(۲۶)

ـــــ هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه لتوقیف اصحاب شعبة هذا الحدیث علی ابی موسیٰ انما اجمعوا علی سند حدیث شعبة بهذا الاسناد، ثلاثة یوتون اجرهم مرتین وقد اتفقا جمیعا علی اخراجه۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰی، قَالَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّهٗ قَالَ: ثَلاثَةٌ یَدْعُوْنَ اللّٰهَ، فَلَایُسْتَجِیْبُ لَهُمْ، رَجُلٌ کَانَتْ لَهٗ امْرَأَةٌ سَیِّئَةَ الْخُلُقِ، فَلَمْ یُطَلِّقْهَا، وَرَجُلٌ اَعْطٰی مَالَهٗ سَفِیْهًا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ "وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَکُمْ" وَرَجُلٌ کَانَ لَهٗ عَلٰی رَجُلٍ دَیْنٌ. فَلَمْ یُشْهِدْ عَلَیْهِ.(۲۷)

تشریح: عموماً دوستوں اور عزیزوں کے درمیان قرض کے معاملات میں دستاویز لکھنے اور گواہیاں لینے کو معیوب اور بے اعتمادی کی دلیل خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ کا ارشاد یہ ہے کہ قرض اور تجارتی قراردادوں کو تحریر میں لانا چاہیے اور اس پر شہادت ثبت کرالینی چاہیے تاکہ لوگوں کے درمیان معاملات صاف رہیں۔ (تفہیم القرآن، اول، البقرہ، حاشیہ:۳۲۶)

ازدواجی تعلقات کے بگاڑ پر ابلیس کا اظہارِ مسرت

۱۴۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابلیس اپنے مرکز سے زمین کے ہر گوشے میں اپنے ایجنٹ روانہ کرتا ہے۔ پھر وہ ایجنٹ واپس آکر اپنی اپنی کارروائیاں سناتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے میں نے فلاں فتنہ برپا کیا، کوئی کہتا ہے میں نے فلاں شر کھڑا کیا۔ مگر ابلیس ہر ایک سے کہتا جاتا ہے کہ تو نے کچھ نہ کیا۔ پھر ایک آتا ہے اور اطلاع دیتا ہے کہ میں ایک عورت اور اس کے شوہر میں جدائی ڈال آیا ہوں۔ یہ سن کر ابلیس اس کو گلے لگالیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو کام کر کے آیا ہے۔

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، وَاِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ (قَالَ اِسْحَاقُ: اَخْبَرَنَا، وَقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا) جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: اِنَّ عَرْشَ اِبْلِیْسَ عَلَی الْبَحْرِ، فَیَبْعَثُ سَرَایَاهُ فَیَفْتِنُوْنَ النَّاسَ، فَاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً.

ترجمہ: حضرت جابر سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ابلیس اپنا تخت سمندر کے پانی پر بچھاتا ہے اور اپنے لشکر روانہ کرتا ہے وہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس کے نزدیک سب سے بڑا صاحب عظمت وہ ہوتا ہے جس نے سب سے بڑا فتنہ برپا کیا ہوتا ہے۔

انہی سے مروی دوسری روایت میں منقول ہے:

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلآءِ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ كُرَيْبٍ) قَالَا: اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَآءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِىءُ اَحَدُهُمْ، فَيَقُوْلُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُوْلُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ: ثُمَّ يَجِىءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: مَاتَرَكْتُهٗ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَاَتِهٖ، قَالَ: فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ، وَيَقُوْلُ: نِعْمَ اَنْتَ! قَالَ الْاَعْمَشُ: اُرَاهُ قَالَ: فَيَلْتَزِمُهٗ.(۲۸)

ترجمہ : حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے پھر اپنے لشکر روانہ کرتا ہے۔ان میں سے ابلیس کے نزدیک سب سے زیادہ منزلت و مرتبہ کے اعتبار سے وہ قریب ہوتا جس نے سب سے بڑا فتنہ برپا کیا ہوتا ہے۔ان میں سے ہر ایک آ کر اپنی کارکردگی کی رپورٹ پیش کرتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ میں نے فلاں کام کیا، فلاں کام انجام دیا، ابلیس رپورٹ سن کر تبصرہ کرتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک اور آتا ہے اور اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے جب تک میاں بیوی میں جدائی نہیں ڈال دی ان کا پیچھا نہیں چھوڑا، اسے ابلیس اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے تو کام کر کے آیا ہے۔ اعمش نے کہا، میرا خیال ہے کہ ابلیس اسے اپنے گلے لگاتا ہے۔

〈۳〉 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَرْشُ اِبْلِيْسَ عَلَى الْبَحْرِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَيَفْتِنُوْنَ فَاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ فِتْنَةً.(۲۹)

تشریح : ازدواجی تعلق درحقیقت انسانی تمدن کی جڑ ہے۔عورت اور مرد کے تعلق کی درستی پر پورے انسانی تمدن کی درستی کا اور اس کی خرابی پر پورے انسانی تمدن کی خرابی کا مدار ہے، لہٰذا وہ شخص بدترین مفسد ہے، جو اس درخت کی جڑ پر تیشہ چلاتا ہو جس کے قیام پر خود اس کا اور پوری سوسائٹی کا قیام منحصر ہے۔

اس حدیث پر غور کرنے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے کہ بنی اسرائیل کی آزمایش کو جو فرشتے بھیجے گئے تھے انہیں کیوں حکم دیا گیا کہ عورت اور مرد کے درمیان جدائی ڈالنے کا ''عمل'' ان کے سامنے پیش کریں۔ دراصل یہی ایک ایسا پیمانہ تھا جس سے ان کے اخلاقی زوال کو ٹھیک ناپا جا سکتا تھا۔ (تفہیم القرآن، ج۱، البقرہ، حاشیہ:۱۰۶)

ماٰخذ

(۱) ابن ماجه ج۱ کتاب النکاح باب ماجاء فی فضل النکاح☆بخاری ج۲ کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح ☆مسلم کتاب النکاح باب استحباب النکاح☆نسائی کتاب النکاح، باب النہی عن التبتل☆السنن الکبریٰ للبیہقی ج۷ میں کتاب النکاح کے تحت لمبی حدیث کے آخر میں فمن رغب عن سنتی فلیس منی نقل کیا ہے☆ بخاری مسلم اورنسائی میں النکاح من سنتی نہیں ہے۔ مجمع الزوائد ج٤۔ص۲۵۲۔

(۲) المُصنَّف لعبدالرزاق ج٦ص۱٦۹۔

(۳) المصنف لعبدالرزاق ج٦ کتاب النکاح باب وجوب النکاح وفضلہ۔

(٤) ترمذی ج۱ ابواب النکاح۔☆ نَسائی ج٤۔کتاب الصیام باب ذکر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب فی حدیث ابی امامۃ فی فضل الصائم۔

(۵) سنن نَسائی ج٦کتاب النکاح باب الحث علی النکاح☆ابن ماجه کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح ☆ابن ماجہ نے فلینکح روایت کیا ہے☆ مجمع الزوائد ج٤۔ص۲۵۲عن انس☆المصنف لعبدالرزاق ج٦کتاب النکاح باب وجوب النکاح وفضلہ☆کنزالعمال ج۱٦حدیث نمبر ٤۵۵۹۳ عن علقمۃ☆مسند احمد ج۱ ص۵۸ عن عثمان بن عفان۔

(٦) بخاری کتاب النکاح ج۲باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم اور ج۱ کتاب الصوم باب الصوم لمن خاف علی نفسہ العزوبۃ☆ مسلم کتاب النکاح ج۱باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسہ الیہ الخ☆ ابوداؤدج۲کتاب النکاح باب التحریض علی النکاح☆ ابنِ ماجہ کتاب النکاح باب ماجاء فی فضل النکاح☆نَسائی ج٤کتاب الصیام ☆ترمذی ج۱ ابواب النکاح عبداللہ بن مسعود☆ ابنِ کثیر ج۳ عن ابی ہریرۃ☆دارمی کتاب النکاح باب ۲من کان عندہ طول فلیتزوج☆مسند احمد ج۱۔ص۳۷۸۔ ٤۲٤۔ ٤۲۵۔ ٤۳۲۔٤٤۷☆کنزالعمال ج۱٦ ص۲۷۲ عن ابن مسعود☆ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نَسائی اور دارمی وغیرہ کی روایت میں کوئی لفظی اختلاف بھی نہیں البتہ ترمذی وغیرہ نے ونحن شَبَابٌ لانقدر علی شیءِ اورآخر میں فانہ کے بجائے فان الصوم لہ وجاء نقل کیا ہے۔ نَسائی اوردارمی نے دونوں قسم کی روایات نقل کی ہیں☆ ابوداؤد الطِیَالسی ج۱ص۳٦☆ الطیالسی نے صرف مَنِ اسۡتَطَاعَ مِنۡکُمُ الۡبَاءَۃَ فَلۡیَتَزَوَّجۡ وَاِلَّا فَلۡیَصُمۡ فَاِنَّ الصَّوۡمَ لَہٗ وِجَآءٌ نقل کیا ہے☆ السنن الکبری للبیہقی ج۷باب الرغبۃ فی النکاح عن عبداللہ بن مسعود☆ بیہقی نے اپنی سننِ کبریٰ میں بخاری، مسلم، ابوداؤد، نَسائی وغیرہ والی روایات نقل کی ہیں☆ المُصَنَّفُ لعبدالرزاق ج٦ص۱٦۹ پرابن مسعود سے بخاری، مسلم والی روایت ہے☆نَسائی نے کتاب الصیام میں، دارمی نے کتاب

النکاح میں اور مسند احمد نے ج ۱ ص ۵۸ پر مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ بھی نقل کیا ہے ☆ ابنِ ابی شَیْبَہ ج ۲ ـ ٤ کتاب النکاح باب فی التزویج من کان یأمر به ویحث علیه ☆ کنزالعمال ج ۱٦ ـ ص ٤٨٨ پر عثمان کے حوالہ سے يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَنْكِحْ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَصُمْ، فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ (البغوی فی مسند عثمان) انہی سے مروی ایک دوسری روایت میں مَنْ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ ہے۔ ☆ ابن النجار نے حضرت ابو ہریرہ سے مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ اَوْلِيَنْكِحْ روایت کیا ہے ☆ کنزالعمال ج ۱٦ ص ٤٩٠ ☆ مجمع الزوائد ج ٤ ص ۲۵۲ عن انس، الفاظ قدرے مختلف ہیں ☆ طبرانی اوسط بزار بحوالہ الزوائد ج ٤ ص ۲۵۲۔

(۷) بخاری ج ۲ کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح ☆ مسلم ج ۱ کتاب النکاح باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه الیه الخ ☆ نسائی ج ٦ کتاب النکاح باب النهی عن التبتل ☆ سنن دارمی، کتاب النکاح، باب ۳ النهی عن التبتل مسند احمد ج ۲ ـ ص ۱۵۸ ـ ج ۳ ـ ص ۲٤۱ ـ ۲۵۹ ـ ۲۸۵ ـ ج ۵ ـ ص ٤٠٩ ☆ السنن الکبریٰ للبَیْهَقی ج ۷ کتاب النکاح جماع ابواب الترغیب فی النکاح وغیر ذلك باب الرغبة فی النکاح۔ ☆ المصنف لعبد الرزاق ج ٦ ـ کتاب النکاح، باب وجوب النکاح وفضله۔ عن سعید بن المسیب۔ مصنف عبد الرزاق میں حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا نام بھی بیان کیا ہے کہ یہ دونوں اس گروہ میں شریک تھے۔

(۸) تفسیر روح المعانی ج ۳ پ ۷ سورۃ المائدہ۔

(۹) بخاری ج ۲، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح۔

(۱۰) مسلم ج ۱ کتاب النکاح عن انس ☆ نسائی ج ٦ کتاب النکاح باب النهی عن التبتل عن انس ☆ السنن الکبریٰ للبَیْهَقی ج ۷ کتاب النکاح باب جماع ابواب الترغیب فی النکاح وغیر ذالك کے تحت باب الرغبة فی النکاح۔

(۱۱) بخاری ج ۲، کتاب الادب، باب صنع الطعام والتکلف للضیف ☆ بخاری ج ۱ کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیه لیفطر فی التطوع ولم یَرَ علیه قضاءً اذا کان اوفق له ☆ بخاری ج ۱ میں عبداللہ بن عمرو کی روایت میں وَاِنَّ لِنَفْسِكَ حَقًّا اور کتاب التهجد میں وان لنفسك حقاً ج ۲ کتاب النکاح کے ضمن میں فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا مروی ہے۔ ☆ مسلم ج ۱ کتاب الصیام میں وَلِنَفْسِكَ حَقٌّ اور وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَظًّا اور ص ۳٦٦ پر وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا مذکور ہے ☆ ابوداؤد ج ۲ کتاب الصلاۃ باب ما یؤمر به من القصد فی الصلاۃ میں عثمان بن مظعون سے آپؐ نے فرمایا وَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ☆ ترمذی ج ۲ ابواب الزهد میں بخاری کے کتاب الادب والی روایت منقول ہے۔ هذا حدیث صحیح۔ نسائی ج ٤ کتاب الصیام باب صوم یوم وافطار یوم کے تحت وَاِنَّ لِجَسَدِ عَلَيْكَ حَقًّا اور ص ۲۱۵ پر وَلِنَفْسِكَ حَظًّا کے الفاظ منقول ہیں ☆ سنن دارمی ج ۲ کتاب النکاح باب النهی عن التبتل کے تحت عثمان بن مظعون سے فرمایا۔ وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حقًّا منقول ہے ☆ مسند احمد ج ٦ ـ ص ۲٦۸ پر عثمان بن مظعون والی روایت مذکور ہے ☆ سنن دارقطنی ج ۲ کتاب الصیام میں ابودرداء سے فرمایا يَا اَبَا الدَّرْدَآءِ اِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا منقول ہے ☆ السنن الکبریٰ للبَیْهَقی ج ٤ کتاب الصیام باب من کره صوم الدهر واستحب القصد فی العبادۃ لمن یخاف الضعف علی نفسه۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے فرمایا فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا اور ص ۲۷٦ پر بھی ابو الدرداء کو اِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا مروی ہے ☆ المصنف لعبدالرزاق ج ٤ ـ کتاب الصیام باب صیام الدهر کے تحت عبداللہ بن عمرو سے فرمایا وَلِنَفْسِكَ حَظًّا۔

۱) ترمذی ج ۱ ـ ابواب فضائل الجهاد عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی المجاهد والمکاتب والناکح وعون اللہ

ایاهم☆ نسائی ج٦ کتاب النکاح باب معونۃ اللّٰہ الناکح الذی یرید العفاف۔ عن ابی ھریرۃ☆ ابنِ ماجه کتاب العتق باب۳ المکاتب۔ ابن ماجه نے الغازی فی سبیل الله اور العفاف کی جگه التعفف نقل کیا هے☆ مسند احمد ج۲۔ص۲۵۱۔۴۳۷۔عن ابی هریرۃ☆ السنن الکبری ج۷۔ص۷۸ عن ابی هریرۃ☆السنن الکبریٰ للبَیْهَقی ج۱۰کتاب المکاتب باب ماجاء فی تفسیر قوله عزوجل، ان علمتم فیهم خیرا☆ احکام القرآن للجصّاص ج۳ص۳۲۰☆ ابنِ کثیر ج۳۔ص۲۸۷عن ابی هریرۃ☆ فتح القدیر للشوکانی ج٤سورۂ نور عن ابی هریرۃ ☆المستدرك ج۲۔ص۔۱٦۰هذا حدیث صحیح علی شرط المسلم ولم یخرجه۔☆ المستدرك ج۲کتاب المکاتب باب ثلاثة علی الله ان یعینهم☆روح المعانی جز ۱۸۔ص۔۱۳٤۔ عن ابی هریرۃ☆المصنف لعبد الرزاق ابن حبان بحواله فتح القدیر ج٤۔ص۳۱۔

(۱۳) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۱۰کتاب المکاتب باب ماجاء فی تفسیر قوله عزوجل، ان علمتم فیهم خیرا☆مجمع الزوائد ج٤۔ص۲۵۸۔ بحواله الطبرانی الکبیر والاوسط۔

(۱٤) الطبرانی الکبیر والاوسط ورجال الاوسط رجال الصحیح☆مجمع الزوائد للهیثمی ج٤۔ص۲۷۳۔

(۱۵) ابن ماجه کتاب النکاح باب تزویج الحرائر والولود☆ کنزالعمال ج۱٦۔ص۲۹۵۔

(۱٦) ابن ماجه کتاب النکاح باب تزویج ذات الدین☆ کنزالعمال ج۱٦، حدیث نمبر ٤٤٦۰۷☆ اس حدیث کا آغاز لاتنکحوا النساء سے هوا هے اور کنز العمال ج۱٦حدیث نمبر ٤٤۵۳۷میں متذکرہ بالاحدیث کا متن هے۔

(۱۷) ابویعلیٰ، الطبرانی بحواله مجمع الزوائد ج٤ص۲۵۰۔ وفیه ابومعاویة بن یحیٰ الصَّدَفِی وهو ضعیف۔ یه روایت الزوائد میں ابو ذر سے ج٤۔ص۲۵ پر بهی منقول هے اس میں وانت موسر بخیر هے☆المصنف لعبدالرزاق ج٦۔ ص۱۷۱۔ عن عکاف بن بشر تمیمی☆کنز العمال ج۱٦حدیث نمبر٤۵٦۰۹۔

(۱۸) رواہ عبدالرزاق والبیهقی عن سعید بن ابی هلال مرسلا بلفظ۔ تَناكَحُوا تَكْثُرُوا فَاِنِّیْ اُبَاهِی بِكُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ کشف الخفا للعجلونی ج۱ص۳۱۸۔

(۱۹) قُرطبی ج۵۔ص۳۹۱۔ تفسیر سورہ النساء فلیغیرن خلق اللّٰہ کے تحت فقوله:ﷺ تَنَاكَحُوا تَنَاسَلُوْ فَاِنِّیْ اُبَاهِیْ بِكُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی بِالسَّقْطِ[1]۔جواهر العقود۔ ومعین القضاۃ والموقعین والشهود ج۲کتاب النکاح ومایتعلق به من الاحکام۔ تالیف الشیخ العلامة العمدۃ شمس الدین محمد بن احمد المنَهاجی السیوطی۔

(۲۰) المصنف لعبدالرزاق ج٦کتاب النکاح، باب وجوب النکاح وفضله☆کنز العُمّال ج۱٦حدیث نمبر ٤٤٤٤۲۔

(۲۱) تفسیر ابن کثیر ج۳سورۂ ص۔

(۲۲) ابوداؤدج۲ کتاب النکاح باب النهی عن تزویج من لم یلد من النساء☆نسائی کتاب النکاح باب کراهیة تزویج العقیم نسائی میں الامم نهیں هے☆ مُسْتَدْرك کتاب النکاح۔ السنن الکبریٰ ج۷ کتاب النکاح باب استحباب تزویج بالودود الولود☆ طبرانی بحواله کنزالعمال ج۱٦ص۳۰۲ عن معقل بن یسار عن ابن عمر اورص٤۸۷ عن

---

[1] لایعرف بهذا اللفظ۔ وفی المقاصد الحسنة للسخاوی: جاءَ معناہ عن جماعة من الصحابة۔ فاخرج ابوداؤد والنسائی والبیهقی وغیرهم عن معقل بن یسار مرفوعا تزوجوا الولود الودود، فانی مکاثر بکم یوم القیامة۔

ابن عمر☆خطیب بغدادی اور ابن نجّار نے حضرت عمر سے بحواله کنزالعمال ج١٦۔ص٣٠٢☆ ابن حبان اور مسند احمدج٣۔ص١٥٨۔السنن الکبریٰ ج٧۔ص٨٢مجمع الزوائد ج٤ص٢٥٢ اورکنز العُمَّال ج١٦۔ص٤٨٩پر عن انس کے حواله سے اِنِّی مُکَاثِرُ الْاَنْبِیَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بھی نقل کیاھے☆مجمع الزوائدج٤۔ص٢٥٢۔٢٥٣ ☆مجمع الزوائد ج٤۔ص٢٥٣پر عن سهل بن حنیف اور السنن الکبریٰ ج٧۔ص٧٨ پرعن ابی امامة تزوجوا فانی مکاثربکم الامم (یوم القیامة) وَلاتکونوا کرهبانیة النصاریٰ۔

(٢٣) ابوداؤد ج٢کتاب النکاح باب فی الرجل ینظر الی المرأة وهو یرید تزویجها۔

(٢٤) مسند احمد ج٥۔ص٤٢٤۔ ابوحُمَیْد ساعدی☆طبرانی عن ابی حمید ساعدی، بحواله کنزالعُمّال ج٦حدیث نمبر ٤٤٥٢٥☆مجمع الزوائدج٤۔ص٢٧٦۔ابوحمید۔

(٢٥) مسند احمد ج٣۔ص٤٩٣۔ محمد بن مسلمة اور ج٤۔ص٢٢٥☆مسند احمد ج٤ کے ص٢٢٦پر القی الله کے بجائے اذا قذف اللّٰہ عزوجل منقول ھے☆السنن الکبریٰ ج٧کتاب النکاح باب نظر الرجل الی المرأة یرید ان یتزوجها☆کنزالعمال ج١٦حدیث نمبر ٤٤٥٢٤☆ ابن ماجه کتاب النکاح باب النظر الی المرأة اذا اراد ان یتزوجها☆ فی اسنادِہ حجاج وهو ابن ارطاة کوفی ضعیف مدلس رواه بالعنعنة۔ لکن لم یفرد به حجاج، فقد رواه ابن حبان فی صحیحه باسنادٍ آخر ۔ حجاج بن ارطاة کے بارے میں صاحب السنن الکبریٰ نے روایت بیان کر کے لکھاھے، هذا الحدیث اسناده مختلف فیه ومداره علی الحجاج بن ارطاة۔ج٧۔ص٨٥۔

(٢٦) المستدرك للحاکم ج٢کتاب التفسیر سورة النساء☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج١٠کتاب الشهادات باب الاختیار فی الاشهاد۔

(٢٧) تفسیر ابن جریر مجلد٣۔ جز٤سوره النساء آیت٥ (ولاتوتوا السفهاء الخ)☆ تفسیر ابنِ کثیر ج١۔ص٤٥٢ ☆کنزالعمال ج١٦حدیث نمبر ٤٣٨٢٥ عن ابی موسیٰ الاشعری۔

(٢٨) مسلم ج٢کتاب صفات المنافقین واحکامهم باب تحریش الشیطان وبعثه سرایاه لفتنة الناس وأنه مع کل انسان قرینا☆مسنداحمد ج٣۔ص٣١٤، عن جابر☆مسند احمد میں نعم انت کے بعد قال ابومعاویة مرة فَیُدْنِیْهِ مِنْهُ منقول ھے۔ مزید براں یه روایت مسند احمد ج٣کے صفحات٣٣٢۔٣٥٤۔٣٦٦ اور٣٨٤ پربھی منقول ھے۔ ☆ابن کثیر ج١۔ ص١٤٣قدرے لفظی اختلاف اورکم وبیش الفاظ کے ساتھ☆مجمع الزوائد ج٧۔ ص٢٨٩۔عن جابر بن عبداللّٰہ۔

(٢٩) الطبرانی فی الاوسط ورجاله وثقوا وفیهم ضعف۔

کفاءت کا مسئلہ

شادی بیاہ میں کفاءت کا لحاظ

۱۵ ـ لَاتُنْكِحُوا النِّسَاءَ اِلَّا الْاَكْفَاءَ. (دارقطنی، بیهقی)

''عورتوں کی شادیاں نہ کرو مگر ان لوگوں کے ساتھ جو کفو ہوں۔''

تخریج : حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى بْنِ السَّكِيْنِ الْبَلَدِيِّ، نازَكَرِيَّا ابْنُ الْحَكَمِ الذَّسْعَنِيِّ، نا اَبُوالْمُغِيْرَةِ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ ابْنُ الْحَجَّاجِ، نا مُبَشِّرُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنِى الْحَجَّاجُ ابْنُ اَرْطَاةَ، عَنْ عَطَاءٍ وَعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتُنْكِحُوا النِّسَآءَ اِلَّا الْاَكْفَاءَ، وَلَا يُزَوِّجُهُنَّ اِلَّاالْاَوْلِيَآءُ، وَلَا مَهْرَدُوْنَ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ.(۱)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ عورتوں کی شادیاں کرو مگر ان لوگوں کے ساتھ جو کفو ہوں۔ اور ان کے اولیاء کے سوا دوسرا کوئی ان کا نکاح نہ کرے اور دس درہم سے کم مہر بھی نہ ہونی چاہیے۔

ــــــ مُبَشِّرُ بْنُ عُبَيْدٍ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ، اَحَادِيْثُهٗ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا۔

۱۶ ـ يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُوَخِّرْهَا. اَلصَّلٰوةُ اِذَا اَتَتْ، وَالْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَيِّمُ اِذَا وَجَدَتَّ كُفْأً.

(ترمذی، حاکم)

''اے علیؓ تین کام ہیں جن کو ٹالنا نہ چاہیے۔ ایک نماز، جب کہ اس کا وقت آ جائے۔ دوسرے جنازہ، جب کہ تیار ہو جائے۔ تیسرے بن بیاہی عورت کا نکاح، جب کہ اس کے لیے کفو مل جائے۔''

تخریج : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ، يَاعَلِيُّ! ثَلَاثٌ لَاتُؤَخِّرْهَا، الصَّلَاةُ اِذَا اَتَتْ، وَالْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ، وَالْاَيِّمُ اِذَا وَجَدْتَّ لَهَا كُفُوًا.(۲)

۱۷ ۔ تَخَيَّرُوا لِنُطَفِكُمْ وَانْكِحُوا الْاَكْفَاءَ.

''اپنی نسل پیدا کرنے کے لیے اچھی عورتیں تلاش کرو، اور اپنی عورتوں کے نکاح ایسے لوگوں سے کرو، جوان کے کفو ہوں۔''

تخریج : نَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ بْنِ بَهْلُوْلٍ، نَا اَبُوْ سَعِيْدِ ،الْاَشَجُّ، نَا الْحَارِثُ بْنُ عِمْرَانَ الْجَعْفَرِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَخَيَّرُوْا لِنُطَفِكُمْ، لَاتَضَعُوْهَا اِلَّا فِي الْاَكْفَاءِ. قَالَ الْاَشَجُّ: تَخَيَّرُوْا لِنُطَفِكُمْ، وَاَنْكِحُوا الْاَكْفَاءَ، وَاَنْكِحُوْا اِلَيْهِمْ.(۳)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی نسل پیدا کرنے کے لیے اچھی عورتیں تلاش کرو اور اپنے نطفے ایسی جگہ ڈالو جوان کے کفو ہوں۔ اشج نے کہا، اپنی نسل پیدا کرنے کے لیے اچھی عورتیں تلاش کرو اور ان کے نکاح ایسے مردوں سے کرو جوان کے کفو ہوں۔

—— واخرج هذا الحديث ابونعيم من حديث عمرو فيه مقال، ويقوى احد الاسنادين بالآخر قلت فى الحديث الثانى عن عائشة محمد بن حماد بن ماهان الدباغ، قال الدار قطنى، ليس بالقوى۔ وفى التلخيص (للذهبى) ومداره على (اناس ضعفاء رووه عن هشام، وامثلهم صالح بن موسى الطلحى والحارث بن عمران الجعفرى وهو حسن۔ وقال الذهبى، قال ابن حبان: الحارث بن عمران يضع الحديث على الثقات۔(٤)

—— رُوِيَ مِنْ حَدِيْثٍ عن عائشةؓ وانس وعمر بن الخطاب رضوان الله عليهم عن طر ق متعدّدة۔

۱۸ ۔ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَى الدِّيْنِ فَلَامَةٌ خَرْقَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِيْنٍ اَفْضَلُ.

''تم ان سے دین کی بنا پر شادیاں کرو کیونکہ ایک کالی کلوٹی کم عقل لونڈی بھی اگر دیندار ہو تو وہ دوسری عورتوں سے افضل ہے۔''

(تفہیمات دوم، نکاح کتابیہ: اسلامی...)

تخریج : حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ، ثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْاِفْرِيْقِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَزَوَّجُوا النِّسَآءَ لِحُسْنِهِنَّ، فَعَسٰى حُسْنُهُنَّ اَنْ يُّرْدِيَهُنَّ، وَلَاتَزَوَّجُوْهُنَّ لِاَمْوَالِهِنَّ، فَعَسٰى اَمْوَالُهُنَّ اَنْ تُطْغِيَهُنَّ، وَلٰكِنْ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَى الدِّيْنِ، وَلَاَمَةٌ خَرْمَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِيْنٍ اَفْضَلُ.(٥)

—— فى اسناده الافريقى، وهو عبدالله بن زياد بن انعم ضعيف۔ والحديث رواه ابن حبان فى صحيحه باسناد آخر۔

۱۹ ۔عَنْ عُمَرَ لَاَمْنَعَنَّ فُرُوْجَ ذَوَاتِ الْاَحْسَابِ اِلَّا مِنَ الْاَكْفَاءِ. (رواه محمد فى كتاب الآثار)

''حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں شریف گھرانوں کی عورتوں کے نکاح کفو کے سوا کہیں اور نہ کرنے دوں گا۔''

تخریج : ﴿۱﴾ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِیِّ، عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَاَمْنَعَنَّ فُرُوْجَ ذَوَاتِ الْاَحْسَابِ اِلَّا مِنَ الْاَكْفَاءِ.(٦)

﴿۲﴾ مِنْ طَرِیْقِ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بِلَفْظٍ آخر. یَعْنِیْ قَالَ عُمَرُ: لَایَنْبَغِیْ لِذَوَاتِ الْاَحْسَابِ تَزَوَّجُهُنَّ اِلَّا مِنَ الْاَكْفَاءِ.(٧)

دارقطنی کے الفاظ یہ ہیں:

﴿۳﴾ قَالَ عُمَرُ: لَاَمْنَعَنَّ تَزَوَّجَ ذَوَاتِ الْاَحْسَابِ اِلَّا مِنَ الْاَكْفَاءِ.

تشریح : نفس مسئلہ کفاءت عقل اور نقل دونوں سے ثابت ہے۔تفصیلات سے قطع نظر، بجائے خود نکاح میں اس کے معتبر ہونے پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے اس مسئلے کا ماخذ متعدد احادیث ہیں (جو اوپر درج ہو چکی ہیں) یہ تو ہے اس مسئلے کی نقلی دلیل۔رہی عقلی دلیل تو عقل کا صریح تقاضا یہ ہے کہ کسی لڑکی کو کسی شخص کے نکاح میں دیتے وقت یہ دیکھا جائے کہ وہ شخص اس کے جوڑ کا ہے یا نہیں، اگر جوڑ کا نہ ہو تو یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ ان دونوں کا نباہ ہو سکے گا۔نکاح سے مقصود تو عقلاً بھی اور نقلاً بھی یہی ہے کہ زوجین کے درمیان مودّت و رحمت ہو اور وہ ایک دوسرے کے پاس سکون حاصل کر سکیں۔آپ خود سوچ لیں کہ بے جوڑ نکاحوں سے اس مقصود کے حاصل ہونے کی کہاں تک توقع کی جاسکتی ہے۔اور کون سا معقول انسان ایسا ہے جو اپنے لڑکے یا لڑکی کا بیاہ کرنے میں جوڑ کا لحاظ نہ کرتا ہو؟ کیا آپ اسلامی مساوات کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ ہر مرد کا ہر عورت سے اور ہر عورت کا ہر مرد سے صرف اس بنا پر نکاح کر دیا جائے کہ دونوں مسلمان ہیں، بلا اس لحاظ کے کہ ان میں کوئی مناسبت پائی جاتی ہے یا نہیں؟

فقہاء نے اس جوڑ کا مفہوم مشخص کرنے کی کوشش کی ہے اور ہر ایک نے اپنے اپنے طریقے پر یہ بتایا ہے کہ لڑکی اور لڑکے کے درمیان کن کن امور میں مماثلت ہونی چاہیے۔ہم ان تفصیلات میں بعض فقہاء سے اختلاف اور بعض سے اتفاق کر سکتے ہیں، مگر فی الجملہ عقلِ عام یہ تقاضا کرتی ہے کہ زندگی بھر کی شرکت و رفاقت کے لیے جن دو ہستیوں کا ایک دوسرے سے جوڑ ملایا جائے ان کے درمیان اخلاق، دین، خاندان، معاشرتی طور طریق، معاشرتی عزّت وحیثیت، مالی حالات، ساری ہی چیزوں کی مماثلت دیکھی جانی چاہیے۔ان امور میں اگر پوری یکسانی نہ ہو تو کم از کم اتنا تفاوت بھی نہ ہو کہ زوجین اس کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور رفاقت نہ کر سکیں۔یہ انسانی معاشرت کا ایک عملی مسئلہ ہے جس میں حکمتِ عملی کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ (رسائل و مسائل دوم، فقہی مسائل: شادی...)

ہر شخص کو اپنے لڑکے لڑکیوں کی شادیاں ان لوگوں میں کرنی چاہیے، جو مالی حیثیت سے اسی جیسے ہوں اور جو اس کے لیے تیار ہوں کہ اپنی چادر سے نہ وہ خود زیادہ پاؤں پھیلائیں اور نہ دوسروں کو زیادہ پاؤں پھیلانے پر مجبور کریں۔اپنے سے بہتر مالی حالات رکھنے والوں میں شادی بیاہ کرنے کی کوشش کرنا اپنے آپ کو خواہ مخواہ مشکلات میں مبتلا کرنا ہے۔

لڑکی والوں کی جانب سے پیغام نکاح

یہ صورت کچھ فطری سی ہے، لیکن اس کو ''حد'' سے زیادہ بڑھانا مناسب نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کی لڑکی جوان اور شادی کے قابل ہو چکی ہو اور اسے کوئی مناسب لڑکا نظر آئے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ خود اپنی طرف سے پیغام دینے میں ابتدا کرے، اس کی مثالیں خود صحابہ کرام میں ملتی ہیں۔ اگر یہ بات حقیقت میں کوئی ذلت کی بات ہوتی تو نبی ﷺ اس کو منع فرما دیتے۔ (رسائل ومسائل اوّل، فقہی مسائل: رسموں...)

تقریبات شادی بیاہ کی رسوم

شادی بیاہ وغیرہ تقریبات کی رسوم کی پوری پوری اصلاح اس وقت تک ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ دینی زندگی اپنی صحیح بنیادوں پر تعمیر ہوتی ہوئی اس مرحلہ پر نہ پہنچ جائے، جہاں ان چیزوں کی اصلاح ممکن ہو۔ اس وقت ہمارے ارکان کو زیادہ تر صرف ان چیزوں سے اجتناب پر اصرار کرنا چاہیے جن کو صریحاً خلاف شریعت کہا جا سکتا ہو۔ رہیں وہ چیزیں جو معاشرتِ اسلامی کی روح کے تو خلاف ہیں مگر مسلمانوں کی موجودہ معاشرت میں قانون وشریعت بنی ہوئی ہیں تو وہ ہمارے ذوقِ اسلامی پر خواہ کتنی ہی گراں ہوں، لیکن سر دست ہمیں ان کو اس امید پر گوارا کر لینا چاہیے کہ بتدریج ان کی اصلاح ہو سکے گی۔ مگر یہ گوارا کرنا رضامندی کے ساتھ نہ ہو، بلکہ احتجاج اور فہمائش کے ساتھ ہو۔ یعنی ہر ایسے موقع پر واضح کر دیا جائے کہ شریعت تو اس طرح کے نکاح چاہتی ہے، جیسے ازواج مطہرات اور دوسرے صحابہ کرام کے ہوئے تھے۔ لیکن اگر تم لوگ یہ تکلّفات کیے بغیر نہیں مانتے تو مجبوراً ہم اس کو گوارا کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ وقت آئے کہ جب تم نبی ﷺ اور اصحابِ نبی ﷺ کی طرح کے سادہ نکاح کرنے کو اپنی شان سے فروتر نہ سمجھو۔

ہمارا یہ رویہ تو عام لوگوں کے لیے ہے جن سے ہم مختلف قسم کے روابط پیدا کرنے اور جن کے ساتھ کئی طرح کے دنیوی امور میں معاملہ کرنے پر مجبور ہیں۔ لیکن خود ارکانِ جماعت کے درمیان ایسے جتنے روابط اور معاملات بھی ہوں، انہیں رسوم کی آلودگیوں سے پاک کر کے سادگی کی اسی سطح پر لے آنا چاہیے جس تک نبی ﷺ اور آپ کے صحابہؓ نے انہیں پہنچایا تھا، ہمارے معاملات میں مباحات کو مباحات ہی کی حد تک رہنا چاہیے۔ رواج کی رو میں بہنے والے بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو بغاوت کرنا بھی چاہتے ہیں مگر پہل کی جسارت نہیں کر سکتے۔ رسموں کی بیڑیوں سے نجات حاصل کرنا بھی چاہتے ہیں مگر دوسروں سے پہلے انہیں کاٹنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ اپنی پیٹھوں پر لدے ہوئے رواجوں کے بوجھوں سے ان کی کمریں ٹوٹ رہی ہوتی ہیں مگر ان کو پٹخ دینے میں پیش قدمی نہیں کر سکتے۔ یہ پہل اور پیش قدمی اب ہم لوگوں کو کرنی ہے۔ ہمارے ہر ساتھی کا یہ فرض ہے کہ زندگی کے روزمرہ کے معاملات اور تقریبات کو گوناگوں پابندیوں سے آزاد کرنے میں پوری بے باکی سے پہل کرے۔ اور لوگوں کی ''ناک'' بچانے کے لیے خود نکّو بن کر معاشرتی زندگی میں انقلاب برپا کرے۔ خالص اسلامی انداز میں تقریبات اور

معاملات کو سرانجام دینے کی مثالیں اگر جگہ جگہ ایک دفعہ قائم کردی جائیں گی تو سوسائٹی کا کچھ نہ کچھ عُنصر ان کی پیروی کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے گا اور اس طرح رفتہ رفتہ احوال بدل سکیں گے۔ (رسائل ومسائل اوّل، فقہی مسائل: رسموں...)

منگنی کی شرعی حیثیت

منگنی محض ایک قول وقرار ہے اس بات کا کہ آیندہ اس لڑکی کا نکاح فلاں شخص سے کیا جائے گا، یہ بجائے خود نکاح نہیں ہے، البتہ فریقین کے درمیان ایک طرح کا عہد وپیمان ضرور ہے جس سے پھر جانا درست نہیں اِلّا یہ کہ اس کے لیے کوئی معقول وجہ موجود ہو اگر منگنی کے بعد فریقین میں سے کسی ایک پر دوسرے کا کوئی ایسا عیب ظاہر ہو جو پہلے معلوم نہ تھا یا چھپایا گیا تھا، تو بلاشبہ اس قول وقرار کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس طرح کی کسی معقول وجہ کے بغیر یونہی اسے ختم کر دینا، یا کسی غیر معقول وجہ کی بنا پر اس سے پھر جانا، ہرگز جائز نہیں۔ دوسری بدعہدیوں کی طرح یہ بھی ایک بدعہدی ہے جس پر انسان خدا کے ہاں جواب دہ ہوگا۔
(رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل: منگنی...)

ماٰخذ

(۱) دارقطنی ج۳ کتاب النکاح باب المهر حدیث نمبر ۱۱ ☆ السنن الکبریٰ للبَیْهَقِیُ ج۷ باب اعتبار الکفاءة ☆مجمع الزوائد ج٤ کتاب النکاح باب الکفاءة مبشر بن عبید وهو متروك اور باب ماجاء فی الولی والشهود مبشربن عبید متروك۔ واسند البیهقی فی المعرفة عن احمد بن حنبل انه قال: احادیث مبشربن عبید موضوعة کذب۔ قال ابن القطان فی کتابه: وهو کما قال، ورواه ابویعلی عن مبشر بن عبید عن ابی الزبیر عن جابر فذکر نحوهٗ۔وعن ابی یعلی۔ رواه ابن حبان فی الضعفاء۔ وقال: مبشر یروی عن الثقات الموضوعات لایحل کتب حدیثه الاعلی جهة التعجب۔ ورواه ابن عدی والعقیلی واعلاه بمبشربن عبید واسند العقیلی عن احمد انه وصفه بالوضع والکذب۔ وقال بیهقی: هذا حدیث ضعیف قاله الزیعلی۔ (حاشیه از علامه شمس الحق علی دارقطنی ج۳۔ ص۲٤٥ ☆ کنزالعمال ج١٦۔ص٣١٦۔بیهقی نے ج۷۔ص۲٤۰ پر۔ لامهر دون عشرة دراهم پر نقد وجرح کی هے۔

(۲) ترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی تعجیل الجنازة ☆ السنن الکبریٰ ج۷ کتاب النکاح باب الکفاءة ☆المستدرك للحاکم ج۲ کتاب النکاح باب تزوجوا الودود الولود۔ هذا حدیث غریب صحیح ولم یخرجاه۔

(۳) دارقُطنی ج۳ کتاب النکاح۔ المهر☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷ کتاب النکاح باب اعتبار الکفاءة ☆ المستدرك للحاکم ج۲ کتاب النکاح باب تخیروا لنطفکم فانکحوا الاکفاء۔ هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔ کنز العُمّال ج١٦ عن عائشة حدیث نمبر ٤٤٥٥٦ ☆ ابنِ ماجه کتاب النکاح باب الاکفاء ، فی اسناده الحارث

بن عمران المدینی۔ قال فیه ابو حاتم، لیس بالقویّ۔ والحدیث الذی رواہ لا اصل لهٗ یعنی ھذا الحدیث، عن الثقات وقال الدار قطنی متروکٌ۔ (ابن ماجه حدیث مذکور پر علامه فوأد باقی کا حاشیه)۔

(٤) دار قطنی ج٣۔ص٢٩٩۔ذیلی حاشیه۔

(٥) ابن ماجه ج ١ کتاب النکاح باب تزویج ذات الدین☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧ کتاب النکاح باب استحباب التزویج بذات الدین۔ اس جگه خرقاء منقول ھے اور ابو زکریا سے مروی روایت میں حرباء ھے۔ والله اعلم☆ کنزالعمال ج١٦عن ابن عمرو۔ حدیث نمبر ٤٤٥٣٧۔

(٦) المُصَنّف لعبدالرزاق ج٦ کتاب النکاح باب الاکفاء☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧ کتاب النکاح باب اعتبار الکفاء ۃ ☆کنز العمال ج١٦الاکفاء حدیث نمبر ٤٥٧٨٥۔

(٧) دارقُطنی ج٣ کتاب النکاح ۔

فصل:۳

ولایت کا مسئلہ

(۱) ولی ـــــ سرپرست کی ولایت

۲۰ ـ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْهِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ.

''ابوموسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولی کے بغیر کوئی نکاح جائز نہیں ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ اَعْیَنَ، ثَنَا اَبُوْعُبَیْدَةَ الْحَدَّادُ، عَنْ یُوْنُسَ وَاِسْرَائِیْلَ، عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَانِکَاحَ اِلَّابِوَلِیٍّ.(۱)

ـــــ قال ابوداؤد: هویونس عن ابی بردة، واسرائیل عن ابی اسحاق، عن ابی بردة۔

(۲) سربراہِ مملکت کی ولایت

۲۱ ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّمَا امْرَاَةٍ نَکَحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّهَا فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَّا وَلِیَّ لَهَا. (بلوغ المرام)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جوعورت بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے، اس کا نکاح باطل ہے۔ پس اگر جھگڑا ہوتو جس عورت کا ولی نہ ہوتو سلطان اس کا ولی ہے۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ، حَدَّثَنَاسُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ مُوْسٰی، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَیُّمَا امْرَاَةٍ نُکِحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّهَا، فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ، فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا، فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَّاوَلِیَّ لَهٗ.(۲) (هذا حدیث حسن)

ابن ماجہ نے حضرت عائشہؓ سے اس روایت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے:

〈۲〉 عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَیُّمَا امْرَاَةٍ لَمْ یُنْکِحْهَا الْوَلِیُّ، فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ،

فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَإِنْ اَصَابَهَا فَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا اَصَابَ مِنْهَا، فَإِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَّاوَلِيَّ لَهُ.(۳)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس عورت کا نکاح اس کا ولی نہ کرے اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے پھر اگر وہ مرد اس عورت سے لطف اندوز ہو چکا ہو تو جس قدر وہ اس عورت سے لطف اندوز ہوا ہے اس کے بدلہ میں مہر کی وہ عورت حقدار ہے۔ پھر اگر ان کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔

(۳) عورت کی ولایت

۲۲ ـعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا.

(السنن الکبری للبیہقی)

”ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت دوسری عورت کی (ولی بن کر) نکاح نہ کرے، اور نہ کوئی عورت خود اپنا نکاح کرے۔“

تخریج : حَدَّثَنَا جَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْعُقَيْلِيُّ، ثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَاتُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، فَاِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِيْ تُزَوِّجُ نَفْسَهَا.(٤)

۲۳ ـقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اَيُّمَا امْرَأَةٍ لَمْ يُنْكِحْهَا الْوَلِيُّ اَوِالْوُلَاةُ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ. (السنن الکبریٰ للبیہقی)

”حضرت عمرؓ نے فرمایا جس عورت کا نکاح ولی یا حکام نہ کریں، اس کا نکاح باطل ہے۔“

تخریج : عَنْ عُمَرَ، قَالَ: اَيُّمَا امْرَأَةٍ لَمْ يُنْكِحْهَا الْوَلِيُّ اَوِ الْوُلَاةُ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ.(٥)

تشریح : ان دلائل پر ایک نگاہ ڈالنے سے ہی یہ محسوس ہو جاتا ہے کہ دونوں طرف کافی وزن ہے اور یہ کہنے کی گنجائش نہیں ہے کہ فریقین میں سے کسی کا مسلک بالکل غلط ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا شارع نے فی الواقع دو متضاد حکم دیئے ہیں؟ یا ایک حکم کو دوسرا حکم منسوخ کرتا ہے؟ یا دونوں حکموں کو ملا کر دونوں حکموں کا منشا ٹھیک طور پر متحقق ہو سکتا ہے؟ پہلی شق تو صریحاً باطل ہے، کیونکہ شریعت کا پورا نظام شارع کی حکمت کاملہ پر دلالت کر رہا ہے اور حکیم سے متضاد احکام کا صدور ممکن نہیں ہے۔ دوسری شق بھی باطل ہے کیونکہ نسخ کا کوئی ثبوت یا قرینہ موجود نہیں ہے۔ اب صرف تیسری ہی صورت باقی رہ جاتی ہے اور ہمیں اسی کی تحقیق کرنی چاہیے۔ میں دونوں طرف کے دلائل جمع کر کے شارع کا جو منشا سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے:

ا۔ نکاح کے معاملے میں فریقین مرد اور عورت ہیں نہ کہ مرد اور اولیائے عورت۔ اسی بنا پر ایجاب و قبول ناکح اور منکوحہ کے درمیان ہوتا ہے۔

۲۔ بالغہ عورت (باکرہ ہو یا ثیبہ) کا نکاح اس کی رضا مندی کے بغیر یا اس کی مرضی کے خلاف منعقد نہیں ہو سکتا، خواہ وہ نکاح کرنے والا باپ ہی کیوں نہ ہو؟ جس نکاح میں عورت کی طرف سے رضا نہ ہو، اس میں سرے سے ایجاب ہی موجود نہیں ہوتا کہ ایسا نکاح منعقد ہو سکے۔

۳۔ مگر شارع اس کو بھی جائز نہیں رکھتا کہ عورتیں اپنے نکاح کے معاملے میں بالکل ہی خود مختار ہو جائیں، اور جس قسم کے مرد کو چاہیں اپنے اولیا کی مرضی کے خلاف اپنے خاندان میں داماد کی حیثیت سے گھسا لائیں۔ اس لیے جہاں تک عورت کا تعلق ہے شارع نے اس کے نکاح کے لیے اس کی اپنی مرضی کے ساتھ اس کے ولی کی مرضی کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔ نہ عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے ولی کی اجازت کے بغیر جہاں چاہے اپنا نکاح خود کر لے، اور نہ ولی کے لیے جائز ہے کہ عورت کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح جہاں چاہے کر دے۔

۴۔ اگر کوئی ولی کسی عورت کا نکاح بطور خود کر دے تو وہ عورت کی مرضی پر معلق ہوگا۔ وہ منظور کرے تو نکاح قائم رہے گا، نامنظور کرے تو معاملہ عدالت میں جانا چاہیے، عدالت تحقیق کرے گی کہ یہ نکاح عورت کو منظور ہے یا نہیں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ عورت کو نکاح نامنظور ہے تو عدالت اسے باطل قرار دے گی۔

۵۔ اگر کوئی عورت اپنے ولی کے بغیر اپنا نکاح خود کر لے تو اس کا نکاح ولی کی اجازت پر معلق ہوگا۔ ولی منظور کرے تو نکاح برقرار رہے گا، نامنظور کرے تو یہ معاملہ بھی عدالت میں جانا چاہیے۔ عدالت تحقیق کرے گی کہ ولی کے اعتراض و انکار کی بنیاد کیا ہے۔ اگر وہ فی الواقع معقول وجوہ کی بنا پر اس مرد کے ساتھ اپنے گھر کی لڑکی کا جوڑ پسند نہیں کرتا تو یہ نکاح فسخ کیا جائے گا اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس عورت کا نکاح کرنے میں اس کا ولی دانستہ تساہل کرتا رہا، یا کسی ناجائز غرض سے اس کو ٹالتا رہا اور عورت نے تنگ آ کر اپنا نکاح خود کر لیا تو پھر ایسے ولی کو سَئِی الاختیار ٹھہرایا جائے گا اور نکاح کو عدالت کی طرف سے سند جواز دے دی جائے گی[1] هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

(رسائل و مسائل دوم، فقہی مسائل: کیا بالغ...)

کیا بالغ عورت خود اپنا نکاح کر لینے کی مجاز ہے؟

٢٤۔ عَنْ نَّافِعِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ وَاِذْنُهَا سُكُوْتُهَا وَفِيْ رِوَايَةِ الثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا. (نصب الرایۃ ج۳، ص: ۱۸۲)

---

[1] جس نکاح میں ایجاب و قبول ہو گیا ہو وہ نکاح ہو جاتا ہے، خطبہ پڑھنے پر نکاح کی صحت موقوف نہیں ہے۔ خطبہ تو ایک سنت ہے جس سے مقصود برکت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب کرنا ہے۔ اس کو جان بوجھ کر ترک کرنا بہت برا ہے، اور اس کے ترک کو رواج بنا لینا اور بھی زیادہ سخت قابل ملامت فعل ہے۔ لیکن نکاح شرعاً جس چیز سے منعقد ہوتا ہے وہ دو گواہوں کے سامنے محض ایجاب و قبول ہے۔ (مکتوبات سید ابوالاعلیٰ مودودی ص ۱۰۶)

''نافع ابن جبیرؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیوہ عورت اپنے ولی سے زیادہ خود اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کی مجاز ہے اور کنواری کا مشورہ لیا جانا چاہیے اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ شوہر دیدہ عورت اپنے ولی سے زیادہ اپنے نکاح کے معاملے میں حقدار ہے۔''

تخریج: ﴿۱﴾ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِیِّهَا، وَالْبِکْرُ تُسْتَاْذَنُ فِیْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا، وَفِیْ لَفْظٍ لِّمُسْلِمٍ: اَلثَّیِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِیِّهَا، وَالْبِکْرُ تُسْتَاْمَرُ، وَاِذْنُهَا سُکُوْتُهَا. (۶)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ یَحْیٰ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ، اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ، حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَاتُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَاتُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ، قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَکَیْفَ اِذْنُهَا؟ قَالَ: اَنْ تَسْکُتَ. (۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیوہ عورت کا نکاح اس سے مشورہ لیے بغیر نہ کیا جائے اور نہ کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کیا جائے۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس سے اجازت کا کیا معنی؟ فرمایا، اس کا خاموش ہو جانا۔

﴿۳﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اَلثَّیِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِیِّهَا، وَالْبِکْرُ تُسْتَاْمَرُ وَاِذْنُهَا سُکُوْتُهَا. (۸)

مسلم کی ایک روایت بایں الفاظ بھی منقول ہے:

﴿۴﴾ قَالَ: اَلثَّیِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِیِّهَا وَالْبِکْرُ یَسْتَاْذِنُهَا اَبُوْهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَرُبَّمَا قَالَ: وَصَمْتُهَا اِقْرَارُهَا. (۹)

ترجمہ: شوہر دیدہ عورت اپنے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے کہ خود فیصلہ کرے اور کنواری سے اس کا والد اجازت لے اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے۔ بسا اوقات فرمایا: اس کی خاموشی اس کا اقرار ہے۔

لڑکی کے لیے تنسیخ و استقرارِ نکاح کا استحقاق

۲۵۔ اَخْرَجَهُ النَّسَائِیُّ وَاَحْمَدُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَتَاةٌ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ، یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَبِیْ زَوَّجَنِیْ ابْنَ اَخِیْهِ لِیَرْفَعَ بِیْ مِنْ خَسِیْسَتِهٖ. قَالَ، فَجَعَلَ الْاَمْرَ اِلَیْهَا. فَقَالَتْ، اِنِّیْ قَدْ اَجَزْتُ مَاصَنَعَ اَبِیْ، وَلٰکِنْ اَرَدْتُّ اَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ اَنَّ لَیْسَ اِلَی الْاٰبَاءِ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ.

''نسائی اور احمدؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک لڑکی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول!

میرے باپ نے اپنے بھتیجے کے ساتھ میرا بیاہ صرف اس لیے کر دیا ہے کہ میرے ذریعے سے اسے ذلت سے نکالے۔ آپؐ نے نکاح (کی تنسیخ واستقرار) کا حق لڑکی کو دے دیا۔ لڑکی نے کہا، میرے والد نے جو کچھ کیا ہے میں اسے جائز قرار دیتی ہوں، میری خواہش صرف یہ تھی کہ عورتیں جان لیں کہ باپوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔''

تخریج : حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيهِ قَالَ: جَآءَ تْ فَتَاةٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: اِنَّ اَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ اَخِيهِ لِيَرْفَعَ بِي خَسِيسَتَهُ، قَالَ، فَجَعَلَ الْاَمْرَ اِلَيْهَا فَقَالَتْ: قَدْ اَجَزْتُ مَاصَنَعَ اَبِي، وَلٰكِنْ اَرَدْتُّ اَنْ تَعْلَمَ النِّسَآءُ اَنْ لَّيْسَ اِلَى الْاٰبَآءِ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ.(۱۰)

۲۶ ۔ رُوِيَ مِنْ طَرِيقِ مَالِكٍ. عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مِنَ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ. فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَمِثْلِي يُفْتَاتُ عَلَيْهِ؟ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: اِنَّ ذٰلِكَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: مَاكُنْتُ لِاَرُدَّ اَمْرًا قَضَيْتِهِ، فَاسْتَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَالْمُنْذِرِ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا انتهى.

''مالک نے عبدالرحمٰن سے، انہوں نے اپنے باپ سے، اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا منذر ابن الزبیر سے نکاح کر دیا۔ اس وقت عبدالرحمٰن شام میں تھے۔ جب وہ واپس آئے تو کہنے لگے کہ کیا میری رائے کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے؟ تب حضرت عائشہؓ نے منذر ابن الزبیر سے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ فیصلہ عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں ہے اس پر عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ جس معاملے کو آپ نے طے کر دیا ہے میں اس کی تردید نہیں کرنا چاہتا، چنانچہ حفصہ منذر کے پاس ہی رہیں اور یہ طلاق نہ تھی۔''

تخریج: رُوِيَ مِنْ طَرِيقِ مَالِكٍ. عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مِنَ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ. فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَمِثْلِي يُفْتَاتُ عَلَيْهِ؟ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: اِنَّ ذٰلِكَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: مَاكُنْتُ لِاَرُدَّ اَمْرًا قَضَيْتِهِ، فَاسْتَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَالْمُنْذِرِ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا انتهى.(۱۱)

۲۷ ۔ اَخْرَجَهُ اَبُودَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ اَمْرٌ.(ایضاً)

''ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شوہر دیدہ عورت پر ولی کو کچھ اختیار حاصل نہیں ہے۔''

تخریج : حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ اَمْرٌ.(۱۲)

۲۸ ۔ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: جَآءَ تِ امْرَأَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: اِنَّ اَبِیْ اَنْکَحَنِیْ رَجُلاً، وَاَنَا کَارِهَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِیْهَا: لَانِکَاحَ لَکِ، اِذْهَبِیْ، فَانْکِحِیْ مَنْ شِئْتِ.

''ابی سلمہ ابن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا میرے باپ نے میرا نکاح ایک مرد سے کر دیا ہے اور میں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ آپؐ نے باپ سے فرمایا کہ نکاح کا اختیار تمہیں نہیں ہے۔ اور لڑکی سے فرمایا جاؤ جس سے تمہارا جی چاہے نکاح کرلو۔'' (رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل: کیا بالغ...)

تخریج:〈۱〉 قَالَ ابْنُ الْجَوْزِیْ: قَالَ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ: ثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ رَفِیْعٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: جَآءَ تِ امْرَأَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: اِنَّ اَبِیْ اَنْکَحَنِیْ رَجُلاً، وَاَنَا کَارِهَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِیْهَا: لَانِکَاحَ لَکِ، اِذْهَبِیْ، فَانْکِحِیْ مَنْ شِئْتِ.(۱۳)

〈۲〉 حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعِ ابْنَیْ یَزِیْدَ بْنِ جَارِیَةَ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْاَنْصَارِیَّةِ اِنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِیَ ثَیِّبٌ، فَکَرِهَتْ ذٰلِکَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِکَاحَهَا.(۱٤)

ترجمہ : خنساء بنت خذام انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے والد نے ان کا نکاح جب کہ وہ شوہر دیدہ تھیں کر دیا۔ اس نے اس نکاح کو ناپسند کیا، اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی (اور روداد سنائی) تو آپ نے اس کا نکاح رد کر دیا۔

ماٰخذ

(۱) ابوداؤد کتاب النکاح باب فی الولی☆ ترمذی ابواب النکاح، باب ماجاء لانکاح الا بولیؐ☆ ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب لانکاح الابولی☆ دارمی کتاب النکاح، باب النهی عن النکاح بغیر ولی☆دارقطنی ج۲۔ ص۳۸۱ ☆ المستدرك ج۲ کتاب النکاح باب لانکاح الا بولی☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ص۱۰۷ ۔ ۱۰۸☆نصب الرایة ج۳۔ص ۱۸۳☆مسندِاحمد ج۱۔ص ۲۵۰۔ج٤۔۳۹٤۔٤۱۳۔٤۱۸۔ج٦۔ص ۲٦۰ ☆کنزالعمال ج۱٦۔ ص۳۱۳ ☆ احکام القرآن للجصاص ج۲ص٤۰۱۔ ذکر الاختلاف فی ذلك☆ تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۲۸۲۔

(۲) ترمذی ج۳، ابواب النکاح باب ماجاء لانکاح الا بولی،ح۱۱۰۲☆ ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح۔ باب فی الولی ☆ابوداؤد میں ولی کی جگه موالیها اور اشتجروا کی جگه تشاجروا هے☆ بلوغ المرام کتاب النکاح حدیث نمبر ۸۳٦☆ نصب الرایة ج۳۔ ص۱۸٤☆ دارمی کتاب النکاح ج۲۔باب النهی عن النکاح بغیر ولی☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب النکاح باب لاولایة لوصی فی نکاح۔ اس میں روایت کا آغاز لاتنکح المرأة الا باذن ولیها، فان

نکحت فھو باطل، فھو باطل، فھو باطل الخ☆مسنداحمد ج٦۔ص١٦٦☆کنزالعمال ج١٦ص٣٠٩۔

(٣) ابن ماجه کتاب النکاح باب لانکاح الا بولی۔☆ دارقطنی ج٢کتاب النکاح ص٣٨١۔☆المستدرك للحاکم ج٢ کتاب النکاح۔ باب ایما امرأة نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل۔

(٤) ابن ماجه کتاب النکاح، باب لانکاح الا بولی☆ دارقطنی کتاب النکاح،ص٣٨٤☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧ ص٣١٠۔ کتاب النکاح باب لانکاح الابولی☆ کنزالعمال ج١٦۔ص۔٣١٠۔ عن ابی ھریرة☆نصب الرایة ج٣۔ ص١٨٨، کتاب النکاح باب فی الاولیاء والاکفاء۔

(٥) کنزالعمال ج ١٦۔ ص٥٢٩ عن عمر۔

(٦) نصب الرایة لاحادیث الھدایة ج٣کتاب النکاح، باب فی الاولیاء والاکفاء۔

(٧) بخاری ج٢ کتاب النکاح باب لاینکح الاب وغیره البکر والثیب الابرضاھا☆ نسائی کتاب النکاح باب اذن البکر☆ کنزالعمال ج١٦۔ص٣١١☆نسائی نے کتاب النکاح باب استئمار الثیب فی نفسھا کے ضمن میں جو روایت بیان کی ہے اس کا آغاز لاتُنکَحُ الثیبُ سے کیاہے، باقی الفاظ مندرجه بالا روایت کے ھیں۔

(٨) مسلم ج١۔کتاب النکاح، باب استیذان الثیب فی النکاح بالنطق، والبکر بالسکوت۔ مسلم میں اسی باب کے تحت ایك روایت میں عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال: اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِھَا کے الفاظ بھی منقول ھیں۔ترمذی ج١۔ ابواب النکاح باب ماجاء فی استئمار البکر والثیب☆ ابنِ ماجه کتاب النکاح باب استئمار البکر والثیب☆مؤطا امام مالك کتاب النکاح باب استیذان البکر والایم فی انفسھما۔

(٩) مسلم ج١کتاب النکاح باب استیذان الثیب فی النکاح الخ☆ ابوداؤد ج٢۔ کتاب النکاح باب الثیب۔ ابوداؤد کی رائے کے مطابق ابوھا محفوظ نھیں اور انھوں نے لیس بمحفوظٍ کھاھے☆ نسائی کتاب النکاح، باب استیذان البکر فی نفسھا☆ ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب استئمار البکر والثیب☆دارمی ج٢۔کتاب النکاح، باب استئمار البکر والثیب۔اس کی روایت میں وصمتھا اقرارھا ھے۔ عن ابنِ عباس☆ دارقطنی ج١۔کتاب النکاح۔ عن ابنِ عباس۔اس روایت میں بھی وصمتھا اقرارھا ھی ھے اور ص٢٤٠ پر عن ابنِ عباس ان النبی ﷺ قال: الایم احق بنفسھا من ولیھا، والیتیمة تستامر، واذنھا صماتھا بھی منقول ھے☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔ کتاب النکاح باب اذن البکر الصمت واذن الثیب الکلام، عن ابن عباس☆ المستدرك للحاکم ج٢۔کتاب النکاح باب تستامر الیتیمة فی نفسھا☆ مصنف ابنِ ابی شَیبَه نے ج٢-٤،ص١٣٨،١٣٩پر اس بارے میں مختلف روایات نقل کی ھیں۔☆کنزالعمال ج١٦۔ ص٣١٠۔عن ابن عباس☆دارقطنی ج٣۔کتاب النکاح ص٢٣٩☆احکام القرآن للجصاص ج١ص٤٠١۔ ذکرالاختلاف فی ذلك۔

(١٠) ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب من زوج ابنتهٗ وھی کارھة۔فی الزوائد: اسناده صحیح وقد رواه غیر المصنف من حدیث عائشة وغیرھا☆نصب الرایة للزیلعی ج٣۔کتاب النکاح☆نَسائی ج٦۔کتاب النکاح باب البکر یزوجھا ابوھا وھی کارھة☆مسنداحمد ج٦۔ص١٣٦۔عن عائشة☆سنن دارقطنی ج٢۔کتاب النکاح ۔ دارقطنی نے کھا ھے ھذا کلھا مراسیل ابن بریده لم یسمع من عائشة شیئاً☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔کتاب النکاح باب ماجاء

فی انکاح الآباء الابکار۔ آخر میں فرماتے ہیں :هذا مرسل ابن بریدة لم یسمع من عائشةؓ ۔ ابن ترکمانی نے الجوهر النقی میں لکھاہے ان صاحب الکمال صرح بسماعهِ منها۔

(۱۱) نصب الرایة للزیلعی ج۳۔کتاب النکاح باب الاولیاء والاکفاء ح۱۸۶۔☆ احکام القرآن للحصاص ج۱ ص۴۰۱۔ ذکر الاختلاف فی ذلك۔ احکام القرآن میں مختصر ہے۔

(۱۲) ابوداؤد کتاب النکاح، باب فی الثیب☆ نسائی کتاب النکاح، باب استیذان البکر فی نفسها☆دارقطنی ج۲ کتاب النکاح☆ کنز العُمال ج۱۶۔ص۳۱۱ عن ابن عباسؓ☆ احکام القرآن للجصّاص ج۱ذکر الاختلاف فی ذٰلِك۔

(۱۳) نصب الرایة ج۳۔کتاب النکاح باب فی الاولیاء والاکفاء۔

(۱٤) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح، باب اذا زوج ابنتَه وهی کارهة، فنکاحه مردود☆ ابوداؤد ج۲ کتاب النکاح باب فی الثیب☆ نسائی ج٦ کتاب النکاح، الثیب یزوجها ابوها وهی کارهة☆ ابن ماجه کتاب النکاح، باب من زوج ابنته وهی کارهة☆سنن دارقطنی ج۲۔کتاب النکاح☆مؤطا امام مالك ج۲،کتاب النکاح۔ جامع مالا یجوز من النکاح۔ موطا نے خنساء بنت خذام الانصاریة نقل کیاهے☆ سنن دارمی ج۲کتاب النکاح باب الثیب یزوجها ابوها وهی کارهة۔

فصل:۴

رضاعت کا مسئلہ

نسبی اور رضاعی رشتوں کی حرمت

اس امر پر امت میں اتفاق ہے کہ ایک لڑکے یا لڑکی نے جس عورت کا دودھ پیا ہو اس کے لیے وہ عورت ماں کے حکم میں اور اس کا شوہر باپ کے حکم میں ہے اور تمام وہ رشتے جو حقیقی ماں اور باپ کے تعلق سے حرام ہوتے ہیں رضاعی ماں اور باپ کے تعلق سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ حرمت رضاعت کس قدر دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جتنی مقدار سے روزہ دار کا روزہ ٹوٹ سکتا ہے اتنی ہی مقدار میں اگر بچہ کسی کا دودھ پی لے تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے، مگر امام احمدؒ کے نزدیک تین مرتبہ پینے سے اور امام شافعیؒ کے نزدیک پانچ دفعہ پینے سے یہ حرمت ثابت ہوتی ہے، نیز اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ کس عمر میں پینے سے یہ رشتے حرام ہوتے ہیں۔

بعض کے نزدیک رضاعت کی مدت کے دوران دودھ پینے سے۔ بعض کے نزدیک جب تک دودھ چھڑایا نہ گیا ہو۔ اور بعض کے نزدیک جب بھی پیے حرمت ثابت ہوگی۔ (تفہیم القرآن، ج۱، النساء، حاشیہ: ۳۸)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: نَالَيْثُ ح قَالَ وَثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رُمْحٍ، قَالَ: اَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمّٰى اَفْلَحُ اِسْتَاْذَنَ عَلَيْهَا، فَحَجَبَتْهُ، فَاَخْبَرَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا: لَاتَحْتَجِبِیْ مِنْهُ، فَاِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.(۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ ان کا رضاعی چچا، جن کا نام افلح تھا، نے ان کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو حضرت عائشہؓ نے ان سے پردہ کیا اور اس واقعہ کی خبر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دی تو آپ نے فرمایا، ان سے پردہ نہ کر اس لیے کہ رضاعت سے بھی وہ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو نسب سے حرام ہوتی ہیں۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی روایت میں سے ایک روایت میں ہے:

〈۲〉 قَالَتْ عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، دَخَلَ عَلَیَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَعَمْ، اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میرا فلاں رضاعی چچا زندہ ہوتا تو کیا وہ میرے ہاں داخل ہوسکتا تھا؟ آپ نے فرمایا، ہاں رضاعت بھی ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے جس کو نسب حرام کرتا ہے۔

انہی سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے:

﴿۳﴾ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَايَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.(٢)

ایک اور روایت میں ہے:

﴿۴﴾ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ: حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَاتُحَرِّمُوْنَ مِنَ النَّسَبِ.

ترجمہ : حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ رضاعت کی وجہ سے بھی تم ان رشتوں کو حرام سمجھو جن کو تم نسب کی وجہ سے حرام سمجھتے ہو۔

حضرت ابنِ عباس سے مروی روایت میں ہے:

﴿۵﴾وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَايَحْرُمُ مِنَ الرَّحِمِ. (٣)

﴿٦﴾عن علی عن عائشة، قالت: قال رسول الله ﷺ ان الله حرم من الرضاعة ما حرم من الولادة.(٤)

ـــــ هذا حديث حسن صحيح، وحديث علی، حديث صحيح، والعمل على هذا عند عامة اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ وغيرهم لانعلم بينهم فی ذلك اختلافا.

حضرت علیؓ سے مروی روایت میں ہے:

﴿۷﴾إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ.(٥)

نسائی میں حضرت عائشہؓ سے مروی روایات:

﴿۸﴾عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَاحَرَّمَتْهُ الْوِلَادَةُ حَرَّمَهُ الرَّضَاعُ.

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ولادت جن رشتوں کو حرام کرتی ہے رضاعت بھی ان کو حرام کر دیتی ہے۔

﴿۹﴾عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَايَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہیں وہی رضاعت کی وجہ سے حرام ہیں۔

ایک روایت میں ہے:

〈۱۰〉 قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.(۶)

〈۱۱〉 عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَايَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ. (۷)

〈۱۲〉 وَكَانَتْ عَائِشَةُ ؓ تُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا تُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.(۸)

محرّمات کی حرمت کے وجوہ

محرمات کی فہرست میں جن عورتوں کو شامل کیا گیا ہے، ان کے حرام ہونے کی اصل وجہ حیاتیاتی حقائق نہیں ہیں، بلکہ اخلاقی اور معاشرتی حقائق ہیں۔ آپ خود غور کریں کہ جس ماں کے شہوانی جذبات بھی اپنے بیٹے سے متعلق ہو سکتے ہوں کیا وہ ان پاکیزہ ومطہر جذبات کے ساتھ بیٹے کو پال سکتی ہے جو ماں اور بیٹے کے تعلقات میں ہونے چاہئیں؟ اور کیا بیٹا ہوش سنبھالنے کے بعد ماں کے ساتھ وہ معصومانہ بے تکلفی برت سکتا ہے جو ماں اور بیٹے کے درمیان اب ہوتی ہے؟

اور کیا ایک گھر میں باپ اور بیٹے کے درمیان رقابت اور حسد کے جذبات پیدا نہ ہو جائیں گے اگر ماں اور بیٹے کے درمیان ابدی حرمت کی دیوار حائل نہ ہو؟

ایسا ہی معاملہ بہن اور بھائی کا بھی ہے۔ اگر ابدی حرمت ان کے درمیان قائم نہ ہوتی تو کیا یہ ممکن تھا کہ بھائی بہن ایک دوسرے کے ساتھ معصوم روابط اور شبہات سے بالاتر بے تکلفی برت سکتے؟ کیا اس صورت میں بھی یہ ممکن ہوتا کہ والدین اپنے بیٹوں کو سن بلوغ کے قریب پہنچنے پر ایک دوسرے سے دور رکھنے کی کوشش نہ کرتے؟ اور کیا کوئی شخص بھی کسی لڑکی سے شادی کرتے وقت یہ اطمینان کر سکتا تھا کہ وہ اپنے بھائیوں سے بچی ہوئی ہوگی؟

پھر اگر سسر اور بہو کے درمیان اور ساس اور داماد کے درمیان ابدی حرمت کی دیواریں حائل نہ کر دی جاتیں تو کس طرح ممکن تھا کہ باپ اور بیٹے اور ماں اور بیٹیاں ایک دوسرے کے ساتھ رقیبانہ کشمکش میں مبتلا ہونے اور ایک دوسرے کو شبہ کی نظر سے دیکھنے سے بچ جاتیں۔

اس پہلو پر اگر آپ غور کریں تو آپ کی سمجھ میں آجائے گا کہ شریعت نے کن اہم اخلاقی و معاشرتی مصلحتوں کی بنا پر ان تمام مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کے لیے حرام کر دیا ہے، جن کے درمیان ایک گھر، ایک خاندان، اور ایک دائرۂ معاشرت کے اندر قریب ترین روابط اور بے تکلف روابط فطرتاً ہوتے ہیں، اور معاشرتی ضروریات کے لحاظ سے ہونے چاہئیں۔ بیٹے اور بیٹیاں پل ہی نہیں سکتیں اگر ماں اور باپ دونوں اس طرف سے بالکل مطمئن نہ ہوں کہ ان میں سے کسی کا بھی کوئی شہوانی علاقہ اپنی اولاد کے ساتھ نہیں ہے۔ ایک ہی گھر میں لڑکوں اور لڑکیوں کا پلنا غیر ممکن ہو جائے اگر بہن کے معاملہ میں بھائیوں کے درمیان اور بھائی کے معاملہ میں بہنوں کے درمیان شہوانی رقابتیں پیدا ہونے کا دروازہ قطعی طور پر بند نہ ہو۔ خالائیں اور پھوپھیاں اور چچا اور ماموں اگر شبہ سے بالاتر نہ کر دیے جائیں تو بہن اپنی اولاد کو اپنے بھائی بہنوں سے، اور بھائی اپنی اولاد کو اپنے بھائی بہنوں سے بچانے کی فکر میں لگ جائیں۔ (رسائل ومسائل دوم، عام مسائل: محرمات...)

ماٰخذ

(۱) مسلم ج۱کتاب الرضاع۔ فصل یحرم من الرضاعه ما یحرم من الرحم☆ نسائی کتاب النکاح باب مایحرم من الرضاع۔

(۲) مسلم کتاب الرضاع الخ☆ مؤطا امام مالک ج۲کتاب الرضاع☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب الرضاع:۔ یحرم من الرضاع مایحرم من الولادة☆کنز العمال ج٦حدیث نمبر١٥٦٥٤☆بخاری ج۱کتاب الشهادات باب الشهادة علی الانساب میں یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ اوراِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَایَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ اور یه روایت کتاب الجهاد باب ماجاء فی بیوت النبی ﷺ میں بهی هے۔

(۳) بخاری نے ج۲کتاب النکاح باب لاتنکح المرأة علی عمتها میں حضرت عائشه سے مروی روایت مندرجه ذیل الفاظ میں نقل کی هے مزید برآں یه روایت کتاب التفسیر سوره احزاب اور کتاب الادب باب ۹۳ میں هے: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَایَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ اورکتاب النکاح باب مایحل من الدخول والنظر الی النساء فی الرضاع۔ ج۲پر یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَایَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ نقل کیاهے۔ابوداؤد کتاب النکاح ج۲۔باب یحرم من الرضاعة مایحرم من النسب☆دارمی کتاب النکاح باب۴۸۔ مایحرم من الرضاع عن عائشة۔

(٤) ترمذی ج۱ابواب الرضاع باب ماجاء یحرم من الرضاع مایحرم من النسب☆مسند احمد ج٦ ☆کنزالعمال ج٦ حدیث نمبر١٥٦٦٦۔

(٥) ترمذی ج۱ابواب الرضاع۔☆مسندِ احمد ج۲۔ص۱۸۲۔☆ کنزالعمال ج٦حدیث نمبر١٥٦٥٥۔

(٦) نسائی ج٦ کتاب النکاح باب مایحرم من الرضاع۔

(۷) ابن ماجه کتاب النکاح باب یحرم من الرضاع مایحرم من النسب اور مجمع الزوائدج ٤۔ کتاب النکاح باب فی الرضاع عن عائشة۔ مسند احمد ج۱ص۲۷٥، ۲۹۰،۳۲۹ج٤ص٤،٥ ج٦، ص٤٤،٥١، ٦٦، ۷۲، ۱۰۲، ۱۷۸ ☆کنزالعمال ج٦۔ حدیث ١٥٦٦٠۔

(۸) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷ کتاب الرضاع باب یحرم من الرضاع مَا یحرم من الولادة الخ☆الطبرانی فی الاوسط بحواله مجمع الزوائد ج٤ص۔۲٦۱ عن انس۔

فصل:۵

محرم سے نکاح کا مسئلہ

ماں سے نکاح اسلامی قانون میں فوجداری جرم

۲۹ ۔ مَنْ وَّقَعَ عَلٰى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ.

''جوشخص محرمات میں سے کسی کے ساتھ زنا کرے اسے قتل کردو۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ، ثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ، عَنْ دَاوُدَ ابْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ وَقَعَ عَلٰى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ وَمَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ فَاقْتُلُوْهُ، وَاقْتُلُوا الْبَهِيْمَةَ.(۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جوشخص محرمات میں سے کسی کے ساتھ زنا کرے اسے قتل کردو، اور جو کسی چوپایہ سے بدفعلی کرے اسے بھی قتل کردو اور ساتھ اس جانور کو بھی ماردو۔

〈۲〉 اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ، قَالَ: ثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ، قَالَ: ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَآءِ، قَالَ: لَقِيْتُ خَالِيْ وَمَعَهُ الرَّايَةُ، فَقُلْتُ: اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: اَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةَ اَبِيْهِ مِنْ بَعْدِهِ، اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهُ اَوْ اَقْتُلَهُ.

ترجمہ: حضرت براء بن عازب سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ میں اپنے ماموں سے ملا، ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ میں نے پوچھا کدھر کا ارادہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی کو قتل کرنے کے لیے بھیجا ہے جس نے اپنے والد کی وفات کے بعد اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرلیا ہے۔

انہی سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے:

〈۳〉 اَصَبْتُ عَمِّيْ وَمَعَهُ رَايَةٌ فَقُلْتُ اَيْنَ تُرِيْدُ؟ فَقَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى رَجُلٍ، نَكَحَ امْرَاَةَ اَبِيْهِ، فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهُ وَاٰخُذَ مَالَهُ.(۲)

ترجمہ: حضرت براء بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ماموں سے ملا۔ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی منکوحہ (سوتیلی ماں) سے نکاح کرلیا، آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کی گردن ماردوں اور اس کا مال ضبط کرلوں۔

مستدرک میں ایک روایت جمع کے صیغہ سے بھی منقول ہے:

﴿۴﴾ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍؓ، قَالَ: مَرَّبِنَا نَاسٌ يَنْطَلِقُوْنَ فَقُلْنَا لَهُمْ اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ؟ قَالُوْا: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى رَجُلٍ يَاْتِىْ امْرَأَةَ اَبِيْهِ اَنْ نَقْتُلَهٗ.(۳)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس سے کچھ لوگ باتیں کرتے ہوئے گزرے۔ ہم نے ان سے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسے آدمی کو قتل کرنے کے لیے بھیجا ہے جو اپنے باپ کی منکوحہ (سوتیلی ماں) کے پاس جاتا ہے (اس سے نکاح کر کے زنا کرتا ہے)۔

مُستدرک نے ایک اور روایت نقل کی ہے:

﴿۵﴾ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍؓ قَالَ: اِنِّىْ لَاَطُوْفُ عَلٰى اِبِلٍ لِىْ ضَلَّتْ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَا اَنَا اَجُوْلُ فِىْ اَبْيَاتٍ، فَاِذَا اَنَا بِرَكْبٍ وَفَوَارِسَ، جَاءُوْا فَاَطَافُوْا، فَاسْتَخْرَجُوْا رَجُلاً، فَمَا سَأَلُوْهُ وَلاَ كَلَّمُوْهُ حَتّٰى ضَرَبُوْا عُنُقَهٗ، فَلَمَّا ذَهَبُوْا، سَأَلْتُ عَنْهُ، قَالُوْا: عَرَسَ بِامْرَاَةِ اَبِيْهِ.(۴)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ عہد رسالت میں میرے اونٹ گم ہوگئے میں ان کی تلاش میں ادھر ادھر گھوم پھر رہا تھا کہ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے۔ ادھر اُدھر گھومے پھرے پھر انہوں نے ایک آدمی کو باہر نکالا، نہ اس سے انہوں نے کوئی استفسار کیا اور نہ کسی قسم کی گفتگو کی بس پکڑتے ہی اسے قتل کردیا۔ اس واردات کے بعد جب وہ واپس چلے گئے تو میں نے مقتول کے بارے میں لوگوں سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے نکاح کیا تھا۔

ابوداؤد میں مروی روایت:

﴿۶﴾ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، بَيْنَا اَنَا اَطُوْفُ عَلٰى اِبِلٍ لِّىْ ضَلَّتْ، اِذْ اَقْبَلَ رَكْبٌ اَوْفَوَارِسُ مَعَهُمْ لِوَاءٌ، فَجَعَلَ الْاَعْرَابُ يُطِيْفُوْنَ بِىْ لِمَنْزِلَتِىْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ اَتَوْا قُبَّةً، فَاسْتَخْرَجُوْا مِنْهَا رَجُلاً فَضَرَبُوْا عُنُقَهٗ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَذَكَرُوْا اَنَّهٗ اَعْرَسَ بِامْرَاَةِ اَبِيْهِ.(۵)

ترجمہ: حضرت براء کا بیان ہے کہ میں اپنے گم شدہ اونٹوں کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھومتا پھر رہا تھا کہ اچانک اونٹوں یا

گھوڑوں پر سوار لوگ جن کے ہاتھوں میں جھنڈا تھا میرے سامنے آئے، رسول اللہ ﷺ سے مجھے جو مرتبہ و مقام نصیب تھا اس کی وجہ سے یہ لوگ اپنے ساتھ مجھے بھی ادھر ادھر گردش کراتے رہے کہ وہ گنبد نما خیمہ کے پاس آئے، اس میں سے انہوں نے ایک آدمی کو باہر نکالا اور اس کی گردن ماردی۔ میں نے انہی سے اس مرد کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لی تھی۔

ترمذی اور المصنف دونوں کی براء بن عازب سے روایت :

〈۷〉 بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ اَبِيْهِ، تَاْمُرَنِيْ اَنْ أَقْتُلَهٗ۔(٦)

تشریح : اسلامی قانون میں یہ فعل فوجداری جرم ہے اور قابل دست اندازی پولیس ہے۔ ابوداؤد، نسائی اور مسند احمد میں یہ روایت ملتی ہے کہ نبی ﷺ نے اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو موت اور ضبطی جائداد کی سزا دی ہے۔

فقہاء کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف ہے امام احمدؒ تو اسی بات کے قائل ہیں کہ ایسے شخص کو قتل کیا جائے اور اس کا مال ضبط کر لیا جائے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ اگر اس نے محرمات میں سے کسی کے ساتھ زنا کیا ہو تو اس پر حد زنا جاری ہوگی اور اگر نکاح کیا ہو تو اسے سخت عبرتناک سزا دی جائے گی۔ (تفہیم القرآن، ج۱، النساء، حاشیہ:۳۳)

خالہ بھانجی اور پھوپھی بھتیجی کا ایک مرد کے نکاح میں ہونا

۳۰۔ نبی ﷺ کی ہدایت ہے کہ خالہ اور بھانجی اور پھوپھی اور بھتیجی کو بھی ایک ساتھ نکاح میں رکھنا حرام ہے۔

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، سَمِعَ جَابِرًا، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْخَالَتِهَا.(۷)

ترجمہ : حضرت جابر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کسی عورت کا نکاح اس کی پھوپھی اور خالہ پر کیا جائے۔ (بیوی کی موجودگی میں اس کی بھانجی یا بھتیجی سے نکاح نہ کرے)۔

حضرت ابوہریرہ کی روایت :

〈۲〉 نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتِهَا.(۸)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے پھوپھی پر اس کی بھتیجی سے اور خالہ پر اس کی بھانجی سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

〈۳〉 نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَاوَ خَالَتِهَا.(۹)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ ایک عورت اور اس کی خالہ اور عورت اور اس کی پھوپھی کو ایک وقت ایک نکاح میں جمع کیا جائے۔

—— ایک روایت میں اَوْ خَالَتِھَا بھی منقول ہے۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ کی مرویات بھی اسی باب میں مذکور ہیں:

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: لَایُجْمَعُ بَیْنَ الْمَرْأَۃِ وَعَمَّتِھَا وَلَا بَیْنَ الْمَرْأَۃِ وَخَالَتِھَا.(۱۰)

مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی دیگر روایات:

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُھَاجِرِ، قَالَ:اَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَزِیْدَ ابْنِ حَبِیْبٍ، عَنْ عِرَاکٍ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنْ اَرْبَعِ نِسْوَۃٍ اَنْ یُجْمَعَ بَیْنَھُنَّ، الْمَرْأَۃِ وَعَمَّتِھَا، وَالْمَرْأَۃِ وَخَالَتِھَا.(۱۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ چار عورتوں کو جمع کیا جائے، عورت کو اس کی پھوپھی کے ساتھ اور عورت کو اس کی خالہ کے ساتھ (دونوں کو ایک ہی وقت ایک مرد کے نکاح میں جمع نہ کیا جائے)۔

﴿۶﴾ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: لَاتُنْکَحُ الْعَمَّۃُ عَلٰی بِنْتِ الْاَخِ وَلَاابْنَۃُ الْاُخْتِ عَلَی الْخَالَۃِ. (۱۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ پھوپھی سے بھتیجی پر اور بھانجی سے خالہ پر نکاح نہ کیا جائے۔

ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی مزید روایت:

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ نِ النُّفَیْلِیُّ، ثَنَازُھَیْرٌ، ثَنَا دَاوٗدُ بْنُ اَبِیْ ھِنْدٍ،عَنْ عَامِرٍ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:لَاتُنْکَحُ الْمَرْأَۃُ عَلٰی عَمَّتِھَا، وَلَاالْعَمَّۃُ عَلٰی بِنْتِ اَخِیْھَا، وَلَاالْمَرْأَۃُ عَلٰی خَالَتِھَا، وَلَاالْخَالَۃُ عَلٰی بِنْتِ اُخْتِھَا، وَلَاتُنْکَحُ الْکُبْرٰی عَلَی الصُّغْرٰی، وَلَاالصُّغْرٰی عَلَی الْکُبْرٰی.(۱۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کو اس کی پھوپھی پر اور پھوپھی کو بھتیجی پر ایک مرد کے نکاح میں نہ دیا جائے اور اسی طرح خالہ کو بھانجی پر اور بھانجی کو خالہ پر ایک مرد کے نکاح میں نہ دیا جائے اور نہ کبریٰ (بڑی عمر والی) کو صغریٰ پر اور نہ صغریٰ کو کبریٰ پر ایک مرد کے نکاح میں دیا جائے۔

﴿۸﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ نِ النُّفَیْلِیُّ، ثَنَا خَطَّابُ ابْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ خُصَیْفٍ، عَنْ عِکْرِمَۃَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ کَرِہَ اَنْ یُجْمَعَ بَیْنَ الْعَمَّۃِ وَالْخَالَۃِ، وَبَیْنَ الْخَالَتَیْنِ وَالْعَمَّتَیْنِ.(۱٤)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اسے ناپسند قرار دیا ہے کہ پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو ایک مرد کے نکاح میں جمع کیا جائے اور دو خالاؤں اور دو پھوپھیوں کو بھی بیک وقت ایک مرد کے نکاح میں دینے کو مکروہ (ناپسندیدہ) فرمایا ہے۔

تشریح : اس معاملے میں یہ اصول سمجھ لینا چاہیے کہ ایسی دو عورتوں کو جمع کرنا بہر حال حرام ہے جن میں سے کوئی ایک اگر مرد ہوتی تو اس کا نکاح دوسری سے حرام ہوتا۔ (تفہیم القرآن، ج۱، النساء، حاشیہ:۴۲)

کتابیہ سے نکاح

۳۱۔ اِنَّھَا لَا تُحْصِنُکَ.

''وہ تجھے محصن نہیں بنا سکتی۔''

تخریج: نَا اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ اَحْمَدُ بْنُ الْحُسَیْنِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ ابْنِ الْجُنَیْدِ وَعَبْدُاللّٰہِ بْنُ الْھَیْثَمِ ابْنِ خَالِدِ الطِّیْبِیُّ، قَالَا:نَاالْحُسَیْنُ بْنُ عَرَفَۃَ، نَاعِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ، عَنْ اَبِیْ بَکْرِبْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مَرْیَمَ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ، عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّہٗ اَرَادَ اَنْ یَتَزَوَّجَ یَھُوْدِیَّۃً اَوْنَصْرَانِیَّۃً، فَسَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ ذٰلِکَ، فَنَھَاہُ عَنْھَا، وَقَالَ: اِنَّھَا لَاتُحْصِنُکَ.(۱۵)

ترجمہ : حضرت کعب بن مالک سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک یہودی یا عیسائی عورت سے نکاح کرنا چاہا تو اس بارے میں نبی ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا اور کہا کہ یہ تجھے محصن نہیں بنا سکتی۔

ــــ ابوبکر بن مریم ضعیف۔ وعلی بن ابی طلحة لم یدرك كعباً۔

ــــ رواه ابن ابی شَیبَة فی مصنفه، ومن طريقه الطبرانی فی معجمه، وابن عدی فی الكامل من طريق ابی بكر بن ابی مريم الی آخر هذا السند۔ قال ابن عدی: ابوبكر بن ابی مريم بكير الغسانی، الغالب علی حديثه الغرائب، قلّ مايوافقه عليها الثقات، وهو ممن لايحتج بحديثه۔ وتكتب احاديثه فانها صالحة انتهی۔ واخرجه ابوداؤد فی المراسيل عن بقية بن الوليد عن عتبة بن الوليد، عن علی بن ابی طلحة، عن كعب بن مالك به فذكره۔

ــــ قال ابن القطان فی كتابه: هذا حديث ضعيف، ومنقطع، فانقطاعه فيما بين علی بن ابی طلحة وكعب بن مالك، وضعفه من جهة عتبة بن تميم، فانه ممن لايعرف حاله۔ وقد رواه عنه بقية وهو ممن عرف ضعفه، ولايعرف روی عن عتبة بن تميم الا بقية واسماعيل۔ قال فی التنقيح وعتبة وثقه ابن حبان، انتهی۔ وقال عبد الحق

فی احکامه: لااعلم احدا رواه عن علی بن ابی طلحة غیر عتبة بن تمیم وابی بکر بن ابی مریم، وهو ضعیف الاسناد ومنقطع انتهی۔وقال البیهقی فی المعرفة: هذا حدیث یرویه ابوبکر بن ابی مریم وهو ضعیف عن علی بن ابی طلحة عن کعب بن مالك وهو منقطع فان علیا لم یدرك کعبا۔(١٦)

پس منظر: کعب بن مالکؓ نے ایک کتابیہ سے نکاح کرنا چاہا تو آپ نے ان الفاظ میں ان کو منع فرمایا۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں دونوں کے درمیان وہ مودت ورحمت نہ ہوگی جو احصان کی اصل روح ہے۔

(حقوق الزوجین، قانون ازدواج: غیر...)

منکوحہ کتابیہ کے لیے آزادیٔ عمل کے حدود

اہل کتاب کی جن عورتوں سے مسلمانوں کو نکاح کی اجازت دی گئی ہے، ان کے بارے میں قرآن مجید دو شرطیں لگاتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ محصنات (پاک دامن) ہوں، دوسرے یہ کہ ان سے نکاح کر کے ایک مسلمان خود اپنے ایمان کو خطرے میں نہ ڈال بیٹھے (ملاحظہ ہو سورۂ مائدہ: ۵)۔ ان شرائط کی رو سے فاسق وفاجر کتابیات کے ساتھ شادی جائز نہیں ہے۔ اور یہ دیکھنا ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جس عورت سے وہ شادی کر رہا ہے وہ اس کے گھر میں، اس کے خاندان میں، اور اس کے بچوں میں ایسے افعال رائج کرنے کی موجب نہ بنے جو اسلام میں حرام ہیں۔ بلاشبہ وہ اسے مذہب ترک کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا، اس کو چرچ جانے سے نہیں روک سکتا، مگر اسے شادی سے پہلے ہی یہ شرط کر لینی چاہیے کہ وہ اس کی زوجیت میں آنے کے بعد شراب، سور کے گوشت اور دوسری حرام چیزوں سے اجتناب کرے گی۔ ایسی شرط پہلے ہی طے کر لینے کا اسے حق بھی ہے اور ایسا کرنا اس کا فرض بھی ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ دین کے معاملہ میں سخت تساہل کرنے والا آدمی ہے۔ اس کے بعد اگر اس کی اپنی اولاد ان حرام افعال میں مبتلا ہو (اور ظاہر ہے کہ اولاد کا ماں سے متاثر نہ ہونا متوقع نہیں ہو سکتا) تو اس کی ذمہ داری میں وہ بھی شریک ہوگا۔

(رسائل ومسائل سوم، فقہی مسائل: منکوحہ...)

شہد اور حضرت ماریہؓ کا واقعہ

۳۲۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ حضرت حفصہؓ کے مکان میں تشریف لے گئے اور وہ گھر پر موجود نہ تھیں۔ اس وقت حضرت ماریہ آپؐ کے پاس وہاں آگئیں اور تخلیہ میں آپ کے ساتھ رہیں۔ حضرت حفصہؓ کو یہ بات ناگوار گزری اور انہوں نے حضورؐ سے اس کی سخت شکایت کی۔ اس پر آپ نے ان کو راضی کرنے کے لیے ان سے عہد کر لیا کہ آئندہ ماریہ سے کوئی ازدواجی تعلق نہ رکھیں گے۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ آپ نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا (اور بعض میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے اس پر قسم بھی کھائی تھی)۔

تخریج:﴿۱﴾ نَا الْحُسَيْنُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ شَبِيْبٍ، حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنِيْ اَبُوالنَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاُمِّ وَلَدِهٖ مَارِيَةَ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ، فَوَجَدَتْهُ حَفْصَةُ مَعَهَا. فَقَالَتْ لَهٗ: تَدْخُلُهَا بَيْتِيْ، مَاصَنَعْتَ بِيْ هٰذَا مِنْ بَيْنِ نِسَآئِكَ اِلَّا مِنْ هَوَانِيْ عَلَيْكَ، فَقَالَ: لَاتَذْكُرِيْ هٰذَا لِعَائِشَةَ، فَهِيَ عَلَيَّ حَرَامٌ اِنْ قَرِبْتُهَا، قَالَتْ حَفْصَةُ: وَكَيْفَ تُحَرِّمُ عَلَيْكَ وَهِيَ جَارِيَتُكَ فَحَلَفَ لَهَا لَايَقْرُبُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَاتَذْكُرِيْهِ لِاَحَدٍ، فَذَكَرَتْهُ لِعَائِشَةَ، فَآلٰى لَايَدْخُلُ عَلٰى نِسَائِهٖ شَهْرًا، فَاعْتَزَلَهُنَّ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: لِمَ تُحَرِّمُ مَآاَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الْاٰيَةَ. قَالَ وَالْحَدِيْثُ بِطُوْلِهٖ طَوِيْلٌ.(۱۷)

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ماریہ کے ساتھ حضرت حفصہؓ کے حجرے میں تخلیہ فرمایا۔ حضرت حفصہؓ نے آپ کو ماریہ کے ساتھ پایا تو عرض کیا، میرے گھر میں اس سے دخول کیا ہے، آپ نے اپنی بیویوں کے درمیان میرے ساتھ ایسا کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری آپ کے نزدیک کوئی قدر و اہمیت نہیں (یہ تو میری توہین ہے) آپ نے فرمایا، عائشہ سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ پس اگر اب اس کے قریب جاؤں تو یہ مجھ پر حرام۔ حفصہؓ نے کہا آپ اسے اپنے اوپر حرام کیسے قرار دیتے ہیں جب کہ وہ تو لونڈی ہے۔ پس آپ نے حفصہؓ کے لیے قسم کھائی کہ وہ ماریہ کے قریب نہیں جائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی سے بھی اس کا ذکر نہ کرنا، مگر حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کو بتادیا، تو آپ نے ایک ماہ تک بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی اور ایک کم تیس دن بیویوں سے الگ رہے اللہ تعالیٰ نے لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ آیت نازل فرمادی۔

﴿۲﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: وَجَدَتْ حَفْصَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَعَ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ فِيْ يَوْمِ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لَاُخْبِرَنَّهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هِيَ عَلَيَّ حَرَامٌ، اِنْ قَرِبْتُهَا، فَاَخْبَرَتْ عَائِشَةَ بِذَالِكَ، فَاَعْلَمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رَسُوْلَهٗ بِذٰلِكَ فَعَرَّفَ حَفْصَةَ بَعْضَ مَا قَالَتْ، قَالَتْ لَهٗ: مَنْ اَخْبَرَكَ؟ قَالَ: نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ، فَآلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نِّسَآئِهٖ شَهْرًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا الْاٰيَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَسَاَلْتُ عُمَرَ: مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ.(۱۸)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ حضرت حفصہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت عائشہؓ کی باری کے دن ام ابراہیم کے ساتھ پایا، تو وہ بولیں کہ میں اس کی اطلاع عائشہ کو دوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں اس کے

قریب جاؤں تو وہ مجھ پر حرام۔ اس کی اطلاع انہوں نے حضرت عائشہؓ کو کردی، اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کو مطلع فرمادیا۔ حفصہؓ نے جو کچھ کہا اس کے کچھ حصہ سے نبی ﷺ نے حفصہؓ کو باخبر کیا تو حفصہؓ نے آپ سے پوچھا آپ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا مجھے علیم وخبیر (اللہ تعالیٰ) نے خبر دی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنی بیویوں کے پاس ایک ماہ نہ جانے کی قسم کھالی تو اللہ تعالیٰ نے اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا الآیۃ نازل فرمائی۔ ابن عباس نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا، جن دوعورتوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف جتھہ بندی کی تھی وہ کون تھیں؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ وہ حفصہؓ ورعائشہؓ تھیں۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ الْبَرْقِیُّ، قَالَ: ثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ، قَالَ: ثَنَا اَبُوْغَسَّان، قَالَ: ثَنِیْ زَیْدُ ابْنُ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَصَابَ اُمَّ اِبْرَاهِیْمَ فِیْ بَیْتِ بَعْضِ نِسَآئِهٖ، قَالَ: فَقَالَتْ: اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِیْ بَیْتِیْ وَعَلٰی فِرَاشِیْ؟ فَجَعَلَهَا عَلَیْهِ حَرَامًا، فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ تُحَرِّمُ عَلَیْکَ الْحَلَالَ؟ فَحَلَفَ لَهَا بِاللّٰهِ لَایُصِیْبُهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاةَ اَزْوَاجِکَ.(۱۹)

ترجمہ : زید بن اسلم نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے اپنی کسی بیوی کے ہاں ام ابراہیم سے ازدواجی تعلق قائم کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس بیوی نے شکایت کی، اے اللہ کے رسول! میرے گھر میں میرے ہی بستر پر آپ نے یہ کیا۔ تو حضور ﷺ نے ام ابراہیم کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اپنے اوپر حلال کو حرام کیسے کرسکتے ہیں؟ تو اپنی بیوی کی خوشنودی کی خاطر اللہ کے نام کی قسم کھائی کہ اس سے ازدواجی تعلق نہیں رکھیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمادی۔ ''اے نبی آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے، اپنی ازواج کی رضامندی کے لیے؟''

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَحْیٰ، قَالَ: ثَنَا اَبِیْ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ مَنِ الْمَرْأَتَانِ؟ قَالَ:عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ. وَکَانَ بَدَأَ الْحَدِیْثُ فِیْ شَانِ اُمِّ اِبْرَاهِیْمَ الْقُبْطِیَّةِ اَصَابَهَا النَّبِیُّ ﷺ فِیْ بَیْتِ حَفْصَةَ فِیْ یَوْمِهَا، فَوَجَدَتْهُ حَفْصَةُ، فَقَالَتْ:یَانَبِیَّ اللّٰهِ لَقَدْ جِئْتَ اِلَیَّ شَیْئًا مَاجِئْتَ اِلٰی اَحَدٍ مِنْ اَزْوَاجِکَ بِمِثْلِهٖ فِیْ یَوْمِیْ وَفِیْ دَوْرِیْ وَعَلٰی فِرَاشِیْ، قَالَ: اَلاَ تَرْضِیْنَ اَنْ اُحَرِّمَهَا فَلاَ اَقْرُبُهَا؟ قَالَتْ: بَلٰی، فَحَرَّمَهَا، وَقَالَ: لَاتَذْکُرِیْ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ، فَذَکَرَتْهُ لِعَائِشَةَ، فَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَیْهِ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاةَ اَزْوَاجِکَ الْآیَاتِ کُلَّهَا. فَبَلَغَنَا اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ کَفَّرَ یَمِیْنَهٗ وَاَصَابَ جَارِیَتَهٗ.(۲۰)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے عمر بن خطاب سے دریافت کیا کہ وہ دو عورتیں کون تھیں؟ (جنہوں نے حضور ﷺ کے خلاف جتھہ بندی کی تھی) انہوں نے بتایا کہ وہ عائشہؓ اور حفصہؓ تھیں اور ساتھ ہی انہوں نے ام ابراہیم قبطیہ کا معاملہ بیان کرنا شروع کیا، جن سے رسول اللہ ﷺ نے حفصہؓ کے گھر ان کی باری کے دن از دواجی تعلق قائم کیا تھا۔ حفصہؓ کو یہ ناگوار گزرا، چنانچہ وہ بولیں اے اللہ کے نبیؐ آپ نے میری باری کے دن، میرے گھر پر اور میرے ہی بستر پر ایسا فعل کیا ہے جو کسی دوسری بیوی کے ہاں نہیں کیا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو راضی ہوگی کہ میں اسے اپنے اوپر حرام کرلوں اور اس کے قریب بھی نہ جاؤں؟ وہ بولیں ہاں! آپ نے ام ابراہیم کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا اور اس بیوی سے کہا کہ اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا، مگر اس نے عائشہؓ سے اس کا ذکر کردیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اس کو ظاہر کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمادی کہ ''اے نبی! جو چیز تمہارے لیے حلال ہے اس کو تم اپنے اوپر حرام کیوں کرتے ہو، اپنی بیویوں کی رضامندی وخوشنودی کی خاطر؟'' ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی قسم کا کفارہ ادا فرمایا اور اپنی لونڈی سے تخلیہ فرمایا۔

۳۳۔ رسول اللہ ﷺ بالعموم ہر روز عصر کے بعد تمام ازواج مطہرات کے ہاں چکر لگاتے تھے، ایک موقع پر ایسا ہوا کہ آپ حضرت زینبؓ بنت جحش کے ہاں جاکر زیادہ دیر تک بیٹھنے لگے، کیونکہ ان کے ہاں کہیں سے شہد آیا ہوا تھا، اور حضورؐ کو شیرینی بہت پسند تھی، اس لیے آپ ان کے ہاں شہد کا شربت نوش فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ مجھے اس پر رشک لاحق ہوا اور میں نے حضرت حفصہؓ، حضرت سودہؓ اور حضرت صفیہؓ سے مل کر یہ طے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آپ آئیں وہ آپ سے یہ کہے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ مغافیر ایک قسم کا پھول ہوتا ہے جس میں کچھ بساند ہوتی ہے اور اگر شہد کی مکھی اس سے شہد حاصل کرلے تو اس بساند کا اثر آجاتا ہے۔ یہ بات سب کو معلوم تھی کہ حضورؐ نہایت نفاست پسند ہیں اور آپ کو اس سے سخت نفرت ہے کہ آپ کے اندر کسی قسم کی بد بو پائی جائے اس لیے آپ کو حضرت زینبؓ کے ہاں ٹھیرنے سے روکنے کی خاطر یہ تدبیر کی گئی اور یہ کارگر ہوئی۔ جب متعدد بیویوں نے آپؐ سے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے تو آپؐ نے عہد کرلیا کہ اب یہ شہد استعمال نہیں فرمائیں گے (ایک روایت میں آپؐ کے الفاظ یہ ہیں کہ فَلَنْ اَعُوْدَ لَهٗ وَقَدْ حَلَفْتُ ''اب میں ہرگز اسے نہ پیونگا، میں نے قسم کھالی ہے۔'' دوسری روایت میں صرف فَلَنْ اَعُوْدَ لَهٗ کے الفاظ ہیں، وَقَدْ حَلَفْتُ کا ذکر نہیں ہے۔ اور ابن عباسؓ سے جو روایت ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں وَاللّٰهِ لَا اَشْرَبُهٗ ''خدا کی قسم میں اسے نہ پیوں گا'')۔

تشریح : (گویا کہ حضورؐ نے اللہ کی حلال کردہ ایک شے کو خود اپنی کسی خواہش کی بنا پر نہیں بلکہ اپنی بیویوں کے کہنے پر اپنے لیے حرام کرلیا تھا اس سلسلے میں محدثین ومفسرین نے یہ دو مختلف واقعات بیان کیے ہیں۔ پہلا واقعہ حضرت ماریہ قبطیہ کا ہے اور دوسرا واقعہ یہ کہ آپ نے شہد استعمال نہ کرنے کا عہد کرلیا تھا)۔ حضرت ماریہؓ کا قصہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جو خطوط اطراف ونواح کے بادشاہوں کو بھیجے تھے ان میں سے ایک اسکندریہ کے رومی بطریق (Patriarch) کے نام بھی تھا جسے عرب مَقُوقِس کہتے تھے۔ حضرت حاطِب بن ابی بَلتَعہ یہ نامۂ گرامی لے کر جب اس کے

پاس پہنچے تو اس نے اسلام تو قبول نہ کیا مگر ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آیا اور جواب میں لکھا کہ ''مجھے یہ معلوم ہے کہ ایک نبی آنا ابھی باقی ہے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ وہ شام میں نکلے گا۔ تاہم میں آپ کے ایلچی کے ساتھ احترام سے پیش آیا ہوں اور آپ کی خدمت میں دو لڑکیاں بھیج رہا ہوں جو قبطیوں میں بڑا مرتبہ رکھتی ہیں (ابن سعد)۔ ان لڑکیوں میں سے ایک سیرین تھیں اور دوسری ماریہ (عیسائی حضرت مریم کو ماریہ Mary کہتے ہیں)۔ مصر سے واپسی پر راستہ میں حضرت حاطب نے دونوں کے سامنے اسلام پیش کیا اور وہ ایمان لے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے سیرین کو حضرت حسان بن ثابت کی مِلک یمین میں دے دیا اور حضرت ماریہ کو اپنے حرم میں داخل کر لیا۔ ذی الحجہ ۸ ھ میں انہی کے بطن سے حضورؐ کے صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے (الاستیعاب، اِلاصابہ) یہ خاتون نہایت خوبصورت تھیں۔ حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں ان کے متعلق حضرت عائشہؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''مجھے کسی عورت کا آنا اس قدر ناگوار نہ ہوا جتنا ماریہ کا آنا ہوا تھا کیونکہ وہ حسین و جمیل تھیں اور حضورؐ کو بہت پسند آئی تھیں۔''

اکابر اہل علم نے ان دونوں قصّوں میں سے دوسرے قصے کو صحیح قرار دیا اور پہلے قصے کو نا قابل اعتبار ٹھیرایا ہے، امام نسائی کہتے ہیں کہ ''شہد کے معاملہ میں حضرت عائشہؓ کی حدیث نہایت صحیح ہے اور حضرت ماریہؓ کو حرام کر لینے کا قصہ کسی عمدہ طریقہ سے نقل نہیں ہوا ہے۔'' قاضی عیاض قاضی ابوبکر ابن العربی بھی شہد ہی کے قصے کو صحیح قرار دیتے ہیں اور یہی رائے امام نووی اور حافظ بدر الدین عینی کی ہے۔ ابن ہُمام فتح القدیر میں کہتے ہیں کہ ''شہد کی تحریم کا قصہ صحیحین میں خود حضرت عائشہؓ سے مروی ہے جن کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا تھا، اس لیے یہی زیادہ قابل اعتبار ہے۔'' حافظ ابن کثیر بھی اسی کے حامی ہیں۔

(تفہیم القرآن، ج ٦، التحریم، حاشیہ: ٢)

لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا

٣٤ ـ اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهٗ وَلِيْدَةٌ، فَعَلَّمَهَا، فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا، وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ.

''جس شخص کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس کو خوب اچھی تعلیم دے، اور اس کو اچھا ادب سکھائے پھر اس کو آزاد کر دے اور اس کے بعد خود اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا اجر ملے گا۔'' (بخاری)

ابو بردہ کے والد کی دوسری حدیث میں ہے کہ اَعْتَقَهَا ثُمَّ اَصْدَقَهَا ''یعنی اس کو آزاد کر کے مہر دے کر اس کے ساتھ نکاح کرے۔''

تخریج:(١) حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحِ نِ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبُوْبُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهٗ وَلِيْدَةٌ، فَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا، وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ.(٢١)

مسلم نے ابو موسیٰ سے مختصر روایت بیان کی ہے:

﴿۲﴾ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فِی الَّذِیْ یُعْتِقُ جَارِیَتَهٗ ثُمَّ یَتَزَوَّجُهَا لَهٗ اَجْرَانِ. (۲۲)

ابو موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

﴿۳﴾ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلَاثَةٌ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَیْنِ، عَبْدٌ اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِیْهِ، فَذٰلِکَ یُؤْتٰی اَجْرَهٗ مَرَّتَیْنِ، وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَهٗ جَارِیَةٌ وَضِیْئَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا، ثُمَّ اَعْتَقَهَا، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا یَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْهَ اللّٰهِ، فَذٰلِکَ یُؤْتٰی اَجْرَهٗ مَرَّتَیْنِ، وَرَجُلٌ اٰمَنَ بِالْکِتَابِ الْاَوَّلِ ثُمَّ جَآءَ هُ الْکِتَابُ الْاٰخَرُ فَاٰمَنَ بِهٖ، فَذٰلِکَ یُؤْتٰی اَجْرَهٗ مَرَّتَیْنِ. (۲۳)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین آدمی ایسے ہیں جنہیں دوہرا اجر دیا جائے گا۔ ایک وہ غلام جس نے اپنے خالق، اللہ کا حق بھی ادا کیا اور اپنے مالکوں کا حق بھی، پس یہ وہ شخص ہے جسے دگنا اجر دیا جائے گا۔ اور وہ آدمی جس کے پاس خوبصورت لونڈی ہے اس نے اسے اچھا ادب سکھایا پھر آزاد کر کے اس سے صرف اپنے اللہ کی خوشنودی کی خاطر نکاح کر لیا پس اسے بھی دوہرا اجر دیا جائے گا۔ اور ایک وہ آدمی جو پہلی کتاب پر بھی ایمان لایا اور جب اس کے پاس آخری کتاب آئی تو اس پر بھی ایمان لے آیا، تو ایسے شخص کو بھی دوہرا اجر دیا جائے گا۔

ابن ماجہ نے ابو موسیٰ سے مندرجہ ذیل الفاظ سے اس روایت کو ذکر کیا ہے:

﴿۴﴾ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ کَانَتْ لَهٗ جَارِیَةٌ، فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا، ثُمَّ اَعْتَقَهَا، وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ الحدیث. (۲٤)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس لونڈی ہو، وہ اسے بہترین ادب سکھائے اور عمدہ تعلیم دے پھر اسے آزادی کی نعمت سے سرفراز کر کے اس سے نکاح کر لے اس کے لیے دو اجر ہیں۔

حضرت ابو امامہ کی روایت:

﴿۵﴾ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَرْبَعَةٌ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَیْنِ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ ﷺ، وَمَنْ اَسْلَمَ مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ، وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ، فَاَعْجَبَتْهُ فَاَعْتَقَهَا، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا، وَعَبْدٌ مَمْلُوْکٌ اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ سَادَتِهٖ. (۲۵)

—— رواہ الطبرانی وفیہ علی بن یزید الالهانی وهو ضعیف وقد وثق۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ باہلی سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار آدمی ایسے ہیں جنہیں دوہرا اجر دیا جائے گا، نبی ﷺ کی ازواج مطہرات، اور وہ شخص جو اہل کتاب سے تھا اور اب مسلمان ہو گیا، اور وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو، وہ اسے بہت ہی پسند اور محبوب بھی ہو، اسے آزاد کر کے نکاح کر لے۔ اور وہ غلام جس نے اپنے خالق، اللہ کا حق بھی ادا کیا ہو اور اپنے سادات (مالکوں) کا حق بھی پورا کیا ہو۔

۳۵۔ اِذَا اَعْتَقَ الرَّجُلُ اَمَتَہٗ ثُمَّ اَمْهَرَهَا مَهْراً جَدِیْداً کَانَ لَہٗ اَجْرَانِ.

"جب کسی شخص نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا پھر اس کو جدید مہر دے کر اس سے نکاح کیا تو اس کے لیے دو اجر ہوں گے۔"

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ نِالْخَیَّاطُ، عَنْ اَبِیْ حُصَیْنٍ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا اَعْتَقَ الرَّجُلُ اَمَتَہٗ ثُمَّ اَمْهَرَهَا مَهْرًا جَدِیْدًا کَانَ لَہٗ اَجْرَانِ.(۲۶)

ابوداؤد سجستانی میں صرف اتنی روایت ہے:

﴿۲﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ اَعْتَقَ جَارِیَتَہٗ وَتَزَوَّجَهَا کَانَ لَہٗ اَجْرَانِ.(۲۷)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا اَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، اَخْبَرَنَا اَبُوْبَکْرٍ وَحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ، عَنْ اَبِیْ حُصَیْنٍ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اَعْتَقَ الرَّجُلُ اَمَتَہٗ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا بِمَهْرٍ جَدِیْدٍ کَانَ لَہٗ اَجْرَانِ.(۲۸)

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ عَبْدِالْوَارِثِ، عَنْ شُعَیْبٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَعْتَقَ صَفِیَّةَ وَتَزَوَّجَهَا، وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَاَوْلَمَ عَلَیْهَا بِحَیْسٍ.(۲۹)

ترجمہ: حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے حضرت صفیہ کو آزادی بخشی اور پھر ان سے نکاح کیا، اور ان کی اس آزادی کو ہی ان کا مہر قرار دیا، اور حَیْس سے دعوتِ ولیمہ کی۔

تشریح: ملک یمین سے مالک کے تمتع کرنے کی تین شکلیں ہیں۔ ایک یہ کہ محض مِلک یمین ہی کو قیدِ نکاح سمجھ کر تمتع کیا جائے۔ دوسری یہ کہ لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کیا جائے اور اس آزادی ہی کو اس کا مہر قرار دیا جائے۔ تیسرے یہ کہ اس کو آزاد کر کے جدید مہر کے ساتھ نکاح ہو۔ نبی ﷺ نے دوسری اور تیسری شکل کو ترجیح دی ہے...

خود آنحضرتؐ نے حضرت صفیہؓ اور جویریہؓ کے ساتھ اسی طرح نکاح کیا ہے کہ پہلے ان کو آزاد کیا پھر قیدِ نکاح میں لائے۔ اس باب میں روایات مختلف ہیں کہ آپؐ نے جدید مہر ادا کیا تھا یا آزادی ہی کو مہر قرار دیا؟ لیکن اغلب یہ ہے کہ آپؐ نے جواز کی دونوں صورتیں ظاہر کرنے کے لیے دونوں طریقوں پر عمل فرمایا ہے۔ کسی کو جدید مہر دیا ہے اور کسی کی آزادی ہی کو مہر قرار دیا ہے۔ (تفہیمات دوم، ۳۵: غلاموں...)

نکاح شغار ــــــ ادلے بدلے کا نکاح

عام طور پر ادلے بدلے کے نکاح کا جو طریقہ ہمارے ملک میں رائج ہے وہ دراصل اسی شغار کی تعریف میں آتا ہے، جس سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ شغار کی تین صورتیں ہیں اور وہ سب ناجائز ہیں:

۱۔ ایک یہ کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو اس شرط پر اپنی لڑکی دے کہ وہ اس کے بدلے میں اپنی لڑکی دے گا اور ان میں سے ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کا مہر قرار پائے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ شرط تو وہی ادلے بدلے کی ہو مگر دونوں سے برابر برابر مہر (مثلاً ۵،۵ ہزار روپیہ) مقرر کیے جائیں اور محض فرضی طور پر فریقین میں ان مساوی رقموں کا تبادلہ کرلیا جائے۔ دونوں لڑکیوں کو عملاً ایک پیسہ بھی نہ ملے۔

۳۔ تیسرے یہ کہ ادلے بدلے کا معاملہ فریقین میں صرف زبانی طور پر ہی طے نہ ہو بلکہ ایک لڑکی کے نکاح میں دوسری لڑکی کا نکاح شرط کے طور پر شامل ہو۔

ان تینوں صورتوں میں سے جو صورت بھی اختیار کی جائے گی، شریعت کے خلاف ہوگی۔ پہلی صورت کے ناجائز ہونے پر تو تمام فقہاء کا اتفاق ہے، البتہ باقی دوصورتوں کے معاملہ میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ لیکن مجھے دلائل شرعیہ کی بنا پر یہ اطمینان حاصل ہے کہ یہ تینوں صورتیں شغارِ ممنوع کی تعریف میں آتی ہیں اور تینوں صورتوں میں اس معاشرتی فساد کے اسباب یکساں طور پر موجود ہیں جن کی وجہ سے شغار کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ (رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل: نکاح شغار)

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ نَاعَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: اَنَا مَعْمَرٌعَنْ اَيُّوْبَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَاشِغَارَ فِی الْاِسْلَامِ.(۳۰)

〈۲〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ، وَالشِّغَارُ اَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.(۳۱)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی لڑکی کا دوسرے سے اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ بھی اپنی لڑکی کا اس سے نکاح کرے اور دونوں کے مابین مہر نام کی کوئی چیز نہ ہو۔

ابوداؤد نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے:

〈۳〉 عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ. زَادَ مُسَدَّدٌ فِیْ حَدِيْثِهٖ. قُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا الشِّغَارُ؟ قَالَ: يَنْكِحُ ابْنَةَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهٗ ابْنَتَهٗ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَيَنْكِحُ اُخْتَ الرَّجُلِ فَيُنْكِحُهٗ اُخْتَهٗ بِغَيْرِ صَدَاقٍ.(۳۲)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یقیناً شغار سے منع فرمایا ہے۔ مسدد سے مروی روایت میں ہے کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ شغار کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ایک آدمی دوسرے کی بیٹی سے نکاح کرے اور اپنی بیٹی کا نکاح اس مرد سے کردے بایں طور کہ مہر دونوں کا مقرر نہ کیا گیا۔ اور ایک آدمی دوسرے کی بہن سے نکاح کرے اور اپنی بہن کا نکاح اس مرد سے کردے اور درمیان میں مہر نام کی کوئی چیز نہ ہو۔

(۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَ بْنِ فَارِسٍ، ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزِ الْاَعْرَجُ، اَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ اَنْكَحَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَكَمِ ابْنَتَهٗ وَاَنْكَحَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بِنْتَهٗ، وَكَانَا جَعَلَا صَدَاقًا. فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى مَرْوَانَ يَاْمُرُهٗ بِالتَّفْرِيْقِ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ فِيْ كِتَابِهٖ: هٰذَا الشِّغَارُ الَّذِيْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.(۳۳)

ترجمہ: عباس بن عبداللہ بن عباس نے اپنی بیٹی کا نکاح عبدالرحمٰن بن حکم کے ساتھ کردیا، اور عبدالرحمٰن نے اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کردیا دونوں نے مہر بھی مقرر کیا۔ (امیر معاویہ کو جب اس کا علم ہوا) تو انہوں نے مروان کو حکم دیا کہ ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے اور انہوں نے اپنے مکتوب میں یہ بھی لکھا تھا کہ یہ وہی شغار ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

کیا کافر سے مسلمان ہونے پر سابقہ نکاح برقرار رہ سکتا ہے؟

۳۶۔ فتح مکہ سے ذرا پہلے ابوسفیان مرُّ الظّہران (موجودہ وادی فاطمہ) کے مقام پر لشکر اسلام میں آئے اور یہاں انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور ان کی بیوی ہند مکہ میں کافر رہیں۔ پھر فتح مکہ کے بعد ہند نے اسلام قبول کیا اور نبی ﷺ نے تجدید نکاح کے بغیر ہی ان کو سابق نکاح پر برقرار رکھا۔

تخریج: اَخْبَرَنَا اَبُوْسَعِيْدِ بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو، ثَنَا اَبُوالْعَبَّاسِ الْاَصَمُّ، اَنْبَاَ الرَّبِيْعُ، اَنْبَاَ الشَّافِعِيُّ، اَنْبَاَ جَمَاعَةٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قُرَيْشٍ الْمَغَازِيِّ وَغَيْرِهِمْ عَنْ عَدَدٍ قَبْلَهُمْ، اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ اَسْلَمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ظَاهَرَ عَلَيْهَا. فَكَانَتْ بِظُهُوْرِهٖ، وَاِسْلَامُ اَهْلِهَا دَارَ اِسْلَامٍ، وَامْرَاَتُهٗ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ كَافِرَةٌ بِمَكَّةَ، وَمَكَّةُ يَوْمَئِذٍ دَارُحَرْبٍ، ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْهَا يَدْعُوْهَا اِلَى الْاِسْلَامِ، فَاَخَذَتْ بِلِحْيَتِهٖ وَقَالَتْ: اُقْتُلُوا الشَّيْخَ الضَّالَّ وَاَقَامَتْ اَيَّامًا قَبْلَ اَنْ تُسْلِمَ ثُمَّ اَسْلَمَتْ وَبَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَثَبَتَا عَلَى النِّكَاحِ.(۳٤)

ترجمہ: حضرت ابوسفیان وادی مرالظہران میں اسلام لائے، اور رسول اللہ ﷺ اس پر قبضہ کرچکے تھے۔ آپ کے اس پر غلبہ اور یہاں کے باشندوں کے قبول اسلام کی وجہ سے یہ دارالاسلام بن چکا تھا۔ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ مکہ میں ابھی تک کافرہ تھیں اور مکہ ان دنوں دارالحرب تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ابوسفیان اپنی بیوی کے پاس آیا اور اسلام قبول کرنے

کی دعوت دی، اس کی بیوی نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا اس سٹھیائے ہوئے بڈھے کو قتل کر دو۔ اس کے بعد چند روز ٹھیری رہی پھر اسلام قبول کر لیا اور نبی ﷺ کی بیعت کر لی، آپ نے ان دونوں کو سابقہ نکاح پر برقرار رکھا۔

۳۷۔ فتح مکہ کے بعد عکرمہ بن ابی جہل اور حکیم بن حزام مکہ سے فرار ہو گئے اور ان کے پیچھے دونوں کی بیویاں مسلمان ہو گئیں۔ پھر انہوں نے حضورؐ سے اپنے شوہروں کے لیے امان لے لی اور جا کر ان کو لے آئیں۔ دونوں اصحاب نے حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور نبی ﷺ نے ان کے بھی سابق نکاحوں کو برقرار رکھا۔

تخریج:〈۱〉 قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ: اَنَّ اُمَّ حَکِیْمٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، وَفَاخِتَةَ بِنْتَ الْوَلِیْدِ، وَکَانَتْ فَاخِتَةُ عِنْدَ صَفْوَانَ بْنِ اُمَیَّةَ، وَاُمُّ حَکِیْمٍ عِنْدَ عِکْرِمَةَ بْنِ اَبِیْ جَهْلٍ، اَسْلَمَتَا، فَاَمَّا اُمُّ حَکِیْمٍ، فَاسْتَاْمَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِعِکْرِمَةَ، فَاَمَّنَهٗ، فَلَحِقَتْ بِهِ الْیَمَنَ، فَجَآءَ تْ بِهٖ فَلَمَّا اَسْلَمَ عِکْرِمَةُ وَصَفْوَانُ، اَقَرَّهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَهُمَا عَلَی النِّکَاحِ الْاَوَّلِ.(۳۳)

ترجمہ: فاختہ بنت ولید، صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھیں اور اُمّ حکیم، عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں، یہ دونوں عورتیں اسلام لے آئیں۔ اُمّ حکیم نے تو رسول اللہ ﷺ سے عکرمہ کے لیے امان طلب کر لی، آنجنابؐ نے اسے امان دے دی۔ اُمّ حکیم عکرمہ سے یمن جا کر ملیں اور اسے اپنے ساتھ لے آئیں۔ پھر جب عکرمہ اور صفوان دونوں نے بھی اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں خواتین کو ان دونوں مردوں کے پاس ہی برقرار رکھا۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، ثَنَا حَفْصُ ابْنُ جُمَیْعٍ، ثَنَا سِمَاکٌ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ امْرَاَةً جَآءَ تْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ ،فَاَسْلَمَتْ، فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ، قَالَ: فَجَآءَ زَوْجُهَا الْاَوَّلُ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ قَدْ کُنْتُ اَسْلَمْتُ مَعَهَا، وَعَلِمَتْ بِاِسْلَامِیْ، قَالَ: فَانْتَزَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ زَوْجِهَا الْاٰخَرِ، رَدَّهَا اِلٰی زَوْجِهَا الْاَوَّلِ.(۳۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی اور ایک دوسرے آدمی نے اس سے نکاح کر لیا، اتنے میں پہلا شوہر بھی آ گیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے بھی اس عورت کے ساتھ ہی اسلام قبول کر لیا تھا، میرے اسلام قبول کرنے کا اسے علم بھی ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے دوسرے خاوند سے عورت کو چھین کر پہلے شوہر کو لوٹا دی۔

۳۸۔ حضورؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئیں اور ان کے شوہر ابوالعاص بحالت کفر مکہ ہی میں مقیم رہ گئے تھے ان کے متعلق مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ابن عباس کی روایت یہ ہے کہ وہ ۸ھ میں مدینہ آ کر مسلمان ہوئے اور حضورؐ نے تجدید نکاح کے بغیر سابق نکاح پر ہی صاحبزادی کو ان کی زوجیت میں رہنے دیا۔ لیکن

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے صاحبزادی کو جدید نکاح اور جدید مہر کے ساتھ پھر ابوالعاص ہی کی زوجیت میں دے دیا۔ (تفہیم القرآن، ج ۵، الممتحنہ، حاشیہ:١٦)

تخریج: ⟨١⟩ **حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِیُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ، ح وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِیُّ، ثَنَا سَلَمَةُ. يعنى ابْنُ الْفَضْلِ. ح وَثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ، ثَنَا يَزِيْدُ، الْمَعْنٰى، كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ابْنَتَهٗ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِى الْعَاصِ بِالنِّكَاحِ الْاَوَّلِ، لَمْ يُحْدِثْ شَيْئًا.** (٣٧)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی زینب کو ابوالعاص کے پاس پہلے نکاح پر لوٹا دیا۔ کوئی نئی چیز مقرر نہیں فرمائی۔

ـــــ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو فِیْ حَدِيْثِهٖ: بَعْدَ سِتِّ سِنِيْنَ، وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ: بَعْدَ سَنَتَيْنِ۔

⟨٢⟩ ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، اَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَدَّ ابْنَتَهٗ اِلٰى اَبِى الْعَاصِ بِمَهْرٍ جَدِيْدٍ وَنِكَاحٍ جَدِيْدٍ.

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کو ابوالعاص کے پاس نیا مہر اور از سر نو نکاح کر کے بھیجا۔

ـــــ قَالَ اَبِیْ: فِیْ حَدِيْثِ حَجَّاجٍ رَدَّ زَيْنَبَ ابْنَتَهٗ۔ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ، اَوْ قَالَ: وَاهٍ وَلَمْ يَسْمَعْهُ الْحَجَّاجُ مِنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، اِنَّمَا سَمِعَهٗ مِنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ الْعَرْزَمِیِّ، وَالْعَرْزَمِیُّ لَا يُسَاوِیْ حَدِيْثُهٗ شَيْئًا۔ وَالْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ الَّذِیْ رُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَقَرَّهُمَا عَلَى النِّكَاحِ الْاَوَّلِ۔ (٣٨)

ماٰخذ

(۱) ابنِ ماجه کتاب الحدود باب من اتی ذات محرم ومن اتی بهیمة☆ترمذی ج۱ ابواب الحدود باب ماجاء فیمن یقول للآخر یا مخنثُ هذا حدیث لانعرف الا من هذا الوجه۔ وابراهیم بن اسماعیل یضعف فی الحدیث ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔کتاب الحدود باب من اتی بهیمة☆المستدرك للحاکم ج٤ ۔ کتاب الحدود باب من وقع علی ذات محرم فاقتلوه هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه☆کنزالعمال ج٥۔حدیث نمبر ۱۳۱۲۲عن ابن عباس۔

(۲) نسائی ج٦کتاب النکاح۔ نکاح مانکح الاباء☆ابوداؤد ج٤ کتاب الحدود باب فی الرجل یزنی بحریمه ☆مُسْنَدِ احمد ج٤۔براء بن عازب۔ان دونوں روایتوں میں خالی اور عمی دونوں بیان هوئے هیں علامه ملا علی قاری نے مرقاۃ میں بیان کیاهے که ایك کی حیثیت نسبی اور دوسرے کی رضاعی هوگی۔ السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب النکاح باب ماجاء فی قولِه تعالٰی (ولاتنکحوا مانکح آبائکم من النساء براء بن عازب انهوں نے اَصَبْتُ عَمِّیْ کے بجائے لَقِیْتُ عَمِّیْ نقل کیاهے۔

(۳) المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب النکاح باب ضرب عتق من تزوج امرأۃ ابیه عن براء بن عازب۔ هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه۔

(٤) حواله مذکوره بالا۔

(٥) ابوداؤد ج٤کتاب الحدود باب فی الرجل یزنی بحریمه۔

(٦) ترمذی ج۱۔ابواب الحدود باب ماجاء فیمن یقول للآخر یامخنث☆ المصنف لعبد الرزاق ج٦ص ۲۷۱،۲۷۲، عن براء بن عازب۔

(۷) بخاری ج۲کتاب النکاح باب لاتنکح المرأۃ علی عمتها۔

(۸) مسلم ج۱۔کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأۃ وعمتها وخالتها فی النکاح☆ابوداؤدج۲کتاب النکاح باب مایکره ان یجمع بینهن من النساء☆ترمذی ج۱۔ابواب النکاح۔ عن ابن عباس۔ ان النبی نهی ان تزوج المرأۃ علی عمتها او علی خالتها☆ابوداؤد نے نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُجْمَعَ بَیْنَ الْمَرْأَۃِ وَخَالَتِهَا، وَبَیْنَ الْمَرْأَۃِ وَعَمَّتِهَا۔نقل کیاهے☆ نسائی ج٦۔کتاب النکاح۔ باب الجمع بین المرأۃ وعمتها۔نسائی نے حضرت جابر سے جو روایت نقل کی هے وه یه هے: عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَاتُنْکَحُ الْمَرْأَۃُ عَلٰی عَمَّتِهَا وَلَاعَلٰی خَالَتِهَا۔

(۹) نسائی ج۶۔کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأة وخالتها☆ابن ماجه کتاب النکاح باب لاتنکح المرأة علی عمتها ولاعلی خالتها۔ عن ابی هریرة☆دارمی کتاب النکاح باب الحال التی یجوز للرجل ان یخطب فیها ☆مسنداحمد ج۲۔ص۔ ۲۵۵عن ابی هریرة۔

(۱۰) بخاری ج۲ کتاب النکاح باب لاتنکح المرأة علی عمتها☆مسلم ج۱ کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها اوخالتها فی النکاح۔ عن ابی هریرة☆نسائی ج۶ ۔ کتاب النکاح باب الجمع بین المرأة وعمتها۔ عن ابی هریرة☆ مؤطا امام مالك ج۲ ۔ کتاب النکاح باب مالا یُجمع بینه من النساء۔

(۱۱) مسلم ج۱ ۔ کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها وخالتها فی النکاح☆نسائی ج۶۔کتاب النکاح باب الجمع بین المرأة وعمتها۔

(۱۲) مسلم ج۱ ۔کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها اوخالتها فی النکاح۔

(۱۳) ابوداؤد ج۲۔باب مایکره ان یجمع بینهن من النساء☆ترمذی ج۱ ابواب النکاح باب ماجاء لاتنکح المرأة علی عمتها ولاعلی خالتها۔ حدیث حسن صحیح☆دارمی کتاب النکاح باب ۸ الحال التی یجوز للرجل ان یخطب فیها۔

(۱۴) ابوداؤد ج۲ ۔کتاب النکاح باب مایکره ان یجمع بینهن من النساء۔

(۱۵) سنن دارقطنی ج۳۔ کتاب الحدود والدیات وغیرها الحدیث۔

(۱۶) دارقطنی ج۳۔ص۱۴۸، ۱۴۹ کاحاشیه نمبر ۱۲۸ التعلیق المغنی علامه محمد شمس الحق عظیم آبادی۔

(۱۷) سنن دارقطنی ج۴ کتاب الطلاق والخلع والإیلاء وغیره، حدیث ۱۲۲ ۔

(۱۸) سنن دارقطنی ج۴ ۔کتاب الطلاق۔

(۱۹) ابن جریر ج۱۲ ۔ سورة التحریم☆ ابن کثیر ج۴ ۔ سورة التحریم۔

(۲۰) ابنِ جریر ج۱۲۔پ:۲۸ التحریم۔ البزار طبرانی بحواله فتح القدیر للشّوکانی ج۵ص۲۵۱،۲۵۲ ابن سعد اور ابنِ مردویه نے اسے طویل بیان کیاهے اور ابنِ مردویه نے مختصر روایت بهی ایك دوسری سند سے نقل کی هے علاوه ازیں ابن المنذر، الطبرانی اور ابنِ مردویه نے مختصر الفاظ میں بهی بیان کیاهے☆فتح القدیر للشوکانی ج۵۔ ص۲۵۲ ☆ ابن کثیر ج۴ ۔سورة التحریم۔

(۲۱) بخاری کتاب النکاح، باب اتخاذ السراری، ومن اعتق جاریة ثم تزوجها☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب النکاح باب الرجل یعتق امته ثم یتزوج بها۔

(۲۲) مسلم کتاب النکاح، باب فضیلة اعتاقه امتهٗ ثم یتزوجها☆ابوداؤد نے بهی اتنی روایت هی نقل کی هے البته ثم یتزوجها کے بجائے ویتزوجها هے☆ ابوداؤد کتاب النکاح، باب فی الرجل یعتق امته ثم یتزوجها۔ ترمذی نے ذرا لمبی روایت ذکر کی هے۔

(۲۳) ترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی الفضل فی ذلك۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب النکاح باب الرجل یعتق امته ثم یتزوج بها☆نسائی کتاب النکاح، باب عتق الرجل جاریته☆مسنداحمد ج۴۔ص۔۴۰۵عن ابی موسیٰ☆ابوداؤد الطیالسی ج۲ص۶۸ ۔ قدرے لفظی اختلاف☆نسائی میں ثم یتزوجها یبتغی بذٰلك کے بعد والی عبارت نهیں هے۔

(٢٤) ابنِ ماجه كتاب النكاح، باب الرجل يعتق امته ثم يتزوجها☆سنن دارمی ج٢۔ كتاب النكاح باب فضل من اعتق امة ثم تزوجها۔ عن ابی موسیٰ عن ابيه☆ السنن الکبری للبیهقی ج٧۔كتاب النكاح باب الرجل يعتق امته ثم يتزوج بها۔

(٢٥) مجمع الزوائد بحوالہ طَبَرانی۔ مجمع الزوائد ج٤۔كتاب النكاح باب فی الذی يعتق امته۔

(٢٦) ابوداؤد الطیالسی۔ جز٢۔ص۔٦٨ عن ابی موسیٰ☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔ كتاب النكاح باب الرجل يعتق امته ثم يتزوج بها۔

(٢٧) ابوداؤد ج٢۔كتاب النكاح باب فی الرجل يعتق امته ثم يتزوجها۔

(٢٨) مسند احمد ج٤۔ص۔٢٠٨ عن ابی موسیٰ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔كتاب النكاح باب الرجل يعتق امته ثم يتزوج بها۔

(٢٩) بخاری كتاب النكاح باب اتخاذ السراری ومن اعتق جارية ثم تزوجها کے تحت ابوبُردہ عن ابیه سے اَعُتَقَهَا ثم اصدقها بھی نقل کیاھے☆ بخاری كتاب التكاح، باب الوليمة ولوبشاةٍ☆مسلم كتاب النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته ثم يتزوجها☆ابوداؤد كتاب النكاح باب فی الرجل يعتق اَمَتَهٗ ثم يتزوجها☆تِرمذی ابواب النكاح، باب فی الرجل يعتق الامة ثم يتزوجها☆حديث انس بن مالك حديث حسن صحيح☆نَسائی كتاب النكاح، باب التزويج علی العتق۔ عن محمد بن رافع اس میں جَعَلَ عِتُقَهَا مَهُرَهَا ھے۔☆ ابن ماجه كتاب النكاح، باب الرجل يعتق امته ثم يتزوجها، عن عائشة اس نے اَعُتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتُقَهَا صَدَاقَهَا وَتَزَوَّجَهَا بیان کیاھے۔☆دارمی كتاب النكاح، باب٤٥۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧كتاب النكاح باب الرجل يعتق امته ثم يتزوجها۔☆ابوداؤد الطیالسی جز٩۔ص۔٢٨٣۔عن انس بن مالك ابوداؤد الطیالسی والی روایت بخاری كتاب النكاح باب من جعل عتق الامة صداقها میں موجود ھے۔☆مسند احمد ج٣۔ص۔٩٩،١٦٥،١٧٠،١٨١،٢٠٣،٢٣٩،٢٤٢، ٢٨٠، ٢٩١ ☆دارقطنی ج٣۔كتاب النكاح ص۔٢٨٥۔

(٣٠) مسلم ج١۔كتاب النكاح، باب تحريم النكاح الشغار وبطلانه۔☆ترمذی ج١۔ابواب النكاح، باب ماجاء من النهی عن نكاح الشغار اس باب میں اَنَس، ابوريحانه، ابنِ عمر، جابر، معاويه، ابوهريره اور وائل بن حجر سے روایات مروی ھیں۔☆نسائی ج٦۔كتاب النكاح، باب الشغار عن عمران بن حصين اور انس بن مالك۔☆ابنِ ماجه كتاب النكاح، باب النهی عن الشغار۔اس نے ابنِ عمر، ابوهريره، اور انس تینوں سے مروی روایت نقل کی ھے۔ السنن الکبری للبیهقی ج٧۔ص۔٢٠٠☆المصنف لعبد الرزاق ج٦۔كتاب النكاح باب الشغار۔☆مجمع الزوائد ج٤۔كتاب النكاح باب نكاح الشغار۔☆مصنف ابنِ ابی شيبه ج٢۔٤۔ص ٣٨١ ، عن عمران بن حصين۔

(٣١) بخاری ج٢۔كتاب النكاح، باب الشغار۔☆مسلم ج١۔كتاب النكاح، باب تحريم النكاح الشغار وبطلانه ☆ابوداؤدج٢۔كتاب النكاح، باب فی الشغار۔

(٣٢) ابوداؤد نے شغار کی تعریف کونافع کا کلام قراردیاھے۔ نسائی ج٦۔كتاب النكاح، تفسير الشغار۔☆مؤطا امام مالك ج٢۔كتاب النكاح باب جامع مالايجوز من النكاح (ابن عمر) ☆دارمی كتاب النكاح باب فی النهی عن

الشغار(ابن عمرؓ)☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب النکاح باب الشغار۔☆المصنف لعبدالرزاق ج٦۔کتاب النکاح باب الشغار۔☆مصنف ابن ابی شیبہ ج۲۔٤۔کتاب النکاح باب ماقالوا فی نکاح الشغار۔ عن جابر اور ابی ہریرۃ۔

(۳۳) ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح باب فی الشغار۔☆السنن الکبریٰ للبیہقی ج۷۔ص۔۲۰۰۔

(۳٤) السنن الکبریٰ ج۷، کتاب النکاح باب من قال لاینفسخ النکاح بینھما باسلام احدھما الخ۔

(۳٥) سیرت ابن ھشام ج۳۔٤۔ص۔٤١٨☆السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب النکاح باب من قال لاینفسخ النکاح بینھما باسلام احدھما الخ۔

(۳٦) ابن ماجہ کتاب النکاح، باب الزوجین یسلم احدھما قبل الآخر۔☆ السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب النکاح باب من قال لاینفسخ النکاح بینھما باسلام احدھما الخ۔☆المستدرک للحاکم ج۲۔کتاب النکاح۔

(۳۷) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب الی متی ترد علیہ امرأتہ اذا اسلم بعدھا۔☆مسند احمد ج۱۔ص۔۲۱۷عن ابن عباس☆ترمذی ج۱ابواب النکاح، باب ماجاء فی الزوجین المشرکین یُسلم احدھما اس نے وَلَمْ یُحدِثْ نِکَاحًا نقل کیاھے ھذا حدیث لیس باسنادہ بأس، ولکن لانعرف وجہ الحدیث ولعلہ قد جاء ھذا من قبل داؤد بن الحصین من قبل حفظہ۔☆ترمذی ج۱۔ابواب النکاح، باب ماجاء فی الزوجین المشرکین یُسلم احدھما۔☆مسنداحمد نے ج۱ص۔۲٦۱پر عن ابن عباس ست سنین نقل کیاھے۔☆ابنِ ماجہ نے کتاب النکاح، باب الزوجین یُسلِمُ احدھما قبل الآخر بعد سنتین بنکاح الاول بھی نقل کیاھے۔☆ابن ماجہ کی روایت میںبمھر جدید کے الفاظ نھیں۔ ☆السنن الکبریٰ للبیھقی۔ج۷۔ص۔۱۸۷پر ست سنین اور بعد سنتین دونوں روایتیں موجود ھیں۔

(۳۸) مسند احمد ج۲۔ص۔۲۰۸عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ۔ ترمذی نے اس روایت کے متعلق لکھاھے:۔۔۔۔ وحدیث الحجاج عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی ﷺ رد ابنتہٗ علی ابی العاص بن الرَّبِیع بمھر جدید ونکاح جدید، فقال یزید بن ھارون: حدیث ابن عباس اَجْوَدُ اسناداً والعمل علی حدیث عمرو بن شعیب۔ترمذی ج۱۔ابواب النکاح، باب ماجاء فی الزوجین المشرکین یسلم احدھما۔☆ابن ماجہ کتاب النکاح، باب الزوجین یسلم احدھما قبل الاخر۔☆ابن ماجہ کی روایت میں بمھر جدید کے الفاظ نھیں۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔کتاب النکاح باب من قال لاینفسخ النکاح بینھما باسلام احدھما الخ۔

ممنوعات

(وہ امور جن کی ممانعت ہے)

اپنی بیوی سے عمل قوم لوط

۳۹ ۔مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی الْمَرْأَةَ فِیْ دُبُرِھَا.

''ملعون ہے وہ شخص جو اپنی بیوی کی دبر میں مباشرت کرتا ہے۔''

تخریج : مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی امْرَأَتَهٗ فِیْ دُبُرِھَا.(۱)

۴۰ ۔ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهٗ فِیْ دُبُرِھَا.

''اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جس نے اپنی بیوی کی دبر میں جماع کیا۔''

تخریج :〈۱〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ، ثَنَا عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُخَلَّدٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: لَایَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهٗ فِیْ دُبُرِھَا.(۲)

——فِیْ الزَّوَائِدِ: اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ، لِاَنَّ الْحَارِثَ بْنَ مُخَلَّدٍ ذَکَرَهٗ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ، وَبَاقِیْ رِجَالُ الْاِسْنَادِ ثِقَاتٌ۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوْسَعِیْدِ الْاَشَجُّ، نَااَبُوْخَالِدِ نِالْاَحْمَرُ، عَنِ الضَّحَّاکِ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَیْمَانَ، عَنْ کُرَیْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَایَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلاً اَوِامْرَأَةً فِی الدُّبُرِ.(۳) (هذا حديث حسن غريب)

ترجمہ : کُریب نے بیان کیا حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا جو کسی مرد یا عورت کی دبر میں جماع کرتا ہے۔

۴۱ ۔مَنْ اَتٰی حَائِضًا اَوِ امْرَأَةً فِیْ دُبُرِهَا اَوْ کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

’’جس نے حائضہ سے جماع کیا یا اپنی بیوی کی دبر میں شہوت رانی کی یا کاہن کے پاس گیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے شریعتِ محمدؐ سے کفر کیا۔‘‘

تخریج :〈۱〉 حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، وَعَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَکِیْمِ نِ الْاَثْرَمِ، عَنْ اَبِیْ تَمِیْمَةَ الْهُجَیْمِیِّ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَتٰی حَائِضًا اَوِ امْرَأَةً فِیْ دُبُرِهَا اَوْ کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ.(۴)

ترمذی میں مروی روایت:

〈۲〉 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ اَتٰی حَائِضًا اَوِ امْرَأَةً فِیْ دُبُرِهَا اَوْ کَاهِنًا فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ.(۵)

—— قَالَ اَبُوْعِیْسٰی: لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِیْثَ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ حَکِیْمِ الْاَثْرَمِ عَنْ اَبِیْ تَمِیْمَةَ الْهُجَیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔ وَاِنَّمَا مَعْنٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلَی التَّغْلِیْظِ، وَقَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ اَتٰی حَائِضًا فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِیْنَارٍ، فَلَوْ کَانَ اِتْیَانُ الْحَائِضِ کُفْرًا لَمْ یُؤْمَرْ فِیْهِ بِالْکَفَّارَةِ۔ وَضَعَّفَ مُحَمَّدٌ هٰذَا الْحَدِیْثَ مِنْ قِبَلِ اِسْنَادِهٖ وَاَبُوْ تَمِیْمَةَ الْهُجَیْمِیُّ اِسْمُهٗ طَرِیْفُ بْنُ مَجَالِدٍ۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، ثَنَا حَمَّادٌ، ح وَثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا یَحْیٰی عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حَکِیْمِ الْاَثْرَمِ، عَنْ اَبِیْ تَمِیْمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ اَتٰی کَاهِنًا، قَالَ مُوْسٰی فِیْ حَدِیْثِهٖ، فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ، (ثُمَّ اتَّفَقَا) اَوْ اَتٰی امْرَأَةً، قَالَ مُسَدَّدٌ: امْرَأَتَهٗ حَائِضًا اَوْ اَتٰی اِمْرَأَةً، قَالَ مُسَدَّدٌ، اِمْرَأَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِیءَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ.(۶)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص کاہن کے پاس آیا پھر اس کی باتوں کی تصدیق بھی کی، یا اپنی بیوی کے ساتھ جماع کیا جب کہ وہ حائضہ ہو یا کسی عورت کی دبر میں جماع کیا تو وہ اس تعلیم سے بری ہو گیا ہو جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔

تشریح : معلوم رہے کہ آدمی کے لیے یہ بات قطعی حرام ہے کہ وہ خود اپنی بیوی کے ساتھ عملِ قومِ لوط کرے۔

(تفہیم القرآن، ج۲، الاعراف، حاشیہ: ۶۸)

عمل قوم لوط کی سزا

۴۲ ۔ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ.

’’فاعل اور مفعول کو قتل کر دو۔‘‘

تخریج : حَدَّثَنَا عَبۡدُاللّٰهِ بۡنُ مُحَمَّدِ بۡنِ عَلِيٍّ نِالنُّفَيۡلِيُّ، ثَنَا عَبۡدُالۡعَزِيۡزِ بۡنُ مُحَمَّدٍ، عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ اَبِيۡ عَمۡرٍو، عَنۡ عِكۡرِمَةَ، عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ، قَالَ، قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنۡ وَجَدۡتُمُوۡهُ يَعۡمَلُ عَمَلَ قَوۡمِ لُوۡطٍ، فَاقۡتُلُوۡا الۡفَاعِلَ وَالۡمَفۡعُوۡلَ بِهٖ.(۷)

ترجمہ : حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی کو تم پاؤ کہ وہ عمل قوم لوط کا مرتکب ہوا ہے (یا ہو رہا ہے) تو اسے بھی قتل کر دو اور جس کے ساتھ یہ فعل کر رہا ہے اسے بھی قتل کر دو۔

——— قَالَ اَبُوۡدَاوٗدَ: رَوَاهُ سُلَيۡمَانُ بۡنُ بِلَالٍ عَنۡ عَمۡرِو ابۡنِ اَبِيۡ عَمۡرٍو مِثۡلَهٗ، وَرَوَاهُ عَبَّادُ بۡنُ مَنۡصُوۡرٍ عَنۡ عِكۡرِمَةَ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهٗ وَرَوَاهُ ابۡنُ جُرَيۡجٍ عَنۡ اِبۡرَاهِيۡمَ، عَنۡ دَاوٗدَ بۡنِ الۡحُصَيۡنِ عَنۡ عِكۡرِمَةَ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهٗ۔

ترمذی نے ابن عباس کی روایت نقل کر کے لکھا ہے:

——— وَفِي الۡبَابِ عَنۡ جَابِرٍ وَاَبِيۡ هُرَيۡرَةَ۔ وَاِنَّمَا نَعۡرِفُ هٰذَا الۡحَدِيۡثَ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنۡ هٰذَا الۡوَجۡهِ۔ رَوٰى مُحَمَّدُ بۡنُ اِسۡحَاقَ هٰذَا الۡحَدِيۡثَ عَنۡ عَمۡرِو ابۡنِ اَبِيۡ عَمۡرٍو، فَقَالَ، مَلۡعُوۡنٌ مَنۡ عَمِلَ عَمَلَ قَوۡمِ لُوۡطٍ، وَلَمۡ يُذۡكَرۡ فِيۡهِ الۡقَتۡلُ وَذُكِرَ فِيۡهِ مَلۡعُوۡنٌ مَنۡ اَتٰى بَهِيۡمَةً۔ وَاخۡتَلَفَ اَهۡلُ الۡعِلۡمِ فِي اللُّوۡطِيِّ فَرَاٰى بَعۡضُهُمۡ اَنَّ عَلَيۡهِ الرَّجۡمَ اَحۡصَنَ اَوۡلَمۡ يُحۡصِنۡ وَهٰذَا قَوۡلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحۡمَدَ وَاِسۡحَاقَ، وَقَالَ بَعۡضُ اَهۡلِ الۡعِلۡمِ مِنۡ فُقَهَاءِ التَّابِعِيۡنَ مِنۡهُمُ الۡحَسَنُ الۡبَصۡرِيُّ وَاِبۡرَاهِيۡمُ النَّخۡعِيُّ وَعَطَاءُ ابۡنُ اَبِيۡ رَبَاحٍ وَغَيۡرُهُمۡ قَالُوۡا حَدُّ اللُّوۡطِيِّ حَدُّ الزَّانِيۡ وَهُوَ قَوۡلُ الثَّوۡرِيِّ وَاَهۡلِ الۡكُوۡفَةِ۔(۸)

کسی حدیث میں یہ اضافہ ہے :

۴۳ ۔ اَحۡصَنَا اَوۡ لَمۡ يُحۡصِنَا۔

''شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔''

ایک حدیث میں مزید اضافہ ہے:

۴۴ ۔ فَارۡجُمُوۡا الۡاَعۡلٰى وَالۡاَسۡفَلَ۔

''اوپر اور نیچے والا دونوں سنگسار کیے جائیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا يُوۡنُسُ بۡنُ عَبۡدِالۡاَعۡلٰى، اَخۡبَرَنِيۡ عَبۡدُاللّٰهِ ابۡنُ نَافِعٍ، اَخۡبَرَنِيۡ عَاصِمُ بۡنُ عَمۡرٍو، عَنۡ سُهَيۡلٍ، عَنۡ اَبِيۡهِ، عَنۡ اَبِيۡ هُرَيۡرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِيۡ يَعۡمَلُ عَمَلَ قَوۡمِ لُوۡطٍ، قَالَ اُرۡجُمُوا الۡاَعۡلٰى وَالۡاَسۡفَلَ اُرۡجُمُوۡهَا جَمِيۡعًا.(۹)

تشریح : قرآن مجید میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ عمل قوم لوط ایک بدترین گناہ ہے، جس پر ایک قوم اللہ تعالیٰ کے غضب میں گرفتار ہوئی۔ اس کے بعد یہ بات ہمیں نبی ﷺ کی رہنمائی سے معلوم ہوئی کہ یہ ایک ایسا جرم ہے جس سے معاشرے کو پاک رکھنے کی کوشش کرنا حکومت اسلامی کے فرائض میں سے ہے اور یہ کہ اس جرم کے مرتکبین کو سخت سزا دی جانی چاہیے۔ حدیث میں مختلف روایات جو حضورؐ سے مروی ہیں، ان میں سے کسی میں ہم کو یہ الفاظ ملتے ہیں کہ اُقۡتُلُوۡا الۡفَاعِلَ وَالۡمَفۡعُوۡلَ بِهٖ ''فاعل اور مفعول کو قتل کر دو'' کسی میں اس حکم پر اتنا اضافہ اور ہے اَحۡصَنَا اَوۡلَمۡ يُحۡصِنَا ''شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ''

اور کسی میں ہے فَارْجُمُوا الْاَعْلٰی وَالْاَسْفَلَ ''اوپر نیچے والے دونوں سنگسار کیے جائیں۔'' لیکن چونکہ نبی ﷺ کے زمانے میں ایسا کوئی مقدمہ پیش نہیں ہوا اس لیے قطعی طور پر یہ بات متعین نہ ہو سکی کہ اس کی سزا کس طرح دی جائے۔ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت علیؓ کی رائے یہ ہے کہ مجرم تلوار سے قتل کیا جائے اور دفن کرنے کے بجائے اس کی لاش جلائی جائے۔ اسی رائے سے حضرت ابوبکرؓ نے اتفاق فرمایا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ کی رائے یہ ہے کہ کسی بوسیدہ عمارت کے نیچے کھڑا کر کے وہ عمارت ان پر ڈھادی جائے۔ ابن عباس کا فتویٰ یہ ہے کہ بستی کی سب سے اونچی عمارت پر سے ان کو سر کے بل پھینک دیا جائے اور اوپر سے پتھر برسائے جائیں۔ فقہاء میں سے امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ فاعل و مفعول واجب القتل ہیں شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔ شعبی، زہری، مالک اور احمد رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ ان کی سزا رجم ہے۔ سعید بن مسیّب، عطاء، حسن بصری، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری اور اوزاعی رحمہم اللہ کی رائے میں اس جرم پر وہی سزا دی جائے گی جو زنا کی سزا ہے، یعنی غیر شادی شدہ کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور جلا وطن کر دیا جائے گا اور شادی شدہ کو رجم کیا جائے گا امام ابوحنیفہ کی رائے میں اس پر کوئی حد مقرر نہیں ہے بلکہ یہ فعل تعزیر کا مستحق ہے، جیسے حالات و ضروریات ہوں ان کے لحاظ سے کوئی عبرتناک سزا اس پر دی جاسکتی ہے۔ ایک قول امام شافعی سے بھی اس کی تائید میں منقول ہے۔ (تفہیم القرآن، ج۲، الاعراف، حاشیہ:۶۸)

''ایام'' اور عورت

۴۵۔ نبی ﷺ نے حکم دیا کہ ایام ماہواری میں صرف مباشرت ناجائز ہے، باقی تمام تعلقات عورتوں کے ساتھ اسی طرح رکھے جائیں جس طرح دوسرے دنوں میں ہوتے ہیں۔ اس پر یہودیوں میں شور مچ گیا کہ یہ شخص تو قسم کھا کر بیٹھا ہے کہ جو جو کچھ ہمارے ہاں حرام ہے اسے حلال کر کے رہے گا اور جس جس چیز کو ہم ناپاک کہتے ہیں اسے پاک قرار دے گا۔

(تفہیم القرآن، ج۱، نساء، حاشیہ:۴۹)

تخریج: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: نَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ قَالَ: نَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ فِيْهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهَا وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ، فَسَأَلَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ اِلٰى آخِرِ الْاٰيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْيَهُوْدَ فَقَالُوْا: مَا يُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلُ اَنْ يَدَعَ مِنْ اَمْرِنَا شَيْئًا اِلَّا خَالَفَنَا فِيْهِ الخ.(۱۰)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ یہودی اپنے ہاں کی حائضہ عورت کے ساتھ نہ کھاتے پیتے تھے اور نہ گھروں میں ان کے ساتھ اکٹھے رہتے تھے (بلکہ انہیں اچھوت بنا دیتے تھے) صحابہ نے نبی ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''پوچھتے ہیں حیض کا کیا حکم ہے؟ کہو! وہ ایک گندگی کی حالت ہے اس میں عورتوں سے الگ رہو'' نازل فرمائی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے ساتھ ہر معاملہ کرو مگر مباشرت سے بچو۔ یہ بات یہود تک بھی پہنچ گئی، وہ بولے کہ یہ شخص تو ہمارے کسی معاملہ کو نہیں چھوڑتا سب کی مخالفت کرتا ہے۔

تشریح : یہودیوں کے ہاں دستور تھا کہ ایام ماہواری میں عورت کو بالکل پلید سمجھا جاتا تھا۔ نہ اس کا پکایا ہوا کھانا کھاتے، نہ اس کے ہاتھ کا پانی پیتے، نہ اس کے ساتھ ایک فرش پر بیٹھتے بلکہ اس کے ہاتھ سے ہاتھ چھو جانے کو بھی مکروہ سمجھتے تھے۔ ان چند دنوں میں عورت خود اپنے گھر میں اچھوت بن کر رہ جاتی تھی۔ یہی رواج یہودیوں کے اثر سے مدینہ کے انصار میں بھی چل پڑا تھا۔ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس کے متعلق سوال کیا گیا۔ جواب میں وہ آیت آئی جو سورہ بقرہ رکوع ۲۸ کے آغاز میں درج ہے کہ ''حائضہ عورت سے الگ رہو اور قریب نہ جاؤ'' مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حائضہ عورت کے ساتھ ایک فرش پر بیٹھنے یا ایک جگہ کھانا کھانے سے بھی احتراز کیا جائے اور اسے بالکل اچھوت بنا کر رکھ دیا جائے جیسا کہ یہود اور ہنود اور بعض دوسری قوموں کا دستور ہے نبیؐ نے اس حکم کی جو توضیح فرمادی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حالت میں صرف فعل مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیے باقی تمام تعلقات بدستور برقرار رکھے جائیں۔ (تفہیم القرآن، ج۱، البقرہ، حاشیہ:۲۳۹)

بیویوں کو مارنے کی ممانعت

٤٦ ۔ نبی ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ منہ پر نہ مارا جائے، بے رحمی سے نہ مارا جائے اور ایسی چیز سے نہ مارا جائے جو جسم پر نشان چھوڑ جائے۔

تخریج: ‹۱› حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمَاعِیلَ، ثَنَا حَمَّادٌ، اَخْبَرَنَا اَبُوقَزَعَةَ الْبَاهِلِیُّ، عَنْ حَکِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَةَ الْقُشَیْرِیِّ، عَنْ اَبِیهِ، قَالَ، قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، مَاحَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَیْهِ؟ قَالَ: أَنْ تُطْعِمَهَا اِذْ طَعِمْتَ، وَتَکْسُوْهَا اِذَاکْتَسَیْتَ اَوِکْتَسَبْتَ، وَلاتَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلاتُقَبِّحْ وَلاتَهْجُرْ اِلَّافِی الْبَیْتِ.(۱۱)

—— قَالَ اَبُوداؤد: ولاتُقَبِّحْ۔ اَنْ تَقُولَ: قَبَّحَكِ اللّٰهُ۔

ترجمہ : حضرت معاویہ قُشیری سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس کے شوہر پر کیا حق ہے؟ فرمایا (حق یہ ہے) کہ اسے کھلائے پلائے جب خود کھائے اور اسے پہنائے جب خود پہنے اور منہ پر نہ مارے اور قبح اللہ بھی نہ کہے (گالی گلوچ نہ کرے) اور اس سے علیحدگی اختیار نہ کرے مگر گھر کی حدود تک۔

ابوداؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے:

‹۲› عَنْ جَدِّهِ مُعَاوِیَةَ الْقُشَیْرِیِّ، قَالَ: اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ، فَقُلْتُ: مَاتَقُوْلُ فِیْ نِسَآئِنَا؟ قَالَ: اَطْعِمُوْهُنَّ مِمَّاتَاْکُلُوْنَ، وَاکْسُوْهُنَّ مِمَّا تَکْتَسُوْنَ، وَلاتَضْرِبُوْهُنَّ، وَلا تُقَبِّحُوْهُنَّ.(۱۲)

ترجمہ : معاویہ قُشیری سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ ہمیں ہماری بیویوں کے حقوق کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ فرمایا انہیں کھلاؤ اسی میں سے جو تم خود کھاتے ہو، اور لباس پہناؤ انہیں اسی میں سے جیسا تم خود پہنتے ہو، اور ان کو مارو مت نیز انہیں قَبَّحَ اللّٰهُ کہہ کر بددعا مت دو۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الخَلَّالُ، حَدَّثَنَاالْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الجُعْفِيُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ، قَالَ: حَدَّثَنِي اَبِي اَنَّهُ شَهِدَ. حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ، فَذَكَرَ فِي الْحَدِيْثِ قِصَّةً، فَقَالَ: اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا، فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ، لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ، فَاِنْ فَعَلْنَ، فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَمُبَرِّحٍ، فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَاتَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا. اَلَآ اِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَآئِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَآئِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، فَاَمَّا حَقُّكُمْ عَلٰى نِسَآئِكُمْ فَلَايُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ وَلَايَاْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ اَلَاوَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ.(۱۳)

ترجمہ : عمرو بن الاحوص روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضورؐ کے ساتھ تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، یاددہانی کرائی اور نصیحت کی اور فرمایا، سنو! عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو، وہ تمہارے ماتحت تمہاری قیدی ہیں۔ تمہیں ان پر کسی قسم کا اختیار نہیں (کچھ کہنے کا) بجز اس کے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو اس صورت میں انہیں ان کے بستروں پر اکیلا چھوڑ دو۔ ان کو مارو ایسی مار جو اپنا نشان نہ چھوڑے۔ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت گزار بن جائیں تو پھر ان کے خلاف کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ سنو غور سے! تمہارے حقوق تمہاری بیویوں پر اور تمہاری بیویوں کے حقوق تم پر ہیں۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ جن لوگوں کو تم ناپسند رکھتے ہو انہیں تمہارے ہاں نہ آنے دیں اور نہ ان ناپسندیدہ اشخاص کو تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت دیں اور ان کے تم پر حقوق یہ ہیں کہ تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو کھانے پینے اور لباس کے معاملے میں۔

—— هذا حديث حسن صحيح ومعنى قوله (عوان عندكم) يعني اسرى في ايديكم۔

حضرت جابرؓ سے مروی ایک روایت:

﴿۴﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانَةِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَاَنَّ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّايُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَمُبَرِّحٍ.(۱٤)

ترجمہ : عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے ان کو حاصل کیا ہے اللہ کی امان کے ساتھ اور تم نے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے اللہ کے ایک حکم کے عوض۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے گھروں میں ایسے آدمی کو نہ آنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو پھر تم ان کو مارو ایسی مار جو اپنا نشان نہ چھوڑ جائے۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ لَايَجْلِدُ اَحَدُكُمْ امْرَاَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ، ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ اٰخِرِ الْيَوْمِ.(۱٥)

ترجمہ : عبداللہ بن زمعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی بھی اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے پیٹے کہ پھر دن کے آخری حصہ میں اس سے مباشرت کرے (اسے ایسی ضرورت پیش آسکتی ہے تو پھر سوچ لے)۔

ابنِ ماجہ نے عبداللہ بن زمعہ سے منقول روایت بایں الفاظ نقل کی ہے:

〈۶〉 خَطَبَ النَّبِیُّ ﷺ ثُمَّ ذَکَرَ النِّسَآءَ فَوَعَظَھُمْ فِیْھِنَّ، ثُمَّ قَالَ: اِلَامَ یَجْلِدُ اَحَدُکُمُ امْرَأَتَہٗ جَلْدَ الْاَمَۃِ؟ وَلَعَلَّہٗ اَنْ یُّضَاجِعَھَا مِنْ اٰخِرِ یَوْمِہٖ.

السنن الکبریٰ میں عبداللہ بن زمعہ سے مروی روایت:

〈۷〉 عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ زَمْعَۃَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : أَیَضْرِبُ اَحَدُکُمُ امْرَأَتَہٗ کَمَا یُضْرَبُ الْعَبْدُ، ثُمَّ یُجَامِعُھَا فِیْ اٰخِرِ الْیَوْمِ ؟

ترجمہ : عبداللہ بن زمعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اس طرح مارتا پیٹتا ہے جس طرح غلام کو مارا پیٹا جاتا ہے، پھر دن کے آخری حصہ میں اس سے جماع بھی کرتا ہے؟

ایک دوسری روایت جو سفیان بن عیینہ سے مروی ہے:

〈۸〉 قَالَ: وَعَظَ النَّبِیُّ ﷺ النَّاسَ فِی النِّسَآءِ فَقَالَ: یَضْرِبُ اَحَدُکُمُ امْرَأَتَہٗ ضَرْبَ الْعَبْدِ، ثُمَّ یُعَانِقُھَا مِنْ اٰخِرِ النَّھَارِ.

ترجمہ : نبی ﷺ نے لوگوں کو عورتوں کے معاملے میں وعظ فرمایا اور کہا کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام کی طرح مارتا ہے پھر اس سے دن کے آخری حصہ میں ہم بستر بھی ہوتا ہے۔

تشریح : سرکشی کی حالت میں تین تدبیروں کی اجازت ہے یعنی سمجھانا، خواب گاہوں میں علیحدہ رہنا اور مارنا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ تینوں کام بیک وقت کر ڈالے جائیں، ان میں بہر حال قصور اور سزا کے درمیان تناسب ہونا چاہیے اور جہاں ہلکی تدبیر سے اصلاح ہو سکتی ہو وہاں سخت تدبیر سے کام نہ لینا چاہیے۔

نبی ﷺ نے بیویوں کے مارنے کی جب کبھی اجازت دی ہے، ناخواستہ دی ہے اور پھر بھی اسے ناپسند ہی فرمایا ہے تاہم بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو پٹے بغیر درست ہی نہیں ہوتیں۔ (تفہیم القرآن، ج۱، النساء، حاشیہ:۵۹)

عورت کے اعضاءِ صنفی پر نظر ڈالنا ممنوع

۴۷۔ مَنْ نَظَرَ اِلٰی فَرْجِ امْرَأَۃٍ حُرِّمَتْ عَلَیْہِ اُمُّھَا وَابْنَتُھَا.

”جس شخص نے کسی عورت کے اعضائے صنفی پر نظر ڈالی ہو اس کی ماں اور بیٹی دونوں اس پر حرام ہیں۔“

تخریج:〈۱〉 (وَاَمَّا الَّذِی) **يُرْوَى فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِذَا نَظَرَ الرَّجُلُ اِلٰى فَرْجِ الْمَرْأَةِ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِ اُمُّهَا وَابْنَتُهَا.** (۱۶)

ـــــــ فَاِنَّهُ اِنَّمَا رَوَاهُ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةٍ عَنْ اَبِي هَانِئٍ اَوْاُمِّ هَانِئٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔وَهٰذَا مُنْقَطِعٌ وَمَجْهُولٌ وَضَعِيفٌ، اَلْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةٍ لَا يُحْتَجُّ بِهِ فِيمَا يُسْنِدُهُ، فَكَيْفَ بِمَا يُرْسِلُهُ عَمَّنْ لَّا يُعْرَفُ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

〈۲〉 عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ اَبِي هَانِئٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ نَظَرَ اِلٰى فَرْجِ امْرَأَةٍ لَمْ تَحِلَّ لَهُ اُمُّهَا وَلَا ابْنَتُهَا. (۱۷)

۴۸ ـ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلٍ نَظَرَ اِلٰى فَرْجِ امْرَأَةٍ وَابْنَتِهَا.

”خدا اس شخص کی صورت دیکھنا پسند نہیں کرتا جو بیک وقت ماں اور بیٹی دونوں کے اعضاء صنفی پر نظر ڈالے۔“

تخریج :〈۱〉 نَا اَبُوبَكْرٍ نِالشَّافِعِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ، نَا مُعَلّٰى، نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ اِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ، لَايَنْظُرُاللّٰهُ اِلٰى رَجُلٍ، نَظَرَ اِلٰى فَرْجِ امْرَأَةٍ وَابْنَتِهَا. (۱۸)

ـــــــ وَهٰذَا اَيْضًا ضَعِيفٌ اَخْبَرَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ الْفَقِيهُ قَالَ: قَالَا اَبُوالْحَسَنِ الدَّارُ قُطْنِيُّ الْحَافِظُ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔ هٰذَا مَوْقُوفٌ وَلَيْثٌ وَحَمَّادٌ ضَعِيفَانِ۔

〈۲〉 رَوٰى حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: لَايَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلٍ نَظَرَ اِلٰى فَرْجِ امْرَأَةٍ وَابْنَتِهَا. (۱۹)

تشریح : ماں کا اطلاق سگی اور سوتیلی، دونوں قسم کی ماؤں پر ہوتا ہے اس لیے دونوں حرام ہیں۔یعنی اسی حکم میں باپ کی ماں اور ماں کی ماں بھی شامل ہے۔اس امر میں اختلاف ہے کہ جس عورت سے باپ کا ناجائز تعلق ہو چکا ہو وہ بھی بیٹے پر حرام ہے یا نہیں۔سلف میں سے بعض اس کی حرمت کے قائل نہیں ہیں اور بعض اسے بھی حرام قرار دیتے ہیں۔ بلکہ ان کے نزدیک جس عورت کو باپ نے شہوت سے ہاتھ لگایا ہو وہ بھی بیٹے پر حرام ہے۔اسی طرح سلف میں اس امر پر بھی اختلاف رہا ہے کہ جس عورت سے بیٹے کا ناجائز تعلق ہو چکا ہو وہ باپ پر حرام ہے یا نہیں اور جس مرد سے ماں یا بیٹی کا ناجائز تعلق رہا ہو یا بعد میں ہو جائے اس سے نکاح ماں اور بیٹی دونوں کے لیے حرام ہے یا نہیں۔اس باب میں فقیہانہ بحثیں بہت طویل ہیں، مگر یہ بات بادنیٰ تامل سمجھ میں آسکتی ہے کہ کسی شخص کے نکاح میں ایسی عورت کا ہونا جس پر اس کا باپ یا اس کا بیٹا بھی نظر رکھتا ہو یا جس کی ماں یا بیٹی پر بھی اس کی نگاہ ہو ایک صالح معاشرت کے لیے کسی طرح مناسب نہیں ہو سکتا شریعت الٰہی کا مزاج اس معاملہ میں ان قانونی موشگافیوں کو قبول نہیں کرتا جن کی بنا پر نکاح اور غیر نکاح اور قبل نکاح اور بعد نکاح اور لمس اور نظر وغیرہ میں فرق کیا جاتا ہے۔سیدھی اور صاف بات یہ ہے کہ خاندانی زندگی میں ایک ہی عورت کے ساتھ باپ اور بیٹے کے یا ایک ہی مرد کے ساتھ ماں اور بیٹی کے شہوانی جذبات کا وابستہ ہونا سخت مفاسد کا موجب ہے اور شریعت اسے ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔

(تفہیم القرآن، ج ۱، النساء، حاشیہ: ۳۴)

استمنا بالید کا شرعی حکم

۴۹ ۔ نَاكِحُ الْيَدِ مَلْعُوْنٌ. (روح المعانی)

''اپنے ہاتھ سے نکاح کرنے والا ملعون ہے۔''

تخریج: ﴿۱﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنِ اسْتَدَلَّ عَلٰى تَحْرِيْمِهٖ بِشَيْءٍ آخَرَ نَحْوَ مَاذَكَرَهُ الْمَشَايِخُ مِنْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاكِحُ الْيَدِ مَلْعُوْنٌ.

﴿۲﴾ نَاكِحُ الْيَدِ مَلْعُوْنٌ.

۵۰ ۔ عَذَّبَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُمَّةً كَانُوْا يَعْبَثُوْنَ بِمَذَاكِيْرِهِمْ. (روح المعانی)

''اللہ نے ایسے لوگوں کو عذاب دیا جو اپنے اعضائے جنسی سے کھیلتے تھے۔''

تخریج: ﴿۱﴾ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ: عَذَّبَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُمَّةً كَانُوْا يَعْبَثُوْنَ بِمَذَاكِيْرِهِمْ.

﴿۲﴾ وَعَنْ عَطَاءٍ: سَمِعْتُ قَوْمًا يُحْشَرُوْنَ وَاَيْدِيْهِمْ حُبَالٰى وَاَظُنُّ اَنَّهُمُ الَّذِيْنَ يَسْتَمْنُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ. (۲۰)

۵۱ ۔ سَبْعَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَجْمَعُهُمْ مَعَ الْعَالَمِيْنَ وَيُدْخِلُهُمُ النَّارَ فِيْ اَوَّلِ الدَّاخِلِيْنَ اِلَّا اَنْ يَّتُوْبُوْا وَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. اَلنَّاكِحُ يَدَهٗ، وَالْفَاعِلُ وَالْمَفْعُوْلُ بِهٖ، وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالضَّارِبُ وَالِدَيْهِ حَتّٰى يَسْتَغِيْثَا، وَالْمُؤْذِيْ جِيْرَانَهٗ حَتّٰى يَلْعَنُوْهُ، وَالنَّاكِحُ حَلِيْلَةَ جَارِهٖ.

''سات آدمی ہیں جن کی طرف اللہ قیامت کے روز نظر نہ فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ انہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ جمع کرے گا اور سب سے پہلے دوزخ میں داخل ہونے والوں میں شامل کرے گا، الّا یہ کہ وہ توبہ کرلیں، اور جو توبہ کرے اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔ (۱) اپنے ہاتھ سے نکاح کرنے والا۔ (۲) عمل قوم لوط کرنے والا۔ (۳) یہ فعل کرانے والا۔ (۴) عادی شراب خور۔ (۵) اپنے والدین کو مارنے والا، یہاں تک کہ وہ فریاد کریں۔ (۶) اپنے ہمسایوں کو ستانے والا یہاں تک کہ وہ اس پر لعنت کریں۔ (۷) اپنے ہمسائے کی بیوی سے بدکاری کرنے والا۔''

تخریج: رَوَاهُ الْاِمَامُ الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ فِيْ جُزْئِهِ الْمَشْهُوْرِ حَيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ الْجَزْرِيُّ، عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ حَسَّانِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَبْعَةٌ لَايَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَايُزَكِّيْهِمْ، وَلَايَجْمَعُهُمْ مَعَ الْعَالَمِيْنَ، وَيُدْخِلُهُمُ النَّارَ فِيْ اَوَّلِ الدَّاخِلِيْنَ اِلَّا اَنْ يَّتُوْبُوْا، وَمَنْ تَابَ، تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، اَلنَّاكِحُ يَدَهٗ، وَالْفَاعِلُ

وَالْمَفْعُوْلُ بِهٖ، وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالضَّارِبُ وَالِدَيْهِ حَتّٰى يَسْتَغِيْثَا، وَالْمُوْذِيْ جِيْرَانَهٗ حَتّٰى يَلْعَنُوْهُ، وَالنَّاكِحُ حَلِيْلَةَ جَارِهٖ.(۲۱)

ـــــ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔وَاِسْنَادُهٗ فِيْهِ مَنْ لَّا يُعْرَفُ لِجَهَالَتِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ـــــ وَقَالَ:لَا يُعْرَفُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلَّا رِوَايَةَ عَلِيٍّ وَلَا يُعْرَفُ لَهٗ مَخْرَجٌ عَنْ عَلِيٍّ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، غَيْرَ اَنَّ مَعَانِيَهٗ مَعَانِيْ قَدْ وَرَدَتْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِهَا اَخْبَارٌ بِاَلْفَاظٍ خِلَافَ هٰذَا الْاَلْفَاظِ۔

تشریح: نکاح بالید، یعنی ہاتھ سے شہوت رفع کرنے کے بارے میں فقہائے اسلام کے تین مسلک ہیں:

۱۔ یہ کہ وہ مباح ہے، اور زیادہ سے زیادہ اگر اس کے خلاف کچھ کہا جا سکتا ہے تو صرف اس قدر کہ مکارم اخلاق کے خلاف ہونے کی وجہ سے وہ ایک مکروہ اور ناپسندیدہ فعل ہے۔ اس مسلک کے حامی یہ دلیل دیتے ہیں کہ کسی نص میں اس فعل کے حرام ہونے کی تصریح نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّاحَرَّمَ عَلَيْكُمْ ''اللہ نے جو کچھ تم پر حرام کیا ہے اس کو وہ تمہارے لیے مفصل بیان کر چکا ہے۔'' لہٰذا جب محرمات کی تفصیل میں یہ مذکور نہیں ہے تو حلال ہے۔ ابن حزم نے محلّی میں اس رائے کو پورے دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے اور سند کے ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ حسن بصری، عمرو بن دینار اور مجاہد اس کی اباحت کے قائل تھے اور عطاء اس کو صرف مکروہ سمجھتے تھے (ج ۱۱،ص ۳۹۲،۳۹۳) علامہ آلوسی نے روح المعانی میں امام احمد بن حنبل کی یہ رائے نقل کی ہے کہ ''یہ فعل عندالضرورت اسی طرح جائز ہے جیسے فصد اور پچھنے۔'' (ج ۱۸،ص:۱۰) لیکن مجھے فقہ حنبلی کی کسی مستند کتاب میں یہ فتویٰ نہیں ملا۔

۲۔ یہ کہ وہ حرام ہے لیکن اگر زنا کے فتنے میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو اور آدمی اس سے بچنے کے لیے اس طریقے سے شہوت کی تسکین کر لے تو امید ہے کہ اسے عذاب نہ دیا جائے گا۔ یہ رائے حنفیہ کی ہے چنانچہ ردالمختار میں تصریح ہے کہ یہ فعل حرام اور مستلزم عذاب ہے، الّا یہ کہ اگر زنا کے اندیشے سے کوئی اس کا ارتکاب کرے تو یُرجیٰ اَلَّا وَبَالَ عَلَيْهِ (باب الصوم اور باب الحدود)۔ اسی کے قریب علامہ آلوسی نے ابن ھُمام کا قول نقل کیا ہے (حوالہ مذکور) اور اسی سے ملتی جلتی رائے علامہ ابن عابدین نے فقیہ ابواللیث سے نقل کی ہے۔ اس رائے کے حق میں کوئی خاص نص نہیں ہے۔ بلکہ یہ اسلام کے اصول عامہ سے مستنبط کی گئی ہے مثلاً حالتِ اضطرار میں حرام شے کے استعمال کی اجازت، اور دو ناجائز کاموں کے ناگزیر ہو جانے کی صورت میں کم تر درجے کے ناجائز کو اختیار کرنے کا قاعدہ۔

۳۔ یہ کہ وہ قطعاً حرام ہے، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کی یہی رائے ہے، اور وہ سورۂ مؤمنون کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُمَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ۔ (المؤمنون:۵۔۷)

''اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، بجز اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے، جو ان کی ملک یمین میں ہوں

(کہ ان سے پرہیز نہ کرنے میں) وہ قابل ملامت نہیں ہیں۔ پھر جو اس کے ماسوا کوئی اور راہ قضاء شہوت کی تلاش کرے تو ایسے ہی لوگ زیادتی کرنے والے ہیں۔''

اس آیت سے وہ استدلال کرتے ہیں کہ منکوحہ بیوی اور ملک یمین میں آئی ہوئی لونڈی کے سوا تسکین شہوت کی تمام صورتیں از روئے قرآن حرام ہیں، خواہ وہ زنا ہو یا استمنا بالید یا عملِ قوم لوط یا وطی بہائم یا کچھ اور۔ پھر اسی کی تائید یہ احادیث بھی کرتی ہیں:

نَاکِحُ الْیَدِ مَلْعُوْنٌ

''اپنے ہاتھ سے نکاح کرنے والا ملعون ہے۔''

عَذَّبَ اللّٰہُ تَعَالٰی اُمَّۃً کَانُوْا یَعْبَثُوْنَ بِمَذَا کِیْرِھِمْ۔

''اللہ نے ایسے لوگوں کو عذاب دیا جو اپنے اعضائے جنسی سے کھیلتے تھے۔''

یہ دونوں حدیثیں علامہ آلوسی نے روح المعانی میں نقل کی ہیں۔ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں ایک اور حدیث نقل کی ہے مگر ساتھ ہی یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ یہ حدیث غریب ہے، نیز اس کی سند میں ایک راوی غیر معروف ہے۔

ان مختلف مسلکوں اور ان کے دلائل پر نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ پہلا مسلک نہایت کمزور، بلکہ غلط ہے۔ اس لیے کہ قرآن میں حرام چیزوں کی تفصیل بیان ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سب حرام چیزوں کو نام بنام بیان کیا گیا ہو، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں حرام وحلال کے کلی اصول بیان کر دیئے گئے ہیں۔ پس ہر وہ چیز جو قرآن کے بیان کردہ کسی کلیہ کے تحت آتی ہو اس پر وہی حکم جاری ہوگا جو کلیہ میں ارشاد ہوا ہو، الّا یہ کہ اس کو مستثنیٰ قرار دینے کے لیے کوئی دلیل موجود ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ جب قرآن یہ عام قاعدہ بیان کر چکا ہے کہ بیویوں اور مملوکہ عورتوں کے سوا قضاء شہوت کے تمام طریقے عدوان ہیں، تو اس سے نکاح بالید کے مستثنیٰ ہونے کی آخر دلیل کیا ہے؟ اس کے جواب میں بعض لوگوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ ''عرب میں اس فعل کا کوئی رواج نہ تھا، نہ کلام عرب میں اس کا کوئی ذکر ہے لہٰذا فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَاءَ ذَالِكَ میں داخل نہیں ہے۔'' لیکن یہ دلیل دو وجہ سے غلط ہے:

ایک یہ کہ لغت عرب میں اس کے لیے جلد عُمیرہ اور خَضْخَضَۃٌ کے الفاظ موجود ہیں، اور زبان میں کسی لفظ کا موجود ہونا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ اہل زبان اس تصور سے آشنا تھے۔ دوسرے یہ کہ اگر عرب اس سے واقف نہ تھے تو خدا تو انسانوں کے سب افعال سے واقف تھا۔ اس کے بیان کردہ کلیات صرف انہی جزئیات تک آخر کیسے محدود ہو جائیں گے جن سے اس زمانے کے عرب واقف ہوں۔

ان دلائل کی بنا پر صحیح مسلک یہی ہے کہ یہ فعل حرام ہے۔ البتہ عقل یہ حکم لگاتی ہے کہ اس کی حرمت زنا اور عمل قول لوط اور وطی بہائم کی بہ نسبت کم تر ہے اس لیے اگر کسی شخص کو ان گناہوں میں سے کسی ایک میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو اور اس سے بچنے کے لیے وہ اپنے جوش طبع کی تسکین اس ذریعے سے کر لے تو اس کے حق میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ''شاید اللہ تعالیٰ اسے سزا نہ دے۔''

(رسائل مسائل دوم، فقہی مسائل: استمنا...)

حضرت حوّاؑ کی پیدائش

۵۲۔ اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ. (بخاری ومسلم)

''عورت پسلی کے مانند ہے اگر تو اسے سیدھا کرے گا تو توڑ دے گا اور اگر اس سے فائدہ اٹھائے گا تو اس کے اندر کجی باقی رہتے ہوئے ہی اس سے فائدہ اٹھا سکے گا۔[1]''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنْ اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ.(۲۲)

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے:

〈۲〉 عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَکَ عَلٰی طَرِيْقَةٍ، فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ، وَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا.(۲۳)

۵۳۔ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ، فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ تَكْسِرُهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا.

''عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اس کا بالائی حصہ ہوتا ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کو توڑ دے گا اور اگر چھوڑ دے گا تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ لہٰذا عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو۔''

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِیُّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مَيْسَرَةَ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِفَلَايُؤْذِیْ جَارَهٗ، وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ، فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا.(۲۴)

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ وَمُوْسٰی بْنُ حِزَامٍ، ثَنَاحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مَيْسَرَةَ الْاَشْجَعِیِّ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا، فَاِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ، فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ.(۲۵)

---

[1] یہ الفاظ بخاری، کتاب النکاح والی روایت کے ہیں، دوسری روایت میں جو امام بخاری نے کتاب الانبیاء میں نقل کی ہے اس کے الفاظ ہیں فَاِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ۔ ''کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔'' اس صورت میں المراۃ سے ہر عورت اور عورتوں کی پوری صنف ہوگی نہ کہ وہ ایک خاص عورت جو سب سے پہلے پیدا کی گئی۔

﴿۳﴾ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَاِذَا شَهِدَ اَمْرًا فَلْیَتَكَلَّمْ بِخَیْرٍ اَوْلِیَسْكُتْ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا، فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ اِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ.(۲۶)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ پر ایمان اور یوم آخر پر یقین رکھتا ہوا سے جب کسی معاملہ میں شہادت دینی پڑے تو پھر اسے ٹھیک بات کرنی چاہیے ورنہ خاموش رہے۔ اور عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اس کا بالائی حصہ ہوتا ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کو توڑ دے گا اور اگر چھوڑ دے گا تو وہ ٹیڑھی رہے گی۔ لہذا عورتوں کے معاملہ میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو۔

تشریح : قرآن مجید میں کسی جگہ بھی یہ تصریح نہیں ہے کہ حضرت حوا کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا گیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ اس خیال کی تائید میں جو چیز پیش کی جا سکتی ہے وہ قرآن کا یہ ارشاد ہے کہ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔ (النساء:۱) اور جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا (الاعراف:۱۸۹) لیکن ان دونوں آیتوں میں مِنْهَا کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ''اسی نفس سے اس کا جوڑا بنایا'' اور یہ بھی کہ ''اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا۔'' ان دونوں میں سے کسی معنی کو بھی ترجیح دینے کے لیے کوئی دلیل قرآن کی ان آیتوں میں نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کی بعض دوسری آیتیں تو دوسرے معنی کی تائید کرتی ہیں مثلاً سورہ روم میں فرمایا وَمِنْ آیَاتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (آیت:۲۱) اور سورہ شوریٰ میں فرمایا جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (آیت:۱۱) یہ مضمون سورہ نحل آیت ۷۲ میں بھی آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان تینوں آیتوں میں مِنْ اَنْفُسِكُمْ کے معنی مِنْ جِنْسِكُمْ ہی لیے جائیں نہ یہ کہ تمام انسانوں کی بیویاں ان کی پسلیوں سے پیدا ہوئی ہیں۔ اب اگر پہلے معنی کو ترجیح دینے کے لیے کوئی بنیاد مل سکتی ہے تو وہ حضرت ابو ہریرہؓ کی وہ روایات ہیں جو بخاری و مسلم نے نقل کی ہیں۔ مگر ان کے الفاظ میں اختلاف ہے۔

ایک روایت میں وہ نبی ﷺ کا یہ ارشاد ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

اَلْمَرْاَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِیْهَا عِوَجٌ۔

''عورت پسلی کے مانند ہے اگر تو اسے سیدھا کرے گا تو توڑ دے گا اور اگر اس سے فائدہ اٹھائے گا تو اس کے اندر کجی باقی رہتے ہوئے ہی فائدہ اٹھا سکے گا۔''

اور دوسری روایت میں انہوں نے حضور ﷺ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ، فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ تَكْسِرُهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا۔

''عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اس کا بالائی حصہ ہوتا ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کو توڑ دے گا اور اگر چھوڑ دے گا تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ لہٰذا عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو۔''

ان دونوں حدیثوں میں سے پہلی حدیث تو عورت کو پسلی سے محض تشبیہ دے رہی ہے اس میں سرے سے یہ ذکر ہی نہیں ہے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ البتہ دوسری حدیث میں پسلی سے پیدائش کی تصریح ہے لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ اس میں حضرت حوّا یا پہلی عورت یا ایک عورت نہیں بلکہ تمام عورتوں کی پیدائش پسلی ہی سے بیان کی گئی ہے، کیا فی الواقع دُنیا کی تمام عورتیں پسلیوں ہی سے پیدا ہوا کرتی ہیں، اگر یہ بات نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ نہیں ہے تو ماننا پڑے گا کہ یہاں خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ کے الفاظ اس معنی میں نہیں ہیں کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی یا بنائی گئی ہیں، بلکہ اس معنی میں ہیں کہ ان کی ساخت میں پسلی کی سی کجی ہے۔ اس کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔ اس کے معنی بھی یہ نہیں ہیں کہ انسان جلد بازی سے پیدا کیا گیا ہے، بلکہ یہ ہیں کہ انسان کی سرشت میں جلد بازی ہے۔

اس تشریح سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پسلی سے حضرت حوا کی پیدائش کا خیال قرآن ہی میں نہیں، حدیث میں بھی کسی مضبوط دلیل پر مبنی نہیں ہے۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ بنی اسرائیل سے یہ روایت نقل ہو کر مسلمانوں میں شائع ہوئی اور بڑے بڑے لوگوں نے اسے نہ صرف قبول کیا بلکہ اپنی کتابوں میں بھی ثبت کر دیا۔ مگر کیا یہ صحیح ہے کہ اللہ اور رسول کی سند کے بغیر محض بڑے لوگوں کے اقوال کی بنا پر اسے ایک اسلامی عقیدہ ٹھہرا دیا جائے اور جو کوئی اس پر ایمان نہ لائے اسے گمراہ قرار دیا جائے؟

(رسائل و مسائل سوم، چند...: حضرت حوّا...)

آلات کے ذریعہ سے توالد وتناسل

آلات کے ذریعہ سے استقرارِ حمل کا جواز تو دور رہا، میرے لیے اس عمل کا تصور ہی ناقابل برداشت ہے کہ عورت گھوڑی کے مرتبے تک گرادی جائے۔ آخر انسان کی صنف اناث اور حیوانات کی مادہ میں کچھ تو فرق رہنے دیجیے۔ حیوانات میں بھی اللہ تعالیٰ نے توالد وتناسل کا جو طریقہ مقرر کیا ہے وہ نر اور مادہ کے اجتماع کا طریقہ ہی ہے یہ انسان کی خود غرضی ہے کہ وہ گھوڑیوں کو اپنے نروں سے ملنے کا لطف حاصل نہیں کرنے دیتا اور ان سے صرف نسل کشی کا کام لیتا ہے۔ اب اگر انسان کی اپنی ''مادہ'' کے ساتھ بھی یہی برتاؤ شروع ہو جائے تو اس کے معنی انسانیت کی انتہائی تذلیل کے ہیں۔

آج کی ''فیشن دار'' عورت جو مرد سے بے نیاز ہونا چاہتی ہے، دراصل اس کی فطرت کو مصنوعی، فکری وصنفی ماحول نے مسخ کر دیا ہے۔ ورنہ اگر وہ صحیح انسانی فطرت پر ہوتی تو اس قسم کی گری ہوئی خواہش کو دل میں جگہ دینا تو درکنار، ایسی تجویز سننا بھی گوارا نہ کرتی۔ عورت محض نسل کشی کے لیے نہیں ہے، بلکہ عورت اور مرد کا تعلق انسانی تمدن کی قدرتی بنیاد ہے۔ فطرتِ

الٰہی نے عورت اور مرد کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ ان میں مودّت اور رحمت ہو، حسنِ معاشرت ہو، مل کر گھر بنائیں، گھر سے خاندان اور خاندان سے سوسائٹی نشو ونما حاصل کرے۔ اس مقصود کو ضائع کر کے عورت کو محض نسل کشی کا آلہ بنادینا فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلقَ اللّٰہِ ''اللہ کی بنائی ہوئی فطرت کو بدل دینے'' کا مصداق ہے جسے قرآن ایک شیطانی فعل قرار دیتا ہے۔

خداوند تعالیٰ نے عورت اور مرد کے درمیان نکاح کا طریقہ مقرر فرمایا ہے لہٰذا وہی اولاد جائز ہے جو قیدِ نکاح میں پیدا ہو۔ اسی سے وراثت اور نسب کی تحقیق ہوتی ہے، اگر آلہ کے ذریعہ سے بچہ پیدا کیا جائے تو اسے حلالی نہیں کہا جاسکتا، شرعی نقطۂ نظر سے وہ حرامی ہی کہا جائے گا۔ نیز اس کا سلسلہ آبائی منقطع ہوگا اور وہ باپ کے ورثہ سے محروم رہے گا جو قطعی طور پر اس کی حق تلفی ہے۔

پھر غور تو کیجیے کہ جس بچے کا کوئی باپ نہ ہو اس کی تربیت کا ذمہ دار کون ہوگا؟ صرف ماں؟ کیا یہ ظلم نہیں کہ خدا نے انسان کے بچہ کے لیے ماں اور باپ، چچا اور ماموں، دادا اور نانا وغیرہ لوگوں کی صورت میں جو مربی پیدا کیے ہیں ان میں سے آدھے ساقط کردیئے جائیں اور وہ صرف سلسلہ مادری پر منحصر رہ جائے؟ کیا دنیا سے پدری محبت، پدرانہ ذمہ داریوں اور پدرانہ اخلاق کو فنا کردینا انسانیت کی کوئی خدمت ہے؟ کیا یہ انصاف ہے کہ عورت پر ماں ہونے کی ذمہ داری قائم رہے مگر مرد ہمیشہ کے لیے باپ ہونے کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے؟

پھر اگر یہی سلسلہ چل پڑا تو ایک روز عورت مطالبہ کرے گی کہ کوئی ترکیب ایسی ہونی چاہیے کہ انسان کا بچہ میرے رحم میں پرورش پانے کے بجائے ''امتحانی نلیوں'' میں پالا جائے۔ یعنی انسان کیمیاوی معمل میں پیدا ہونے لگے۔ اور جب تک یہ حالت پیدا نہیں ہوتی، عورت چاہے گی کہ اسے صرف بچہ جننے کی تکلیف دی جائے، اس کے بعد ماں کے فرائض انجام دینے کے لیے وہ تیار نہ ہوگی۔

بہ صورت جب رونما ہوگی تو انسانی بچے اسی طرح کثیر پیدا آوری (Mass Production) کے اصول پر فیکٹریوں میں ڈھل ڈھل کر نکلیں گے۔ جس طرح اب جوتے اور موزے نکلتے ہیں۔ یہ انسانیت کے تنزل کا آخری مقام، اس کا اسفل السافلین ہوگا، ان'' کارخانہ ہائے نسل کشی'' سے انسان نہیں بلکہ دو ٹنگے جانور پیدا ہوں گے، جن میں انسانی شرف اور پاکیزہ انسانی جذبات واحساسات کی خوبو برائے نام بھی نہ ہوگی اور سیرت کا وہ تنوع ناپید ہوگا جو تمدن کی رنگارنگ ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ناگزیر ہے۔ ان کارخانوں سے کسی ارسطو اور ابن سینا، کسی غزالی اور رازی، کسی ہیگل اور کانٹ کے پیدا ہونے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ میرے خیال میں تو وہ مادہ پرستانہ تہذیب لعنت بھیجنے کے قابل ہے جس کے زیر سایہ ایسی تجویزیں انسانی دماغوں میں آتی ہیں۔ اس قسم کی تجویزوں کا انسانی دماغوں میں آنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ اس تہذیب نے انسان کے ذہن میں خود انسانیت کے تصور کو نہایت پست اور ذلیل کردیا ہے۔ (رسائل ومسائل اول فقہی مسائل: آلات...)

شادی بیاہ، اسلام اور آلات موسیقی

٥٤۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''میں آلاتِ موسیقی کو توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔''

تخریج: ‹۱› حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا یَزِیْدُ، اَنْبَانَا فَرْجُ بْنُ فَضَالَةَ الْحِمْصِیُّ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ یَزِیْدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَنِیْ رَحْمَةً وَهُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ، وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَمْحَقَ الْمَزَامِیْرَ وَالْکَفَّارَاتِ یعنی الْبَرَابِطَ، وَالْمَعَازِفَ، وَالْاَوْثَانِ الَّتِیْ کَانَتْ تُعْبَدُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ.(۲۷)

ترجمہ: ابوامامہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ بانسری اور دیگر آلات موسیقی اور ان بتوں کو توڑ دوں جن کی دور جاہلیت میں پوجا وعبادت کی جاتی تھی۔

‹۲› اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَهُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ، وَاَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ، وَالْمَزَامِیْرِ، وَالْاَوْثَانِ، وَالصُّلُبِ، وَاَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ الخ.(۲۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا ہے، نیز مجھے حکم دیا ہے کہ آلات موسیقی اور بانسری اور بتوں اور صلیبوں کو توڑ دوں اور جاہلیت کے کام کو ختم کر دوں۔

تشریح: اب یہ کس طرح صحیح ہوسکتا ہے کہ جو نبی اس کام کے لیے بھیجا گیا ہو اس کے پیرو انہی آلات کو بنانے اور بیچنے اور بجانے کے لیے اپنی قوتیں استعمال کریں۔

شادی بیاہ ہو یا کچھ اور، باجے بجانا کسی حال میں درست نہیں۔ حدیث میں جس حد تک اجازت پائی جاتی ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ شادی اور عید کے موقع پر دف کے ساتھ کچھ گا بجا لیا جائے۔

یہ محض ایمان کی کمزوری ہے کہ آدمی اپنے دوستوں اور عزیزوں کی ناراضی سے ڈر کر ایک ناجائز کام میں حصہ لے۔ رسولؐ اور اصحابِ رسول کے ساتھ جو لوگ اپنا حشر چاہتے ہوں ان کے لیے تو یہی مناسب ہے کہ ایسے لوگوں سے ربط ضبط نہ رکھیں جنہیں احکام شریعت کی پروا نہیں۔ ورنہ جن کو ان لوگوں کے تعلقات زیادہ عزیز ہیں، انہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ فاجرین اور صالحین کے ساتھ بیک وقت تعلق نہیں رکھا جاسکتا۔ جب تمہاری دنیا فاجروں کے ساتھ ہے تو آخرت میں بھی انہیں کا ساتھ نصیب ہوگا۔

مجلس نکاح میں جب کہ ایجاب وقبول ہو رہا ہو اور منکرات وفواحش کی نمائش نہ ہو رہی ہو شرکت کرنے میں مضائقہ نہیں، بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ شرکت کی جائے اور جب موسیقی شروع ہو تو نہایت نرمی اور شرافت کے ساتھ یہ کہہ کر اپنے دوستوں اور عزیزوں سے رخصت چاہی جائے کہ جہاں تک تمہارے جائز کاموں کا تعلق ہے، ہم تمہاری مسرت میں دل سے شریک ہیں۔ اور

جہاں تک ناجائز کاموں کا تعلق ہے،ہم ان میں نہ خود شریک ہونا پسند کرتے ہیں نہ یہ گوارا کرتے ہیں کہ تم ان خرابیوں میں مبتلا ہو۔ یہ محض غلط ہے کہ دف کے سوا اس زمانہ میں اور کوئی دوسرا آلہ موسیقی نہ تھا۔ ایران اور روم اور مصر کی تمدنی تاریخ اور خود عرب جاہلیت کی تمدنی تاریخ سے جو شخص جاہل محض ہو وہی یہ بات کہہ سکتا ہے،متعدد باجوں کے نام تو خود اشعارِ جاہلیت میں ملتے ہیں ۔دف کا نام اگر آلاتِ موسیقی میں شامل ہو بھی تو اس سے کیا ہوتا ہے۔شادی بیاہ اور عید کے موقع پر نبی ﷺ نے اس کی اجازت دی ہے،اور یہ زیادہ سے زیادہ حد ہے جہاں تک آدمی جاسکتا ہے۔اس آخری حصہ کو جو شخص نقطۂ آغاز بنانا چاہتا ہو اس کو آخر کس نے مجبور کیا ہے کہ خواہ مخواہ اس نبی کے پیروؤں میں اپنا نام لکھوائے جو آلاتِ موسیقی کو توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہے؟

(رسائل ومسائل اول،فقہی مسائل: اسلام...)

ٹیلی فون پر شادی بیاہ

سوال: کیا ٹیلی فون پر نکاح جائز ہے؟

جواب: کسی عدالت میں ٹیلی فون پر گواہی دے کر دیکھیے کہ قبول ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: مولانا!اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹیلی فون پر نکاح جائز نہیں۔لیکن جن لوگوں نے اس طرح نکاح کر لیے ہیں کیا انہیں تجدیدِ نکاح کرانی چاہیے یا اور کیا صورت ہو؟

جواب: میں اس بارے میں کیا کہوں۔ٹیلی فون پر نکاح کی قانونی اور شرعی حیثیت تو کچھ نہیں۔یہ ایک باقاعدہ حرکت ہے اور عام لوگوں کی جہالت اور دینی معاملات میں بے حسی کا مظہر ہے۔بلکہ اس سے غیرت وحمیت کی کمی کا احساس بھی ہوتا ہے۔ایک شخص جو نکاح کے وقت حاضر ہونے کی تکلیف بھی گوارا نہیں کرتا،کیا اس قابل ہے کہ بیٹی اس کے نکاح میں دے دی جائے؟

سوال: رشتوں کی کمیابی بھی اس کی وجہ ہوسکتی ہے؟

جواب: ایسی بھی کمیابی نہیں ہے۔جو لوگ اپنی بیٹیوں کو اس طرح نکاح میں دے دیتے ہیں،وہ دراصل رشتوں کی کمیابی کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے بلکہ اپنی حماقت اور جاہ پرستی کے سبب ایسا کرتے ہیں۔

مغربی ملکوں میں جو لوگ سِول میرج کرتے ہیں وہ بھی عدالت میں جا کر حاضر ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ ٹیلی فون پر ہی نکاح کر لیتے ہیں،جب کہ اسلام کے قوانین نکاح کے مطابق ایجاب وقبول انتہائی ضروری ہے اور ایجاب وقبول کے لیے گواہوں کی موجودگی لازمی ہے۔سوال یہ ہے کہ یہ گواہی کس طرح ہوگی؟

(۵،اے ذیلدار پارک دوم،ص:۱۹۰-۱۹۱)

ماٰخذ

(۱) ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب فی جامع النکاح۔☆ مسند احمد ج۲۔ص۔٤٤٤عن ابی ھریرة اور ص ٤٧٩ پر . ملعون من اتی امراة فی دبرھا ھے۔☆ کنزالعمال ج١٦۔ حدیث نمبر ٤٤٨٨٣ عن ابی ھریرة۔☆ تفسیر ابن کثیر ج١ص٢٦٣ سورہ بقرہ زیر آیت نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم ایك روایت میں امرأتہٗ کی جگہ امرأة ھے۔

(۲) ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب ۲۹ النھی عن اتیان النساء فی ادبارھن۔☆ابن کثیر ج١۔احکام القرآن للجصاص ج١۔ص۔٣٥٣پر ابن عباس سے مروی روایت میں قال رسول الله ﷺ لاینظر الله الی رجل اتی امرأته فی دبرھا منقول ھے۔☆ سنن دارمی ج١، کتاب الوضوء، باب ١١٣من اتی امرأته فی دبرھا کے تحت حضرت ابوھریرہؓ کی روایت میں ھے: مَنْ اَتٰی امْرَأَتَهٗ فِیْ دُبُرِھَا لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ ☆ السنن الکبری ج٧۔کتاب النکاح، باب اتیان النساء فی ادبارھن (دارمی والی روایت) ☆مصنف ابن ابی شیبة ج۲۔٤ص۔٢٥٣عن ابی ھریرة۔ ☆کنزالعمال ج١٦حدیث نمبر ٤٤٨٧٥۔

(۳) ترمذی ج١۔ابواب الرضاع، باب ماجاء فی کراھیة اتیان النساء فی ادبارھن۔☆مصنف ابنِ ابی شَیْبَه ج۲۔٤۔ کتاب النکاح، باب ماجاء فی اتیان النساء فی ادبارھن وماجاء فیه من الکراھة عن ابن عباس۔☆کنزالعمال ج١٦۔ عن ابن عباس۔ حدیث نمبر ٤٤٨٧٧۔ ☆تفسیر ابن کثیر ج١۔ص۔٢٦٢، البقرہ۔

(٤) ابنِ ماجه کتاب الصلاة، باب النھی عن اتیان الحائض۔☆سنن دارمی ج١۔ کتاب الوضوء، باب ١١٣من اتی امراته فی دبرھا۔☆ السنن الکبریٰ ج٧۔کتاب النکاح، باب اتیان النساء فی ادبارھن۔ عن ابی ھریرة۔☆احکام القرآن للجصّاص ج١۔ سورة النساء۔

(٥) ترمذی ج١۔ابواب الطھارة، باب ماجاء فی کراھیة اتیان الحائض۔☆ تفسیر ابن کثیر ج١ص۔٢٦٣البقرہ۔

(٦) ابوداؤد ج٤۔کتاب الطب، باب فی الکھان،ح٣٩٠٤۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج٧۔کتاب النکاح باب اتیان النساء فی ادبارھن۔☆تفسیر ابن کثیر ج١البقرہ۔☆مصنف ابن ابی شیبة ج۲۔٤۔کتاب النکاح باب ماجاء فی اتیان النساء فی ادبارھن الخ۔

(٧) ابوداؤد ج٤۔کتاب الحدود، باب فیمن عمل عمل قوم لوط۔☆ترمذی ج١ ابواب الحدود، باب ماجاء فی حد اللوطی۔ ☆ ابنِ ماجه کتاب الحدود ج۲۔باب١٢۔من عمل عمل قوم لوط۔☆سنن دارقطنی ج۲۔کتاب الحدود۔ ☆احکام القرآن للجصّاص ج٣۔ص۔٢٦٣فی الذی یعمل عمل قوم لوط۔

(٨) ترمذی حوالہ مذکورہ بالا۔☆المصنف لعبدالرزاق ج٧۔کتاب النکاح باب من عمل عمل قوم لوط۔

(۹) ابن ماجه کتاب الحدود، باب۱۲من عمل عمل قوم لوط۔☆احکام القرآن للجصاص ج۳باب فی الذی یعمل عمل قوم لوط۔

(۱۰) مسلم ج۱۔کتاب الحیض، باب غسل الحائض رأس زوجها الخ۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب فی اتیان الحائض ومباشرتها ۔ ابوداؤد نے غیرالنکاح نقل کیاھے۔☆ترمذی ابواب التفسیر ج۲۔ص۱۲۷ عن انس حدیث حسن صحیح۔☆ ابنِ ماجه کتاب الطهارة، باب ماجاء فی مؤاکلة الحائض وسؤرها۔☆کنزالعمال ج۱٦۔ عن انس، ابنِ ماجه نے اِصۡنَعُوۡا کُلَّ شَیۡءٍ اِلَّا الۡجِمَاعَ ذکرکیاھے،ترمذی میں ھے وان یفعلوا کل شیء ماخلا النکاح، ☆نسائی ج۱کتاب الطهارة باب تاویل قول الله عزوجل۔ویسئلونك عن المحیض، عن انس نسائی میں وَاَنۡ یَّصۡنَعُوۡا بِهِنَّ کُلَّ شَیۡءٍ مَاخَلَا الۡجِمَاعَ ھے۔☆ سنن دارمی ج۱۔ کتاب الصلاة والطهارة، باب ۱۰٦مباشرة الحائض عن انس۔ اس میں وَاَنۡ یَّفۡعَلُوۡا کُلَّ شَیۡءٍ مَاخَلَا النِّکَاحَ ھے۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۱۔کتاب الحیض باب الرجل یصیب من الحائض مادون الجماع۔ عن انس۔ بیهقی نے وَاصۡنَعُوۡا کُلَّ شَیۡءٍ غَیۡرَالنِّکَاحِ بیان کیاھے۔☆ابوداؤد الطیالسی جز۸۔عن انس۔ حدیث۲۰۵۲ اس میں وَیَفۡعَلُوۡا مَاشَاؤا اِلَّاالۡجِمَاعَ ھے۔☆مسند احمد ج۳۔ص۔۱۳۲،۲٤٦،عن انس۔

(۱۱) ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح باب فی حق المرأة عَلٰی زَوجها۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب القسم والنشوز باب لایضرب الوجه ولایقبح ولاتهجرالافی البیت۔☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب النکاح باب التشدید فی العدل بین النساء۔ حکیم بن معاویة عن ابیه ۔

(۱۲) حواله مذکوره بالا۔

(۱۳) ترمذی ج۳ ابواب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأة علی زوجها،ح۱۱٦۳۔

(۱٤) مسلم ج۱کتاب الحج باب حجة النبی ﷺ مسلم نے حضرت جابر سے طویل حدیث بیان کی ھے۔ السنن الکبری ج۷۔کتاب القسم والنشوز باب ماجاء فی ضربها۔☆تفسیر ابنِ جریر ج۳۔پ٤ص۲۱۲عن جابر۔

(۱۵) بخاری ج۲کتاب النکاح باب مایکره من ضرب النساء وقوله واضربوهن ضربًا غیرمبرح۔☆مسلم ج۲کتاب الجنة ونعیمها۔عبدالله بن زمعة۔☆ترمذی ج۲ابواب التفسیرسوره الشمس۔ عبد اللّٰه بن زمعة۔☆ابنِ ماجه کتاب النکاح باب ضرب النساء۔☆مسنداحمدج٤۔ص۱۷عبدالله بن زمعة۔☆دارمی کتاب النکاح باب۳٤۔ فی النهی عن ضرب النساء۔☆السنن الکبریٰ ج۷کتاب القسم والنشوز باب الاختیارفی ترك الضرب۔

(۱٦) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب النکاح باب الزنا لایحرم الحلال۔

(۱۷) مصنف ابنِ ابی شیبة ج۲۔٤کتاب النکاح۔ باب الرجل یقع علی ام امرأته او ابنةِ امراته الخ☆احکام القرآن للجصاص ج۳۔ص۔۱۲۱۔

(۱۸) دارقطنی ج٤کتاب النکاح۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج۷۔کتاب النکاح باب الزنا لایحرم الحلال۔☆مصنف ابنِ ابی شیبة ج۲۔٤۔کتاب النکاح۔ باب الرجل یقع علی ام امرأته او ابنةِ امراته الخ۔

(۱۹) احکام القرآن للجصاص ج۳۔سورة النساء۔

(۲۰) روح المعانی ج۱۶۔۱۸ سورۃ المومنون) ناکح الید ملعون، لااصل له کما صرح به الرهاوی[۱] فی حاشیته علی المنار۔ الموضوعات لملا علی القاری حدیث نمبر۵۶۹۔

(۲۱) تفسیر ابن کثیرج۳۔سورہ مومنون زیر آیت فمن ابتغی وراء ذلك فاولئك هم العادون۔☆کنزالعمال ج۱۶ ص۔۲۵۹عن علی۔بحواله ابن جریر حضرت علی سے مروی روایت میں ومدمن الخمر کے بجائے والکذاب الاشر، ومعسر المعسر ہے۔

(۲۲) بخاری ج۲ کتاب النکاح باب المداراة مع النساء وقول النبی ﷺ انما المرأة کالضِلَع۔☆مسلم ج۱ کتاب الرّضاع باب الوصیة للنساء مسلم میں ان المرأة سے روایت کا آغاز ہے۔☆ترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی مداراة النساء۔ وفی الباب عن ابی ذر، سمرة، عائشة۔ حدیث ابی هریرة حدیث حسن صحیح غریب من هذا الوجه۔ ترمذی میں اِنْ ذَهَبْتَ کا اضافہ ہے اور حدیث کے آخر میں استمتعت بها علی عوج ہے۔☆دارمی کتاب النکاح باب ۳۵ فی مداراة الرجل اهله۔ عن ابی هریرةؓ۔☆دارمی نے ابوذر سے بھی روایت نقل کی ہے جو مختصر ہے۔ ☆مجمع الزوائد ج۴۔عن عائشة وعن ابی ذر۔

(۲۳) مسلم ج۱۔کتاب الرضاع باب الوصیة للنساء۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب القسم والنشوز باب حق المرأة علی الرجل۔ ☆مجمع الزوائد ج۵۔عن ابی هریرة۔☆کنز العمال ج۱۶۔حدیث ۴۴۹۵۶۔

(۲۴) بخاری ج۲ کتاب النکاح باب الوصاة بالنساء۔ ☆کنزالعمال ج۱۶۔حدیث نمبر۴۴۹۵۵۔

(۲۵) بخاری ج۱ کتاب الانبیاء باب خلق آدم وذریته۔☆مسلم ج۱ کتاب الرّضاع باب الوصیة للنساء۔☆کنزالعمال ج۱۶۔حدیث نمبر۴۴۹۵۵اور ۴۴۹۵۸۔☆مصنف ابنِ ابی شیبة ج۵۔کتاب الطلاق، باب فی مداراة النساء۔ اس روایت میں خیر کا لفظ مروی ہے۔

(۲۶) مسلم ج۱کتاب الرضاع باب الوصیة للنساء☆مسنداحمد ج۲۔ص۔۴۲۸،۴۴۹،۵۳۰ عن ابی هریرة ج۵۔ ص۔۱۶۴ ج۶ص۲۷۹عن عائشة۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب القسم والنشوز باب حق المرأة علی الرجل۔☆کنز العمال ج۱۶۔حدیث نمبر۴۴۹۵۸۔

(۲۷) مسند احمد ج۵۔ص۔۲۵۷ابوامامة۔

(۲۸) مسند احمدج۵ص۲۶۸ ابوامامة۔☆یہ روایت مشکوٰۃ کے باب الخمروشاربها میں بھی ہے۔

---

[۱] هو شرف الدین یحی بن قراجا الرهاوی۔

فصل:۷

تحدید ازواج

رئیس طائف غیلان ثقفی ونوفل بن معاویہ کا واقعہ

۵۵۔ طائف کا رئیس غیلان جب اسلام لایا تو اس کی نو بیویاں تھیں۔ نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ چار بیویاں رکھ لے اور باقی کو چھوڑ دے۔

تخریج:〈۱〉**حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، نَاعَبْدَةُ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِیَّ اَسْلَمَ وَلَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فِی الْجَاهِلِيَّةِ، فَاَسْلَمْنَ مَعَهُ، فَاَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ يَّتَخَيَّرَ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا.**(۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی نے اسلام قبول کرلیا تو اس کے نکاح میں دور جاہلیت میں دس بیویاں تھیں۔ وہ بھی اسلام میں داخل ہوگئیں تو نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ان میں سے چار کا انتخاب کر لے۔

—— هٰكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ۔ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ يَقُوْلُ:هٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُمَحْفُوْظٍ، وَالصَّحِيْحُ مَارَوٰى شُعَيْبُ بْنُ اَبِیْ حَمْزَةَ وَغَيْرُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حُدِّثْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوَيْدِ الثَّقَفِيِّ اَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ اَسْلَمَ وَعِنْدَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ۔

〈۲〉 عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ:اَسْلَمْتُ وَتَحْتِیْ عَشْرُ نِسْوَةٍ، اَرْبَعٌ مِّنْهُنَّ مِنْ قُرَيْشٍ اِحْدَاهُنَّ بِنْتُ اَبِیْ سُفْيَانَ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِخْتَرْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا، وَخَلِّ سَائِرَهُنَّ. فَاخْتَرْتُ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا، مِنْهُنَّ ابْنَةُ اَبِیْ سُفْيَانَ.(۲)

ترجمہ: عروہ بن مسعود سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ میں مسلمان ہوا تو اس وقت میرے نکاح میں دس عورتیں تھیں۔ چار کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا، ان میں ایک تو ابوسفیان کی بیٹی تھی۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان میں سے چار کو منتخب کرلوں اور باقی کو چھوڑ دوں۔ چنانچہ میں نے چار کا انتخاب کرلیا ان میں ایک ابوسفیان کی بیٹی بھی تھی۔

〈۳〉حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا هُشَيْمٌ، ح وَثَنَا وَهْبُ ابْنُ بَقِيَّةَ، اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنِ ابْنِ اَبِى لَيْلٰى، عَنْ حُمَيْضَةَ بْنِ الشَّمَرْدَلِ، عَنِ الْحَرْثِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ مُسَدَّدٌ: ابْنُ عُمَيْرَةَ، وَقَالَ وَهْبُ نِ الْاَسَدِىُّ، قَالَ: اَسْلَمْتُ وَعِنْدِىْ ثِمَانُ نِسْوَةٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ اِخْتَرْمِنْهُنَّ اَرْبَعًا.(۳)

ترجمہ: وہب اسدی کا بیان ہے کہ میں نے اسلام قبول کیا تو اس وقت میرے پاس آٹھ عورتیں تھیں۔ میں نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ان میں سے چار کا انتخاب کرلو۔

ــــــ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: وَحَدَّثَنَا بِهِ اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا هُشَيْمٌ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ، فَقَالَ: قَيْسُ بْنُ الْحَرْثِ، مَكَانَ الْحَرْثِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ: هٰذَا الصَّوَابُ يَعْنِىْ قَيْسُ بْنُ الْحَارِثِ۔

السنن الکبریٰ نے ایک روایت اور بھی نقل کی ہے:

〈۴〉عَنْ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيْعِ، قَالَ: اَسْلَمَ جَدِّىْ وَعِنْدَهٗ ثِمَانُ نِسْوَةٍ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِخْتَرْمِنْهُنَّ اَرْبَعًا اَيَّتُهُنَّ شِئْتَ.(٤)

ترجمہ: قیس بن ربیع کا بیان ہے کہ میرے دادا نے جب اسلام قبول کیا تو اس وقت ان کے پاس آٹھ عورتیں تھیں۔ انہوں نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا ان میں سے جن چار کو چاہو، انہیں منتخب کرلو۔

٥٦ ـ ایک دوسرے شخص (نوفل بن معاویہ) کی پانچ بیویاں تھیں آپ نے حکم دیا کہ ان میں سے ایک کو چھوڑ دے۔

السنن الکبریٰ میں ایک روایت پانچ کی ہے:

تخریج: اَخْبَرَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، وَأَبُوْبَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَا: ثَنَا أَبُوالْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ، أَنْبَأَ الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَنْبَأَ الشَّافِعِيُّ، أَنْبَأَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا، عَنِ ابْنِ اَبِى الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ نَوْفَلِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ: اَسْلَمْتُ وَتَحْتِىْ خَمْسُ نِسْوَةٍ، فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: فَارِقْ وَاحِدَةً، وَاَمْسِكْ اَرْبَعًا فَعَمَدْتُ اِلٰى اَقْدَمِهِنَّ، عِنْدِىْ عَاقِرٌ مُنْذُ سِتِّيْنَ سَنَةً، فَفَارَقْتُهَا.(٥)

ترجمہ: نوفل بن مغیرہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اسلام قبول کیا تو اس وقت میرے نکاح میں پانچ عورتیں تھیں۔ میں نے اس بارے میں نبی ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ایک کو فارغ کردو اور چار کو اپنے پاس روکے رکھو۔ پھر میں نے ان میں سے سب سے عمر رسیدہ جو بانجھ تھی ساٹھ سال سے، اسے اپنے سے جدا کردیا۔

تشریح: اس بات پر فقہاء امت کا اجماع ہے کہ اس میں تعدد ازواج کو محدود کیا گیا ہے اور بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کو ممنوع کر دیا گیا ہے۔ نیز تعدد ازواج کی اجازت عدل کی شرط کے ساتھ ہے۔ جو شخص عدل کی شرط پوری نہیں کرتا مگر ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ اللہ کے ساتھ دغا بازی کرتا ہے۔ حکومت اسلامی کی عدالتوں کو حق حاصل ہے کہ جس بیوی یا جن بیویوں کے ساتھ وہ انصاف نہ کر رہا ہو ان کی دادرسی کریں۔

بعض لوگ اہل مغرب کی مسیحیت زدہ رائے سے مغلوب و مرعوب ہو کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن کا اصل مقصد تعدد ازواج کے طریقے کو (جو مغربی نقطۂ نظر سے فی الاصل برا طریقہ ہے) مٹا دینا تھا مگر چونکہ یہ طریقہ بہت زیادہ رواج پا چکا تھا اس لیے اس پر صرف پابندیاں عائد کر کے چھوڑ دیا گیا، لیکن اس قسم کی باتیں دراصل محض ذہنی غلامی کا نتیجہ ہیں۔ تعدد ازواج کا فی نفسہٖ ایک برائی ہونا بجائے خود ناقابل تسلیم ہے کیونکہ بعض حالات میں یہ چیز ایک تمدنی اور اخلاقی ضرورت بن جاتی ہے اگر اس کی اجازت نہ ہو تو پھر وہ لوگ جو ایک عورت پر قانع نہیں ہو سکتے، حصار نکاح سے باہر صنفی بدامنی پھیلانے لگتے ہیں جس کے نقصانات تمدن و اخلاق کے لیے اس سے بہت زیادہ ہیں جو تعددِ ازواج سے پہنچ سکتے ہیں، اسی لیے قرآن نے ان لوگوں کو اس کی اجازت دی ہے جو اس کی ضرورت محسوس کریں۔ تاہم جن لوگوں کے نزدیک تعدد ازواج فی نفسہ ایک بُرائی ہے ان کو یہ اختیار تو ضرور حاصل ہے کہ چاہیں تو قرآن کے برخلاف اس کی مذمت کریں اور اسے موقوف کر دینے کا مشورہ دیں لیکن یہ حق انہیں نہیں پہنچتا کہ اپنی رائے کو خواہ مخواہ قرآن کی طرف منسوب کریں۔ کیونکہ قرآن نے صریح الفاظ میں اس کی اجازت دی ہے اور اشارۃً و کنایۃً بھی اس کی مذمت میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا جس سے معلوم ہو کہ فی الواقع وہ اسے مسدود کرنا چاہتا تھا۔ (تفہیم القرآن، ج۱، النساء، حاشیہ:۵)

ماٰخذ

(۱) ترمذی ج۱ ابواب النکاح باب ماجاء فی الرجل یسلم وعندہ عشر نسوۃ۔☆ابنِ ماجہ کتاب النکاح باب الرجل یُسلم وعندہ اکثر من اربع نسوۃ۔☆ابن ماجہ نے خُذْ مِنْهُنَّ اَرْبَعاً نقل کیاھے۔☆سنن دارقطنی ج٤۔ ص۔ ۲۷۰ کتاب النکاح۔ ☆دارقطنی نے خُذْ مِنْهُنَّ اَرْبَعاً، وَفَارِقْ سَائِرَهُنَّ بیان کیاھے۔☆مؤطا امام مالك ج۲۔ کتاب الطلاق۔ جامع الطلاق مؤطا نے اَمْسِكْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا وَفَارِقْ سَائِرَهُنَّ نقل کیاھے۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب النکاح، باب من یسلم وعندہ اکثر من اربع نسوۃ۔

(۲) السنن الکبری، ص١٨٤ ـ المستدرك للحاكم ج٢ ـ باب قصة اسلام غيلان الثقفى الخ ـ ☆مستدرك ميں هے اَنْ يَتَخَيَّرَ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا وَيَتْرُكَ سَائِرَهُنَّ ـ

(۳) ابوداؤد ج٢ ـ كتاب الطلاق باب من اسلم وعنده نساء من اكثر اربع (اواختان) ـ ☆ابن ماجه كتاب النكاح باب الرجل يسلم وعنده اكثر من اربع نسوة ـ ☆كنزالعمال ج١٦ ـ حديث ٤٤٧٥٩ ـ ☆سنن دارقطنى ج٤ ـ ص ـ ٢٧١ كتاب الطلاق ـ ☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج٧ ـ كتاب النكاح باب من يسلم وعنده اكثر من اربع نسوة ـ

(٤) السنن الكبرى للبيهقى ج٧ ـ كتاب النكاح باب من يسلم وعنده اكثر من اربع نسوة ـ

(٥) السنن الكبرى للبيهقى ج٧ ـ كتاب النكاح باب من يسلم وعنده اكثر من اربع نسوة، ح١٤٠٥٧ ـ

فصل:۸

مَہر

شروطِ نکاح میں اہم ترین شرط

۵۷۔ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِہٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِہٖ الْفُرُوْجَ.

''تمام شرطوں سے بڑھ کر جو شرط اس کی مستحق ہے کہ تم اسے پورا کرو، وہ شرط وہ ہے جس پر تم عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔''

تخریج: ﴿۱﴾حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ ھِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِکِ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَیْثٌ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ، عَنْ اَبِی الْخَیْرِ، عَنْ عُقْبَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: اَحَقُّ مَا اَوْفَیْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِہٖ مَااسْتَحْلَلْتُمْ بِہٖ الْفُرُوْجَ.(۱)

تشریح: قرآن وحدیث کی رو سے مہر دراصل اس حق زوجیت کا معاوضہ ہے جو ایک مرد کو اپنی بیوی پر حاصل ہوتا ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے:

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَاوَرَآءَ ذَالِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ۔ (النساء:۲۴)

''ان کے ماسوا جو عورتیں ہیں، تمہارے لیے حلال کیا گیا کہ اپنے مالوں کے عوض ان سے طلب نکاح کرو۔''

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً۔(النساء :۲۴)

''پس جو لطف تم نے ان سے اٹھایا ہے اس کے بدلے ان کے مہر بطور ایک فرض کے ادا کرو۔''

وَکَیْفَ تَاْخُذُوْنَہٗ وَقَدْ اَفْضٰی بَعْضُکُمْ اِلٰی بَعْضٍ۔(النساء: ۲۱)

''اور تم وہ مال کیسے لے سکتے ہو جب کہ تم ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو چکے ہو۔''

ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مہر ہی وہ چیز ہے جس کے عوض مرد کو عورت پر شوہرانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ پھر اس کی مزید تصریح وہ احادیث کرتی ہیں جو اس معنی میں نبی ﷺ سے مروی ہیں۔ صحاح ستہ اور دارمی اور مسند احمد میں حضورؐ کا ارشاد منقول ہے۔ (رسائل ومسائل اول، فقہی مسائل: مہر...)

مقدار مہر

۵۸ ۔ كَاَنَّمَا تَنۡحِتُوۡنَ الۡفِضَّةَ مِنۡ عُرۡضِ هٰذَا الۡجَبَلِ.

”گویا کہ تم اس پہاڑ سے چاندی کھود کھود کر نکال رہے ہو۔“

تخریج : حَدَّثَنَا يَحۡيٰى بۡنُ مَعِيۡنٍ، قَالَ: نَامَرۡوَانُ بۡنُ مُعَاوِيَةَ الۡفَزَارِيُّ، قَالَ: نَايَزِيۡدُ بۡنُ كَيۡسَانَ، عَنۡ اَبِيۡ حَازِمٍ، عَنۡ اَبِيۡ هُرَيۡرَةَ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: اِنِّيۡ تَزَوَّجۡتُ امۡرَأَةً مِنَ الۡاَنۡصَارِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: هَلۡ نَظَرۡتَ اِلَيۡهَا، فَاِنَّ فِيۡ عُيُوۡنِ الۡاَنۡصَارِ شَيۡئًا؟ قَالَ: قَدۡ نَظَرۡتُ اِلَيۡهَا، قَالَ: عَلٰى كَمۡ تَزَوَّجۡتَهَا؟ قَالَ: عَلٰى اَرۡبَعِ اَوَاقٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: عَلٰى اَرۡبَعِ اَوَاقٍ كَاَنَّمَا تَنۡحِتُوۡنَ الۡفِضَّةَ مِنۡ عُرۡضِ هٰذَا الۡجَبَلِ. مَاعِنۡدَنَا مَانُعۡطِيۡكَ وَلٰكِنۡ عَسٰى اَنۡ نَبۡعَثَكَ فِيۡ بَعۡثٍ تُصِيۡبُ مِنۡهُ، قَالَ: فَبَعَثَ بَعۡثًا اِلٰى بَنِيۡ عَبۡسٍ، بَعَثَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فِيۡهِمۡ.(۲)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے، نبی ﷺ نے اس سے پوچھا تم نے اسے دیکھ بھی لیا تھا، انصار کی آنکھوں میں کچھ عیب ہوتا ہے؟ وہ بولا جی ہاں، میں نے اسے دیکھ لیا تھا۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا (اچھا) کتنے مہر پر نکاح کیا؟ اس نے کہا چار اوقیہ کے عوض۔ نبی ﷺ نے (تعجب کے طور پر) پوچھا چار اوقیہ پر! اور فرمایا گویا تم لوگ اس پہاڑ کو کھود کھود کر چاندی نکال رہے ہو۔ ہمارے پاس اس کی ادائیگی کے لیے تو کچھ نہیں ہے بہر حال ہم تمہیں کسی دستہ میں بھیج دیں گے وہاں سے حاصل کر لینا۔ راوی کا بیان ہے پھر آپ نے بنی عَبس کی طرف ایک دستہ روانہ فرمایا تو آپؐ نے اس شخص کو اس دستہ میں بھیج دیا۔

پس منظر: حضرت انسؓ نے ایک عورت سے چار اوقیہ (۱۶۰ درہم) پر نکاح کیا تو حضورؐ نے ان کو فرمایا۔

تشریح : چنانچہ مہر کی زیادتی میں مبالغہ کرنا اور مرد کی قوت برداشت سے زیادہ مہر باندھنا ایک ناپسندیدہ فعل ہے۔

(حقوق الزوجین، اصولی ہدایات: مہر)

حق مہر اللہ تعالیٰ نے اس لیے رکھا ہے کہ جو عورت کسی شخص کے لیے اپنے آپ کو حلال کرے اور اس کی زوجیت کی پابندی قبول کرے اسے اپنے شوہر سے ایک مالی معاوضہ ملنا چاہیے۔ اس معاوضے کی کوئی حد شریعت میں مقرر نہیں کی گئی ہے۔ جس معاوضے پر بھی فریقین کے درمیان اتفاق ہو جائے وہی مہر ہوگا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ یا تو مہر بروقت ادا کیا جائے، یا اگر عورت مہلت دینے پر راضی ہو تو مہلت کی مدت کا تعین ہو، بلا تعین مدت دی گئی تب بھی کم از کم اسے ادا کرنے کی نیت ہو۔ محض رسماً کوئی مہر مقرر کر دینا اور یہ خیال کرنا کہ اسے ادا کرنا نہیں ہے شرعاً نادرست ہے۔ (مکتوبات سید ابوالاعلیٰ مودودی)

۵۹ ۔ لَوۡ كُنۡتُمۡ تَغۡرِفُوۡنَ الدَّرَاهِمَ مِنۡ اَوۡدِيَتِكُمۡ مَّازِدۡتُّمۡ.

”اگر تم کو ندی نالوں میں درہم بہتے ہوئے ملتے تب بھی تم شاید اس سے زیادہ مہر نہ باندھتے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ، حَدَّثَنِی اَبِی، ثَنَاوَکِیْعٌ، عَنْ سُفْیَانَ، عَنْ یَحیٰ بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ التَّیْمِیّ عَنْ اَبِی حَدْرَدِ نِالْاَسْلَمِیّ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ، یَسْتَفْتِیْہِ فِی مَھْرِ امْرَأَۃٍ، فَقَالَ: کَمْ اَمْھَرْتَھَا؟ قَالَ: مِائَتَیْ دِرْھَمٍ، فَقَالَ: لَوْکُنْتُمْ تَغْرِفُوْنَ مِنْ بَطْحَانَ مَازِدْتُّمْ.(۳)

ترجمہ: حضرت ابوحدرد اسلمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عورت کے مہر کے بارے میں پوچھا (کہ کتنا ہونا چاہیے) آپ نے ان سے دریافت فرمایا، تم نے کتنا باندھا ہے؟ انہوں نے کہا، دوسو درہم۔ فرمایا، اگر تم لوگوں کو بطحان وادی میں بھی درہم بہتے ملتے تب بھی تم اس سے زیادہ نہ باندھتے۔

پس منظر: ابوعمروالاسلمی نے ایک عورت سے دوسو درہم مہر پر نکاح کیا تو آپؐ نے ان کو ان الفاظ میں تنبیہ فرمائی۔

حد سے زیادہ مہر باندھنے کی ممانعت

۶۰۔ اَلْزِمُوْا النِّسَآءَ الرِّجَالَ وَلَا تَغَالُوْا فِی الْمُھُوْرِ.

''عورتوں کو مردوں کے پلے باندھنے کی کوشش کرو اور مہروں میں حد سے نہ بڑھو[۱]'' (حقوق الزوجین، اصولی ہدایات: مہر)

المصنف میں ایک روایت حضرت عمرؓ سے بایں الفاظ بھی منقول ہے:

تخریج: ﴿۱﴾ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ اَبِی رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَاتُغَالُوْا فِی مُھُوْرِ النِّسَآءِ، فَلَوْکَانَ تَقْوٰی لِلّٰہِ کَانَ اَوْلَاکُمْ بِہٖ بَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، مَانَکَحَ وَلَااَنْکَحَ اِلَّاعَلَی اثْنَتَی عَشْرَۃَ اُوْقِیَۃٍ.(۴)

ترجمہ: حضرت نافع کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کے مہر باندھنے میں غلو نہ کرو (حد سے نہ بڑھو) اگر یہ (زیادہ مقدار میں مہر مقرر کرنا) اللہ کے ہاں تقویٰ شمار ہوتا تو پھر رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں اس کی زیادہ مستحق اور لائق تھیں (کہ ان کے مہر زیادہ مقرر کیے جاتے) مگر نبی ﷺ نے نہ خود اپنے نکاح میں اور نہ کسی دوسرے کے نکاح میں بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر کیا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ، ثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَیْدٍ، عَنْ اَیُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِی الْعَجْفَاءِ السُّلَمِیّ، قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُؓ، فَقَالَ: اَلَا، لَاتُغَالُوْا بِصُدُقِ النِّسَآءِ، فَاِنَّھَا لَوْکَانَتْ مَکْرُمَۃً فِی الدُّنْیَا اَوْتَقْوٰی عِنْدَ اللّٰہِ، کَانَ اَوْلٰکُمْ بِھَا النَّبِیُّ ﷺ. مَااَصْدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ امْرَأَۃً مِنْ نِّسَآئِہٖ وَلَااُصْدِقَتْ امْرَأَۃٌ مِنْ بَنَاتِہٖ اَکْثَرَ مِنْ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ اُوْقِیَۃٍ.(۵)

---

[۱] ابھی تک اس کا اصل ماخذ معلوم نہیں ہوسکا۔ (مرتب)

ترجمہ: ابوالعجفاء سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے ہمیں خطاب فرمایا کہ عورتوں کے مہر باندھتے وقت غلو سے کام نہ لو اگر یہ کام دنیا میں عزت وتکریم کا باعث اور عنداللہ تقوی کا کام شمار ہوتا تو نبی کریم ﷺ اس کام کے تم سے زیادہ مستحق تھے۔ نبی ﷺ نے نہ تو اپنی کسی بیوی کا اور نہ ہی اپنی بیٹیوں میں سے کسی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ مقرر فرمایا۔

تشریح: شریعت نے مہر کو عورت کا ایک حق مقرر کیا تھا اور اس کے لیے یہ طریقہ طے کیا تھا کہ عورت اور مرد کے درمیان جتنی رقم طے ہو اس کا ادا کرنا مرد پر واجب ہے۔ لیکن مسلمانوں نے شریعت کے اس طریقہ کو بدل کر ایک رسمی اور دکھاوے کی چیز بنالیا، اور بڑے بڑے مہر دکھاوے کے لیے باندھنے شروع کیے، جن کے ادا کرنے کی ابتدا ہی سے نیت نہیں ہوتی اور جو خاندانی نزاع کی صورت میں عورت اور مرد دونوں کے لیے بلائے جان بن جاتے ہیں۔ اب ان غلطیوں سے بچنے کی سیدھی اور صاف صورت یہ ہے کہ مہر اتنے ہی باندھے جائیں جن کے ادا کرنے کی نیت ہو، جن کے ادا کرنے پر شوہر قادر ہو۔ پورا مہر بروقت ادا کر دیا جائے تو بہتر ہے، ورنہ اس کے لیے ایک مدت کی قرار داد ہونی چاہیے، اور آسان قسطوں میں اس کو ادا کر دینا چاہیے۔ اس راستی کے طریقہ کو چھوڑ کر اگر کسی قسم کے حیلے نکالے جائیں گے تو نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ ہوگا کہ ایک غلطی سے بچنے کے لیے دس قسم کی اور غلطیاں کی جائیں گی جو شرع کی نگاہ میں بہت بری اور اخلاق کے اعتبار سے نہایت بدنما ہیں۔

(رسائل ومسائل اول فقہی مسائل: رسموں...)

مہر ادا نہ کرنے کی نیت سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے

۶۱۔ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِصَدَاقٍ يَنْوِیْ اَنْ لَّا يُؤَدِّيَهُ اِلَيْهَا فَهُوَ زَانٍ وَمَنْ اَدَانَ دَيْنًا يَنْوِیْ اَنْ لَّا يَقْضِيَهُ فَهُوَ سَارِقٌ.

''جس نے ایک مال مہر کے عوض کسی عورت سے نکاح کیا اور نیت یہ رکھی کہ وہ اس مہر کو ادا نہ کرے گا وہ دراصل زانی ہے اور جس نے قرض لیا اور نیت یہ رکھی کہ اس قرض کو ادا کرنا نہیں وہ دراصل چور ہے۔'' (حقوق الزوجین، اصولی ہدایات: مہر)

تخریج: ⟨۱⟩ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِصَدَاقٍ يَنْوِیْ اَنْ لَّا يُؤَدِّيَهُ اِلَيْهَا فَهُوَ زَانٍ وَمَنْ اَدَانَ دَيْنًا يَنْوِیْ اَنْ لَّا يَقْضِيَهُ فَهُوَ سَارِقٌ.(۶)

⟨۲⟩ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى صَدَاقٍ وَهُوَيَنْوِیْ اَنْ لَّا يُؤَدِّيَهُ اِلَيْهَا فَهُوَ زَانٍ، وَمَنْ اَدَانَ دَيْنًا وَهُوَيَنْوِیْ اَنْ لَّا يُؤَدِّيَهُ اِلٰى صَاحِبِهِ اَحْسِبُهُ قَالَ سَارِقٌ۔(۷)

—— رَوَاهُ الْبَزَّارُ مِنْ طَرِيْقَيْنِ، اِحْدَاهُمَا هٰذَا۔ وَفِيْهَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ الْكُوْفِیُّ وَهُوَ ضَعِيْفٌ۔

⟨۳⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا هُشَيْمٌ، اَنَا عَبْدُالْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِنِ الْاَنْصَارِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ رَجُلٌ مِنَ النَّمِرِبْنِ قَاسِطٍ، قَالَ: سَمِعْتُ صُهَيْبَ بْنَ سِنَانٍ، يُحَدِّثُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّمَا رَجُلٍ اَصْدَقَ امْرَاَةً صَدَاقًا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَايُرِيْدُ اَدَاءَهُ اِلَيْهَا، فَغَرَّهَا بِاللّٰهِ، وَاسْتَحَلَّ فَرْجَهَا بِالْبَاطِلِ، لَقِیَ اللّٰهَ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَهُوَزَانٍ الخ.(۸)

ترجمہ : حضرت صہیب بن سنان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عورت کا ایک مقدار میں مہر مقرر کرتا ہے۔ اللہ کے علم میں ہے کہ وہ اس کے ادا کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا تو اس نے اللہ کا نام لے کر اس عورت کو دھوکہ میں رکھا اور ناجائز و باطل طریقہ سے اس کی شرم گاہ کو اپنے لیے حلال کیا۔ ایسا آدمی جس روز اللہ سے ملے گا تو زانی کی حیثیت میں ہوگا۔

﴿۴﴾ اَخْبَرَنَا اَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ ابْنُ اَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ، اَنْبَأَ اَحْمَدُ ابْنُ عُبَيْدٍ، ثَنَا اَبُوعِمْرَانَ التَّسْتَرِیُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُصَيْنِ ابْنِ الْقَاسِمِ الْقَصَّاصُ مَوْلٰی قُرَيْشٍ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّكَنَ ابْنَ اِسْمَاعِيلَ، ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ ذَكْوَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: حُبُّ الْاَنْصَارِ اِيْمَانٌ، وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ. وَاَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰی صَدَاقٍ وَلَايُرِيْدُ اَنْ يُعْطِيَهَا فَهُوَزَانٍ. (۹)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ انصار سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے (یا سراسر ایمان ہے) اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔ اور جس شخص نے ایک طے شدہ مہر کے عوض کسی عورت سے نکاح کیا اور وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا تو ایسا شخص زانی ہے۔

﴿۵﴾ مَنْ اَصْدَقَ امْرَأَةً صَدَاقًا وَهُوَ مُجْمِعٌ عَلٰی اَنْ لَّايُوْفِيَهَا اِيَّاهُ لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَهُوَ زَانٍ۔ (۱۰)

ترجمہ : جس شخص نے کسی مہر مقرر پر کسی عورت سے نکاح کیا اور وہ اس پر متفق تھا کہ اس حق مہر کو ادا ہی نہیں کرے گا تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو وہ زانی کی حیثیت میں ہوگا۔

﴿۶﴾ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مَنْ نَكَحَ امْرَأَةً وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَذْهَبَ بِمَهْرِهَا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ زَانٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (۱۱)

ترجمہ : زید بن اسلم سے مروی ہے کہ انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا اس ارادے سے کہ وہ اس کا حق مہر لے اڑے گا تو وہ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک زانی شمار ہوگا۔

﴿۷﴾ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَهُوَ يَنْوِیْ اَنْ لَّايُعْطِيَهَا الصَّدَاقَ لَقِیَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ زَانٍ. (۱۲)

﴿۸﴾ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِصَدَاقٍ لَايُرِيْدُ اَنْ يُؤَدِّيَهُ جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ زَانِيًا الخ. (۱۳)

﴿۹﴾ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَمِنْ نِيَّتِهٖ اَنْ يَذْهَبَ بِصَدَاقِهَا لَقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ زَانٍ حَتّٰی يَتُوْبَ الخ. (۱۴)

ترجمہ : جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور درپردہ اس کی نیت یہ تھی کہ اس کا مہر لے اڑے گا تو ایسا شخص اللہ سے ملاقات کرے گا تو وہ زانی شمار ہوگا، الا یہ کہ وہ مرنے سے پہلے توبہ کرلے۔

﴿۱۰﴾ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً ثُمَّ مَاتَ وَهُوَ لَايَنْوِیْ اَنْ يُعْطِيَهَا مَهْرَهَا مَاتَ وَهُوَ زَانٍ الخ. (۱۵)

〈۱۱〉 اَیُّمَارَجُلٍ تزوَّجَ امْرَأَةً علٰی مَا قَلَّ مِنَ الْمَهْرِ اَوْ اَکْثَرَ، لَیْسَ فِیْ نَفْسِهِ اَنْ یُؤَدِّیَ اِلَیْهَا حقَّهَا فَمَاتَ، وَلَمْ یُؤَدِّ اِلَیْهَا حقَّهَا لَقِیَ اللّٰهَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَهُوَ زَانٍ.(۱٦)

ترجمہ: جس کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا۔ مہر کی مقدار کم یا زیادہ پر اس کی نیت یہ تھی کہ وہ اس عورت کا حق مہر ادا نہیں کرے گا، اسی حالت میں وہ مر گیا اور حق مہر اس عورت کا ادا نہ کیا۔ قیامت کے روز وہ اللہ سے ملے گا تو وہ زانی قرار پائے گا۔

لعان کا وہ مشہور مقدمہ جس میں نبی ﷺ نے زوجین کے درمیان تفریق کرائی تھی، اس کا ذکر کرتے ہوئے عبداللہ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ جب تفریق ہو چکی تو شوہر نے عرض کیا، یارسول اللہ! میرا مال مجھے واپس دلوایا جائے۔ آپؐ نے جواب میں فرمایا:

٦٢۔ لَامَالَ لَکَ اِنْ کُنْتَ صَدَقْتَ عَلَیْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ کُنْتَ کَذَبْتَ عَلَیْهَا فَذٰلِکَ اَبْعَدُ لَکَ مِنْهَا۔

''مال لینے کا تجھے کوئی حق نہیں ہے۔ اگر تو نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو اس کی شرمگاہ جو تو نے اپنے لیے حلال کی تھی اس کے معاوضہ میں وہ مال ادا ہو چکا، اور اگر تو نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو مال لینے کا حق تجھ سے اور بھی زیادہ دور ہو گیا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی وَاَبُوبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، وَزُهَیْرُ ابْنُ حَرْبٍ، وَاللَّفْظُ لِیَحْیٰی، قَالَ یَحْیٰی: اَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ: نَاسُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمُتَلَاعِنَیْنِ: حِسَابُکُمَا عَلَی اللّٰهِ، اَحَدُکُمَا کَاذِبٌ لَاسَبِیْلَ لَکَ عَلَیْهَا، قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِیْ، قَالَ: لَامَالَ لَکَ، اِنْ کُنْتَ صَدَقْتَ عَلَیْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَاِنْ کُنْتَ کَذَبْتَ عَلَیْهَا، فَذٰلِکَ اَبْعَدُ لَکَ مِنْهَا.(۱۷)

اس سے بھی زیادہ تصریح ایک اور حدیث میں جو امام احمد اپنی مسند میں لائے ہیں:

مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِصَدَاقٍ یَنْوِیْ اَنْ لَّا یُؤَدِّیَهٗ فَهُوَ زَانٍ۔

''جس نے کسی عورت سے نکاح کیا اور نیت یہ رکھی کہ یہ مہر دینا نہیں ہے وہ زانی ہے۔''

ان تمام نصوص سے مہر کی یہ حیثیت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کوئی رسمی و نمائشی چیز نہیں ہے، بلکہ وہ چیز ہے جس کے معاوضہ میں ایک عورت ایک مرد کے لیے حلال ہوتی ہے۔ اور ان تمام نصوص کا اقتضا یہ ہے کہ استحلال فرج کے ساتھ ہی پورا مہر فوراً واجب الادا ہو جائے، الّا یہ کہ زوجین کے درمیان اس کو مؤخر کر دینے کے لیے کوئی قرارداد ہو چکی ہو۔

مہر کی ادائیگی میں اصل تعجیل ہے یا تاجیل؟

پس زرِ مہر کی ادائیگی کے معاملے میں اصل تعجیل ہے نہ کہ تاجیل۔ مہر کا حق یہ ہے کہ وہ استحلال فرج کے ساتھ بروقت ادا ہو، اور یہ محض ایک رعایت ہے کہ اس کو ادا کرنے میں مہلت دی جائے۔ اگر مہلت کے بارے میں زوجین کے درمیان کوئی قرارداد نہ ہوئی

ہوتو اعتبار اصل (تعجیل) کا کیا جائے گا نہ کہ رعایت (تاجیل اور مہلت) کا، یہ بات شارع کے منشا کے بالکل خلاف معلوم ہوتی ہے کہ تاجیل کو اصل قرار دیا جائے اور تاجیل وتعجیل کے غیر مصرح ہونے کی صورت میں زرِمہر کو آپ سے آپ مؤجل ٹھہرایا جائے۔

فقہاء حنفیہ کے درمیان اس مسئلہ میں دو گروہ پائے جاتے ہیں، ایک گروہ کی رائے وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کی۔ غایۃ البیان میں ہے:

فَاِنْ كَانَ بِشَرْطِ التَّعْجِيْلِ اَوْمَسْكُوْتًا عَنْهُ يَجِبُ حَالاً وَلَهَا اَنْ تَمْنَعَ نَفْسَهَا حَتّٰى يُعْطِيَهَا الْمَهْرَ۔

’’اگر مہر بشرط تعجیل ہو یا اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا گیا ہو (کہ معجل ہے یا مؤجل) تو وہ فوراً واجب ہوگا اور عورت کو حق ہوگا کہ اپنے آپ کو شوہر سے روک لے جب تک وہ مہر ادا نہ کرے۔‘‘

اور شرح العنایہ علی الھدایہ میں ہے:

فَاِنْ سَمُّوا الْمَهْرَ سَاكِتِيْنَ عَنِ التَّعْجِيْلِ وَالتَّاْجِيْلِ مَاذَا حُكْمُهٗ؟ قُلْتُ: يَجِبُ حَالاً فَيَكُوْنُ حُكْمُهٗ حُكْمُ مَا شُرِطَ تَعْجِيْلُهٗ۔

’’پھر اگر مہر مقرر کر دیا گیا اور معجل یا مؤجل کے بارے میں سکوت اختیار کیا گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ میں کہتا ہوں کہ وہ فوراً واجب ہوگا۔ اس کا حکم اس مہر کا سا حکم ہے جس کے لیے تعجیل کی شرط کی گئی ہو۔‘‘

اور استبیجابی میں ہے:

اِنْ كَانَ الْمَهْرُ مُعَجَّلاً اَوْمَسْكُوْتًا عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَجِبُ حَالاً لِاَنَّ النِّكَاحَ عِنْدَ مُعَاوِضَةٍ وَقَدْ تَعَيَّنَ حَقُّهٗ فِيْ الزَّوْجَةِ فَوَجَبَ اَنْ يَتَعَيَّنَ حَقُّهَا وَذٰلِكَ بِالتَّسْلِيْمِ۔

’’اگر مہر معجل ہو یا اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا گیا ہوتو وہ فوراً واجب ہوگا کیونکہ نکاح ایک عقد بامعاوضہ ہے، جب زوجہ میں شوہر کا حق متعین ہوگیا تو واجب آیا کہ عورت کا حق بھی متعین ہو جائے اور وہ اسی طرح ہوسکتا ہے کہ مہر ادا کر دیا جائے۔‘‘

رہا دوسرا گروہ، تو وہ کہتا ہے کہ اس معاملہ میں عرف کا اعتبار کیا جائے گا۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

فَاِنْ لَّمْ يُبَيِّنُوْا قَدْرَ الْمُعَجَّلِ يُنْظَرُ اِلَى الْمَرْاَةِ وَاِلَى الْمَهْرِ اَنَّهٗ كَمْ يَكُوْنُ الْمُعَجَّلُ لِمِثْلِ هٰذِهِ الْمَرْاَةِ مِنْ مِّثْلِ هٰذَا الْمَهْرِ فَيُعَجَّلُ ذٰلِكَ وَلَا يُتَقَدَّرُ بِالرُّبْعِ وَالْخُمْسِ بَلْ يُعْتَبَرُ الْمُتَعَارَفُ۔

’’اگر معجل کی مقدار واضح نہ کی گئی ہوتو دیکھا جائے گا کہ عورت کس طبقہ کی ہے اور مہر کتنا ہے، اور یہ کہ ایسی عورت کے لیے ایسے مہر میں سے کس قدر معجل قرار دیا جاتا ہے، بس اتنی ہی مقدار معجل قرار دی جائے۔ ایک چوتھائی یا پانچویں حصہ کی تعیین نہ کر دینی چاہیے جو رواج ہو اس کا اعتبار کرنا چاہیے۔‘‘

اس رائے کی تائید علامہ ابنِ ہمام نے فتح القدیر میں کی ہے وہ لکھتے ہیں:

وَاِنْ لَّمْ يُشْتَرَطْ تَعْجِيلَ شَیْءٍ بَلْ سَكَتُوا عَنْ تَاْجِيلِهٖ وَتَعْجِيلِهٖ فَاِنْ كَانَ عُرْفٌ فِیْ تَعْجِيلِ بَعْضِهٖ وَتَاْخِيرِ بَاقِيهٖ اِلَی الْمَوْتِ اَوِ الْمَيْسَرَةِ اَوِ الطَّلَاقِ فَلَيْسَ لَهَا اَنْ تَحْتَبِسَ اِلَّا اِلٰی تَسْلِيمِ ذَالِكَ الْقَدْرِ۔

''اور اگر کسی حصہ مہر کی تعجیل کی شرط نہ کی گئی ہو بلکہ تعجیل اور تاجیل کے بارے میں سکوت اختیار کیا گیا ہو تو رواج کو دیکھا جائے گا۔ اگر رواج یہ ہے کہ ایک حصہ معجّل قرار دیا جاتا ہے باقی حصہ موت تک یا خوشحالی یا طلاق تک مؤخر رکھا جاتا ہے تو عورت صرف اتنی ہی مقدار وصول ہونے تک اپنے آپ کو شوہر سے روکنے کا حق رکھتی ہے۔''

اصولی حیثیت سے دیکھا جائے تو پہلے گروہ کی رائے قرآن وحدیث کے منشا سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے، لیکن دوسرے گروہ کی رائے بھی بے وزن نہیں ہے۔ ان کے قول کا مدعا یہ نہیں ہے کہ مہر کے باب میں تاجیل اصل ہے اور جب تاجیل وتعجیل کی صراحت نہ ہو تو معاملہ اصل یعنی تاجیل کی طرف راجع ہونا چاہیے۔ بلکہ وہ اپنے فتوے میں ایک اور قاعدے کا لحاظ کرتے ہیں جسے شریعت میں تسلیم کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ کسی سوسائٹی کے معاملات کے متعلق جو طریقہ عام طور پر مروّج ہو اس کی حیثیت افراد کے درمیان ایک بے لکھے معاہدے کی سی ہوتی ہے، اگر اس سوسائٹی کے دو فریق، باہم کوئی معاملہ طے کریں اور کسی خاص پہلو کے بارے میں بصراحت کوئی قرارداد نہ کریں تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس پہلو میں وہ مروّجہ طریقے پر راضی ہیں۔

بلاشبہ یہ قاعدہ شریعت میں مسلم ہے اور اس لحاظ سے فقہاء کے دوسرے گروہ کی رائے بھی غلط نہیں ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم کسی خاص سوسائٹی میں اس قاعدے کو جاری کریں، ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ شریعت نے رواج کو بطور ایک ماخذِ قانون (Source of Law) کے تسلیم نہیں کیا ہے کہ جو کچھ رواج ہو وہی شریعت کے نزدیک حق ہو، بلکہ اس کے برعکس وہ غیر متقی سوسائٹی اور اس کے غیر منصفانہ رواجوں کو قبول کرنے کے بجائے ان کو بدلنا چاہتی ہے۔ اور صرف ان رواجوں کو تسلیم کرتی ہے جو ایک اصلاح شدہ سوسائٹی میں شریعت کی روح اور اس کے اصولوں کے تحت پیدا ہوئے ہوں۔ لہذا رواج کو بے لکھا معاہدہ مان کر مثل قانون نافذ کرنے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جس سوسائٹی کے رواج کو ہم یہ حیثیت دے رہے ہیں کیا وہ ایک متقی سوسائٹی ہے؟ اور کیا اس کے رواج شریعت کی روح اور اس کے اصولوں کی پیروی میں پیدا ہوئے ہیں؟ اگر تحقیق سے اس کا جواب نفی میں ملے تو اس قاعدے کو مثل قانون جاری کرنا عدل نہیں بلکہ قطعاً ایک ظلم ہوگا۔

اس نقطۂ نظر سے جب ہم اپنے ملک کی موجودہ مسلم سوسائٹی کو دیکھتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ تعلقات زن وشوہر کے معاملے میں اس نے خواہشات نفس کی پیروی اختیار کر کے اس توازن کو بہت کچھ بگاڑ دیا ہے جو شریعت نے قائم کیا تھا، اور بالعموم اس کا میلان ایسے طریقوں کی طرف ہے جو شریعت کی روح اور اس کے احکام سے صریحاً منحرف ہیں۔ اسی مہر کے معاملے کو لے لیجیے جس پر ہم یہاں گفتگو کر رہے ہیں۔ اس ملک کے مسلمان بالعموم مہر کو محض ایک رسمی چیز سمجھتے ہیں۔ ان کی نگاہ میں اس کی وہ اہمیت قطعاً نہیں ہے جو قرآن وحدیث میں اس کو دی گئی ہے۔ نکاح کے وقت بالکل ایک نمائشی طور پر مہر کی قرارداد ہو جاتی ہے مگر اس امر کا کوئی تصور ذہنوں میں نہیں ہوتا کہ اس قرارداد کو پورا بھی کرنا ہے۔ بارہا ہم نے مہر کی بات چیت میں اپنے کانوں سے یہ الفاظ سنے ہیں کہ ''میاں کون لیتا ہے کون دیتا ہے'' گویا یہ فعل محض ضابطہ کی خانہ پری کے لیے کیا جا رہا ہے۔ ہمارے علم میں ۸۰ فیصدی نکاح ایسے ہوتے ہیں جن میں مہر سرے سے کبھی ادا ہی نہیں کیا جاتا۔ زرمہر کی مقدار مقرر کرنے میں اکثر جو چیز لوگوں

کے پیشِ نظر ہوتی ہے وہ صرف یہ کہ اسے طلاق کی روک تھام کا ذریعہ بنایا جائے۔اس طرح عملاً عورتوں کے ایک شرعی حق کو کالعدم کردیا گیا ہے اور اس بات کی کوئی پروانہیں کی گئی کہ جس شریعت کی رو سے یہ لوگ عورتوں کو مردوں پر حلال کرتے ہیں وہ مہر کو استحلالِ فرج کا معاوضہ قرار دیتی ہے۔اور اگر معاوضہ ادا کرنے کی نیت نہ ہو تو خدا کے نزدیک عورت مرد پر حلال ہی نہیں ہوتی۔

ہمارے لیے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ جس سوسائٹی کا عرف اتنا بگڑ چکا ہو اور جس کے رواج نے شریعت کے احکام اور اس کی روح کے بالکل خلاف صورتیں اختیار کرلی ہوں، اس کے عرف و رواج کو از روئے شریعت جائز قرار دینا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔جن فقہاء کی عبارتیں اعتبارِ عرف کی تائید میں نقل کی جاتی ہیں، ان کے پیشِ نظر نہ یہ بگڑی ہوئی سوسائٹی تھی اور نہ اس کے خلاف شریعت رواج۔انہوں نے جو کچھ لکھا تھا وہ ایک اصلاح شدہ سوسائٹی اور اس کے عرف کو پیشِ نظر رکھ کر لکھا تھا۔کوئی مفتی مجرّد ان کی عبارتوں کو نقل کرکے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوسکتا۔اس کا فرض ہے کہ فتویٰ دینے سے پہلے اصولِ شریعت کی روشنی میں ان کی عبارتوں کو اچھی طرح سمجھ لے اور یہ تحقیق کرلے کہ جن حالات میں انہوں نے وہ عبارتیں لکھی تھیں ان سے وہ حالات مختلف تو نہیں جن پر آج انہیں چسپاں کیا جارہا ہے۔ (رسائل و مسائل اول، فقہی مسائل: مہر....)

ماٰخذ

(۱) بخاری ج۲۔کتاب النکاح باب الشروط فی النکاح۔☆مسلم ج۱۔کتاب النکاح باب الوفاء بالشروط فی النکاح۔ عن عقبة بن عامر۔☆ ترمذی ج۱۔ابواب النکاح۔ باب ماجاء فی الشروط عند عقد النکاح۔ عن عقبة بن عامر الجُهَنی۔ هذا حدیث حسن صحیح۔ نسائی جز۶۔کتاب النکاح، باب الشروط فی النکاح۔ عن عقبة بن عامر۔☆ابن ماجه اور نسائی نے اِنَّ اَحَقَّ الشُّرُوْطِ اَنْ يُّوَفّٰى بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ نقل کیاهے۔☆ابن ماجه کتاب النکاح باب الشروط فی النکاح۔ ☆دارمی ج۲ کتاب النکاح باب۲۱۔ الشرط فی النکاح۔ اِنَّ اَحَقَّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ۔ ☆السنن الکبری ج۷۔کتاب النکاح باب الشروط فی النکاح۔ عن عقبة بن عامر۔ بیهقی نے بهی اِنَّ اَحَقَّ الشُّرُوْطِ اَنْ يُّوَفّٰى بِهَا مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ هی نقل کیاهے۔☆ المصنف لعبد الرزاق ج۶۔ص۲۲۸ المصنف میں اَحَقُّ مَاَاَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ هے۔☆مُسْنَدِ احمد ج۴۔ ص۔۱۴۴، ۱۵۰،۱۵۲عقبه بن عامرجُهَنی۔ ☆مُصنّف ابنِ ابی شَیْبَةَج۴۔کتاب النکاح باب فی الرجل یتزوج المرأة ویشترط لها دارها۔☆کنزالعُمّال ج۱۶۔ص۔۳۲۱☆ابونُعیم فی الحلیة۔ بحواله کنزالعمال ج۱۶۔ص ۵۳۹ عن ابی حدردالاسلمی۔

(۲) مسلم ج۱۔کتاب النکاح باب الصداق وجواز کونه تعلیم القرآن وخاتم حدید وغیره۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب الصداق۔ باب مایستحب من القصد فی الصداق۔ المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب النکاح باب یا ایها الناس لاتغالوا مهرالنساء۔☆مجمع الزوائد ج۴۔ص ۲۸۱عن ابی هریرة۔

(۳) مُسْنَد احمد ج۳۔ص۴۴۸ عن ابی حدرد الاسلمی۔☆الطَّبَرانی الکبیر والاوسط۔ بحواله مجمع الزوائد ج۴۔ ص۲۸۲ عن ابی حدرد الاسلمی۔ کنزالعُمَّال ج۱۶۔حدیث نمبر۴۴۷۱۹،۴۵۸۰۲عن ابی حدرد الاسلمی۔ ☆السنن الکبریٰ ج۷۔عن ابی حدرد الاسلمی۔ المُستدرك للحاکم ج۲۔کتاب النکاح۔ یا ایها الناس لاتغالوا مهر

النساء۔ صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔☆ مُستَدرك نے یستعینه نقل کیا ھے اور مسند احمد نے یستفتِیهِ بیان کیاھے۔ ☆المصنف لعبدالرزاق ج٦۔کتاب النکاح باب غلاء الصداق ابوحدرد الاسلمی۔ ☆مصنف ابن ابی شَیبه ج٢۔٤ کتاب النکاح باب ماقالوا فی مھر النساء۔

(٤) المصنف لعبدالرزاق ج٦۔کتاب النکاح باب غلاء الصداق۔☆مصنف ابن ابی شیبه ٢۔٤۔کتاب النکاح باب ماقالوا فی مھر النساء واختلافھم۔☆ السنن الکبری للبیھقی ج٧۔کتاب الصداق باب مایستحب من القصد فی الصداق اس میں آغاز ایاکم والمغالاۃ فی مھور النساء الخ سے کیا گیاھے۔☆کنزالعمال ج١٦حدیث نمبر ٤٥٧٩٩۔☆ تاریخ بغداد خطیب بغدادی ج٣۔ص٢٥٨۔

(٥) ابوداؤد کتاب النکاح، باب الصداق۔☆ترمذی ابواب النکاح، باب ماجاء فی مھور النساء۔☆نسائی کتاب النکاح، باب القسط فی الاصدقة۔☆ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب صداق النساء۔☆ انھوں نے لولکُم کے بعد واحقکم کا اضافه نقل کیاھے۔☆دارمی ج٢۔کتاب النکاح باب کم کان مھر ازواج النبی ﷺ؟ ☆ کنزالعمال ج١٦۔حدیث نمبر٤٥٧٨٩۔☆مُسندِ احمد ج١ص٤٠تا٤١۔ روایت عمر بن الخطاب۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج٧۔کتاب الصداق۔☆المستدرك ج٢۔کتاب النکاح۔☆المصنف لعبدالرزاق ج٦۔کتاب النکاح باب غلاء الصداق۔ ☆مصنف ابنِ ابی شیبه ج٢۔٤ کتاب النکاح باب ماقالوا فی مھر النساء الخ۔

(٦) مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیه ج٣٢۔ص١٠٣ کتاب النکاح باب الصداق۔

(٧) مجمع الزوائد ج٤۔کتاب البیوع باب فیمن نوی ان لایقضی دینه۔اور دوسری روایت۔ کتاب النکاح ج٤۔باب فیمن نوی ان لایؤدی صداق امرأته میں: من تزوج امرأۃ علی صداق وھو لایرید ان یفی لھا به فھو زان۔ محمد بن الحصین الحرری ولم اعرفه۔ لیکن اسی ج٤۔ص١٣١ پر محمد بن الحصین الجزری لکھا ھوا ھے اوریھاں ولم اجد عن ذکرہ ھے۔ ایسا معلوم ھوتاھے که ایك جگه کمپوزر کی غلطی ھے الجزری ھی صحیح معلوم ھوتاھے۔(مرتب)

(٨) مسند احمد ج٤۔ص٣٣٢☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج٧۔کتاب الصداق، باب ماجاء فی حبس الصداق عن المرأۃ۔ ☆مجمع الزوائد للھیثمی ج٤۔ص ٢٨٤، ٢٨٥عن صھیب بن سنان (قدرے لفظی اختلاف)۔

(٩) السنن الکبریٰ ج٧۔کتاب الصداق باب ماجاء فی حبس الصداق عن المرأۃ۔

(١٠) طب عن صھیب کنزالعمال ج١٦۔ص٣٢٢۔

(١١) مصنف ابن ابی شیبة ج٢۔٤۔کتاب النکاح باب فی الرجل یتزوج المرأۃ فیظلمھا مھرھا۔

(١٢) ابن منده عن میمون بن جابان الصردی عن ابیه۔

(١٣) الرافعی، وابن النجار عن صھیب اورتاریخ بغداد ج٦۔ص٣١٣۔

(١٤) ابن عساکر عن صیفی بن صھیب۔

(١٥) ھب عن صھیب کنز العمال ج١٦۔ص٣٢٣۔

(١٦) الزواجه عن اقتراف الکبائر لابن حجر بحواله الطبرانی بسند رجاله ثقات۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبندج٨۔ص٢٥٧۔ افادات حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن۔ مرتبه مولانا محمد ظفیرالدین۔ شائع کردہ مکتبه امدادیه ملتان۔ ☆مجمع الزوائد ج٤۔ص٢٨٤مجمع الزوائد نے فمات سے پھلے خَدَعَھَا بھی نقل کیاھے۔

(١٧) مسلم ج١۔کتاب اللعان۔☆بخاری ج٢۔کتاب الطلاق باب قول الامام للمتلاعنین ان احد کما کاذب فھل منکما تائب۔

فصل:۹

طلاق

طلاق حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ فعل

٦٣ ـ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ شَيْئًا اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ.

''نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے کسی ایسی چیز کو حلال نہیں کیا ہے جو طلاق سے بڑھ کر اسے ناپسند ہو۔'' (ابوداؤد)

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، ثَنَا مُعَرِّفٌ، عَنْ مُحَارِبٍ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا اَحَلَّ اللّٰهُ شَيْئًا اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ.(۱)

مصنف لعبد الرزاق نے مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے:

〈۲〉 عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَيَّاشٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِىْ حُمَيْدُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مَكْحُوْلاً يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ، قَالَ، قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: يَامُعَاذُ! مَا خَلَقَ اللّٰهُ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ عَتَاقٍ، وَمَاخَلَقَ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ.(۲)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے معاذ سے فرمایا، اے معاذ! اللہ تعالیٰ نے زمین کی پشت پر کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی جو اسے آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ومحبوب ہو، اور زمین پر ایسی کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی ہے جو اسے طلاق سے زیادہ مبغوض وناپسند ہو۔

〈۳〉 عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَيْسَ شَيْءٌ مِمَّا اَحَلَّ اللّٰهُ اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ.(۳)

ترجمہ: محارب بن دثار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو چیزیں اللہ نے حلال کی ہیں ان میں طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

٦٤ ـ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الطَّلَاقُ.

''نبی ﷺ نے فرمایا تمام حلال چیزوں میں اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند طلاق ہے۔'' (ابوداؤد)

تخریج: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ مُعَرِّفِ بْنِ وَاصِلٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الطَّلَاقُ.(٤)

تشریح: اس ارشاد کی رو سے مرد و عورت کی علیحدگی بدرجہ آخر ایسی حالت میں ہو جب کہ باہمی موافقت کے سارے امکانات ختم ہو چکے ہوں۔ کیونکہ خدا کی شریعت میں طلاق کی گنجایش صرف ایک ناگزیر ضرورت کے طور پر رکھی گئی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اس بات کو سخت ناپسند فرماتا ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان جواز دواجی تعلق قائم ہو چکا ہو وہ پھر کبھی ٹوٹ جائے۔ (تفہیم القرآن ج ۵، الطلاق: موضوع اور مضمون)

طلاق کا اختیار صرف شوہر کو ہے

٦٥ ـ يَاأَيُّهَا النَّاسُ مَا بَالُ اَحَدِكُمْ يُزَوِّجُ عَبْدَهُ اَمَتَهُ ثُمَّ يُرِيْدُ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَهُمَا. اِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ.

"لوگو! یہ کیا ماجرا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے غلام سے اپنی لونڈی بیاہ دیتا ہے پھر دونوں کو جدا کرنا چاہتا ہے، طلاق کا اختیار تو شوہر کو ہے۔"

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، ثَنَا يَحْيَى ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ، ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مُوسٰى ابْنِ اَيُّوْبَ الْغَافِقِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ، اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ، فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! سَيِّدِيْ زَوَّجَنِيْ اَمَتَهُ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا، قَالَ: فَصَعِدَ رَسُوْلُ ﷺ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَابَالُ اَحَدِكُمْ يُزَوِّجُ عَبْدَهُ اَمَتَهُ، ثُمَّ يُرِيْدُ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَهُمَا، اِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ.(٥)

—— وَفِيْ اِسْنَادِهٖ اِبْنُ لَهِيعَةَ، وَفِيْهِ كَلَامٌ مَشْهُوْرٌ۔ قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ: اِنَّ حَدِيْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاِنْ كَانَ فِيْ اِسْنَادِهٖ مَافِيْهِ، فَالْقُرْآنُ يَعْضُدُهُ، وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ، وَاَرَادَ بِقَوْلِهٖ اَلْقُرْآنُ يَعْضُدُهُ نَحْوَقَوْلِهٖ تَعَالٰى۔ اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ، وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ الآية۔(٦)

مجمع الزوائد کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

〈۲〉 يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا الطَّلَاقُ بِيَدِ مَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ.(٧)

ترجمہ: لوگو! سن لو کہ طلاق کا اختیار تو شوہر کو ہے۔

اس روایت کی سند میں فضل بن مختار ضعیف ہے۔

پس منظر: ابن ماجہ میں عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ ایک شخص نے آ کر نبی ﷺ سے شکایت کی کہ میرے آقا نے اپنی لونڈی کا نکاح مجھ سے کیا تھا اب وہ اسے مجھ سے جدا کرنا چاہتا ہے اس پر آپؐ نے اپنے خطبہ میں یوں فرمایا۔

تشریح : بعض لوگ اہل مغرب کی تقلید میں یہ چاہتے ہیں کہ طلاق دینے کا اختیار شوہر سے چھین کر عدالت کو دے دیا جائے، چنانچہ ٹرکی میں ایسا بھی کردیا گیا ہے۔ لیکن یہ چیز قطعی طور پر قرآن وسنت کے خلاف ہے قرآن نے طلاق کے احکام بیان کرتے ہوئے ہر جگہ فعلِ طلاق کو شوہر کی طرف منسوب کیا ہے۔ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ، فَاِنْ طَلَّقَھَا، وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ وغیرہ یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ طلاق دینے کا اختیار شوہر کو دیا گیا ہے۔ پھر قرآن صاف الفاظ میں شوہر کے متعلق کہتا ہے کہ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ (البقرہ:۲۳۷) ''نکاح کی گرہ اس کے ہاتھ میں ہے۔'' اب کون یہ حق رکھتا ہے کہ اس گرہ کو اس کے ہاتھ سے چھین کر قاضی کے ہاتھ میں دے دے... اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ یورپ کی طرح ہمارے ہاں بھی خانگی زندگیوں کے شرمناک جھگڑوں اور بدنما واقعات کی برسرِ عدالت تشہیر ہونے لگے۔

(حقوق الزوجین، اصول قانون:...اختیارات)

٦٦ ـ لاَ طَلاَقَ لِابْنِ آدَمَ فِیْ مَالاَ یَمْلِکُ.

''حضورؐ نے فرمایا، ابن آدم جس کا مالک نہیں ہے اس کے بارے میں طلاق کا اختیار استعمال کرنے کا وہ حق نہیں رکھتا۔''

(احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

تخریج:〈۱〉 اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ، وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَامِرِ نِالْاَحْوَلِ عَنِ ابْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لاَنَذْرَ لِابْنِ آدَمَ فِیْمَا لاَیَمْلِکُ، وَلاَعِتْقَ لَهٗ فِیْمَا لاَیَمْلِکُ، وَلاَطَلاَقَ لَهٗ فِیْمَا لاَیَمْلِکُ انتهی.(۸)

ترجمہ : ابن شعیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آدم زادہ جس چیز کا مالک ہی نہیں اس میں نذر ماننے کا اختیار بھی نہیں رکھتا اور جس چیز کا مالک نہ ہو اسے آزاد کرنے کا بھی اختیار نہیں رکھتا اور جس کا وہ مالک نہیں اسے طلاق دینے کا بھی حق نہیں رکھتا۔

ـــــ قَالَ التِّرْمِذِیُّ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ، وَهُوَاَحْسَنُ شَیْءٍ رُوِیَ فِیْ هٰذَا الْبَابِ۔ وَسَاَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِیْلَ اَیُّ شَیْءٍ اَصَحُّ فِی الطَّلاَقِ قَبْلَ النِّکَاحِ؟ فَقَالَ: حَدِیْثُ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ انتهی۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا دَعْلَجُ بْنُ اَحْمَدَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ القوشجی، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یَزِیْدَ اَبُوْبَکْرٍ الدِّمَشْقِیُّ، ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الدِّمَشْقِیُّ اَبُوْمُعَاوِیَةَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْکَدِرِ، حَدَّثَنِیْ جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: لاَطَلاَقَ لِمَا لاَیَمْلِکُ ابْنُ آدَمَ، وَلاَعِتْقَ لِمَا لاَیَمْلِکُ.(۹)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ ابن آدم جس کا مالک نہیں اسے وہ طلاق دینے کا حق نہیں رکھتا اور جس کا وہ مالک نہیں اسے آزاد کرنے کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔

ـــــ اَخْرَجَهُ اَبُوْیَعْلٰی فِیْ مُسْنَدِهٖ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ۔

(۳) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا هِشَامٌ، ح وَثَنَا ابْنُ الصَّبَّاحِ، ثَنَاعَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ، قَالَا: ثَنَا مَطَرٌ الْوَرَّاقُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَاطَلَاقَ اِلَّا فِيْمَا تَمْلِكُ، وَلَاعِتْقَ اِلَّا فِيْمَا تَمْلِكُ الخ.(۱۰)

ترجمہ : نبی ﷺ نے فرمایا، طلاق اس میں ہے جو تمہارے دائرہ ملکیت میں ہے اور آزادی بھی اس چیز میں ہے جو تمہارے اختیار میں ہے۔

مسند احمد کی ایک روایت :

(۴) لَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ طَلَاقٌ فِيْمَا لَايَمْلِكُ وَلَاعَتَاقٌ فِيْمَا لَايَمْلِكُ وَلَابَيْعَ فِيْمَا لَايَمْلِكُ.(۱۱)

ترجمہ : آدمی جس کا مالک نہیں اسے طلاق دینے کا مجاز نہیں ہے اور نہ ہی اسے آزاد کرسکتا ہے جس کا وہ مالک نہیں اور جو چیز اس کی ملکیت میں نہیں اسے وہ بیع بھی نہیں کرسکتا۔

طلاق قبل از نکاح

۶۷ ۔ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ.

''نکاح سے پہلے کوئی طلاق نہیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰ، ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ جُوَيْبِرٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَاطَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ.(۱۲)

—— وَفِي الزَّوَائِدِ: اِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ لِاِتِّفَاقِهِمْ عَلٰى ضُعْفِ جُوَيْبِرِبْنِ سَعِيْدٍ۔

—— مسور بن مخرمہ کی روایت میں لَاطَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ الخ ہے۔

تشریح : ابن عباسؓ، سعید بن المُسَیِّب، حسن بصریؒ، علی بن الحسین (زین العابدین) امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ طلاق اسی صورت میں واقع ہوتی ہے جب کہ اس سے پہلے نکاح ہو چکا ہو۔ نکاح سے پہلے طلاق بے اثر ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص یوں کہے کہ ''اگر میں فلاں عورت سے، یا فلاں قبیلے یا قوم کی عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے۔ تو یہ قول لغو و بے معنی ہے اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوسکتی۔

مگر فقہاء کی ایک بڑی جماعت یہ کہتی ہے کہ اس آیت اور ان احادیث کا اطلاق صرف اس بات پر ہوتا ہے کہ کوئی شخص ایک غیر عورت کو جو اس کے نکاح میں نہ ہو یوں کہے کہ ''تجھ پر طلاق ہے'' یا ''میں نے تجھے طلاق دی'' یہ قول بلاشبہ لغو ہے جس پر کوئی قانونی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔ لیکن اگر وہ یوں کہے کہ ''اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر طلاق ہے'' تو یہ نکاح سے پہلے طلاق دینا نہیں ہے۔ بلکہ دراصل وہ شخص اس امر کا فیصلہ اور اعلان کرتا ہے کہ جب وہ عورت اس کے نکاح میں آئے گی

تو اس پر طلاق وارد ہوگی۔ یہ قول لغو و بے اثر نہیں ہوسکتا بلکہ جب بھی وہ عورت اس کے نکاح میں آئے گی اسی وقت اس پر طلاق پڑ جائے گی۔ یہ مسلک جن فقہاء کا ہے ان کے درمیان پھر اس امر میں اختلاف ہوا ہے کہ اس نوعیت کے ایقاع طلاق کی وسعت کس حد تک ہے۔

امام ابوحنیفہؒ، امام محمدؒ اور امام زُفرؒ کہتے ہیں کہ خواہ کوئی شخص عورت یا قوم یا قبیلے کی تخصیص کرلے یا مثال کے طور پر عام بات اس طرح کہے کہ ''جس عورت سے بھی میں نکاح کروں اس پر طلاق ہے۔'' دونوں صورتوں میں طلاق واقع ہوجائے گی۔

ابوبکر جصّاص نے یہی رائے حضرت عمرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، ابراہیم النخعی، مجاہد اور عمر بن عبدالعزیز رحمہم اللہ سے بھی نقل کی ہے۔

سفیان ثوری اور عثمان البتّی کہتے ہیں کہ طلاق صرف اسی صورت میں پڑے گی جب کہنے والا یوں کہے کہ ''اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے۔''

حسن بن صالح، لیث بن سعد اور عامر الشَّعبی کہتے ہیں کہ اس طرح کی طلاق عمومیت کے ساتھ بھی پڑسکتی ہے بشرطیکہ اس میں کسی نوع کی تخصیص ہو، مثلاً آدمی نے یوں کہا ہو کہ ''اگر میں فلاں خاندان، یا فلاں قبیلے یا فلاں شہر یا ملک یا قوم کی عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے۔''

ابن ابی لیلیٰ اور امام مالک اوپر کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے مزید شرط یہ لگاتے ہیں کہ اس میں مدت کا بھی تعین ہونا چاہیے مثلاً اگر آدمی نے یوں کہا ہو کہ ''اگر میں اس سال یا آیندہ دس سال کے اندر فلاں عورت یا فلاں گروہ کی عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے۔'' تب یہ طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ بلکہ امام مالک اس پر اتنا اور اضافہ کرتے ہیں کہ اگر یہ مدت اتنی طویل ہو جس میں اس شخص کا زندہ رہنا متوقع نہ ہو تو اس کا قول بے اثر رہے گا۔ (تفہیم القرآن ج ۴، الاحزاب، حاشیہ: ۸۶)

۶۸۔ لَاطَلَاقَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ نِكَاحٍ.

''طلاق نہیں ہے مگر نکاح کے بعد۔''

تخریج: نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحَرَّانِيُّ، نَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰ بْنُ زُهَيْرٍ، نَاعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَعْدٍ اَبُوْ اُمَيَّةَ، نَا اِبْرَاهِيْمُ اَبُوْاِسْحَاقَ الضَّرِيْرُ، نَايَزِيْدُ ابْنُ عَيَّاضٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ مُعَاذٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاطَلَاقَ اِلَّابَعْدَ نِكَاحٍ، وَاِنْ سُمِّيَتِ الْمَرْاَةُ بِعَيْنِهَا. (۱۳)

—— يَزِيْدُ بْنُ عَيَاضٍ ضَعِيْفٌ۔

ترجمہ: حضرت معاذؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نکاح سے پہلے کوئی طلاق نہیں، اگرچہ عورت کا نام ہی کیوں نہ لیا گیا ہو۔

تشریح: امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی رائے یہ ہے کہ طلاق کا حق نکاح کے بعد پیدا ہوتا ہے، نہ کہ نکاح سے پہلے۔ اگر

کسی شخص نے یہ کہا ہو کہ وہ آیندہ جس عورت سے بھی نکاح کرے اس کو طلاق ہے تو یہ ایک لغو اور غیر مؤثر بات ہے۔اس سے کوئی قانونی حکم ثابت نہیں ہوتا۔یہی رائے حضرت علیؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت ابنِ عباسؓ اور حضرت عائشہؓ سے بھی منقول ہے۔امام مالکؒ کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی خاص عورت یا خاص قبیلے یا خاص خاندان کی عورتوں کے بارے میں کوئی شخص ایسی بات کہے تب تو طلاق لازم آجائے گی، لیکن مطلقاً تمام عورتوں کے بارے میں یہ بات کہی جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ پہلی صورت میں تو یہ امکان باقی رہتا ہے کہ مرد اس عورت یا اس قبیلے کی عورت کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کر سکے۔لیکن دوسری صورت میں ترکِ سنت کی قباحت لازم آتی ہے اور یہ ایک حلال چیز کو اپنے اوپر مطلقاً حرام کر لینے کا ہم معنی ہے۔ (رسائل ومسائل سوم، فقہی مسائل: طلاق...)

طلاق کا صحیح طریقہ

عرب میں یہ قاعدہ تھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو بے حدوحساب طلاق دینے کا مجاز تھا۔جس عورت سے اس کا شوہر بگڑ جاتا اس کو وہ بار بار طلاق دے کر رجوع کرتا رہتا تھا، تاکہ نہ تو وہ غریب اس کے ساتھ ہی بس سکے اور نہ اس سے آزاد ہو کر کسی اور سے نکاح کر سکے۔ یہاں اسی ظلم کا دروازہ بند کیا گیا ہے۔

طلاق کا صحیح طریقہ جو قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ عورت کو حالت طُہر میں ایک مرتبہ طلاق دی جائے، اگر جھگڑا ایسے زمانے میں ہوا ہو، جب کہ عورت ایام ماہواری میں ہو، تو اسی وقت طلاق دے بیٹھنا درست نہیں ہے، بلکہ ایام سے اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔ پھر ایک طلاق دینے کے بعد اگر چاہے تو دوسرے طہر میں دوبارہ ایک طلاق دے دے ورنہ بہتر یہی ہے کہ پہلی ہی طلاق پر اکتفا کرے۔اس صورت میں شوہر کو یہ حق حاصل رہتا ہے کہ عدت گزرنے سے پہلے پہلے جب چاہے رجوع کر لے، اور اگر عدت گزر بھی جائے تب بھی دونوں کے لیے موقع باقی رہتا ہے کہ پھر باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر لیں، لیکن تیسرے طہر میں تیسری بار طلاق دینے کے بعد نہ تو شوہر کو رجوع کا حق باقی رہتا ہے اور نہ اس کا ہی کوئی موقع رہتا ہے کہ دونوں کا پھر نکاح ہو سکے۔رہی یہ صورت کہ ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے ڈالی جائیں جیسا کہ آج کل جہلاء کا عام طریقہ ہے تو یہ شریعت کی رو سے سخت گناہ ہے۔ نبیؐ نے اس کی بڑی مذمت فرمائی ہے۔اور حضرت عمرؓ سے یہاں تک ثابت ہے کہ جو شخص بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تھا آپ اس کو دُرّے لگاتے تھے۔ (تفہیم القرآن ج۱، البقرہ، حاشیہ: ۲۵۰)

۶۹۔ایک روایت میں حضورؐ نے فرمایا کہ ''یا تو طُہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر طلاق دینا چاہیے، یا پھر ایسی حالت میں دے جب کہ اس کا حمل ظاہر ہو چکا ہو۔''

تخریج:(۱) نَاأَحْمَدُ بْنُ كَامِلٍ، نَاعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَاشِمِيُّ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، نَامَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: الطَّلَاقُ لِلسُّنَّةِ اَنْ يُّطَلِّقَهَا طَاهِراً مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ، اَوْعِنْدَ حَبْلٍ قَدْ تَبَيَّنَ.(١٤)

〈۲〉 عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ عُمَرَ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهٗ، فَقَالَ: مُرْهُ، فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرَةٌ قَالَ اَبُوْمُحَمَّدٍ: رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعٌ : اَوْحَامِلٌ.(۱۵)

〈۳〉 عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ: وَجْهُ الطَّلَاقِ اَنْ يُّطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ، وَاِذَا اسْتَبَانَ حَمْلُهَا.(۱۶)

〈۴〉 عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ، عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، قَالَ: مَنْ اَرَادَ...اَنْ يُّطَلِّقَ لِلسُّنَّةِ كَمَا اَمَرَ اللّٰهُ، فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ.(۱۷)

〈۵〉 حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا:ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، مَوْلٰى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرٌ اَوْحَامِلٌ.(۱۸)

ماٰخذ

(۱) ابوداؤد ج۲کتاب الطلاق۔ باب فی کراهیة الطلاق۔☆دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب الخلع والطلاق باب ماجاء فی کراهیة الطلاق۔ هذا حدیث ابی داؤد مرسل۔☆المستدرك للحاکم ج۲۔ کتاب الطلاق باب ما احل الله شیئًا ابغض الیه من الطلاق عن ابن عمر۔ هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔ ☆کنز العمال ج۹۔ص ٦٦١۔

(۲) المصنف لعبد الرزاق ج٦۔کتاب النکاح باب طلاق ان شاء الله تعالیٰ۔☆دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق۔☆ السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب الخلع والطلاق۔☆کنزالعمال ج۹۔☆نصب الرایة ج۳۔ص ۲۳۵۔

(۳) مُصَنَّف لِابن ابی شیبة۔ج٥ کتاب الطلاق باب من کره الطلاق من غیرریبة۔

(٤) ابوداؤد ج۲ کتاب الطلاق، باب فی کراهیة الطلاق۔☆ابنِ ماجه کتاب الطلاق۔ باب۱۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب الطلاق باب ماجاء فی کراهیة الطلاق۔☆احکام القرآن للجصّاص ج۲۔ص۱۰۹☆کنز العمال ج۹۔ ص٦٦١ الفصل الثانی فی الترهیب عن الطلاق۔

(٥) ابنِ ماجه کتاب الطلاق باب طلاق العبد۔☆دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب الخلع والطلاق باب طلاق العبد بغیر اذن سیده وفیه ضعف۔☆کنز العمال ج۹۔ص٦٤١۔٦٤٢عن ابن عباس۔

(٦) دارقطنی ج٤۔ حدیث ۱۰۲، حاشیه ٥۷ مطبوعه نشر السنة پاکستان۔

(۷) مجمع الزوائدج٤۔کتاب الطلاق باب لاطلاق قبل نکاح۔

(۸) نصب الرایة لاحادیث الهدایه للزیلعی ج۳۔ کتاب الطلاق باب الأیمان فی الطلاق۔

(۹) نصب الراية لاحاديث الهدايه للزيلعى ج۳۔ كتاب العتق۔

(۱۰) ابوداؤد ج۲۔ كتاب الطلاق، باب فى الطلاق قبل النكاح۔☆ابنِ ماجه كتاب الطلاق، باب لاطلاق قبل النكاح۔ عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده۔☆ ابنِ ماجه نے لَاطَلَاقَ فِيمَا لَايَمْلِكُ نقل كياهے۔☆دارمى ج۲ كتاب الطلاق باب۳ لاطلاق قبل نكاح۔☆دارمى نے وَلَاطَلَاقَ قَبْلَ اِمْلَاكٍ وَلَاعِتَاقَ حَتّٰى يَبْتَاعَ۔☆دارقطنى ج٤۔ كتاب الطلاق۔ مسند احمد ج۲۔ص ۱۱۰، ۱۸۹، ۱۹۰، ۲۰۷، ۲۱۲۔

(۱۱) مُسندِ احمد ج۲ ميں ايك روايت ميں لَاطَلَاقَ فِيمَا لَاتَمْلِكُونَ الخ يعنى تَمْلِكُونَ جمع كا صيغه هے ۔ ج۳ ص۱۸۹ ☆دارقطنى ج٤۔كتاب الطلاق۔☆ ترمذى ج۱ ابواب الطلاق واللعان باب ماجاء لاطلاق قبل النكاح۔☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج۷۔ كتاب الخلع والطلاق باب الطلاق قبل النكاح۔☆المصنف لعبد الرزاق ج٦۔كتاب الطلاق باب الطلاق قبل النكاح ۔☆المستدرك للحاكم ج۲۔ كتاب الطلاق باب لانذر لابن آدم فيما لايملك عن عمرو۔ ☆ مجمع الزوائد للهيثمى ج٤۔ص۳۳٤عن جابر بن عبدالله بحواله طبرانى اوسط اس نے لاطلاق الابعد نكاح ولاعتاق الا من بعد ذلك ذكر كياهے۔☆ كنزالعمال ج۹۔ص٦٤١عن عمرو۔

(۱۲) ابن ماجه كتاب الطلاق باب لاطلاق قبل النكاح۔☆دارمى كتاب الطلاق باب۳۔لاطلاق قبل نكاح۔☆دارقطنى ج٤۔ كتاب الطلاق والخلع عن معاذ بن جبل۔☆احكام القرآن للجصّاص ج۳۔ص۳٦۳☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج۷۔كتاب الخلع والطلاق باب الطلاق قبل النكاح۔ عن جابر۔☆المستدرك للحاكم ج۲۔كتاب التفسير سورة الاحزاب۔ لاطلاق لمن لاملك۔ ابن عباس سے مروى روايت۔ لاطلاق الا بعد نكاح الخ۔ معاذ بن جبل۔ ☆مستدرك ج۲۔ص ٤۲۰☆كنزالعمال ج۹۔ص٦٤١☆مصنف ابن ابى شيبة ج٥۔ص۱۷☆المصنف ج٦۔ كتاب الطلاق باب الطلاق قبل النكاح۔ ☆مجمع الزوائد ج٤۔كتاب الطلاق باب لاطلاق قبل نكاح۔ عن جابراس ميں بهى لاطلاق الابعد نكاح هے ۔نصب الراية لاحاديث الهداية للزيلعى ج۳۔ص۲۳۱امام بخارى نے ج۲ كتاب الطلاق باب لاطلاق قبل النكاح باندها هے اور اس كے تحت قرآن مجيد كى آيت لاكر استدلال كيا هے كه نكاح كرنے سے پهلے طلاق واقع نهيں هوتى۔ عبدالله بن عباس نے اس آيت سے استنباط كياهے يعنى جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ۔

(۱۳) دارقطنى ج٤۔كتاب الطلاق۔☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج۷۔ص۳۱۸ عن عبدالله بن عمر۔☆اس روايت ميں وان سميت المرأة بعينها كاٹكڑا نهيں هے۔☆مجمع الزوائد ج٤۔كتاب النكاح باب الرضاع۔☆كنزالعمال ج۹۔ ص٦٤۳ عن ابن عمرو۔

(۱٤) سنن دارقُطنى ج٤۔كتاب الطلاق۔☆نسائى ج٦۔كتاب الطلاق، باب طلاق السنة۔☆ ابن ماجه كتاب الطلاق باب طلاق السنة۔☆ نسائى نے اوعندحبل قدتبين بيان نهيں كيا۔ ☆مصنف ابنِ ابى شيبة ج٥۔ كتاب الطلاق ماقالوا فى طلاق السنة ما ومتٰى يطلق؟

(۱٥) دارمى ج۲۔ كتاب الطلاق باب السنة فى الطلاق۔☆مجمع الزوائد ج٤۔ص۳۳٦ قال عبدالله الطلاق فى طهر غيرجماع۔

(۱٦) المصنف ج٦۔كتاب الطلاق باب المبارأة۔

(۱۷) المصنف لعبد الرزاق ج٦۔كتاب الطلاق باب المبارأة۔ فتح القدير للشوكانى ج٥۔ص۳٤۳ عن ابن مسعود وابن عباس۔

(۱۸) ابنِ ماجه كتاب الطلاق، باب كيف تطلق۔

خلع

فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهٖ (البقرہ:۲۲۹)

''ان دونوں کے درمیان یہ معاملہ ہو جانے میں مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کر لے۔''

تشریح: شریعت کی اصطلاح میں اسے ''خُلع'' کہتے ہیں۔ یعنی ایک عورت کا اپنے شوہر کو کچھ دے دلا کر اس سے طلاق حاصل کرنا۔ اس معاملے میں اگر عورت اور مرد کے درمیان گھر کے گھر ہی میں کوئی معاملہ طے ہو جائے، تو جو کچھ طے ہوا ہو، وہی نافذ ہوگا۔ لیکن اگر عدالت میں معاملہ جائے، تو عدالت صرف اس امر کی تحقیق کرے گی کہ آیا فی الواقع یہ عورت اس مرد سے اِس حد تک متنفر ہو چکی ہے کہ اس کے ساتھ اس کا نباہ نہیں ہو سکتا۔ اس کی تحقیق ہو جانے پر عدالت کو اختیار ہے کہ حالات کے لحاظ سے جو فدیہ چاہے، تجویز کرے، اور اس فدیے کو قبول کر کے شوہر کو اسے طلاق دینا ہوگا۔ بالعموم فقہاء نے اس بات کو پسند نہیں کیا ہے کہ جو مال شوہر نے اس عورت کو دیا ہو، اس کی واپسی سے بڑھ کر کوئی فدیہ اسے دلوایا جائے۔

خُلع کی صورت میں جو طلاق دی جاتی ہے، وہ رجعی نہیں ہے، بلکہ بائنہ ہے۔ چونکہ عورت نے معاوضہ دے کر اس طلاق کو گویا خریدا ہے، اس لیے شوہر کو یہ حق باقی نہیں رہتا کہ اس طلاق سے رجوع کر سکے۔ البتہ اگر یہی مرد و عورت پھر ایک دوسرے سے راضی ہو جائیں اور دوبارہ نکاح کرنا چاہیں، تو ایسا کرنا ان کے لیے بالکل جائز ہے۔

جمہور کے نزدیک خُلع کی عدّت وہی ہے جو طلاق کی ہے مگر ابوداؤد، ترمذی اور ابنِ ماجہ وغیرہ میں متعدد روایات ایسی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے اس کی عدّت ایک ہی حیض قرار دی تھی اور اسی کے مطابق حضرت عثمانؓ نے ایک مقدمہ کا فیصلہ کیا۔ (ابنِ کثیر ج اول ص ۲۷۶) (تفہیم القرآن ج ۱، البقرہ، حاشیہ: ۲۵۲)

جمیلہ بنت اُبَیؓ کا واقعۂ خلع

۷۰۔ أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ الَّتِيْ أَعْطَاكِ؟

''جو باغ تجھ کو اس نے دیا تھا وہ تو واپس کر دے گی؟''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ النِّيسَابُوْرِيُّ، نَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ، نَاحَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، كَانَتْ عِنْدَهُ زَيْنَبُ بِنْتُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ سَلُوْلٍ، وَكَانَ اَصْدَقَهَا حَدِيْقَةً فَكَرِهَتْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ الَّتِيْ اَعْطَاكِ؟قَالَتْ: نَعَمْ وَزِيَادَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : اَمَّا الزِّيَادَةُ فَلَا، وَلٰكِنْ حَدِيْقَتَهُ، قَالَتْ: نَعَمْ، فَاَخَذَهَا لَهُ، وَخَلَا سَبِيْلَهَا، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، قَالَ قَدْ قَبِلْتُ قَضَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .سَمِعَهُ اَبُو الزُّبَيْرِ مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ.(۱)

〈۲〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى، قَالَ: ثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰى فُضَيْلٍ، عَنْ اَبِيْ جَرِيْرٍ اَنَّهُ سَأَلَ عِكْرِمَةَ هَلْ كَانَ لِلْخُلْعِ اَصْلٌ؟ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: اِنَّ اَوَّلَ خُلْعٍ كَانَ فِي الْاِسْلَامِ اُخْتُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَايَجْمَعُ رَاْسِيْ وَرَاْسَهُ شَيْءٌ اَبَدًا، اِنِّيْ رَفَعْتُ جَانِبَ الْخِبَاءِ، فَرَأَيْتُهُ اَقْبَلَ فِيْ عِدَّةٍ، فَاِذَا هُوَ اَشَدُّهُمْ سَوَادًا، وَاَقْصَرُهُمْ قَامَةً، وَاَقْبَحُهُمْ وَجْهًا، قَالَ زَوْجُهَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ اَعْطَيْتُهَا اَفْضَلَ مَالِيْ حَدِيْقَةً فَتَرُدُّ عَلَيَّ حَدِيْقَتِيْ، قَالَ: مَاتَقُوْلِيْنَ؟ قَالَتْ،نَعَمْ! وَاِنْ شَآءَ زِدْتُّهُ، قَالَ: فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.(۲)

ترجمہ : ابوجریر نے حضرت عکرمہ سے پوچھا کہ کیا خلع کی بھی کوئی اصلیت ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت ابنِ عباس فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں خلع کا پہلا واقعہ عبداللہ بن ابی کی بہن (جمیلہ) کا ہے۔ (صورت واقعہ یوں ہے) وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، اے رسول خدا ﷺ! میرے اور اس کے سر کو کوئی چیز بھی اکٹھے نہیں رکھ سکتی ہے۔ میں نے اپنا گھونگھٹ جو اٹھایا تو وہ سامنے سے چند آدمیوں کے ساتھ آ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ سب سے زیادہ کالا اور سب سے زیادہ پستہ قد اور سب سے زیادہ بدشکل تھا۔ اس کے خاوند نے عرض کیا، یارسول اللہ میں نے تو اسے اپنے مال کا سب سے عمدہ مال باغ کی شکل میں دیا ہے، وہ اسے مجھ کو واپس کرے گی؟ آنحضورؐ نے اس عورت سے پوچھا، بولو کیا کہتی ہو؟ اس نے جواب دیا ہاں (میں واپس دے دوں گی)، اگر مزید بھی کچھ چاہے تو وہ بھی دینے کو تیار ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؐ نے دونوں کو جدا جدا کر دیا۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيٰى بْنُ وَاضِحٍ، قَالَ: ثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ وَاقِدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ جَمِيْلَةَ بِنْتِ اُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلٍ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، فَنَشَزَتْ عَلَيْهِ، فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: يَاجَمِيْلَةُ مَاكَرِهْتِ مِنْ ثَابِتٍ؟ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَاكَرِهْتُ مِنْهُ دِيْنًا وَلَاخُلُقًا اِلَّا اَنِّيْ كَرِهْتُ دَمَامَتَهُ، فَقَالَ لَهَا:أَتَرُدِّيْنَ الْحَدِيْقَةَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَرَدَّتِ الْحَدِيْقَةَ، وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.(۳)

ترجمہ : جمیلہ بنت ابی بن سلول کا بیان ہے کہ وہ ثابت بن قیس کے نکاح میں تھی۔ جمیلہ ثابت سے ناراض ہوگئی اور نفرت کا

اظہار کیا تو نبی ﷺ نے کسی کو بھیج کر جمیلہ کو بلوایا اور دریافت فرمایا، اے جمیلہ! ثابت کی کون سی چیز تجھے ناپسند ہے؟ وہ بولی بخدا میں ثابت کے دین اور اخلاق کو ناپسند نہیں کرتی، مجھے تو اس کی بدصورتی ناپسند ہے۔ آپ نے پوچھا، کیا اس کا باغ واپس کردوگی؟ اس نے کہا ہاں۔ جمیلہ نے ثابت کا باغ واپس کر دیا اور آپؐ نے دونوں کے درمیان تفریق کرادی۔

〈۴〉 حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ، ثَنَا اَبُوْخَالِدِ نِ الْاَحْمَرُ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، كَانَتْ حَبِيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَكَانَ رَجُلاً دَمِيْمًا. فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ! لَوْلَامَخَافَةَ اللّٰهِ، اِذَا دَخَلَ عَلَيَّ، لَبَصَقْتُ فِيْ وَجْهِهٖ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَرَدَّتْ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَ: فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.(٤)

〈۵〉 عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: جَاءَ تِ امْرَاَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَاوَاللّٰهِ مَااَعْتِبُ عَلٰى ثَابِتٍ دِيْنًا، وَلَاخُلُقًا، وَلٰكِنْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَتَرُدِّيْنَ اِلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ؟ قَالَتْ: نَعَمْ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ ثَابِتًا، فَاَخَذَ حَدِيْقَتَهٗ وَفَارَقَهَا. وَهِيَ جَمِيْلَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ سَلُوْلٍ، قَالَ مَعْمَرٌ: وَبَلَغَنِيْ اَنَّهَا قَالَتْ: يَوْمَئِذٍ اَكْرَهُ اَنْ اَعْصِيَ رَبِّيْ، قَالَ: وَبَلَغَنِيْ اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: بِيْ مِنَ الْجَمَالِ مَاتَرٰى، وَثَابِتٌ رَجُلٌ دَمِيْمٌ.(٥)

〈۶〉 حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ جَمِيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ امْرَاَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا اَعْتِبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ، وَلَادِيْنٍ، وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَقْبِلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً.(٦)

〈۷〉 ابنِ ماجہ میں وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ کے بعد اتنا اضافہ بھی ہے لَا اُطِيْقُهٗ بُغْضاً. فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَاْخُذَ مِنْهَا حَدِيْقَتَهٗ وَلَايَزْدَادُ.(٧)

بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے:

〈۸〉 فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا اَنْقِمُ عَلٰى ثَابِتٍ فِيْ دِيْنٍ، وَلَاخُلُقٍ اِلَّا اَنِّيْ اَخَافُ الْكُفْرَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ. فَرَدَّتْ عَلَيْهِ، وَاَمَرَهٗ فَفَارَقَهَا.(٨)

پس منظر: جمیلہ بنت ابی بن سلول (عبداللہ بن ابی کی بہن) کا قصہ یہ ہے کہ انہیں ثابت کی صورت ناپسند تھی۔ انہوں نے نبی ﷺ کے پاس خلع کے لیے مرافعہ کیا اور ان الفاظ میں اپنی شکایت پیش کی:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَا يَجْمَعُ رَاْسِیْ وَرَاْسَهٗ شَیْءٌ اَبَداً اِنِّیْ رَفَعْتُ جَانِبَ الْخِبَاءِ فَرَأَيْتُهٗ اَقْبَلَ فِیْ عِدَّةٍ فَاِذَا هُوَ اَشَدُّهُمْ سَوَاداً وَاَقْصَرُهُمْ قَامَةً وَاَقْبَحُهُمْ وَجُهاً۔ (ابن جریر)

''یارسول اللہ میرے اور اس کے سر کو کوئی چیز جمع نہیں کر سکتی۔ میں نے اپنا گھونگھٹ جو اٹھایا تو وہ سامنے سے چند آدمیوں کے ساتھ آ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ان سب سے زیادہ کالا اور سب سے زیادہ پست قد اور سب سے زیادہ بدشکل تھا۔''

وَاللّٰهِ مَاكَرِهْتُ مِنْهُ دِيْناً وَلَا خُلُقاً اِلَّا اَنِّیْ كَرِهْتُ دَمَامَتَهٗ۔(ابن جریر)

''خدا کی قسم میں دین یا اخلاق کی کسی خرابی کے سبب سے اس کو ناپسند نہیں کرتی، بلکہ مجھے اس کی بدصورتی ناپسند ہے۔''

وَاللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ اللّٰهِ اِذَا دَخَلَ عَلَیَّ لَبَصَقْتُ فِیْ وَجْهِهٖ۔(ابن جریر)

''خدا کی قسم! اگر خدا کا خوف نہ ہوتا تو جب وہ میرے پاس آیا تھا اس وقت میں اس کے منہ پر تھوک دیتی۔''

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِیْ مِنَ الْجَمَالِ مَا تَرٰی وَثَابِتٌ رَجُلٌ دَمِيْمٌ۔(عبدالرزاق بحواله فتح الباری)

''یارسول اللہ میں جیسی خوبصورت ہوں آپ دیکھتے ہیں اور ثابت ایک بدصورت شخص ہے۔''

وَمَا اَعْتَبُ عَلَيْهِ فِیْ خُلُقٍ وَلَادِيْنٍ وَلٰكِنِّیْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِی الْاِسْلَامِ۔

''میں اس کے دین اور اخلاق پر کوئی حرف نہیں رکھتی، مگر مجھے اسلام میں کفر کا خوف ہے۔''

نبی ﷺ نے یہ شکایت سنی اور فرمایا أَ تَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ الَّتِیْ اَعْطَاكَ ؟ ''جو باغ اس نے تجھ کو دیا تھا وہ تو واپس کر دے گی؟'' انہوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ، بلکہ وہ زیادہ چاہے تو زیادہ بھی دوں گی۔ حضور نے فرمایا اَمَّا الزِّيَادَةُ فَلَاوَ لٰكِنْ حَدِيْقَتَهٗ ''زیادہ تو نہیں مگر تو اس کا باغ واپس کر دے۔'' پھر ثابت کو حکم دیا کہ اَقْبِلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً۔ ''باغ قبول کر لے اور اس کو ایک طلاق دے دے۔''

کسی زیادتی کے بغیر خلع

۷۱۔اَيُّمَا امْرَأَةٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِغَيْرِ نُشُوْزٍ فَعَلَيْهَا لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اَلْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ.[1]

''جس کسی عورت نے اپنے شوہر سے اس کی کسی زیادتی کے بغیر خلع لیا اس پر اللہ اور ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی۔ خلع کو کھیل بنانے والی عورتیں منافق ہیں۔''

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ، ثَنَامُزَاحِمُ بْنُ ذَوَّادِ بْنِ عُلْبَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ اَبِی الْخَطَّابِ، عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ، عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَلْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ.

——— هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِیِّ۔

---

[1] ان الفاظ میں یہ روایت نہیں ملی۔(مرتب)

〈۲〉وَرُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: اَیُّمَا امْرَأَۃٍ نِ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِھَا مِنْ غَیْرِ بَاْسٍ لَمْ تَرِحْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ.(۹)

نسائی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ سے نقل کی ہے:

〈۳〉اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ، قَالَ: اَنَا الْمَخْزُوْمِیُّ وَھُوَ الْمُغِیْرَۃُ بْنُ سَلَمَۃَ، قَالَ: ثَنَا وُھَیْبٌ، عَنْ اَیُّوْبَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: الْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ ھُنَّ الْمُنَافِقَاتُ.(۱۰)

ــــــ قَالَ الْحَسَنُ لَمْ اَسْمَعْہُ مِنْ غَیْرِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحَسَنُ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ شَیْئاً۔

〈۴〉حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ اَیُّوْبَ، عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ، عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَأَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَابَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ.(۱۱)

ترجمہ: حضرت ثوبان سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت بغیر کسی زیادتی کے اپنے خاوند سے طلاق (خلع) کا مطالبہ کرتی ہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

تشریح: مرد ہو یا عورت، ہر ایک کو طلاق یا خلع کا اختیار صرف ایک آخری چارہ کار کے طور پر استعمال کرنا چاہیے۔ نہ کہ محض خواہشات کی تسکین کے لیے طلاق اور خلع کو کھیل بنا لیا جائے۔ (حقوق الزوجین، اصل دوم: خلع)

عدت خلع

۷۲۔ اَنْ تَتَرَبَّصَ حَیْضَۃً وَاحِدَۃً فَتَلْحَقَ بِاَھْلِھَا.

''ایک حیض تک انتظار کر اور اپنے لوگوں (میکے والوں) کے ساتھ جا کر رہو۔''

تخریج:〈۱〉 اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَلِیٍّ مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰ الْمَرْوَزِیُّ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ شَاذَانُ ابْنُ عُثْمَانَ اَخُوْعَبْدَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ یَحْیٰ بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَخُوْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، اَنَّ الرُّبَیِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَیْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ ضَرَبَ امْرَأَتَہٗ فَکَسَرَ یَدَھَا وَھِیَ جَمِیْلَۃُ بِنْتُ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ اُبَیٍّ فَاَتٰی اَخُوْھَا یَشْتَکِیْہِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی ثَابِتٍ فَقَالَ لَہٗ: خُذِ الَّذِیْ لَھَا عَلَیْکَ وَخَلِّ سَبِیْلَھَا، قَالَ: نَعَمْ، فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ تَتَرَبَّصَ حَیْضَۃً وَاحِدَۃً فَتَلْحَقَ بِاَھْلِھَا.(۱۲)

ترجمہ: ربیع بنت معوذ نے بتایا کہ ثابت ابن قیس نے اپنی بیوی کو اتنا مارا کہ اس کا بازو ٹوٹ گیا۔ یہ خاتون جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی تھیں ان کا بھائی رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں شکایت لے کر حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابت کو بلوا لیا اور اس

سے فرمایا جوحق (مال مہر) تمہارا اس عورت کے ذمہ بنتا ہے وہ لےلو اور اسے فارغ کردو۔ اس نے عرض کیا، ٹھیک ہے میں ایسا کرتا ہوں (مال باغ کی شکل میں واپس لے کر اسے فارغ کردیا)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو حکم دیا کہ ایک حیض تک انتظار کرو اور اپنے لوگوں (میکے والوں) کے ساتھ جاکر رہو۔

﴿۲﴾حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيْمِ الْبَزَّازُ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرِ نِ الْقَطَّانُ، ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اخْتَلَعَتْ مِنْهُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عِدَّتَهَا حَيْضَةً.(۱۳)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی نے ان سے خلع لیا تو آپ نے اس عورت کی عدت ایک حیض مقرر فرمائی۔

ترمذی کی ایک روایت :

﴿۳﴾عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ اَنَّهَا اخْتَلَعَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَرَهَاالنَّبِيُّ ﷺ وَاُمِرَتْ اَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ.(۱٤)

—— قَالَ اَبُوْعِيْسٰى: حَدِيْثُ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ صَحِيْحٌ۔

ترجمہ : ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں خلع لیا۔ نبی ﷺ نے اسے اس کی اجازت دے دی اور خلع کے بعد اسے حکم دیا گیا کہ وہ ایک حیض مدت عدت شمار کرے۔

رُبَیِّع بنت مُعَوِّذ بن عفراء خود اپنا واقعۂ خلع بیان کرتی ہیں:

﴿۴﴾قَالَتْ اخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِيْ، ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ فَسَاَلْتُ: مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ؟ فَقَالَ لَاعِدَّةَ عَلَيْكِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِكِ، فَتَمْكُثِيْنَ عِنْدَهُ حَتّٰى تَحِيْضِيْنَ حَيْضَةً قَالَتْ: وَاِنَّمَا تَبِعَ فِيْ ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرْيَمَ الْمَغَالِيَّةِ وَكَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ.(۱۵)

﴿۵﴾عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَمْرِوبْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلٰى عَبَّاسٍ، قَالَ: اخْتَلَعَتْ امْرَأَةُ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ مِنْ زَوْجِهَا، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِدَّتَهَا حَيْضَةً.(۱٦)

﴿۶﴾حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ، قَالَ: نَا هُشَيْمٌ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُثْمَانَ اَنَّهُ قَالَ: عِدَّةُ الْمُخْتَلَعَةِ حَيْضَةٌ.

﴿۷﴾حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ، قَالَ: نَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: عِدَّةُ الْمُخْتَلَعَةِ حَيْضَةٌ.(۱۷)

〈۸〉حَدَّثَنَا القَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: عِدَّةُ الْمُخْتَلَعَةِ حَيْضَةٌ.(۱۸)

تشریح : مختلعہ کی عدّت کے مسئلے میں اختلاف ہے۔فقہاء کی ایک کثیر جماعت اسے مطلقہ کی عدت کے مانند قرار دیتی ہے۔اورایک معتدبہ جماعت اسے ایک حیض تک محدود رکھتی ہے۔اس دوسرے مسلک کی تائید میں متعدد احادیث ہیں۔نسائی اور طبرانی نے ربیع بنتِ مُعوّذ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی کے مقدمہ خلع میں حضور ﷺ نے حکم دیا کہ اَنْ تَتَرَبَّصَ حَيْضَةً وَّاحِدَةً وَتَلْحَقَ بِاَهْلِهَا۔

ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ انہی زوجہ ثابت بن قیس کو حضور ﷺ نے حکم دیا کہ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ۔

نیز ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ربیع بنتِ معوّذ کی ایک اور روایت بھی اسی مضمون کی نقل کی ہے۔ابنِ ابی شیبہ نے ابن عمرؓ کے حوالہ سے حضرت عثمانؓ کا بھی ایک فیصلہ اسی مضمون پر مشتمل نقل کیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے ابن عمرؓ مختلعہ کی عدّت کے معاملے میں تین حیض کے قائل تھے۔حضرت عثمانؓ کے اس فیصلے کے بعد انہوں نے اپنی رائے بدل دی اور ایک حیض کا فتویٰ دینے لگے۔اسی طرح ابن ابی شیبہ نے ابن عباسؓ کا یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ عِدَّتُهَا حَيْضَةٌ۔ابنِ ماجہ نے ربیع بنتِ معوّذ بن عفراء کے حوالے سے حضرت عثمانؓ کے مذکورہ بالا فیصلہ کی جو روایت نقل کی ہے اس میں حضرت عثمانؓ کا یہ قول بھی موجود ہے کہ اِنَّمَا اَتَّبِعُ فِيْ ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ۔ (رسائل ومسائل سوم، فقہی مسائل: عدت خلع)

حبیبہ بنت سہل انصاریہ کا واقعہ خلع

۷۳۔ ثابت کی ایک اور بیوی حبیبہ بنت سہل الانصاریہ تھیں جن کا واقعہ امام مالک اور ابوداؤد نے اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک روز صبح سویرے حضورؐ اپنے مکان سے باہر نکلے تو حبیبہ کو کھڑا پایا، دریافت فرمایا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا لَا اَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ ''میری اور ثابت کی نبھ نہیں سکتی'' جب ثابت حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ یہ حبیبہ بنتِ سہل ہے۔اس نے بیان کیا جو کچھ اللہ نے چاہا کہ بیان کرے۔حبیبہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! جو کچھ ثابت نے مجھے دیا ہے وہ سب میرے پاس ہے۔حضورؐ نے ثابت کو حکم دیا کہ وہ لے لے اور اس کو چھوڑ دے۔بعض روایتوں میں خَلِّ سَبِيْلَهَا کے الفاظ ہیں اور بعض میں فَارِقْهَا۔دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ابوداؤد اور ابن جریر نے حضرت عائشہ سے اس واقعہ کو اس طرح روایت کیا ہے کہ ثابت نے حبیبہ کو اتنا مارا تھا کہ ان کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔حبیبہ نے آکر حضور سے شکایت کی، آپ نے ثابت کو حکم دیا کہ خُذْ بَعْضَ مَالِهَا وَفَارِقْهَا ''اس کے مال کا ایک حصہ لے لے اور اسے جدا کردے۔'' مگر ابن ماجہ نے حبیبہ کے جو الفاظ نقل کیے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حبیبہ کو بھی ثابت کے خلاف جو شکایت تھی وہ مار پیٹ کی نہیں بلکہ بدصورتی کی تھی۔چنانچہ انہوں نے وہی الفاظ کہے جو دوسری احادیث میں جمیلہ سے منقول ہیں، ''یعنی اگر مجھے خدا کا خوف نہ ہوتا تو ثابت کے منہ پر تھوک دیتی۔'' (حقوق الزوجین، اصل دوم: صدر...)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِیُّ، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیٰ بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ، اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ عَنْ حَبِیْبَةَ بِنْتِ سَهْلِ نِ الْاَنْصَارِیَّةِ، اَنَّهَا کَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلَی الصُّبْحِ، فَوَجَدَ حَبِیْبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِی الْغَلَسِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ هٰذِهٖ؟ فَقَالَتْ: اَنَا حَبِیْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَالَ:مَاشَانُکِ؟ قَالَتْ: لَا اَنَا وَلَاثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ، لِزَوْجِهَا، فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هٰذِهٖ حَبِیْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ، وَذَکَرَتْ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَذْکُرَ، وَقَالَتْ حَبِیْبَةُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! کُلُّ مَااَعْطَانِیْ عِنْدِیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِثَابِتِ بْنِ قَیْسٍ: خُذْ مِنْهَا، فَاَخَذَ مِنْهَا، وَجَلَسَتْ (هی) فِیْ اَهْلِهَا.(۱۹)

〈۲〉حَدَّثَنَامُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ، ثَنَا اَبُوْعَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ عَمْرٍو، ثَنَا اَبُوعَمْرٍوالسَّدُوْسِیُّ الْمَدِیْنِیُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ حَبِیْبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ، کَانَتْ عِنْدَ ثَابِتِ بْنِ قَیْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ فَضَرَبَهَا، فَکَسَرَ بَعْضَهَا، فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الصُّبْحِ (فَاشْتَکَتْهُ اِلَیْهِ) فَدَعَا النَّبِیُّ ﷺ ثَابِتًا فَقَالَ: خُذْ بَعْضَ مَالِهَا وَفَارِقْهَا، فَقَالَ: وَیُصْلِحُ ذٰلِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:نَعَمْ، قَالَ: فَاِنِّیْ اَصْدَقْتُهَا حَدِیْقَتَیْنِ وَهُمَا بِیَدِهَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ خُذْ هُمَا فَفَارِقْهَا فَفَعَلَ.(۲۰)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حبیبہ بنت سہل، ثابت بن قیس کے نکاح میں تھیں۔ ثابت نے اسے اتنا مارا کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ ٹوٹ گیا، حبیبہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں صبح کے بعد حاضر ہوئی اور ثابت کی شکایت کی۔ نبی ﷺ نے ثابت کو بلوا بھیجا (وہ آگیا) تو آپ نے فرمایا، اس کا کچھ مال لے کر اسے فارغ کردو۔ اس نے عرض کیا، کیا آپ کا یہ فیصلہ صلح کرادے گا؟ آپ نے فرمایا، ہاں ضرور کرے گا تو ثابت بولا میں نے تو اسے مہر میں دو باغ دیے ہیں اور وہ اس کے قبضہ میں ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا، اپنے دونوں باغ اس سے واپس لے لو اور اسے فارغ کردو! چنانچہ ثابت نے ایسا ہی کیا۔

خلع کا معاوضہ اپنے دیے ہوئے مال سے زیادہ لینا

۷۴۔ لَا یَأْخُذُ الرَّجُلُ مِنَ الْمُخْتَلِعَةِ اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا.

تخریج:〈۱〉عَنْ حَجَّاجٍ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبُوالزُّبَیْرِ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، کَانَتْ عِنْدَهٗ زَیْنَبُ بِنْتُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَیِّ بْنِ سَلُوْلٍ، وَکَانَ اَصْدَقَهَا حَدِیْقَةً، فَکَرِهَتْهُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ:اَتَرُدِّیْنَ عَلَیْهِ حَدِیْقَتَهُ الَّتِیْ اَعْطَاکِ؟ قَالَتْ : نَعَمْ وَزِیَادَةً، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَمَّاالزِّیَادَةُ فَلَا، وَلٰکِنْ حَدِیْقَتَهٗ،

قَالَتْ: نَعَمْ، فأخَذَهَا وَخَلّٰى سَبِيْلَهَا، انتہٰی. قَالَ: سَمِعَهُ ابُو الزُّبَيْرِ مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، ثُمَّ اَخْرَجَ عَنْ عَطَاءٍ، اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ، قَالَ: لَايَاْخُذُ الرَّجُلُ مِنَ الْمُخْتَلِعَةِ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا، انتہٰی.(٢١)

﴿٢﴾حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ نِ الشَّافِعِىُّ، نَابِشْرُ بْنُ مُوْسٰى، نَا الْحُمَيْدِىُّ، نَا سُفْيَانُ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: لَاتَاْخُذُ مِنَ الْمُخْتَلِعَةِ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا.(٢٢)

ترجمہ: حضرت عطاء سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ مختلعہ سے خلع کے معاوضہ میں اپنے دیے ہوئے مہر سے زیادہ مال نہ لے۔

تشریح: نبی ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا کہ شوہر خلع کے معاوضہ میں اپنے دیئے ہوئے مہر سے زیادہ مال لے۔

(حقوق الزوجین، اصل دوم: احکام خلع)

طلاق اور خلع کو کھیل بنانے کی ممانعت

٧٥ ـ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الطَّلَاقُ.

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ اَبُوْدَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَعْرُوْفِ نِ ابْنِ وَاصِلٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الطَّلَاقُ.(٢٣)

٧٦ ـ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ.

''اللہ مزے چکھنے والوں اور مزے چکھنے والیوں کو پسند نہیں کرتا۔''

تخریج: ﴿١﴾عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَايُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ.

—— رَوَاهُ الطَّبْرَانِىُّ وَفِيْهِ رَاوٍلَا وَلَمْ يُسَمِّ وَبَقِيَّةُ اِسْنَادِهٖ حَسَنٌ۔

ابوموسیٰ سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ میں بھی منقول ہے:

﴿٢﴾عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى، اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: لَا تُطَلَّقُ النِّسَآءُ اِلَّا مِنْ رِيْبَةٍ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَايُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَلَاالذَّوَّاقَاتِ.(٢٤)

—— رواه البزار والطبرانى فى الكبير والاوسط واحد اسانيد البزار فيه عمران القطان وثقهٗ احمد وابن حبان، وضعفه يحىٰ بن سعيد وغيره۔

۷۷۔ لَعَنَ اللّٰهُ كُلَّ ذَوَّاقٍ مِطْلَاقٍ.

''ہر طالبِ لذّت بکثرت طلاق دینے والے پر اللہ نے لعنت کی ہے۔''

تخریج: وَلِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَعَنَ اللّٰهُ كُلَّ مِذْوَاقٍ مِطْلَاقٍ.(۲۵)

۷۸۔ تَزَوَّجُوْا وَلَاتُطَلِّقُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ.

''شادیاں کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ اللہ مزے چکھنے والوں اور مزے چکھنے والیوں کو پسند نہیں کرتا۔''

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا عَبْدُالْبَاقِي بْنُ قَانِعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ النَّيْلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُهَلَّبُ ابْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ بَيَانٍ، عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ، عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ، عَنْ تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ اَبِيْ مُوسٰى الْاَشْعَرِيِّ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَزَوَّجُوْا وَلَاتُطَلِّقُوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ.(۲۶)

مجمع الزوائد کی ایک روایت کے الفاظ:

〈۲〉تَزَوَّجُوْا وَلَاتُطَلِّقُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ.(۲۷)

تفسیر ابن جریر طبری میں ہے:

〈۳〉قِيْلَ قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَلَا الذَّوَّاقَاتِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الثَّالِثَةِ اِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ كُلَّ ذَوَّاقٍ مِنَ الرِّجَالِ، وَلَاكُلَّ ذَوَّاقَةٍ مِّنَ النِّسَآءِ.(۲۸)

ترجمہ: تیسری مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں میں سے بہت مزا چکھنے والوں اور عورتوں میں بہت مزا چکھنے والیوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

—— وَكَذَا هُوَ عِنْدَ الدَّارِ قُطْنِيْ فِي الْأَفْرَادِ مِنْ طَرِيْقِ بَكْرِ بْنِ بَكَّارٍ عَنْ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ عَنْهُ۔ وَبَكْرٌ قَالَ فِيْهِ النَّسَائِيُّ: لَيْسَ بِثِقَةٍ وَقَالَ فِيْهِ ابْنُ مُعِيْنٍ: لَيْسَ بِشَيْءٍ۔(۲۹)

تشریح: اصطلاحِ شرعی میں طلاق سے مراد وہ علیحدگی ہے جس کا حق مرد کو دیا گیا ہے۔ مرد اپنے اس اختیار میں آزاد ہے۔ وہ جب چاہے اپنے حقوقِ زوجیّت سے دست بردار ہو سکتا ہے جن کو اس نے مہر کے معاوضے میں حاصل کیا تھا۔ مگر شریعت اسلامی طلاق کو پسند نہیں کرتی۔ (حقوق الزوجین، اصل دوم: طلاق...)

اگر عورت خوبصورت نہ ہو یا اس میں کوئی اور ایسا نقص ہو جس کی بنا پر وہ شوہر کو پسند نہ آئے تو یہ مناسب نہیں ہے کہ شوہر فوراً دل برداشتہ ہو کر اسے چھوڑ دینے پر آمادہ ہو جائے حتی الامکان اسے صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے۔ بسا اوقات ایسا

ہوتا ہے کہ ایک عورت خوبصورت نہیں ہوتی مگر اس میں بعض دوسری خوبیاں ایسی ہوتی ہیں جو ازدواجی زندگی میں حسنِ صورت سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں اگر اسے اپنی ان خوبیوں کے اظہار کا موقع ملے تو وہی شوہر ابتداءً محض اس کی صورت کی خرابی سے دل برداشتہ ہو رہا تھا اس کے حسنِ سیرت پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات ازدواجی زندگی کی ابتداء میں عورت کی بعض باتیں شوہر کو ناگوار محسوس ہوتی ہیں اور وہ اس سے بددل ہو جاتا ہے، لیکن اگر وہ صبر سے کام لے اور عورت کے تمام امکانات کو بروئے کار آنے کا موقع دے تو اس پر خود ثابت ہو جاتا ہے کہ اس کی بیوی برائیوں سے بڑھ کر خوبیاں رکھتی ہے۔ لہٰذا یہ بات پسندیدہ نہیں ہے کہ آدمی ازدواجی تعلق کو منقطع کرنے میں جلد بازی سے کام لے۔ طلاق بالکل آخری چارۂ کار ہے جس کو ناگزیر حالات میں ہی استعمال کرنا چاہیے۔ (تفہیم القرآن ج ا،ص:۳۳۴ النساء حاشیہ:۳۰)

حالتِ حیض میں طلاق کی ممانعت

۷۹۔ لاَ، كَانَتْ تَبِيْنُ وَتَكُوْنَ مَعْصِيَةً [۱]

”نہیں، وہ جدا ہو جاتی اور یہ گناہ ہوتا۔“

تخریج: ﴿۱﴾ نَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ نِالْحَافِظُ، نَامُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ الْجَوْهَرِيُّ، نَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ، نَا شُعَيْبُ بْنُ رُزَيْقٍ اَنَّ عَطَاءَ الْخُرَاسَانِيَّ حَدَّثَهُمْ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: نَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيْقَةً وَهِيَ حَائِضٌ، ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَتْبَعَهَا بِتَطْلِيْقَتَيْنِ اُخْرَاوَيْنِ عِنْدَ الْقُرْئَيْنِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ مَا هٰكَذَا اَمَرَكَ اللّٰهُ اِنَّكَ قَدْ اَخْطَأْتَ السُّنَّةَ، وَالسُّنَّةُ اَنْ تَسْتَقْبِلَ الطُّهْرَ فَيُطَلِّقُ لِكُلِّ قُرْوْءٍ، قَالَ: فَاَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَاجَعْتُهَا، ثُمَّ قَالَ: اِذَا هِيَ طَهُرَتْ فَطَلِّقْ عِنْدَ ذٰلِكَ اَوْاَمْسِكْ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَاَيْتَ لَوْاَنِّىْ طَلَّقْتُهَا ثَلاثًا أَكَانَ يَحِلُّ لِيْ اَنْ اُرَاجِعَهَا؟ قَالَ: لاَ، كَانَتْ تَبِيْنُ مِنْكَ وَتَكُوْنُ مَعْصِيَةً.(۳۰)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے مروی ہے انہوں نے اپنی بیوی کو اس وقت ایک طلاق دے دی جب کہ وہ ایام ماہواری میں تھی۔ پھر انہوں نے مزید دونوں طلاقیں بھی ایام ماہواری کے وقت دینے کا ارادہ کیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک بھی پہنچ گئی، آپ نے فرمایا، اے ابن عمرؓ! اللہ تعالیٰ نے تو تجھے اس طرح طلاق دینے کا حکم نہیں دیا، تو نے طلاق کے صحیح طریقہ کو استعمال نہ کر کے خطا کا ارتکاب کیا ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایام طہر میں ہر ایام ماہواری کے موقع پر ایک طلاق دے۔ ابن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رجوع کرنے کا حکم فرمایا، تو میں نے تعمیل امر میں رجوع کر لیا۔ پھر آپ نے فرمایا جب یہ ایام حیض سے پاک وصاف ہو جائے تو اس وقت اسے طلاق دو یا اسے روک رکھو۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! اگر میں اسے تین طلاقیں دے دیتا تو کیا میرے لیے رجوع کرنا حلال ہوتا؟ فرمایا نہیں، وہ تجھ سے جدا ہو جاتی اور یہ گناہ ہوتا۔

ـــــ هذِهِ الزِّيَادَاتُ الَّتِى يَأتِى بِهَا عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ لَيْسَتْ فِى رِوَايَةِ غَيْرِهِ وَقَدْ تَكَلَّمُوا فِيهِ وَيُشْبَهُ اَنْ يَّكُونَ قَوْلُهُ وَتَكُونُ مَعْصِيَةً رَاجِعًا اِلَى اِيْقَاعِ مَاكَانَ يُوْقِعُهُ مِنَ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ فِى حَالِ الْحَيْضِ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔(۳۱)

ـــــ فِى اِسْنَادِ هذَا الْحَدِيْثِ عَطَاءُ الْخُرَاسَانِيُّ، وَهُوَ مُخْتَلَفٌ فِيهِ۔ وَقَدْ وَثَّقَهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ النَّسَائِيُّ وَاَبُوْحَاتِمٍ: لَابَأْسَ بِهِ، وَضَعَّفَهُ غَيْرُوَاحِدٍ، وَقَالَ الْبُخَارِيُّ: لَيْسَ فِيْمَنْ رَوىٰ عَنْهُ مَالِكٌ مَنْ يَسْتَحِقُّ التَّرْكَ غَيْرَهُ، وَقَالَ شُعْبَةُ: كَانَ نَسِيًّا، وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ: مِنْ خِيَارِ عِبَادِ اللّٰهِ غَيْرَ اَنَّهُ كَانَ كَثِيْرُ الْوَهْمِ سَيِّئُ الْحِفْظِ يُخْطِئُ وَلَا يَدْرِى، فَلَمَّا كَثُرَ ذٰلِكَ فِى رِوَايَتِهِ بَطُلَ الْاِحْتِيَاجُ بِهِ وَاَيْضًا الزِّيَادَةُ الَّتِى هِىَ مَحَلُّ الْحُجَّةِ اَعْنِى قَوْلَهُ: لَوْطَلَّقْتَهَاالخ مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ عَطَاءُ، وَخَالَفَ فِيْهِ الْحِفَاظُ، فَاِنَّهُمْ شَارَكُوهُمْ فِى اَصْلِ الْحَدِيْثِ، وَلَمْ يَذْكُرُوا الزِّيَادَةَ۔ وَاَيْضًا فِى اِسْنَادِهِ شُعَيْبُ بْنُ رُزَيْقٍ الشَّامِيُّ، وَهُوَ ضَعِيْفٌ، كَذَا فِى النَّيْلِ، وَذَكَرَهُ عَبْدُ الْحَقِّ فِى اَحْكَامِهِ بِهٰذَا السَّنَدِ، وَاَعَلَّهُ بِمُعَلَّى بِنِ مَنْصُورٍ، وَقَالَ: رَمَاهُ اَحْمَدُ بِالْكِذْبِ، وَلَمْ يَعِلِ الْبَيْهَقِىُّ هذَا السَّنَدَ اِلَّابِعَطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ وَقَالَ: اَنَّهُ اَتٰى فِى هٰذَا الْحَدِيْثِ بِزِيَادَاتٍ لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهَا، وَهُوَضَعِيْفٌ فِى الْحَدِيْثِ لَا يَقْبَلُ مَاتَفَرَّدَ بِهِ كَذَا ذَكَرَهُ الزَّيْلَعِيُّ۔(۳۲) (فى نصب الراية ج۳۔ص۲۲۰،۲۲۱)

﴿۲﴾حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِى مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِىَ حَائِضٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ اِنْ شَاءَ اَمْسَكَ بَعْدُ وَاِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّ. فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِى اَمَرَاللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ.(۳۳)

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے عہد مبارک میں بیوی کو ایام ماہواری میں طلاق دے دی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، اسے رجوع کر لینا چاہیے پھر اسے روکے رکھے حتی کہ ایام طہر آجائیں پھر ایام ماہواری شروع ہوں پھر حالت طہر میں آجائے اب اگر وہ چاہے تو اسے روک لے ورنہ اس سے ہم بستری کیے بغیر اسے طلاق دے دے۔ یہ ہے وہ عدت جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ عورتوں کو طلاق دوان کی عدت کے شمار کے لیے۔

بخاری نے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی بیان کی ہے :

﴿۳﴾اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِىَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيْضَ، فَتَطْهُرَ، فَاِنْ بَدَا لَهُ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ.(۳۴)

ترجمہ : عبداللہ بن عمر کا اپنا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایام ماہواری کے دوران میں ایک طلاق دے دی، اس کا ذکر

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور پھر فرمایا کہ عبداللہ کو اپنی بیوی سے رجوع کر لینا چاہیے، رجوع کر کے پھر اسے روکے رکھے کہ ایام طہر آ جائیں پھر ایام ماہواری آ جائیں پھر ایام طہر، اب اگر اسے طلاق دینا ہی ہو تو عورت سے جماع کیے بغیر اسے طلاق دے، پس یہ وہی عدت ہے جس کا حکم اللہ نے دیا ہے۔

پس منظر: عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حیض کے زمانہ میں طلاق دے دی۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ سُن کر برہم ہوئے اور فرمایا کہ اسے حکم دے دو کہ رجوع کرے اور جب وہ حیض سے پاک ہو جائے تب طلاق دے۔ ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن عمرؓ کو اس فعل پر توبیخ فرمائی اور طلاق کے طریقے کی تعلیم اس طرح دی:

''ابن عمر تم نے غلط طریقہ اختیار کیا۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ طُہر کا انتظار کرو۔ پھر ایک ایک طُہر پر ایک ایک طلاق دو۔ پھر جب وہ تیسری مرتبہ طاہر ہو تو اس وقت یا طلاق دے دو یا اس کو روک لو۔''

حضرت ابن عمرؓ نے عرض کیا:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ لَوْ کُنْتُ طَلَّقْتُھَا ثَلَاثًا اَکَانَ لِیْ اَنْ اُرَاجِعَھَا۔

''اگر میں اس کو تین طلاق دے دیتا تو کیا مجھے رجوع کا حق باقی رہتا؟''

تو حضورؐ نے مندرجہ بالا جواب ارشاد فرمایا کہ: نہیں، وہ تو جدا ہو جاتی اور یہ گناہ ہوتا۔

اس سے ایک بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ بیک وقت تین طلاق دینا گناہ ہے، دراصل یہ فعل شرع اسلامی کی اہم مصلحتوں کے خلاف اور اس سے اللہ کی وہ حدود ٹوٹتی ہیں جن کے احترام کا سورہ طلاق میں سخت تاکیدی حکم دیا گیا ہے۔

حالت حیض میں بھی طلاق دینے سے منع کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ طلاق دینا ہو تو طہر کی حالت میں دو۔

(حقوق الزوجین، اصل دوم: طلاق...)

مآخذ

(۱) سنن دارقطنی ج۳۔ کتاب النکاح۔ ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ کتاب الخلع والطلاق باب الوجه الذی تحل به الفدیة۔ هذا ایضا مرسلٌ۔ بیھقی نے خلا کی جگه خلی نقل کیاهے۔ ☆احکام القرآن للجصاص ج۱۔ص۳۹۴ ☆نصب الرایة للزیلعی ج۳۔ص۲۴۵۔

(۲) ابن جریر ج۲۔البقرہ۔ ☆ابنِ کثیرج۱۔ البقرہ۔ ابن کثیر میں فی اخت عبدالله بن ابی هے۔ ☆تفسیر کبیر امام رازی ج۵، البقرہ۔

(۳) ابن جریر ج۲۔البقرہ۔ ☆ابن کثیر ج۱۔البقرہ۔

(٤) ابنِ ماجه کتاب الطلاق باب٢٢ـ المختلعة تاخذ مَا اعطاها ـ☆ ابن کثیر ج١ ص ٢٧٤ عمرو بن شعيب ـ☆مجمع الزوائد ج٥ ـ ص ٤ حجاج بن ارطاة مدلس ـ☆ مسنداحمد ج٤ ـ ص٢ سهل بن ابی خثمه اس میں لبصقت کی جگہ لبزقت ہے ـ☆البزار اور طبرانی بحواله الزوائد ج٥ ـ ص ٤ ـ

(٥) المصنف لعبدالرزاق ج٦ ـ کتاب الطلاق باب الفداء ـ

(٦) بخاری ج٢ ـ کتاب الطلاق، باب الخلع و کیف الطلاق فیه ـ☆ السنن الکبریٰ ج٧ ـ ص٣١٣ عن ابن عباس ـ ☆نسائی ج٦ ـ کتاب الطلاق باب ماجاء فی الخلع ـ☆ ابنِ ماجه کتاب الطلاق باب المختلعة تأخذ ما اعطاها ـ ☆دارقطنی ج٣ ـ ص٢٥٥ نسائی میں اِنِّیْ مَا اَعِیْبُ الخ ہے ـ

(٧) ابنِ کثیر ج١ ـ ☆فتح القدیر للشوکانی ج١ ـ

(٨) بخاری ج٢ ـ کتاب الطلاق، باب الخلع و کیف الطلاق فیه ـ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧ ـ کتاب الخلع والطلاق باب الوجه الذی تحل به الفدیة ـ

(٩) ترمذی ابواب الطلاق واللعان، باب ماجاء فی المختلعات ـ☆ ابن جریر طبری ج٢ ـ

(١٠) نَسائی ج٦ ـ کتاب الطلاق، باب ماجاء فی الخلع ـ ☆ ابنِ ماجه کتاب الطلاق، باب کراهیة الخلع للمرأة ـ ☆مسنداحمد ج٢ ـ ص٤١٤ عن ابی هریرة ـ☆ المصنف لعبد الرزاق ج٦ ـ ص٥١٥ عن الاشعث یرفعه الی النبی ﷺ ـ☆مصنف ابن ابی شیبة ج٥ ـ ص٢٧١ کتاب الطلاق باب ماکره من کراهیة للنساء ان یطلبن الخلع ـ ☆السنن الکبری للبیهقی ج٧ ـ ص٣١٦ عن ابی هریرةؓ ـ☆مجمع الزوائد للهیثمی ج٥ ـ ص٥ عن عقبه بن عامر ـ ☆تفسیر ابن جریر طبری ج٢، ص٢٨٥ ـ

(١١) ابوداؤد کتاب الطلاق، باب فی الخلع ـ☆ترمذی ابواب الطلاق واللعان باب فی المختلعات هذا حدیث حسن ـ ☆ابنِ ماجه، کتاب الطلاق، باب کراهیة الخُلع لِلمرأة ـ عن ثوبان ـ☆دارمی کتاب الطلاق باب النهی عن ان تسأل المرأة زوجها طلاقها ـ☆مسنداحمد ج٥ ـ ص٢٧٧، ٢٨٣ عن ثوبان ـ☆المصنف لعبد الرزاق ج٦ ـ کتاب النکاح باب مایقال فی المختلعة والتی تسأل الطلاق ـ☆ السنن الکبری للبیهقی ج٧ ـ ص٣١٦ عن ثوبان ـ☆المستدرك للحاکم ج٢ ـ کتاب الطلاق ـ باب کراهیة سوال الطلاق عن الزوج من غیرباس عن ثوبان ـ☆تفسیر طَبَری ابن جریر، ج٢ ـ ص٢٨٥ عن ثوبان ـ☆تفسیرفتح القدیر للشوکانی ج١ ـ ص٢٤٠☆ ابنِ کثیر ج١ ـ ص٢٧٣ البقره ـ ☆کنزالعمال ج٦، ١ ص٣٨٢ عن ثوبان ـ

(١٢) نسائی ج٦ کتاب الطلاق، عدة المختلعة ـ

(١٣) ابوداؤد کتاب الطلاق ـ باب فی الخلع ـ☆ترمذی ابواب الطلاق واللعان باب ماجاء فی الخلع ـ☆السنن الکبریٰ ج٧ کتاب العدد باب ماجاء فی عدة المختلعة ـ

(١٤) السنن الکبریٰ ج٧ کتاب العدد باب ماجاء فی عدة المختلعة ـ ابنِ ماجه کتاب الطلاق، باب عدة المختلعة ـ

(١٥) ☆ابن ماجه کتاب الطلاق باب عدة المختلعة ـ نسائی ج٦ ـ کتاب الطلاق باب عدة المختلعة نسائی میں ہے وَاَنَا مُتَّبِعٌ فی ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الخ ـ

(١٦) المصنف لعبد الرزاق ج٦ کتاب الطلاق باب عدة المختلعة ـ☆ مصنف ابنِ ابی شَیْبَة ج٥ ـ کتاب الطلاق من قال : عدتها حیضة ـ

(۱۷) مصنف ابنِ ابی شَیْبَۃ ج ٥۔ کتاب الطلاق من قال: عدتها حيضةٌ۔

(۱۸) ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی الخلع۔

(۱۹) ابوداؤد ج ٢۔ کتاب الطلاق باب فی الخلع،حدیث٢٢٢٧۔ نسائی ج٦۔ کتاب الطلاق، باب ماجاء فی الخلع۔ ☆ابنِ جریر ج٢۔ص ٢٨٠۔٢٨١☆مؤطا امام مالك ج٢۔ کتاب الطلاق باب ماجاء فی الخُلع۔☆مسند احمد ج٦ص ٤٣٤ حبیبة بنت سهل۔☆السنن الکبری للبیهقی ج٧۔کتاب الخلع والطلاق باب الوجه الذی تحل به الفدية۔ ☆المصنف لعبد الرزاق ج٦۔ حدیث١١٧٦٢۔☆ فتح القدیر للشوکانی ج١۔ص ٢٤٠☆احکام القرآن للجصاص ج١۔ص ٣٩٤۔

(۲۰) ابوداؤد ج٢۔ کتاب الطلاق باب فی الخلع☆ نسائی ج٦ کتاب الطلاق باب عدة المختلعة (مختصر روایت ہے)۔ ابن جریر ج٢۔ص ٢٨٠۔

(۲۱) نصب الراية للزيلعي ج٣۔ص ٢٤٥ حدیث ابی الزبیرحدیث ٢٤٥۔

(۲۲) سنن دارقطنی ج٣۔ کتاب الطلاق۔☆السنن الکبریٰ ج٧۔ کتاب الخلع والطلاق باب الوجه الذی تحل به الفدية۔ ☆المصنف لعبدالرزاق کتاب الطلاق باب المفتدية بزيادة على صداقها۔☆المصنف لابن ابی شَیبة ج٥۔ ص١٢٢،١٢٣ ☆بیهقی میں ہے عن عطاء يبلغ به النبی ﷺ قال: لَایَاْخُذُ مِنَ الْمُخْتَلِعَةِ اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا۔☆ابنِ ابی شیبہ نے عطاء کے علاوہ حضرت علی سے لَایَاْخُذُ مِنْهَا اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا اور ابن طاؤس عن ابیه سے لَایَحِلُّ لَهٗ اَنْ یَّاْخُذَ مِنْهَا اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا۔اور حضرت عکرمه سے لایاخذ منها اکثر مما اعطاها ہے۔ حضرات زهری اور حسن بصری سے :لَایَاْخُذُ مِنْهَا اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا۔اور عمرو بن شعیب سے لَایَاْخُذُ مِنْهَا اِلَّامَا اَعْطَاهَا اورحضرت شعبی اور سعید بن المسیب سے انه کَرِهَ اَنْ یَّاْخُذَ مِنْهَا اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا بیان کیاہے۔حکم اورحماد دونوں سے فَکَرِهَ اَنْ یَّاْخُذَ مِنْهَا اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا نقل کیا ہے۔ مصنف لعبد الرزاق نے بھی کم وبیش انہی فقہاء کے اقوال ج٦۔ص ٥٠١ تا٥٠٤پربیان کیے ہیں۔

(۲۳) احکام القرآن للجصّاص ج٢۔ص١٠٩۔

(۲۴) مجمع الزوائد ج٤۔ کتاب الطلاق باب فيمن يكثر الطلاق وسبب الطلاق۔ کنز العمال ج٩۔ص٦٦٢عن ابی موسیٰ۔

(۲۵) روح المعانی جز ٢٨۔ سورة الطلاق۔

(۲۶) احکام القرآن للجصّاص ج٢۔ص١١٠۔

(۲۷) طبرانی عن ابی موسیٰ، بحواله کنز العمال ج٩۔ص٦٦١۔

(۲۸) تفسیر ابن جریر طبری ج٢ص ٣٣٣ مطبوعه بیروت لبنان میں ہے۔ مصنف ابن ابی شیبة ج٥۔عن شهر بن حوشب کتاب الطلاق باب من کره الطلاق من غیر ریبة روی الدیلمی عن ابی هریرةَ بلفظ: تزوجوا ولا تطلقوا فان اللّٰه لایحب الذواقین وَالذواقات۔

(۲۹) الموضوعات لملا علی القاری ص١٢٩، حاشیه نمبر٢۔

(۳۰) دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق والخلع والإيلاء وغيره، حدیث٨٤۔☆مجمع الزوائد ج٤۔کتاب الطلاق، باب طلاق السنة وکیف الطلاق☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧۔کتاب الخلع والطلاق باب الاختیار للزوج ان لایطلق الاواحدة۔

(۳۱) نصب الراية للزيلعى ج٣-ص ٢٢٠،٢٢١ كتاب الطلاق-

(۳۲) دارقطنى ج٤- كتاب الطلاق میں التعليق المغنى محمد شمس الحق-

(۳۳) بخارى ج٢- كتاب الطلاق- وقول اللّٰه تعالٰى يايها النبى اذا طلقتم النسآء فطلقوهن لعدتهن الخ☆مسلم ج١- كتاب الطلاق- باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها الخ☆ ابوداؤد ج٢-كتاب الطلاق- باب فى طلاق السنة ☆ترمذى ج١-ابواب الطلاق، باب ماجاء فى طلاق السنة-☆نسائى ج٢- كتاب الطلاق-باب وقت الطلاق اور باب مايفعل اذا طلق تطليقةً وهى حائض- ☆ابنِ ماجه كتاب الطلاق باب ٢طلاق السنة- ☆دارمى ج٢-كتاب الطلاق باب السنة فى الطلاق-☆دارقطنى ج٤-كتاب الطلاق☆ مؤطا امام مالك ج٢- باب ماجاء فى الأقراء وعدّة الطلاق وطلاق الحائض-☆مؤطا میں ليمسكها كى جگه فَلْيُمْسِكْهَا ہے-☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج٧- باب الاختيار للزوج ان لايطلق الا واحدة-☆المصنف لعبدالرزاق ج٢-كتاب الطلاق باب طلاق الحائض والنفساء عن ابن عمرؓ-عبد بن حميد، ابن جرير، ابن منذر، ابن مردويه بحواله كنزالعمال ج٩- حديث نمبر ٢٧٩٤١- ☆نصب الراية ج٣-كتاب الطلاق-☆فتح القدير للشوكانى ج٥-ص٢٤٣عن ابن عمرؓ-

(۳٤) بخارى ج٢-كتاب التفسير سورة الطلاق- كتاب الاحكام باب هل يقضى الحاكم اويفتى وهو غضبان اس باب میں فليطلقها تك ہے-☆مسلم ج١-كتاب الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض-☆ابوداؤد ج٢- كتاب الطلاق، باب فى طلاق السنة-☆ ترمذى ج١-ابواب الطلاق واللعان باب ماجاء فى طلاق السنة- ☆نسائى ج٦- كتاب الطلاق باب ما يفعل اذا طلق تطليقة وهى حائض اور نسائى ج٦-كتاب الطلاق باب وقت الطلاق للعدة التى امر اللّٰه عزوجل ان تطلق لها النساء-☆ابنِ ماجه كتاب الطلاق، باب طلاق السنة-☆دارقطنى ج٤كتاب الطلاق-

فصل :١١

طلاقِ ثلاثہ در مجلس واحد

عہدِ رسالت اور خلافتِ صاحبین کے عہد میں

۸۰۔ ابوالصہبّاء نے ابنِ عباس سے پوچھا ”کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور میں تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جاتا تھا؟“ انہوں نے جواب دیا ہاں[1] (بخاری و مسلم)

(تفہیم القرآن، ج ۵، الطلاق، حاشیہ:١)

تخریج:〈١〉 حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ، قَالَ اِسْحَاقُ: اَنَا، وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: اَنَامَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِىْ بَكْرٍ، وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةٌ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِىْ اَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيْهِ اَنَاةٌ، فَلَوْ اَمْضَيْنَا عَلَيْهِمْ، فَاَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ.(١)

〈٢〉 حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: اَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ

---

[1] حضورؐ کے زمانے میں بھی تین طلاق تین ہی سمجھی جاتی تھی اور متعدد مقدمات میں حضورؐ نے ان کو تین ہی شمار کر کے فیصلہ دیا ہے۔ لیکن جو شخص تین مرتبہ طلاق کا الگ الگ تلفظ کرتا تھا اور اس کی طرف سے اگر یہ عذر پیش کیا جاتا کہ اس کی نیت ایک ہی طلاق کی تھی اور باقی دو مرتبہ اس نے یہ لفظ محض تاکیداً استعمال کیا تھا، اس کے عذر کو حضورؐ قبول فرما لیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں جو کچھ کیا وہ صرف یہ ہے کہ جب لوگ کثرت سے تین طلاقیں دے کر ایک طلاق کی نیت کا عذر پیش کرنے لگے تو انہوں نے فرمایا کہ اب یہ طلاق کا معاملہ کھیل بنتا جا رہا ہے اس لیے ہم اس عذر کو قبول نہیں کریں گے اور تین طلاقوں کو تین ہی کی حیثیت سے نافذ کر دیں گے۔ اس کو تمام صحابہؓ نے بالاتفاق قبول کیا اور بعد میں تابعین وائمۂ مجتہدین بھی اس پر متفق رہے۔ ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ حضرت عمرؓ نے عہدِ رسالت کے قانون میں یہ کوئی ترمیم کی ہے۔ اس لیے کہ نیت کے عذر کو قبول کرنا قانون نہیں ہے بلکہ اس کا انحصار قاضی کی اس رائے پر ہے کہ جو شخص اپنی نیت بیان کر رہا ہے وہ صادق القول ہے۔ حضورؐ کے زمانے میں اس طرح کا عذر مدینہ طیبہ کے اِکا دکّا جانے پہچانے آدمیوں نے کیا تھا اس لیے حضورؐ نے ان کو راست باز آدمی سمجھ کر ان کی بات قبول کر لی۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایران سے مصر تک اور یمن سے شام تک پھیلی ہوئی سلطنت کے ہر شخص کا یہ عذر عدالتوں میں لازماً قابلِ تسلیم نہیں ہو سکتا تھا، خصوصاً جب کہ بہ کثرت لوگوں نے تین طلاق دے کر ایک طلاق کی نیت کا دعویٰ کرنا شروع کر دیا ہو۔

(سنت کی آئینی حیثیت، اعتراضات وجوابات، ۲۷: مسئلہ...)

رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ. نا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ طَاؤسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ اَبَا الصَّهْبَآءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَتَعْلَمُ اَنَّمَا كَانَتِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَبِیْ بَكْرٍ، وَثَلَاثًا مِنْ اِمَارَةِ عُمَرَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ.(٢)

〈۳〉 حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: اَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ حَمَّادِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاؤسٍ، اَنَّ اَبَا الصَّهْبَآءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَاتِ مِنْ هَنَاتِكَ اَلَمْ يَكُنِ الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَاحِدَةً، فَقَالَ: قَدْ كَانَ فِیْ ذٰلِكَ، فَلَمَّا كَانَ فِیْ عَهْدِ عُمَرَ تَتَابَعَ النَّاسُ فِی الطَّلَاقِ، فَاَجَازَهُ عَلَيْهِمْ.(٣)

〈۴〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ، ثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ، ثَنَاحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، عَنْ طَاؤسٍ، اَنَّ رَجُلاً يُقَالُ لَهُ اَبُو الصَّهْبَآءِ، كَانَ كَثِيْرَ السُّوَالِ لِابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ اِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا، جَعَلُوْهَا وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَ صَدْرًا مِنْ اِمَارَةِ عُمَرَ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلٰى، كَانَ الرَّجُلُ اِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا جَعَلُوْهَا وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ اِمَارَةِ عُمَرَ، فَلَمَّا رَاَى النَّاسَ (قَدْ) تَتَابَعُوْا فِيْهَا، قَالَ: اَجِيْزُهُنَّ عَلَيْهِمْ.(٤)

رُکانہ بن عبد یزید کا واقعہ

۸۱۔ رُکانہ بن عبد یزید کے متعلق ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، امام شافعیؒ، دارمی اور حاکم نے یہ روایت نقل کی ہے کہ رُکانہ نے جب ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حلف دے کر پوچھا کہ ان کی نیت ایک ہی طلاق دینے کی تھی؟ (باقی دو طلاقیں پہلی پر زور دینے کے لیے ان کی زبان سے نکلی تھیں، تین طلاق دے کر ہمیشہ کے لیے جدا کر دینا مقصود نہ تھا؟) اور جب انہوں نے یہ حلفیہ بیان دیا تو آپ نے ان کو رجوع کا حق دے دیا۔

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرحِ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ(ابوثور) فِیْ اٰخِرِيْنَ قَالُوْا: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ الشَّافِعِيُّ، حَدَّثَنِیْ عَمِّیْ، مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ شَافِعٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ، اَنَّ رُكَانَةَ بْنَ عَبْدِ يَزِيْدَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سُهَيْمَةَ الْبَتَّةَ، فَاَخْبَرَ النَّبِیُّ ﷺ، بِذَالِكَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُ اِلَّا وَاحِدَةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ مَااَرَدْتَّ اِلَّا وَاحِدَةً؟ فَقَالَ رُكَانَةُ: وَاللّٰهِ مَااَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَةً، فَرَدَّهَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

فَطَلَّقَهَا الثَّانِيَةَ فِىْ زَمَانِ عُمَرَ، وَالثَّالِثَةَ فِىْ زَمَانِ عُثْمَانَ، قَالَ اَبُوْدَاؤُدَ: اَوَّلُهٗ لَفْظُ اِبْرَاهِيْمَ، وَآخِرُهٗ لَفْظُ ابْنِ السَّرْحِ. (۵)

〈۲〉 عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ قَالَ، اَتَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِىَ الْبَتَّةَ. فَقَالَ: مَا اَرَدْتَّ بِهَا؟ قُلْتُ: وَاحِدَةً، قَالَ: وَاللّٰهِ؟ قُلْتُ: وَاللّٰهِ! قَالَ: فَهُوَ مَا اَرَدْتَّ. (٦)

—— هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

—— وَقَدْ اِخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرُهُمْ فِىْ طَلَاقِ الْبَتَّةِ۔ فَرَوٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ جَعَلَ الْبَتَّةَ وَاحِدَةً، وَرَوٰى عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ جَعَلَهَا ثَلَاثًا۔ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْهِ نِيَّةُ الرَّجُلِ، اِنْ نَوٰى وَاحِدَةً، فَوَاحِدَةٌ، وَاِنْ نَوٰى ثَلَاثًا فَثَلَاثٌ، وَاِنْ نَوٰى ثِنْتَيْنِ لَمْ تَكُنْ اِلَّا وَاحِدَةً وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ۔ وَقَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ فِى الْبَتَّةِ: اِنْ كَانَ قَدْ دَخَلَ بِهَا فَهِىَ ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ اِنْ نَوٰى وَاحِدَةً، فَوَاحِدَةٌ يَمْلِكُ الرَّجْعَةَ، وَاِنْ نَوٰى ثِنْتَيْنِ فَثِنْتَيْنِ وَاِنْ نَوٰى ثَلَاثًا فَثَلَاثٌ۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاؤُدَ (الْعَتَكِيُّ) ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا اَرَدْتَّ؟ قَالَ: وَاحِدَةً، قَالَ، آللّٰهِ؟ قَالَ: اللّٰه قَالَ: هُوَ عَلٰى مَا اَرَدْتَّ. (٧)

ترجمہ: عبداللہ بن علی سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میرے دادا (رُکانہ) نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور ساری صورت حال بیان کی) آپ نے اس سے دریافت فرمایا، کیا ارادہ تھا (یعنی کتنی طلاق دینے کی نیت تھی؟) انہوں نے کہا صرف ایک طلاق کی۔ آپ نے فرمایا، اللہ کی قسم کھاتے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا ارادہ صرف ایک طلاق ہی کا تھا، فرمایا تو وہ اتنی ہی ہے جتنی کہ تمہاری نیت تھی۔

—— قَالَ اَبُوْدَاؤُدَ: وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا، لِاَنَّهُمْ اَهْلُ بَيْتِهٖ وَهُمْ اَعْلَمُ بِهٖ وَحَدِيْثُ ابْنِ الْجُرَيْجِ رَوَاهُ عَنْ بَعْضِ بَنِىْ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

—— ابوداؤد نے کہا ہے یہ حدیث ابن جریج کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کہ رُکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں۔ اس لیے کہ یہ اس کے گھر والے ہیں اور اہلِ خانہ کو زیادہ علم ہوتا ہے۔

〈۴〉 وَقَالَ الشَّافِعِيُّ ؒ: وَطَلَّقَ رُكَانَةُ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ وَهِىَ تَحْتَمِلُ وَاحِدَةً وَتَحْتَمِلُ الثَّلَاثَ فَسَاَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ نِيَّتِهٖ وَاَحْلَفَهٗ عَلَيْهَا، وَلَمْ نَعْلَمْهُ نَهٰى اَنْ يُّطَلِّقَ الْبَتَّةَ يُرِيْدُ بِهَا ثَلَاثًا. (٨)

ترجمہ: امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی۔ یہ اس کا احتمال بھی رکھتی ہے کہ ایک طلاق دی ہو اور

تین طلاق کا بھی۔ اس لیے نبی ﷺ نے اس سے اس کی نیت کے متعلق دریافت فرمایا اور اس سے قسم لی۔ ہمیں اس کا علم نہیں کہ حضورؐ نے اسے طلاق بتہ سے منع فرمایا، اس سے مراد تین طلاقیں تھیں۔

تشریح: مندرجہ بالا حدیث کو پیش نظر رکھ کر طاؤس اور عکرِمہ کہتے ہیں کہ بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں تو صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے، اور اسی رائے کو امام ابن تیمیہؒ نے اختیار کیا ہے۔ مسلم، ابوداؤد اور مسند احمد میں ابن عباس کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاق کو ایک قرار دیا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ لوگ ایک ایسے معاملے میں جلد بازی کرنے لگے ہیں جس میں ان کے لیے سوچ سمجھ کر کام کرنے کی گنجایش رکھی گئی ہے۔ اب کیوں نہ ہم ان کے اس فعل کو نافذ کر دیں؟ چنانچہ انہوں نے اسے نافذ کر دیا۔''

لیکن یہ رائے کئی وجوہ سے قابل قبول نہیں ہے، اوّل تو متعدد روایات کے مطابق ابن عباسؓ کا اپنا فتویٰ اس کے خلاف تھا جیسا کہ ہم اوپر نقل کر چکے ہیں۔ دوسرے یہ بات ان احادیث کے بھی خلاف پڑتی ہے جو نبی ﷺ اور اکابر صحابہؓ سے منقول ہوئی ہیں، جن میں بیک وقت تین طلاق دینے والے کے متعلق یہ فتویٰ دیا گیا ہے کہ اس کی تینوں طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔ تیسرے خود ابن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کے مجمع میں تین طلاقوں کو نافذ کرنے کا اعلان فرمایا تھا، لیکن نہ اس وقت، نہ اس کے بعد کبھی صحابہ میں سے کسی نے اس سے اختلاف کا اظہار کیا۔ اب کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ سنّت کے خلاف کسی کام کا فیصلہ کر سکتے تھے اور سارے صحابہ اس پر سکوت بھی اختیار کر سکتے تھے؟

رُکانہ بن عبد یزید کے قصے سے اس معاملہ کی اصل حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ ابتدائی دور میں کس قسم کی طلاقوں کو ایک کے حکم میں رکھا جاتا تھا۔ اسی بنا پر شارحین حدیث نے ابن عباس کی روایت کا یہ مطلب لیا ہے کہ ابتدائی دور میں چونکہ لوگوں کے اندر دینی معاملات میں خیانت قریب قریب مفقود تھی، اس لیے تین طلاق دینے والے کے اس بیان کو تسلیم کر لیا جاتا تھا کہ اس کی اصل نیت ایک طلاق دینے کی تھی اور باقی دو طلاقیں محض پہلی طلاق پر زور دینے کے لیے اس کی زبان سے نکلی تھیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے جب دیکھا کہ لوگ پہلے جلد بازی کر کے تین تین طلاقیں دے ڈالتے ہیں اور پھر تاکید کا بہانہ کرتے ہیں تو انہوں نے اس بہانے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ امام نووی اور امام سبکی نے اسے ابن عباسؓ والی روایت کی بہترین تاویل قرار دیا ہے۔ آخری بات یہ ہے کہ خود ابوالصہباء کی ان روایات میں اضطراب پایا جاتا ہے جو ابن عباسؓ کے قول کے بارے میں ان سے مروی ہیں۔ مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے انہی ابوالصہباء سے ایک دوسری روایت یہ نقل کی ہے کہ ان کے دریافت کرنے پر ابن عباسؓ نے فرمایا ''ایک شخص جب خلوت سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تھا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور میں اس کو ایک طلاق قرار دیا جاتا تھا۔'' اس طرح ایک ہی راوی نے ابن عباس سے دو مختلف مضمونوں کی روایتیں نقل کی ہیں اور یہ اختلاف دونوں روایتوں کو کمزور کر دیتا ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۵، الطلاق، حاشیہ ۱)

چند مزید واقعات

۸۲۔ نسائی میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی گئی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے

ڈالی ہیں۔ حضورؐ یہ سن کر غصے میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ؟ ''کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جارہا ہے حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟'' اس حرکت پر حضورؐ کے غصے کی کیفیت دیکھ کر ایک شخص نے پوچھا کیا میں اسے قتل نہ کردوں؟

تخریج: اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ اَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ، قَالَ: اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا، فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ: أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاَنَا اَظْهُرِكُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا اَقْتُلُهُ؟(۹)

۸۳۔ بَانَتْ مِنْهُ بِثَلاثٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَبَقٰى تِسْعُ مِاَةٍ وَّسَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ ظُلْمًا وَّعُدْوَانًا، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَذَّبَهُ، وَاِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُ.

''عبدالرزاق نے حضرت عُبادہ بن الصّامت کے متعلق روایت نقل کی ہے کہ ان کے والد نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے ڈالیں، انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا، تین طلاقوں کے ذریعہ سے تو اللہ کی نافرمانی کے ساتھ وہ عورت اس سے جدا ہوگئی اور ۹۹۷ ظلم اور عدوان کے طور پر باقی رہ گئیں، جن پر اللہ چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو معاف کردے۔''

تخریج: ‹۱› عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَجُلاً طَلَّقَ امْرَأَتَهُ اَلْفًا، فَقَالَ: يَكْفِيكَ مِنْ ذٰلِكَ ثَلاثٌ، وَتَدَعُ تِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعِيْنَ.(۱۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے ڈالیں، ابن عباس نے جواب دیا کہ تجھے تین طلاقیں ہی کافی تھیں اور باقی ۹۹۷ رائیگاں گئیں۔

‹۲› نا ابْنُ صَاعِدٍ نا مُحَمَّدُ بْنُ زَنْبُوْرٍ نافُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، فَقَالَ: اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ اَلْفًا، قَالَ عَلِيٌّ: يُحْرِمُهَا عَلَيْكَ ثَلاثٌ، وَسَائِرُهُنَّ اَقْسِمْهُنَّ بَيْنَ نِسَائِكَ.(۱۱)

ترجمہ: حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، تین طلاقوں نے اس عورت کو تم پر حرام کردیا ہے اور باقی کو تو اپنی بیویوں میں تقسیم کرتا رہ۔

‹۳› اَخْرَجَهُ عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ اَبَاهُ طَلَّقَ امْرَأَةً لَّهُ اَلْفَ تَطْلِيقَةٍ، فَانْطَلَقَ عُبَادَةُ، فَسَاَلَهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ: بَانَتْ بِثَلاثٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَبَقٰى تِسْعُ مِائَةٍ وَسَبْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ عُدْوَانٌ وَظُلْمٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَذَّبَهُ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَلَهُ.(۱۲)

ترجمہ : عبادہ بن صامت کا بیان ہے کہ اس کے والد نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے ڈالیں۔ عبادہ چلے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کرتے ہوئے وہ تین طلاقوں سے تجھ سے جدا ہوگئی اور ۹۹۷ ظلم وزیادتی ہیں، اب اگر اللہ چاہے تو اس کی اسے سزا دے اور چاہے تو معاف فرمادے۔

المصنف کے اصل نسخہ میں روایت کا متن:

﴿۴﴾عَبۡدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: اَخۡبَرَنَا یَحۡیٰ بۡنُ الۡعَلَاءِ، عَنۡ عُبَیۡدِاللّٰہِ بۡنِ الۡوَلِیۡدِ الۡعَجۡلِیِّ، عَنۡ اِبۡرَاھِیۡمَ، عَنۡ دَاوٗدَ بۡنِ عُبَادَۃَ ابۡنِ الصَّامِتِ، قَالَ: طَلَّقَ جَدِّیۡ امۡرَأَۃً لَّہٗ اَلۡفَ تَطۡلِیۡقَۃٍ فَانۡطَلَقَ اَبِیۡ اِلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَمَا اتَّقَی اللّٰہَ جَدُّکَ، اَمَّا ثَلَاثٌ فَلَہٗ وَاَمَّا تِسۡعُ مِائَۃٍ وَسَبۡعَۃٌ وَتِسۡعُوۡنَ فَعُدۡوَانٌ وَظُلۡمٌ، اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ عَذَّبَہٗ وَاِنۡ شَآءَ غَفَرَ لَہٗ. (۱۳)

ترجمہ : عبادہ بن صامت نے بتایا کہ ان کے دادا نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے ڈالیں۔ میرے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آپ نے بیان کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے دادا کو خدا کا خوف نہ ہوا؟ تین طلاقوں کی گنجایش تو اس کے لیے تھی باقی ۹۹۷ ظلم وزیادتی ہے، اگر اللہ چاہے تو اسے سزا دے اور اگر چاہے تو معاف فرمادے۔

سنن دار قطنی نے اس کا متن مندرجہ ذیل نقل کیا ہے:

﴿۵﴾عَنۡ اِبۡرَاھِیۡمَ بۡنِ عُبَیۡدِاللّٰہِ بۡنِ عُبَادَۃَ الصَّامِتِ، عَنۡ اَبِیۡہِ، عَنۡ جَدِّہٖ قَالَ: طَلَّقَ بَعۡضُ اٰبَائِیۡ امۡرَأَتَہٗ اَلۡفًا، فَانۡطَلَقَ بَنُوۡہُ اِلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالُوۡا یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ! اِنَّ اَبَانَا طَلَّقَ اُمَّنَا اَلۡفًا، فَھَلۡ لَہٗ مِنۡ مَّخۡرَجٍ؟ فَقَالَ: اِنَّ اَبَاکُمۡ لَمۡ یَتَّقِ اللّٰہَ فَیَجۡعَلَ لَہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ مَخۡرَجاً، بَانَتۡ مِنۡہُ بِثَلَاثٍ عَلٰی غَیۡرِ السُّنَّۃِ، وَتِسۡعُ مِائَۃٍ وَسَبۡعَۃٌ وَتِسۡعُوۡنَ اِثۡمٌ فِیۡ عُنُقِہٖ. (۱٤)

—— رُوَّاتُہٗ مَجۡھُوۡلُوۡنَ وَضُعَفاً اِلَّا شَیۡخُنَا وَابۡنُ عَبۡدِ الۡبَاقِیۡ۔

ترجمہ : عبادہ بن صامت سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میرے کسی بزرگ نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دیں، ان کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا پہنچے اور عرض کیا، اے رسول خداؐ! ہمارے باپ نے ہماری ماں کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں، کیا اب ان کے لیے اس مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارے باپ نے خدا کا خوف بھی نہ کیا کہ وہ اس کے معاملہ میں کوئی راستہ نکالتا۔ تین طلاقوں سے تو وہ جدا ہوگئی مگر غیر مسنون طریقہ سے اور باقی ۹۹۷ بطور گناہ اس کی گردن پر ہے۔

﴿۶﴾عَنۡ سَعِیۡدِ ابۡنِ جُبَیۡرٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی ابۡنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: اِنِّیۡ طَلَّقۡتُ امۡرَأَتِیۡ اَلۡفًا، قَالَ: اَمَّا ثَلَاثٌ فَتَحۡرُمُ عَلَیۡکَ امۡرَأَتُکَ، وَبَقِیَّتُھُنَّ وِزۡرٌ اتَّخَذۡتَ اٰیَاتِ اللّٰہِ ھُزُوًا. (۱۵)

ترجمہ : سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ابن عباس کے پاس ایک آدمی آیا اور بولا کہ میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے ڈالی

ہیں، ابن عباس نے جواب دیا کہ تین طلاقوں کی وجہ سے تو تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی ہے اور باقی گناہ کا بوجھ۔ تو نے اللہ کے احکام (آیات) کا مذاق اڑایا ہے۔

ایک روایت میں ہے :

﴿۷﴾فَقَالَ سَعِیْدٌ:سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ، طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةً فَقَالَ: ثَلَاثٌ تَحْرَمُ عَلَیْکَ امْرَأَتُکَ سَائِرُهُنَّ وِزْرٌ اِتَّخَذْتَ اٰیَاتِ اللّٰهِ هُزُواً. (١٦)

ترجمہ : سعید کہتے ہیں کہ ابن عباس سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی تھیں، فرمایا تین طلاقوں نے تو تجھ پر اسے حرام کر دیا ہے اور باقی گناہ ہیں، اس لیے کہ تو نے آیات الٰہی کو مذاق بنایا تھا۔

﴿۸﴾عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةً، قَالَ: عَصَیْتَ رَبَّکَ وَفَارَقْتَ امْرَأَتُکَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰهَ فَیَجْعَلُ لَکَ مَخْرَجًا. (١٧)

ترجمہ : ابن عباس سے ایسے آدمی کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے ڈالی تھیں، ابن عباس نے جواب دیا کہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی ہے۔ تو نے خدا خوفی سے کام نہیں لیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے کوئی راستہ پیدا فرماتا۔

﴿۹﴾عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ:جَآءَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ:اِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِیْ مِائَةً، قَالَ: بَانَتْ مِنْکَ بِثَلَاثٍ وَسَائِرُهُنَّ مَعْصِیَةٌ.

ترجمہ : علقمہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی ابن عباس کی خدمت میں آیا اور بولا کہ میں نے اپنی اہلیہ کو سو طلاقیں دے ڈالی ہیں۔ جواب میں ابن عباس نے فرمایا تین طلاقوں کی وجہ سے وہ تجھ سے جدا ہوگئی اور باقی معصیت ہیں۔

ایک دوسری روایت میں، جو انہی سے مروی ہے منقول ہے:

﴿۱۰﴾قَالَ: بَانَتْ بِثَلَاثٍ وَسَائِرُ ذٰلِکَ عُدْوَانٌ. (١٨)

۸٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر کے قصے کی جو تفصیل دارقُطنی اور ابن ابی شیبہ میں روایت ہوئی ہے اس میں ایک بات یہ ہے کہ حضورؐ نے جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بیوی سے رجوع کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے پوچھا، اگر میں اس کو تین طلاق دے دیتا تو کیا پھر بھی میں رجوع کر سکتا تھا؟ حضورؐ نے جواب دیا: لَا کَانَتْ تَبِیْنُ مِنْكَ وَ کَانَتْ مَعْصِیَةً۔ ''نہیں، وہ تجھ سے جدا ہو جاتی اور یہ فعل معصیت ہوتا۔'' (ایک روایت میں آپ کے الفاظ یہ ہیں کہ اِذاً قَدْ عَصَیْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ۔ اگر تم ایسا کرتے تو اپنے رب کی نافرمانی کرتے اور تمہاری بیوی تم سے جدا ہو جاتی)۔

تشریح : طلاق دینے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے کہ جونہی میاں بیوی میں کوئی جھگڑا ہو فوراً ہی غصے میں آ کر طلاق دے ڈالی، اور نکاح کا جھٹکا اس طرح کیا کہ رجوع کی گنجایش بھی نہ چھوڑی۔ بلکہ جب بیویوں کو طلاق دینا ہو تو ان کی عدّت کے لیے دیا کرو۔ جس مدخولہ عورت کو حیض آتا ہو اس کی عدت طلاق کے بعد تین مرتبہ حیض آنا ہے۔ اس حکم کو نگاہ میں رکھ کر دیکھا جائے تو عدت کا آغاز کرنے کے لیے طلاق دینے کی صورت لازماً یہی ہو سکتی ہے کہ عورت کو حالت حیض میں طلاق نہ دی جائے کیونکہ اس کی عدت اس حیض سے شروع نہیں ہو سکتی جس میں اسے طلاق دی گئی ہو اور اس حالت میں طلاق کے معنی یہ ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے حکم کے خلاف عورت کی عدت تین حیض کے بجائے چار حیض بن جائے۔ مزید برآں اس حکم کا تقاضا یہ بھی ہے کہ عورت کو اس طُہر میں طلاق نہ دی جائے جس میں شوہر اس سے مباشرت کر چکا ہو، کیونکہ اس صورت میں طلاق دیتے وقت شوہر اور بیوی دونوں میں سے کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آیا مباشرت کے نتیجے میں کوئی حمل قرار پا گیا ہے یا نہیں، اس وجہ سے عدت کا آغاز نہ اس مفروضے پر کیا جا سکتا ہے کہ یہ عدت آیندہ حیضوں کے اعتبار سے ہوگی اور نہ اس مفروضے پر کیا جا سکتا ہے کہ یہ حاملہ عورت کی عدت ہوگی۔ پس یہ حکم بیک وقت دو باتوں کا مقتضی ہے۔ ایک یہ کہ حیض کی حالت میں طلاق نہ دی جائے۔ دوسرے یہ کہ طلاق یا تو اس طہر میں دی جائے جس میں مباشرت نہ کی گئی ہو، یا پھر اس حالت میں دی جائے جب کہ عورت کا حاملہ ہونا معلوم ہو۔ غور کیا جائے تو محسوس ہوگا کہ طلاق پر یہ قیدیں لگانے میں بہت بڑی مصلحتیں ہیں۔ حیض کی حالت میں طلاق نہ دینے کی مصلحت یہ ہے کہ یہ وہ حالت ہوتی ہے جس میں عورت اور مرد کے درمیان مباشرت ممنوع ہونے کی وجہ سے ایک طرح کا بعد پیدا ہو جاتا ہے اور طبّی حیثیت سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اس حالت میں عورت کا مزاج معمول پر نہیں رہتا۔ اس لیے اگر اس وقت دونوں کے درمیان کوئی جھگڑا ہو جائے تو عورت اور مرد دونوں اسے رفع کرنے کے معاملہ میں ایک حد تک بے بس ہوتے ہیں اور جھگڑے سے طلاق تک نوبت پہنچانے کے بجائے اگر عورت کے حیض سے فارغ ہونے تک انتظار کر لیا جائے تو اس امر کا کافی امکان ہوتا ہے کہ عورت کا مزاج بھی معمول پر آ جائے اور دونوں کے درمیان فطرت نے جو طبعی کشش رکھی ہے وہ بھی اپنا کام کر کے دونوں کو پھر سے جوڑ دے۔ اسی طرح جس طہر میں مباشرت کی جا چکی ہو اس میں طلاق کے ممنوع ہونے کی مصلحت یہ ہے کہ اس زمانے میں اگر حمل قرار پا جائے تو مرد اور عورت دونوں میں سے کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہو سکتا، اس لیے وہ وقت طلاق دینے کے لیے موزوں نہیں ہے۔ حمل کا علم ہو جانے کی صورت میں تو مرد بھی دس مرتبہ سوچے گا کہ جس عورت کے پیٹ میں اس کا بچہ پرورش پا رہا ہے اسے طلاق دے یا نہ دے، اور عورت بھی اپنے اور اپنے بچے کے مستقبل کا خیال کر کے شوہر کی ناراضی کے اسباب دور کرنے کی پوری کوشش کرے گی۔ لیکن اندھیرے میں بے سوچے سمجھے تیر چلا بیٹھنے کے بعد اگر معلوم ہو کہ حمل قرار پا چکا تھا، تو دونوں کو پچھتانا پڑے گا۔

یہ باتیں ان مدخولہ عورتوں کے بارے میں تھیں جن کو حیض آتا ہو اور جن کے حاملہ ہونے کا امکان ہو۔ دوسری بات جو احادیث بالا سے واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاق دے کر ہمیشہ کی علیحدگی کے لیے طلاق نہ دے بیٹھو بلکہ ایک یا حد سے حد دو طلاقیں دے کر عدت تک انتظار کرو تا کہ اس مدت میں ہر وقت تمہارے لیے رجوع کی گنجایش باقی رہے۔ یہ حکم ان مدخولہ عورتوں کے معاملے میں بھی مفید ہے جن کو حیض آتا ہو اور ان کے معاملہ میں بھی مفید ہے جن کو حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا جنھیں حیض آنا شروع نہ ہوا ہو، یا جن کا طلاق کے وقت حاملہ ہونا معلوم ہو۔ اس حکم کی پیروی کی جائے تو کسی شخص کو بھی

طلاق دے کر پچھتانا نہ پڑے، کیونکہ اس طرح طلاق دینے سے عدت کے اندر رجوع بھی ہوسکتا ہے اور عدت گزر جانے کے بعد بھی یہ ممکن رہتا ہے کہ سابق میاں بیوی پھر باہم رشتہ جوڑنا چاہیں تو از سرنو نکاح کرلیں۔

ابن عباسؓ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "طلاق حیض کی حالت میں نہ دے، اور نہ اس طہر میں دے جس کے اندر شوہر مباشرت کر چکا ہو بلکہ اسے چھوڑے رکھے یہاں تک کہ حیض سے فارغ ہو کر وہ طاہر ہو جائے۔ پھر اسے ایک طلاق دے دے۔ اس صورت میں اگر وہ رجوع نہ بھی کرے اور عدت گزر جائے تو وہ صرف ایک ہی طلاق سے جدا ہوگی۔" (ابن جریر) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں "عدت والی طلاق یہ ہے کہ طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر طلاق دی جائے۔" عکرمہ اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ "طلاق اس حالت میں دے کہ عورت کا حاملہ ہونا معلوم ہو اور اس حالت میں نہ دے کہ وہ اس سے مباشرت کر چکا ہو اور کچھ پتہ نہ ہو کہ وہ حاملہ ہوگئی ہے یا نہیں" (ابن کثیر)۔ حضرت حسن بصری اور ابن سیرین دونوں کہتے ہیں کہ طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر طلاق دی جائے یا پھر اس حالت میں دی جائے جب کہ حمل ظاہر ہو چکا ہو۔ (ابن جریر)

صحابہ کرام سے اس بارے میں جو فتاویٰ منقول ہیں وہ بھی حضورؐ کے مندرجہ بالا ارشادات سے مطابقت رکھتے ہیں۔ مؤطا میں ہے کہ ایک شخص نے آکر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دے ڈالی ہیں۔ ابن مسعودؓ نے پوچھا پھر اس پر تمہیں کیا فتویٰ دیا گیا؟ اس نے عرض کیا "مجھ سے کہا گیا ہے کہ عورت مجھ سے جدا ہوگئی۔" آپ نے فرمایا صَدَقُوْا، هُوَ مِثْلُ مَا يَقُوْلُوْنَ، "لوگوں نے سچ کہا، مسئلہ یہی ہے کہ جو وہ بیان کرتے ہیں۔" عبدالرزاق نے علقمہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے ابن مسعودؓ سے کہا میں نے اپنی بیوی کو ۹۹ طلاقیں دے ڈالی ہیں۔ انہوں نے فرمایا ثَلَاثٌ بَيْنَهَا وَسَائِرُهُنَّ عُدْوَانٌ "تین طلاقیں اسے جدا کرتی ہیں اور باقی سب زیادتیاں ہیں۔" وکیع بن الجراح نے اپنی سنن میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا یہ مسلک نقل کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ سے ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ میں اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے بیٹھا ہوں انہوں نے فرمایا بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ "وہ تین طلاقوں سے تجھ سے جدا ہوگئی۔" ایسا ہی واقعہ حضرت علیؓ کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے جواب دیا بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَاقْسِمْ سَائِرَهُنَّ عَلٰى نِسَائِكَ۔ "تین طلاقوں سے تو وہ تجھ سے جدا ہوگئی، باقی طلاقوں کو اپنی دوسری عورتوں پر تقسیم کرتا پھر۔" ابوداؤد اور ابن جریر نے تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ مجاہد کی روایت نقل کی ہے کہ وہ ابن عباسؓ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے بیٹھا ہوں۔ ابن عباس سن کر خاموش رہے، حتیٰ کہ میں نے خیال کیا شاید یہ اس کی بیوی کو اس کی طرف پلٹا دینے والے ہیں، پھر انہوں نے فرمایا "تم میں سے ایک شخص پہلے طلاق دینے میں حماقت کا ارتکاب کر گزرتا ہے، اس کے بعد آکر کہتا ہے یا ابن عباس یا ابن عباس! حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دے گا اور تو نے اللہ سے تقویٰ نہیں کیا، اب میں تیرے لیے کوئی راستہ نہیں پاتا، تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی۔" ایک اور روایت جسے مؤطا اور تفسیر ابن جریر میں کچھ لفظی فرق کے ساتھ مجاہد ہی سے نقل کیا گیا ہے، اس میں یہ ذکر ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیں۔ پھر ابن عباس سے مسئلہ پوچھا، انہوں نے جواب دیا "تین طلاقوں سے تو وہ تجھ سے جدا ہوگئی، باقی ۹۷ سے تو نے اللہ کی آیات کو کھیل بنایا۔" یہ

مؤطا کے الفاظ ہیں۔ابن جریر میں ابن عباس کے جواب کے الفاظ یہ ہیں ’’تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی اور تو نے اللہ کا خوف نہیں کیا کہ وہ تیرے لیے اس مشکل سے نکلنے کا راستہ پیدا کرتا‘‘ امام طحاوی نے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص ابن عباسؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے ڈالی ہیں، انہوں نے جواب دیا اِنَّ عَمَّكَ عَصَى اللّٰهَ فَاَثِمَ وَاَطَاعَ الشَّيْطَانَ فَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔ ’’تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی اور گناہ کا ارتکاب کیا اور شیطان کی پیروی کی۔اللہ نے اس کے لیے اس مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں رکھا ہے۔‘‘ ابوداؤد اور مؤطا میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو خلوت سے پہلے تین طلاقیں دے دیں، پھر اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہا اور فتویٰ پوچھنے نکلا۔حدیث کے راوی محمد بن ایاس بن بکیر کہتے ہیں کہ میں اس کے ساتھ ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، دونوں کا جواب یہ تھا اِنَّكَ اَرْسَلْتَ مَا كَانَ مِنْ يَّدِكَ مَا كَانَ مِنْ فَضْلٍ۔ ’’تیرے لیے جو گنجایش تھی تو نے اسے اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا۔‘‘ زَمَخْشَرِی نے کشاف میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس جو شخص بھی ایسا آتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہوں اسے وہ مارتے تھے اور اس کی طلاقوں کو نافذ کر دیتے تھے۔سعید بن منصور نے یہی بات صحیح سند کے ساتھ حضرت انس کی روایت سے نقل کی ہے۔اس معاملہ میں صحابہ کرام کی عام رائے جسے ابن ابی شیبہ اور امام محمد نے ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، یہ تھی کہ اِنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يُّطَلِّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ يَتْرُكُهَا حَتّٰى تَحِيْضَ ثَلَاثَةَ حِيَضٍ۔ ’’صحابہ رضی اللہ عنہم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ آدمی بیوی کو صرف ایک طلاق دے دے اور اس کو چھوڑے رکھے یہاں تک کہ اسے تین حیض آجائیں۔‘‘ یہ ابن ابی شیبہ کے الفاظ ہیں اور امام محمد کے الفاظ یہ ہیں: ’’كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ لَّا تَزِيْدُوْا فِي الطَّلَاقِ عَلٰى وَاحِدَةٍ حَتّٰى تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ‘‘ ’’ان کو پسند یہ طریقہ تھا کہ طلاق کے معاملہ میں ایک سے زیادہ نہ بڑھیں یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے۔‘‘

فقہاءِ اسلام کے نزدیک طلاق کی قسمیں

ان احادیث و آثار کی مدد سے فقہاء اسلام نے جو مفصل قانون مرتب کیا ہے اسے ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں:

حنفیہ طلاق کی تین قسمیں قرار دیتے ہیں: احسن، حسن اور بدعی۔احسن طلاق یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو ایسے طہر میں جس کے اندر اس نے مجامعت نہ کی ہو، صرف ایک طلاق دے کر عدت گزر جاتے دے۔حسن یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک ایک طلاق دے۔اس صورت میں تین طہروں میں تین طلاق دینا بھی سنت کے خلاف نہیں ہے۔اگرچہ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔اور طلاق بدعت یہ ہے کہ آدمی بیک وقت تین طلاق دے دے، یا ایک ہی طہر کے اندر الگ الگ اوقات میں تین طلاق دے، یا حیض کی حالت میں طلاق دے، یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں وہ مباشرت کر چکا ہو، ان میں سے جو فعل بھی وہ کرے گا گناہ گار ہوگا۔یہ تو ہے حکم ایسی مدخولہ عورت کا جسے حیض آتا ہو۔رہی غیر مدخولہ عورت تو اسے سنت کے مطابق طہر اور حیض دونوں حالتوں میں طلاق دی جاسکتی ہے اور اگر عورت ایسی مدخولہ ہو جسے حیض آنا بند ہو گیا ہو یا ابھی آنا شروع ہی نہ ہوا ہو تو اسے مباشرت کے بعد بھی طلاق دی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کے حاملہ ہونے کا امکان نہیں ہے اور اگر عورت حاملہ ہو تو اسے مباشرت کے بعد بھی طلاق دی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کا حاملہ ہونا پہلے ہی معلوم ہے۔

لیکن ان تینوں قسم کی عورتوں کو سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک مہینہ بعد طلاق دی جائے اور احسن یہ ہے کہ صرف ایک طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ (ہدایہ، فتح القدیر، احکام القرآن للجصاص، عمدۃ القاری)

امام مالکؒ کے نزدیک بھی طلاق کی تین قسمیں ہیں: سنی، بدعی مکروہ، اور بدعی حرام۔ سنت کے مطابق طلاق یہ ہے کہ مدخولہ عورت کو جسے حیض آتا ہو طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر صرف ایک طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ بدعی مکروہ یہ ہے کہ ایسے طہر کی حالت میں طلاق دی جائے جس میں آدمی مباشرت کر چکا ہو، یا مباشرت کیے بغیر ایک طہر میں ایک سے زیادہ طلاقیں دے ڈالی جائیں یا عدت کے اندر الگ الگ طُہروں میں تین طلاقیں دی جائیں یا بیک وقت تین طلاقیں دے ڈالی جائیں۔ اور بدعی حرام یہ ہے کہ حیض کی حالت میں طلاق دی جائے۔

(حاشیہ الدسوقی علیٰ الشرح الکبیر، احکام القرآن لابن العربی)

امام احمد بن حنبلؒ کا معتبر مذہب یہ ہے جس پر جمہور حنابلہ کا اتفاق ہے: مدخولہ عورت کو حیض آتا ہو اسے سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر اسے طلاق دی جائے پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔ لیکن اگر اسے تین طہروں میں تین الگ الگ طلاقیں دی جائیں یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے دی جائیں، یا بیک وقت تین طلاقیں دے ڈالی جائیں یا حیض کی حالت میں طلاق دی جائے، یا ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں مباشرت کی گئی ہو اور عورت کا حاملہ ہونا ظاہر نہ ہو، تو یہ سب طلاق بدعت اور حرام ہیں۔ لیکن اگر عورت غیر مدخولہ ہو یا ایسی مدخولہ ہو جسے حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا ابھی حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو، یا حاملہ ہو تو اس کے معاملے میں نہ وقت کے لحاظ سے سنت و بدعت کا کوئی فرق ہے نہ تعداد کے لحاظ سے۔ (الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف علی مذہب احمد بن حنبلؒ)

امام شافعیؒ کے نزدیک طلاق کے معاملہ میں سنت اور بدعت کا فرق صرف وقت کے لحاظ سے ہے نہ کہ تعداد کے لحاظ سے۔ یعنی مدخولہ عورت جس کو حیض آتا ہو، اسے حیض کی حالت میں طلاق دینا، یا جو حاملہ ہوسکتی ہو اسے ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں مباشرت کی جا چکی ہو اور عورت کا حاملہ ہونا ظاہر نہ ہوا ہو، بدعت اور حرام ہے۔ رہی طلاقوں کی تعداد، تو خواہ بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں، یا ایک ہی طہر میں دی جائیں، یا الگ الگ طہروں میں دی جائیں، بہر حال یہ سنت کے خلاف نہیں ہے۔ اور غیر مدخولہ عورت، یا ایسی عورت جسے حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا حیض آیا ہی نہ ہو، یا جس کا حاملہ ہونا ظاہر ہو چکا ہو، اس کے معاملہ میں سنت اور بدعت کا کوئی فرق نہیں ہے۔ (مغنی المحتاج)

حلالہ ـــــ سازشی نکاح

۸۵۔ لَاحَتّٰی يَذُوْقَ الْاٰخَرُ مِنْ عُسَيْلَتِهَا مَاذَاقَ الْاَوَّلُ.

''رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، پھر اس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا، اور اس دوسرے شوہر کے ساتھ اس کی خلوت بھی ہوئی مگر مباشرت نہیں ہوئی، پھر اس نے اسے طلاق دے دی، اب کیا اس عورت کا اپنے سابق شوہر سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا: ''نہیں جب تک کہ دوسرا شوہر اس سے اسی طرف لطف اندوز نہ ہو چکا ہو جس طرح پہلا شوہر ہوا تھا۔''

تخریج:〈۱〉 عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ (يَعْنِي ثَلَاثًا) فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ، فَدَخَلَ بِهَا، ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ اَیْ يُوَاقِعَهَا، أَتَحِلُّ لِزَوْجِهَا الاَوَّلِ؟ قَالَتْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : لَاتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ حَتّٰى تَذُوْقَ عُسَيْلَةَ الْاٰخَرِ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا.(۱۹)

〈۲〉 عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ تَكُوْنُ لَهُ الْمَرْأَةُ يُطَلِّقُهَا، ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا رَجُلٌ اٰخَرُ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا، فَتَرْجِعُ اِلٰى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ؟ قَالَ: لَا، حَتّٰى تَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ.(۲۰)

〈۳〉 عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ، طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ اٰخَرُ، فَطَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا هَلْ يَصْلُحُ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ:لَا، حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا.(۲۱)

〈۴〉حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَتَزَوَّجَتْ، فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ؟ قَالَ:لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ.(۲۲)

مسلم میں روایت کے الفاظ:

〈۵〉 عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ يَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ، فَيُطَلِّقُهَا، فَتَتَزَوَّجُ رَجُلًا آخَرَ، فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا أَتَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ؟ قَالَ:لَا، حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا.

ایک روایت میں ہے:

〈۶〉لَاحَتّٰى يَذُوْقَ الْاٰخَرُ مِنْ عُسَيْلَتِهَا مَا ذَاقَ الْاَوَّلُ. (۲۳)

〈۷〉 عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ : سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَيَتَزَوَّجُهَا اٰخَرُ، فَيُغْلَقُ الْبَابُ وَيُرْخَى السِّتْرُ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا هَلْ تَحِلُّ لِلْاَوَّلِ؟ قَالَ: لَا، حَتّٰى يَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ.(۲۴)

مسند احمد میں حضرت انسؓ سے مروی روایت کے آخر میں ہے:

〈۸〉فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا، حَتّٰى يَكُوْنَ الْاٰخَرُ قَدْ ذَاقَ مِنْ عُسَيْلَتِهَا وَذَاقَتْ مِنْ عُسَيْلَتِهِ.(۲۵)

〈۹〉عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لَاتَحِلُّ لِزَوْجِهَا الاَوَّلِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَيُخَالِطَهَا وَيَذُوْقَ مِنْ عُسَيْلَتِهَا.(۲۶)

〈۱۰〉 عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ کَانَتْ تَحْتَهٗ امْرَأَةٌ فَطَلَّقَهَا ثَلاثًا، فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهٗ رَجُلٌ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بِهَا، اَتَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا، حَتّٰی یَذُوْقَ الْاٰخَرُ مَاذَاقَ الْاَوَّلُ مِنْ عُسَیْلَتِهَا وَذَاقَتْ مِنْ عُسَیْلَتِهٖ.(۲۷)

تشریح : نبی ﷺ نے صاف تصریح فرمادی ہے کہ تحلیل کے لیے محض نکاحِ تزویج کافی نہیں ہے بلکہ عورت اس وقت تک پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہو سکتی جب تک کہ دوسرا شوہر اس سے لطفِ صحبت حاصل نہ کر لے۔

(حقوق الزوجین، اصل دوم: طلاق...)

احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص محض اپنی مطلقہ بیوی کو اپنے لیے حلال کرنے کی خاطر کسی سے سازش کے طور پر اس کا نکاح کرائے اور پہلے سے یہ طے کرے کہ وہ نکاح کے بعد اسے طلاق دے دے گا تو یہ سراسر ایک ناجائز فعل ہے۔ ایسا نکاح، نکاح نہ ہوگا، بلکہ محض ایک بدکاری ہوگی اور ایسے سازشی نکاح و طلاق سے عورت ہرگز اپنے سابق شوہر کے لیے حلال نہ ہوگی۔ (تفہیم القرآن ج ۱، البقرہ، حاشیہ: ۲۵۳)

۸۶۔ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ.

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے تحلیل کرنے والے اور تحلیل کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔'' (ترمذی، نسائی)

تخریج: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ، ثَنَا زُهَیْرٌ، حَدَّثَنِیْ اِسْمَاعِیْلُ عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِسْمَاعِیْلُ: وَاُرَاهُ قَدْ رَفَعَهٗ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ۔(۲۸)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ.(۲۹)

—— هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔ وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا الْحَدِیْثُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ۔ وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ وَغَیْرُهُمْ وَهُوَ قَوْلُ الْفُقَهَاءِ مِنَ التَّابِعِیْنَ وَبِهٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ۔

کرائے کا سانڈ

۸۷۔ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِالتَّیْسِ الْمُسْتَعَارِ؟ هُوَالْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ.

''حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا، کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کرائے کا سانڈ کون ہوتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیں! فرمایا، وہ تحلیل کرنے والا ہے۔ خدا کی لعنت ہے تحلیل کرنے والے پر بھی اور اس شخص پر بھی جس کے لیے تحلیل کی جائے۔'' (ابن ماجہ، دارقطنی)

تخریج : حَدَّثَنَا یَحْیٰ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحِ الْمِصْرِیُّ. ثَنَا اَبِیْ، قَالَ سَمِعْتُ اللَّیْثَ بْنَ سَعْدٍ یَقُوْلُ:

قَالَ لِی اَبُو مُصْعَبٍ مِشْرَحُ بْنُ هَاعَانِ، قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلَااُخْبِرُکُم بِالتَّیْسِ الْمُسْتَعَارِ؟ قَالُوْا: بَلٰی! یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: هُوَ الْمُحَلِّلُ، لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ. (۳۰)

تشریح : گویا کہ سازشی نکاح، جس میں پہلے سے یہ طے شدہ ہو کہ عورت کو سابق شوہر کے لیے حلال کرنے کی خاطر ایک آدمی اس سے نکاح کرے گا اور مباشرت کرنے کے بعد اسے طلاق دے دے گا۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ نکاح فاسد ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس سے تحلیل تو ہو جائے گی، مگر یہ فعل مکروہ تحریمی ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۵، الطلاق، حاشیہ:۱)

جو شخص اپنی مطلقہ عورت کو اپنے لیے حلال کرنے کی خاطر کسی سے اس کا نکاح کرائے اور جو اس غرض سے نکاح کرے، دونوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، اور ایسے شخص کو آپ تیس مستعار (کرائے کے سانڈ) سے تشبیہ دیتے ہیں۔ فی الواقع اس طرح کے نکاح اور زنا میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حیرت ان علماء پر ہوتی ہے جو اس صریح حرام اور نہایت شنیع اور شرمناک حیلے کا فتویٰ لوگوں کو دیتے ہیں۔ (حقوق الزوجین، اصل دوم: طلاق...)

ماٰخذ

(۱) مسلم ج۱ کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب الخلع والطلاق، باب من جعل الثلاث واحدة وما ورد فی خلاف ذلك۔☆ المصنف لعبدالرزاق ج٦۔ کتاب الطلاق باب المطلق ثلاثا۔ ☆دارقطنی ج ٤۔ص ٤٦ ☆المُستَدرك للحاكم ج٢۔ کتاب الطلاق مستدرك میں اناء ة هے۔

(۲) مسلم ج۱ کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث۔☆ابوداؤد ج۲۔ کتاب الطلاق باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث۔☆ نسائی ج٦۔ کتاب الطلاق باب طلاق الثلاث المتفرقة قبل الدخول بالزوجة۔ نسائی نے الم تعلم ان الثلاث کانت علی عهد رسول الله ﷺ وابی بکر وصدرا من خلافة عمر رضی الله عنهما ترد الی الواحدة: قال: نعم، نقل کیاهے۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب الخلع والطلاق باب من جعل الثلاث واحدة وماورد فی خلاف ذلك۔ ☆المصنَّف لعبدالرزاق ج٦۔ کتاب الطلاق باب المطلق ثلاثا۔☆دارقطنی ج ٤۔ص٤٧عن ابن عباس۔

(۳) مسلم ج۱۔ کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث۔ البینن الکبریٰ للبیهقی ج۷ کتاب الخلع والطلاق باب من جعل الثلاث واحدة وما ورد فی خلاف ذلك۔☆مصنف ابن ابی شیبة ج٥۔ کتاب الطلاق باب ماقالوا: اذا طلق امرأته ثلاثا قبل ان یدخل بها فهی واحدة۔ ☆دارقطنی ج٤۔ کتاب الطلاق۔ عن ابن عباس هناتك کی جگه هنیئاتك نقل کیاهے۔

(٤) ابوداؤد ج۲۔ کتاب الطلاق۔ باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث۔ ☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب الخلع والطلاق باب من جعل الثلاث واحدة وما ورد فی خلاف ذلك۔ بیهقی میں اجیزوهن علیهم هے۔

(٥) ابوداؤد ج۲۔ کتاب الطلاق باب فی البتة۔☆ السنن الکبری ج۷۔ کتاب الخلع والطلاق باب ماجاء فی کنایات الطلاق التی لایقع الطلاق بها الخ ☆المستدرك للحاکم ج۲۔ کتاب الطلاق باب الطلاق بما نوی به الطالق۔

(٦) ترمذی ج١ـ ابواب الطلاق و اللعان باب فی الرجل طلق امرأته البتة۔

(٧) ابوداؤد ج٢ـ کتاب الطلاق باب فی البتة۔☆ابن ماجه کتاب الطلاق باب طلاق البتة۔☆دارمی کتاب الطلاق باب٨فی الطلاق البتة۔☆السنن الکبریٰ ج٧ـ کتاب الخلع والطلاق باب ماجاء فی کنایات الطلاق التی لایقع الطلاق بها الخ۔ ☆المستدرك للحاکم ج٢ـ کتاب الطلاق باب الطلاق بما نوی به الطالق۔☆دارقطنی ج٢ـ ص ٣٤ ☆مصنف ابنِ ابی شیبة ج٥ـ کتاب الطلاق باب ماقالوا فی الرجل یطلق امرأته البتة۔

(٨) السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧ـ کتاب الخلع والطلاق باب الاختیار للزوج ان لایطلق الا واحدة۔

(٩) نسائی ج٦ کتاب الطلاق، الثلاث المجموعة ومافیه من التغلیظ۔

(١٠) دارقطنی ج٤ـ کتاب الطلاق۔☆السنن الکبریٰ ج٧ـ کتاب الخلع والطلاق باب من جعل الثلاث واحدة وماورد فی ذلك۔☆المصنف لعبدالرزاق ج٦ـ کتاب الطلاق باب المطلق ثلاثا۔

(١١) دارقطنی ج٤ـ کتاب الطلاق والخلع والإیلاء وغیره، حدیث٥٦ـ☆السنن الکبری ج٧ـ کتاب الخلع والطلاق باب ماجاء فی امضاء الطلاق الثلاث وان کن مجموعات۔☆مصنف ابن ابی شیبة ج٥ـ کتاب الطلاق فی الرجل یطلق امرأته مائة او الفاً فی قول واحد۔

(١٢) المصنف لعبدالرزاق بحواله روح المعانی جز ٢٨ـ سورة الطلاق۔

(١٣) المصنف لعبدالرزاق ج٦ـ کتاب الطلاق باب المطلق ثلاثا۔ ابراهیم بن عبید الله ضعیف ذکره ابن حجر فی اللسان۔☆مجمع الزوائد ج٤ـ کتاب الطلاق باب فیمن طلق اکثر من ثلاث۔

(١٤) دارقطنی ج٤ـ ص ٢٠ ☆مجمع الزوائد ج٤ـ ص٣٣٨ـ

(١٥) دارقطنی ج٤ـ کتاب الطلاق۔☆المصنف لعبد الرزاق ج٦ـ کتاب الطلاق باب المطلق ثلاثا۔

(١٦) دارقطنی ج٤ـ کتاب الطلاق۔☆مؤطا امام مالك کتاب الطلاق باب ماجاء فی البتة۔

(١٧) دارقطنی ج٤ـ کتاب الطلاق۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧ـ کتاب الخلع والطلاق۔

(١٨) السنن الکبریٰ للبیهقی ج٧ـ کتاب الخلع والطلاق باب الاختیار للزوج ان لایطلق الا واحدة حدیث۔١٤٩٤٨☆ مصنف ابنِ ابی شیبة ج٥ـ کتاب الطلاق باب فی الرجل یطلق امرأته مائة او الفاً فی قول واحد۔

(١٩) ابوداؤد ج٢ـ کتاب الطلاق باب المبتوتة لایرجع الیها زوجها حتی تنکح غیره۔☆ترمذی ابواب النکاح ج١ـ باب ماجاء فیمن یطلق امرأته ثلاثا فیتزوجها آخر فیطلقها قبل ان یدخل بها۔ حدیث عائشة حدیث حسن صحیح۔ ☆مسند احمد ج٦ـ عن عائشہؓ۔☆ ابنِ کثیر ج١ـ عن عائشہؓ۔

(٢٠) نسائی کتاب الطلاق ج٦ـ باب١ حلال المطلقة ثلاثا والنکاح الذی یحلها به۔☆ابنِ ماجه کتاب النکاح باب الرجل یطلق امرأته ثلاثا فتزوج فیطلقها قبل ان یدخل بها، اترجع الی الاول۔

(٢١) مؤطا امام مالك ج٢ـ کتاب النکاح، نکاح المُحَلِّل وما اشبه۔☆ابن کثیر ج١ـ ص٢٧٨ـ

(٢٢) بخاری ج٢ـ کتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث لقول الله تعالی الطلاق مرتان الخ۔☆مسلم ج٢ کتاب النکاح باب لاتحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتی تنکح زوجا غیره ویطأ ها ثم یفارقها وتنقضی عدتها۔☆ السنن الکبری ج٧ـ کتاب الخلع والطلاق باب الاختیارللزوج ان لایطلق الاواحدة۔☆ ابن کثیر ج١ص٢٨٧☆کنز العمال ج٩ـ ص٦٥٧ـ

(٢٣) مسلم ج٢، كتاب النكاح، باب لاتحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتى تنكح زوجا غيره ويطأها ثم يفارقها وتنقضى عدتها۔ مسند احمد ج٢۔ص١٩٣عن عائشة۔

(٢٤) مسند احمد ج٢۔ص٢٥،٦٢،٨٥ عن ابن عمر۔

(٢٥) مسند احمدج٣۔ص٢٨٤ ج٦۔ص٩٦عن عائشةؓ۔☆مصنف ابن ابى شيبه ج٢۔٤۔ص٢٧٥عن ابن عمرؓ۔☆نسائى كتاب النكاح ج٦۔ باب احلال المطلقة ثلاثا والنكاح الذى يحلها به۔

(٢٦) الطبرانى وابويعلى بحواله مجمع الزوائد ج٤۔كتاب الطلاق باب متى تحل المبتوتة۔☆مصنف ابنِ ابى شيبة ج٢۔٤ ث٢٧٥ عن ابن عمرؓ۔

(٢٧) مسند احمد ج٣۔ص٢٨٤ عن انس البزار ابويعلى بحواله مجمع الزوائد ج٤۔ص٣٥٠☆مصنف ابنِ ابى شَيبة ج٢۔٤۔ص٢٧٥ عن انس۔

(٢٨) ابوداؤد كتاب النكاح باب فى التحليل۔☆ترمذى ابواب النكاح باب ماجاء فى المحلل والمحلل له۔

(٢٩) نسائى كتاب النكاح ج٦۔ باب احلال المطلقة ثلاثا ومافيه من التغليظ۔ عن عبدؓالله بن مسعود۔☆ ابنِ ماجه كتاب النكاح باب المحلِّل والمحلل لهٗ۔ عن عقبة بن عامرؓ۔☆دارمى كتاب النكاح باب ٥٣ فى النهى عن التحليل۔ عن عبداللهؓ بن مسعود۔ ☆ السنن الكبرىٰ ج٧۔ كتاب النكاح باب ماجاء فى نكاح المحلل۔ عن ابن مسعودؓوعلىؓ۔☆المصنف لعبدالرزاق ج٦۔عن عبدالله بنؓ مسعود وعلىؓ۔☆المستدرك للحاكم ج٢۔كتاب الطلاق باب لعن الله المحلل والمحلل له۔ عن عقبةؓ بن عامر۔☆مجمع الزوائد ج٤۔ص٢٦٧عن ابى هريرةؓ۔ ☆مسنداحمد ج١۔ص٤٤٨،٤٥٠،٤٥١،٤٦٢ عبدالله بن مسعودؓ۔ج١۔ص٨٣،٨٧،٨٨،٩٣،١٠٧،١٢١، ١٣٣، ١٤٨،١٥٠عن علىؓ ج٢۔ص٣٢٢☆كنز العمال ج٩۔حديث نمبر ٢٧٨٤٨باب التحليل۔

(٣٠) ابنِ ماجه كتاب النكاح، باب المحلل والمحلل له۔☆دارقطنى ج٤۔ كتاب النكاح حديث نمبر٢٨۔☆فى الزوائد: فى اسناده مشرح بن هاعان، ذكره ابن حبان فى الثقات، وقَالَ يخطئى ويخالف، وذكره فى الضعفاء وقال : يروى عن عقبة بن عامر منا كير لايتابع عليه والصواب ترك ما انفرد به۔ وقال ابن يونس كان فى جيش الحجاج الذين رموا الكعبة بالمنجنيق۔ وقال احمد: معروف، وقال ابن معين والذهبى: ثقة، ويحى بن عثمان بن صالح، قال عبدالرحمٰن بن ابى حاتم، تكلموا فيه۔ وقال ابويونس: كان حافظا للحديث، وحدث بما لم يكن يوجد عند غيرهٗ۔ ☆ابن ماجه كتاب النكاح باب المحلل والمحلل كے تحت☆دارقطنى ج٤۔كتاب النكاح عن عقبةؓ بن عامر۔ دارقطنى ميں لَعَنَ اللّٰهُ الُمحلّل وَالُمُحَلَّلَ لهٗ هے۔ المستدرك للحاكم ج٢۔كتاب النكاح باب لعن الله المحلل والمحلل له۔ عقبةؓ بن عامر جهنى هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه۔حاكم نے مشرح بن هاعان يحدث عن عقبة بن عامر بيان كركے كهاهے، هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه۔☆السنن الكبرى ج٧۔ كتاب النكاح باب ماجاء فى نكاح المحلل۔ عن عقبةؓ بن عامر۔☆كنزالعمال ج٩۔حديث نمبر٢٧٨٤٩۔

عدت اور نان نفقہ

عدت کہاں گزاری جائے

۸۸۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کی بہن فریعہ بنت مالک کے شوہر جب قتل کردیئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ شوہر کے گھر ہی میں عدت گزاریں۔ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ اِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ عَمَّتِهٖ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، اَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ ـــــ وَهِيَ اُخْتُ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ ـــــ اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا جَآءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَسْأَلُهٗ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهَا فِيْ بَنِيْ خُدْرَةَ فَاِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِيْ طَلَبِ اَعْبُدٍ لَهٗ اَبَقُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِطَرَفِ الْقَدُّوْمِ لَحِقَهُمْ فَقَتَلُوْهُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِيْ فَاِنِّيْ لَمْ يَتْرُكْنِيْ فِيْ مَسْكَنٍ يَمْلِكُهٗ وَلَانَفَقَةٍ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :نَعَمْ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ، اَوْ فِي الْمَسْجِدِ، دَعَانِيْ، اَوْ اَمَرَ بِيْ فَدُعِيْتُ لَهٗ، فَقَالَ: كَيْفَ قُلْتِ؟ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِيْ ذَكَرْتُ مِنْ شَاْنِ زَوْجِيْ، قَالَتْ: فَقَالَ:اُمْكُثِيْ فِيْ بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ.قَالَتْ: فَاعْتَدَدْتُ فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا، قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَرْسَلَ اِلَيَّ فَسَاَلَنِيْ عَنْ ذٰلِكَ، فَاَخْبَرْتُهٗ فَاتَّبَعَهٗ وَقَضٰى بِهٖ.(۱)

ترجمہ : زینب بنت کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ فریعہ جو ابوسعید خدری کی بہن ہیں، نے اپنا واقعہ خود بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں یہ دریافت کرنے کے لیے کہ میں اپنے خاندان بنی خدرہ میں (عدت) گزارنے کے لیے جاسکتی ہوں یا نہیں؟ اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ اس کے خاوند اپنے گھر سے بھاگے ہوئے سرکش غلاموں کی تلاش کے لیے گھر سے نکلے، طرف القدوم کے مقام پر ان سے جاملے۔ انہوں نے اس کے شوہر کو قتل کردیا۔ اس صورت واقعہ کی روشنی میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں عدت گزارنے کے لیے اپنے خاندان میں واپس جاسکتی ہوں یا نہیں کیونکہ میرے خاوند کا نہ تو کوئی ذاتی ملکیت کا مکان ہے جس میں رہائش رکھ سکوں اور نہ نان ونفقہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا، ہاں! یہ جواب سن کر میں آپ کے پاس سے نکلی ابھی حجرے کی حدود میں ہی تھی یا مسجد میں کہ آپ نے مجھے واپس بلایا، یا مجھے واپس لانے کے لیے کسی کو حکم فرمایا، میں واپس خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی تو فرمایا، تو نے کیسے واقعہ سنایا تھا؟ میں نے اپنے شوہر کے ساتھ پیش آنے والا سارا واقعہ پھر نئے سرے سے سنایا۔ فریعہ کا بیان ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، اپنے گھر میں ٹکی رہو تاوقتیکہ عدت کی مدت پوری ہو جائے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے پھر چار ماہ دس دن عدت اسی گھر میں پوری کی۔ پھر جب حضرت عثمانؓ کا دور خلافت شروع ہوا تو انہوں نے مجھے بلوا بھیجا۔ انہوں نے اس فیصلہ کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے فیصلہ کی روداد سنا دی۔ انہوں نے بھی اسی فیصلہ کی پیروی کرتے ہوئے فیصلہ دیا۔

ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے پھر لکھا ہے:

ـــــ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ۔ لَمْ يَرَوْا لِلْمُعْتَدَّةِ اَنْ تَنْتَقِلَ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا حَتّٰى تَنْقَضِىَ عِدَّتُهَا وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ، وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَعْتَدَّ حَيْثُ شَآءَ تْ وَاِنْ لَّمْ تَعْتَدَّ فِىْ بَيْتِ زَوْجِهَا۔ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ۔

〈۲〉اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ، عَنْ شُعْبَةَ، وَابْنُ جُرَيْجٍ وَيَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ، عَنِ الْفَارِعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ، اَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِىْ طَلَبِ اَعْلَاجٍ فَقَتَلُوْهُ، قَالَ شُعْبَةُ وَابْنُ جُرَيْجٍ : وَكَانَتْ فِىْ دَارٍ قَاصِيَةٍ، فَجَآءَ تْ وَمَعَهَا اَخُوْهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا لَهُ، فَرَخَّصَ لَهَا حَتّٰى اِذَا رَجَعَتْ دَعَاهَا، فَقَالَ: اِجْلِسِىْ فِىْ بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ.

ترجمہ: زینب بنت کعب، فارعہ بنت مالک کے حوالہ سے بیان کرتی ہیں کہ اس کے خاوند اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کی تلاش میں گھر سے نکلے، غلاموں نے انہیں قتل کر دیا۔ شعبہ اور ابن جریج کہتے ہیں کہ فارعہ ایک دور دراز الگ تھلگ مکان میں رہائش پذیر تھی۔ وہ اپنے بھائی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے بھائی کے ساتھ مل کر سارا واقعہ آپؐ کو سنایا۔ روداد واقعہ سن کر آپؐ نے اسے اجازت دے دی۔ مگر ابھی واپس ہوئی تھی کہ اسے واپس بلایا اور فرمایا اپنے گھر ہی میں اس وقت تک بیٹھی رہو تاوقتیکہ عدت کی مدت پوری ہو جائے۔

اسی باب میں دوسری روایت:

〈۳〉عَنِ الْفُرَيْعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ، اَنَّ زَوْجَهَا تَكَارٰى عُلُوْجًا لِيَعْمَلُوْا لَهُ، فَقَتَلُوْهُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَتْ: اِنِّىْ لَسْتُ فِىْ مَسْكَنٍ لَهُ وَلَايَجْرِىْ عَلَىَّ مِنْهُ رِزْقٌ اَفَاَنْتَقِلُ اِلٰى اَهْلِىْ وَيَتَامَاىَ وَاَقُوْمُ عَلَيْهِمْ، قَالَ: اِفْعَلِىْ ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ قُلْتِ؟ فَاَعَادَتْ عَلَيْهِ قَوْلَهَا، قَالَ: اِعْتَدِّىْ حَيْثُ بَلَغَكِ الْخَبَرُ.

اس روایت میں اتنا فرق ہے کہ عدت وہیں گزارو جہاں شوہر کے فوت ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

اسی باب میں ایک اور روایت:

〈۴〉عَنْ فُرَیْعَةَ اَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِیْ طَلَبِ اَعْلَاجٍ لَهٗ فَقُتِلَ بِطَرَفِ الْقَدُوْمِ، قَالَتْ: فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَذَکَرْتُ لَهُ النُّقْلَةَ اِلٰی اَهْلِیْ وَذَکَرَتْ لَهٗ حَالاً مِنْ حَالِهَا، قَالَتْ فَرَخَّصَ لِیْ، فَلَمَّا اَقْبَلْتُ، نَادَانِیْ، فَقَالَ: اُمْکُثِیْ، فِیْ اَهْلِکِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَهٗ.(۲)

ترجمہ: فریعہ کا بیان ہے کہ ان کے شوہر اپنے بھگوڑے غلاموں کو تلاش کرنے نکلے، طرف القدوم کے مقام پر ان کو قتل کر دیا گیا۔ تو فُریعہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی ساری صورت حال بیان کی اور کہتی ہیں کہ میں نے اپنے میکے منتقل ہونے کا بھی ذکر کیا۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے (پہلے) مجھے رخصت عنایت فرما دی مگر جب میں واپس جانے کے لیے متوجہ ہوئی تو مجھے آواز دے کر واپس بلا لیا اور فرمایا، اس وقت تک اپنے مرحوم شوہر کے گھر ہی ٹھہرو جب تک عدت کی مدت پوری نہیں ہوتی۔

〈۵〉حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ (مُحَمَّدٍ) نِ الْمَرْوَزِیُّ، ثَنَا مُوْسٰی بْنُ مَسْعُوْدٍ، ثَنَا شِبْلٌ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ، قَالَ: قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ اَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَیْثُ شَآءَتْ، وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی "غَیْرَ اِخْرَاجٍ" قَالَ عَطَاءٌ: اِنْ شَآءَتْ اعْتَدَّتْ عِنْدَ اَهْلِهٖ وَسَکَنَتْ فِیْ وَصِیَّتِهَا، وَاِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ؛ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی، فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَاجُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ، قَالَ عَطَاءٌ: ثُمَّ جَآءَ الْمِیْرَاثُ فَنَسَخَ السُّکْنٰی تَعْتَدُّ حَیْثُ شَآءَتْ.(۳)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ عورت کے عدت اپنے شوہر کے ہاں گزارنے کے حکم کو قرآن کی اس آیت "نہ نکالی جائیں۔" (بقرہ:۲۴۰) نے منسوخ کر دیا، اب جہاں چاہے وہ عدت گزار سکتی ہے۔ عطاء کا قول ہے کہ اگر وہ چاہے تو عدت اپنے میکے میں پوری کر سکتی ہے اور رہائش وہ وہاں رکھے گی جس کی اسے وصیت کی گئی ہو اور اگر نکلنا چاہے تو اللہ کے فرمان "پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقے سے وہ جو کچھ بھی کریں اس کی کوئی ذمہ داری تم پر نہیں ہے۔" کے بموجب نکل بھی سکتی ہیں۔ عطاء کہتے ہیں، جب میراث کا حکم آ گیا تو پھر اپنے خاوند کے ہاں عدت گزارنا منسوخ ہو گیا، اب جہاں چاہے وہ عدت گزار سکتی ہے۔

نان نفقہ

۸۹۔ لَیْسَ لِلْحَامِلِ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا نَفَقَةٌ

"دار قطنی کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا، بیوہ حاملہ کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے۔"

تخریج: نَاعَلِیُّ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ طَاهِرٍ، نَامُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْبُوْشَنْجِیُّ، نَا اِسْحَاقُ بْنُ زِیَادٍ الْاَ بْلِیُّ،

نَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِاللّٰہِ الرَّقَاشِیُّ، نَا حَرْبُ بْنُ اَبِی الْعَالِیَۃِ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَیْسَ لِلْحَامِلِ الْمُتَوَفّٰی عَنْھَا زَوْجُھَا نَفَقَۃٌ.(٤)

تشریح: اس معاملے میں کہ اگر حاملہ کا شوہر مر جائے، قطع نظر اس سے کہ وہ طلاق دینے کے بعد مرا ہو یا اس نے کوئی طلاق نہ دی ہو اور عورت زمانہ حمل میں بیوہ ہوگئی ہو، اس سلسلے میں فقہاء کے مسالک یہ ہیں:

(۱) امام شافعیؒ ان احادیث سے استدلال کر کے کہتے ہیں کہ اس کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے البتہ اسے سکونت کا حق ہے۔ (مغنی المحتاج)

(۲) حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ شوہر کے مجموعی ترکہ میں اس کا نفقہ واجب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، قاضی شُریح، ابوالعالیہ، شعبی اور ابراہیم نخعی سے بھی یہی قول منقول ہے، اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بھی ایک قول اسی کی تائید میں ہے۔ (آلوسی، جصّاص)

(۳) ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا دوسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ اُس پر اُس کے پیٹ کے بچہ کے حصے میں سے خرچ کیا جائے اگر میت نے کوئی میراث چھوڑی ہو۔ اور اگر میراث نہ چھوڑی ہو تو میت کے وارثوں کو اس پر خرچ کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَلَی الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِکَ۔ (البقرہ: ۲۳۳)

(۴) حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن الزبیر، حضرت حسن بصری، حضرت سعید بن المسیب اور حضرت عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ متوفی شوہر کے مال میں اس کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی ایک تیسرا قول یہی منقول ہوا ہے (جصّاص)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کے ترکہ میں سے اس کو جو میراث کا حصہ ملا ہو اس سے وہ اپنا خرچ پورا کر سکتی ہے، لیکن شوہر کے مجموعی ترکے پر اس کا نفقہ عائد نہیں ہوتا، جس کا بار تمام وارثوں پر پڑے۔

(۵) ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ اس کا نفقہ متوفی شوہر کے مال میں اسی طرح واجب ہے جس طرح اس کے مال میں کسی کا قرض واجب ہوتا ہے (جصّاص)۔ یعنی مجموعی ترکہ میں سے جس طرح قرض ادا کیا جاتا ہے اسی طرح اس کا نفقہ بھی ادا کیا جائے۔

(۶) امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ اور امام زُفرؒ کہتے ہیں کہ میّت کے مال میں اس کے لیے نہ سکونت کا حق ہے نہ نفقہ کا۔ کیونکہ موت کے بعد میت کی کوئی ملکیت ہی نہیں ہے، اس کے بعد تو وہ وارثوں کا مال ہے۔ ان کے مال میں حاملہ بیوہ کا نفقہ کیسے واجب ہوسکتا ہے (ہدایہ: جصّاص)، یہی مسلک امام احمد بن حنبل کا ہے۔ (الانصاف)

(۷) امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اس کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے، البتہ اسے سکونت کا حق ہے (مغنی المحتاج)۔ ان کا استدلال حضرت ابوسعید خُدری کی بہن فریعہ بنتِ مالک کے اس واقعہ سے ہے کہ ان کے شوہر جب قتل کر دیئے گئے تو

رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ شوہر کے گھر ہی میں عدت گزاریں (ابوداؤد، نسائی، ترمذی)۔ مزید برآں ان کا استدلال دارقطنی کی اس روایت سے ہے کہ حضورؐ نے فرمایا لَیْسَ لِلْحَامِلِ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا نَفَقَةٌ ''بیوہ حاملہ کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے۔'' یہی مسلک امام مالکؒ کا بھی ہے (حاشیہ الدسوقی)۔

(تفہیم القرآن ج ۵، الطلاق، حاشیہ: ۱۷)

عدم نفقہ کی صورت میں تفریق

۹۰۔ دارقطنی اور بیہقی میں نبی ﷺ کا یہ فیصلہ منقول ہے کہ عدم نفقہ کی صورت میں زوجین کے درمیان تفریق کرادی جائے۔

(حقوق الزوجین، اصولی ہدایات: نفقہ)

تخریج : قَالَ وَنَاحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَعْجِزُ عَنْ نَفَقَةِ امْرَأَتِهِ، قَالَ: اِنْ عَجِزَ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا.(۵)

ترجمہ : حضرت سعید بن مسیّب سے مروی ہے ان سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیوی کا نان نفقہ دینے سے عاجز ہے انہوں نے جواب دیا اگر وہ عاجز و بے بس ہے تو دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے گی۔

ایک روایت میں یفرق بینھما ہے۔

متوفی حاملہ کی عدت

وَاُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ.(الطلاق: ۴)

''اور حاملہ عورتوں کی عدت کی حد یہ ہے کہ ان کا وضعِ حمل ہو جائے۔''

۹۱۔ اَجَلُ كُلِّ حَامِلٍ اَنْ تَضَعَ مَا فِيْ بَطْنِهَا.

''ہر حاملہ عورت کی عدت کی مدت اس کے وضعِ حمل تک ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ، قَالَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِالْكَرِيْمِ بْنِ اَبِي الْمُخَارِقِ يُحَدِّثُ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اُوْلَاتِ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، قَالَ: اَجَلُ كُلِّ حَامِلٍ اَنْ تَضَعَ مَافِيْ بَطْنِهَا.(۶)

تشریح : ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حجر کہتے ہیں کہ اگرچہ اس کی سند میں کلام کی گنجائش ہے، لیکن چونکہ یہ متعدد سندوں سے نقل ہوئی ہے اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ اس کی کوئی اصل ضرور ہے۔

۹۲۔ سُبَیعہ اسلمیہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بحالت حمل بیوہ ہوئی تھیں اور شوہر کی وفات کے چند روز بعد (بعض روایات میں ۲۰ روز، بعض میں ۲۵ دن، بعض میں ۴۰ دن اور بعض میں ۳۵ دن بیان ہوئے ہیں) ان کا وضع حمل ہو گیا تھا۔ حضورؐ سے ان کے معاملہ میں فتویٰ پوچھا گیا تو آپ نے ان کو نکاح کی اجازت دے دی اس واقعہ کو بخاری و مسلم نے کئی طریقوں سے حضرت اُمِ سلمہ سے روایت کیا ہے۔ اسی واقعہ کو بخاری، مسلم، امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے مختلف سندوں کے ساتھ حضرت مِسور بن مخرمہ سے بھی روایت کیا ہے۔ مسلم نے خود سبیعہ اسلمیہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں حضرت سعد بن خولہ کی بیوی تھی۔ حجۃ الوداع کے زمانے میں میرے شوہر کا انتقال ہو گیا جب کہ میں حاملہ تھی۔ وفات کے چند روز بعد میرے ہاں بچہ پیدا ہو گیا۔ ایک صاحب نے کہا کہ تم چار مہینے دس دن سے پہلے نکاح نہیں کر سکتیں۔ میں نے جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فتویٰ دیا کہ تم وضع حمل ہوتے ہی حلال ہو چکی ہو، اب چاہو تو دوسرا نکاح کر سکتی ہو۔ اس روایت کو بخاری نے بھی مختصراً نقل کیا ہے۔

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا يَحْيٰ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْاَعْرَجُ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، اَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ اَبِیْ سَلَمَةَ، اَخْبَرَتْهُ عَنْ اُمِّهَا اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ امْرَأَةً مِنْ اَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ، كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا تُوُفِّیَ عَنْهَا وَهِیَ حُبْلٰی، فَخَطَبَهَا اَبُوالسَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ، فَاَبَتْ اَنْ تَنْكِحَهُ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَايَصْلُحُ اَنْ تَنْكِحِيْهِ حَتّٰی تَعْتَدِّیْ اٰخِرَ الْاَجَلَيْنِ، فَمَكُثَتْ قَرِيْبًا مِنْ عَشْرِ لَيَالٍ، ثُمَّ جَآءَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: اِنْكِحِیْ.(۷)

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ زوجہ رسول ﷺ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اسلم قبیلہ کی سبیعہ نامی ایک خاتون اپنے خاوند کی زوجیت ہی میں تھی کہ شوہر فوت ہو گیا اور وہ اس وقت حاملہ تھیں۔ ابوالسنابل نے پیغام نکاح دیا۔ اس عورت نے ان سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا اس کا بیان ہے کہ ابوالسنابل نے کہا اللہ کی قسم تیرے لیے یہ مناسب ہی نہیں ہے کہ تو نکاح کرے جب تک دونوں مدتوں میں سے آخری تک عدت نہ گزار لے۔ اس کے بعد وہ تقریباً دس راتیں ہی گزار سکی کہ وضع حمل ہو گیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی (اور مسئلہ دریافت کیا) تو آپ نے فرمایا نکاح کرلو۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ، وَاَبُوْهُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ، فَقَالَ: اَفْتِنِیْ فِیْ امْرَاَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِاَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ، قُلْتُ اَنَا: وَاُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِیْ يَعْنِیْ اَبَا سَلَمَةَ فَاَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهُ كُرَيْبًا اِلٰی اُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا، فَقَالَتْ: قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةِ وَهِیَ حُبْلٰی، فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهٖ بِاَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَخُطِبَتْ فَاَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ اَبُوالسَّنَابِلِ فِيْمَنْ خَطَبَهَا.(۸)

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ کا بیان ہے کہ ایک شخص ابن عباس کے پاس آیا۔ اس وقت ان کے پاس حضرت ابوہریرہ بھی تشریف فرما تھے۔ اس شخص نے ابن عباس سے عرض کی کہ مجھے ایسی عورت کے متعلق فتویٰ ارشاد فرمائیں جس نے خاوند کی وفات کے چالیس روز بعد بچے کو جنم دیا ہو۔ ابن عباس نے فرمایا آخر الاجلین اس کی مدت عدت ہے۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں، میں نے قرآن کی آیت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ پڑھی۔ مقصود یہ بتانا تھا کہ حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی ابوسلمہ کے بیٹے کے ساتھ تھا کہ ابن عباس نے اپنے غلام کریب کو حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں درپیش مسئلہ دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا۔ حضرت ام سلمہ نے سبیعہ اسلمیہ کا واقعہ سنایا۔ وہ حمل سے تھیں خاوند کی وفات کے چالیس شب بعد ان کو وضع حمل ہوگیا۔ ان کو پیغام نکاح دیا گیا رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح کر دیا۔ پیغام نکاح دینے والوں میں ابوالسنابل بھی تھا۔

﴿۳﴾ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاْءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ، وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ، قَالَ: اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ، قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِىَ حَامِلٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ، وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: اِذَا وَلَدَتْ، فَقَدْ حَلَّتْ، فَدَخَلَ اَبُوْسَلَمَةَ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ. فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ، فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْاٰخَرُ كَهْلٌ، فَحَطَّتْ اِلَى الشَّابِّ، فَقَالَ الْكَهْلُ: لَمْ تَحْلِلْ وَكَانَ اَهْلُهَا غُيَّباً فَرَجَا اِذَا جَاءَ اَهْلُهَا اَنْ يُّؤْثِرُوْهُ بِهَا، فَجَاءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: قَدْ حَلَلْتِ، فَانْكِحِىْ مَنْ شِئْتِ. (۹)

ترجمہ: حضرت ابوسلمہؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ حضرات ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ دونوں سے ایسی عورت کی مدت عدت کے بارے میں استفسار کیا گیا جو خاوند کی وفات کے وقت حاملہ تھی۔ ابن عباسؓ نے کہا اس کی مدت عدت آخر الاجلین ہے اور ابوہریرہؓ بولے کہ ولادت کے بعد وہ حلال ہو جاتی ہے۔ اتنے میں ابوسلمہ ام سلمہ کے پاس آئے اور ان سے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ سبیعہ اسلمیہ نے اپنے شوہر کی وفات کے نصف ماہ بعد بچے کو جنم دیا تھا۔ پھر دو آدمیوں نے اسے پیغام نکاح بھیجا۔ ایک ان میں سے نوجوان تھا اور دوسرا ادھیڑ عمر۔ سبیعہ کا اپنا رجحان نوجوان کی طرف ہوا تو ادھیڑ عمر شخص نے کہا کہ وہ حلال ہی نہیں ہوئی ـــــ اس وقت سبیعہ کے گھر والے باہر گئے ہوئے تھے ـــــ اسے (ادھیڑ عمر شخص کو) امید تھی کہ جب اس (سبیعہ) کے گھر والے آئیں گے تو اسے ترجیح دیں گے۔ اس صورت حال میں وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور (مسئلہ دریافت کیا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تو حلال ہو چکی ہے اب جس سے چاہے نکاح کر لے۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ، اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاتِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَ تِ النَّبِىَّ ﷺ، فَاسْتَاْذَنَتْ اَنْ تَنْكِحَ، فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ. (۱۰)

ترجمہ: مسور بن مخرمہ سے مروی روایت میں ہے کہ سبیعہ، خاوند کی وفات کے چند روز بعد نفاس کی حالت میں مبتلا ہوئی (چند روز بعد وضع حمل ہو گیا) تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور نکاح کرنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے اسے اجازت مرحمت فرما دی اور اس نے نکاح کر لیا۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰ تَقَارَبَا فِی اللَّفْظِ قَالَ حَرْمَلَةُ: نَا، وَقَالَ اَبُو الطَّاهِرِ: اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ يُوْنُسُ ابْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، اَنَّ اَبَاهُ كَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ الزُّهْرِیِّ، يَاْمُرُهٗ اَنْ يَدْخُلَ عَلٰى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْاَسْلَمِيَّةِ، فَيَسْاَلُهَا عَنْ حَدِيْثِهَا وَعَمَّا قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اسْتَفْتَتْهُ، فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهٗ اَنَّ سُبَيْعَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ فِیْ بَنِیْ عَامِرِ ابْنِ لُؤَیٍّ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، فَتُوُفِّیَ عَنْهَا فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَهِیَ حَامِلٌ، فَلَمْ تَنْشَبْ اَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهٖ، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا اَبُو السَّنَابِلِ ابْنِ بَعْكَكٍ، رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ، فَقَالَ لَهَا: مَالِیْ اُرَاکِ مُتَجَمِّلَةً لَعَلَّکِ تَرْجِيْنَ النِّكَاحَ، اِنَّکِ وَاللّٰهِ مَا اَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتّٰى تَمُرَّ عَلَيْكِ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَعَشْرٌ. قَالَتْ سُبَيْعَةُ: فَلَمَّا قَالَ لِیْ ذٰلِکَ: جَمَعْتُ عَلَیَّ ثِيَابِیْ حِيْنَ اَمْسَيْتُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِکَ فَاَفْتَانِیْ بِاَنِّیْ قَدْ حَلَلْتُ حِيْنَ وَضَعْتُ حَمْلِیْ وَاَمَرَنِیْ بِالتَّزْوِيْجِ اِنْ بَدَالِیْ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، فَلَا اَرٰى بَاْسًا اَنْ تَتَزَوَّجَ حِيْنَ وَضَعَتْ وَاِنْ كَانَتْ فِیْ دَمِهَا غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يَقْرَبُهَا زَوْجُهَا حَتّٰى تَطْهُرَ.(۱۱)

ترجمہ: عبیداللہ نے بتایا کہ میرے والد نے عمر بن عبداللہ کو لکھا جس میں انہوں نے عمر بن عبداللہ کو سبیعہ کے پاس جانے کا حکم دیا تھا کہ اس کے پاس جائے اور اس کے معاملۂ عدت کی مدت اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے جواب کے بارے میں دریافت کرے۔ عمر بن عبداللہ نے عبداللہ بن عُتبہ کو لکھا جس میں انہوں نے اسے اطلاع دی کہ سبیعہ کا بیان یہ ہے کہ وہ سعد بن خولہ کی زوجیت میں تھی، سعد کا تعلق بنو عامر بن لوئی سے تھا اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جو معرکہ بدر میں شریک تھے۔ ان کا انتقال حجۃ الوداع کے موقع پر ہو گیا اور وہ (سبیعہ) اس وقت حمل سے تھی۔ خاوند کی وفات کے بعد جلد ہی اس نے بچے کو جنم دیا۔ جب ایام نفاس سے فارغ ہوئی تو اس نے پیغام رسانوں کے لیے کچھ بناؤ سنگار کر لیا۔ اس دوران میں ابوالسنابل ان کے پاس آئے، ان کا تعلق بنی عبدالدار سے تھا۔ سبیعہ سے مخاطب ہو کر پوچھا، کیا بات ہے میں تجھے بنی سنوری دیکھ رہا ہوں، نکاح کا ارادہ ہے کیا؟ اللہ کی قسم تم نکاح نہیں کر سکتی تاوقتیکہ چار ماہ دس دن کی مدت عدت پوری نہ کر لو۔ سبیعہ کہتی ہے کہ جب ابوالسنابل نے مجھے یہ بات کہی تو شام کو میں نے اپنا لباس درست کیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ

سے اس بارے میں دریافت کیا۔ آپؐ نے مجھے فرمایا کہ میں حلال ہو چکی ہوں وضع حمل کے بعد۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ اگر وہ چاہے تو نکاح کرلے۔ ابن شہاب کا قول ہے کہ میں تو اس بارے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا کہ وضع حمل کے بعد وہ نکاح کرلے خواہ ایام نفاس ہی میں ہو بشرطیکہ خاوند اس دوران میں مباشرت نہ کرے۔

〈۶〉 حَدَّثَنَا اَحمَدُ بْنُ مَنِیعٍ، ثَنَاحُسَینُ ابنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا شَیْبَانٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ اِبْرَاھِیْمَ، عَنِ الْاَسْوَدِ، عَنْ اَبِی السَّنَابِلِ بْنِ بَعْکَکٍ، قَالَ:وَضَعَتْ سُبَیْعَةُ بَعْدَ وَفَاتِ زَوْجِهَا بِثَلاثَةٍ وَّعِشْرِیْنَ یَوْمًا اَوْخَمْسَةٍ وَّعِشْرِیْنَ یَوْمًا، فَلَمَّا تَعَلَّتْ تَشَوَّقَتْ لِلنِّکَاحِ فَاَنْکَرَ عَلَیْهَا ذٰلِکَ، فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اِنْ تَفْعَلْ فَقَدْ حَلَّ اَجَلُهَا. (۱۲)

ترجمہ : حضرت ابوالسنابل سے مروی ہے، انہوں نے بتایا کہ سبیعہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد تیئس یا پچیس روز وضع حمل سے فارغ ہوگئی تو اس نے نکاح میں دلچسپی کا اظہار کیا، ابوالسنابل نے اسے منع کیا۔ اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا، اگر اس نے ایسا کیا ہے (تو اس کے لیے جائز ہے) کہ اس کی مدت عدت پوری ہوگئی ہے۔

—— وَفِی الْبَابِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ۔ حَدِیْثُ اَبِی السَّنَابِلِ حَدِیْثٌ مَشْهُوْرٌ غَرِیْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔ وَلَا نَعْرِفُ لِلْاَسْوَدِ شَیْئًا عَنْ اَبِی السَّنَابِلِ وَسَمِعْتُ مُحَمَّداً یَقُوْلُ۔ لَا اَعْرِفُ اَنَّ اَبَا السَّنَابِلِ عَاشَ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ۔

—— وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَکْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَغَیْرِهِمْ:اَنَّ الْحَامِلَ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا اِذَا وَضَعَتْ فَقَدْ حَلَّ لَهَا التَّزْوِیْجُ وَاِنْ لَّمْ تَکُنْ اِنْقَضَتْ عِدَّتُهَا۔ وَهُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ۔ وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَغَیْرِهِمْ تَعْتَدُّ اٰخِرَالْاَجَلَیْنِ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ۔

〈۷〉 اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ:حَدَّثَنِیْ اَبُوعَبْدِالرَّحِیْمِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ زَیْدُ بْنُ اَبِیْ اُنَیْسَةَ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: کَتَبَ اِلَیْهِ یَذْکُرُ اَنَّ عُبَیْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ اَنَّ زُفَرَ بْنَ اَوْسِ بْنِ الْحَدْثَانِ النَّصْرِیَّ، حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا السَّنَابِلِ بْنَ بَعْکَکِ بْنِ السَّبَّاقِ قَالَ لِسُبَیْعَةَ الْاَسْلَمِیَّةِ : لَاتَحِلِّیْنَ حَتّٰی یَمُرَّ عَلَیْکِ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرَ اَقْصَی الْاَجَلَیْنِ، فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَسَاَلَتْهُ عَنْ ذٰلِکَ فَزَعَمَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفْتَاهَا اَنْ تَنْکِحَ اِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا، وَکَانَتْ حُبْلٰی مِنْ تِسْعَةِ اَشْهُرٍ حِیْنَ تُوُفِّیَ زَوْجُهَا، وَکَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ، فَتُوُفِّیَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَنَکَحَتْ فَتیً مِنْ قَوْمِهَا حِیْنَ وَضَعَتْ مَا فِیْ بَطْنِهَا. (۱۳)

ترجمہ : حضرت ابوالسنابل نے سبیعہ اسلمیہ سے کہا کہ تو اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتی تاوقتیکہ چار ماہ دس دن کی مدت عدت پوری نہ کرلے۔ یہ سن کر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا، اور اس

کا اپنا گمان بھی یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ وضع حمل کے بعد اسے نکاح ثانی کی اجازت دیں گے۔ جب اس کا خاوند فوت ہوا تو وہ اس وقت نو ماہ کی حاملہ تھیں ـــــ خاوند ان کا سعد بن خولہ تھا، حجۃ الوداع کے موقع پر وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ وفات ہوگئی ـــــ اپنے پیٹ میں پرورش پانے والے بچے کی ولادت سے جب یہ فارغ ہوگئی تو اس نے اپنے قبیلہ کے ایک نوجوان سے شادی کرلی۔

﴿۸﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ، ثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْھِرٍ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ ھِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، وَعَمْرِو بْنِ عُتْبَۃَ، اَنَّھُمَا کَتَبَا اِلٰی سُبَیْعَۃَ بِنْتِ الْحَارِثِ یَسْاَلَانِھَا عَنْ اَمْرِھَا، فَکَتَبَتْ اِلَیْھِمَا اَنَّھَا وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاۃِ زَوْجِھَا بِخَمْسَۃٍ وَّعِشْرِیْنَ فَتَھَیَّاَتْ تَطْلُبُ الْخَیْرَ، فَمَرَّ بِھَا اَبُوالسَّنَابِلِ ابْنُ بَعْکَکٍ، فَقَالَ: قَدْ اَسْرَعْتِ اعْتَدِّیْ اٰخِرَ الْاَجَلَیْنِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَعَشْرًا، فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اسْتَغْفِرْلِیْ، قَالَ: وَفِیْمَ ذَاکَ؟ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ: اِنْ وَجَدْتِ زَوْجًا صَالِحًا، فَتَزَوَّجِیْ.(١٤)

ترجمہ: مسروق اور عمرو بن عتبہ دونوں نے سبیعہ سے اس کے معاملہ عدت کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے خط لکھا۔ ان کے مکتوب کے جواب میں سبیعہ نے لکھا کہ خاوند کی وفات کے پچیس روز بعد اسے وضع حمل ہوگیا تو اس نے خیر کی طلب میں یعنی شادی کے لیے اپنے آپ کو تیار کرلیا۔ اسی اثناء میں ابوالسنابل کا اس طرف سے گزر ہوا، اس نے کہا تو نے بڑی جلدی کی، تمہیں تو چار ماہ دس دن کی عدت پوری کرنی چاہیے۔ یہ سن کر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! میرے لیے بخشش اور معافی کی دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، کس بارے میں؟ میں نے سارا واقعہ سنایا جو مجھے پیش آیا تھا۔ آپ نے فرمایا، اگر تجھے صالح خاوند مل گیا ہے تو نکاح کرلو۔

مسند احمد میں مروی روایت کا متن:

﴿۹﴾ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی سُبَیْعَۃَ بِنْتِ اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیَّۃِ، فَسَاَلْتُھَا عَنْ اَمْرِھَا، فَقَالَتْ: کُنْتُ عِنْدَ سَعْدِ ابْنِ خَوْلَۃَ فَتُوُفِّیَ عَنِّیْ، فَلَمْ اَمْکُثْ اِلَّا شَھْرَیْنِ، حَتّٰی وَضَعْتُ، قَالَتْ: فَخَطَبَنِیْ اَبُوالسَّنَابِلِ بْنُ بَعْکَکٍ، اَخُوْبَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ، فَتَھَیَّاْتُ لِلنِّکَاحِ، قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَیَّ حَمْوِیُّ وَقَدِ اخْتَضَبْتُ وَتَھَیَّاْتُ، فَقَالَ: مَا ذَا تُرِیْدِیْنَ یَا سُبَیْعَۃُ؟ قَالَتْ: فَقُلْتُ: اُرِیْدُ اَنْ اَتَزَوَّجَ، قَالَ: وَاللّٰہِ مَالَکِ مِنْ زَوْجٍ حَتّٰی تَعْتَدِّیْنَ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا، قَالَتْ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ ﷺ لِیْ: قَدْ حَلَلْتِ فَتَزَوَّجِیْ.(١٥)

ترجمہ: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں سبیعہ بنت ابی برزہ الاسلمیہ کے پاس گیا اور اس سے اس کے واقعہ کے متعلق پوچھا، تو اس نے بتایا کہ میں سعد بن خولہ کی زوجیت میں تھی، وہ فوت ہوگیا۔ ابھی دو ماہ ہی گزرے تھے کہ میں وضع حمل سے فارغ ہوگئی۔ ابوالسنابل نے مجھے پیغام نکاح دیا، اس کا تعلق بنو عبدالدار سے تھا، میں نکاح کے لیے آمادہ

ہوگئی اور کچھ تیاری کرلی تو میرے پاس میرا دیور یا جیٹھ آیا تو اس وقت خضاب وغیرہ لگا کر میں آراستہ ہو چکی تھی۔ اس نے مجھ سے پوچھا، کیا ارادہ ہے سبیعہ؟ میں نے جواب دیا کہ شادی کرنے کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا واللہ جب تک تم عدت کی مدت چار ماہ دس دن پورے نہ کرلو دوسرے خاوند سے کیسے نکاح کرسکتی ہو! کہتی ہیں کہ یہ سن کر میں سیدھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے میرے لیے فرمایا، تم حلال ہو چکی ہو اب شادی کرلو۔

〈۱۰〉 عَنْ عَائِشَةَؓ، اَنَّهَا قَالَتْ: طُلِّقَتْ امْرَأَةٌ فَمَكَثَتْ ثَلاثًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً فَوَضَعَتْ حَمْلَهَا ثُمَّ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهَا: تَزَوَّجِيْ. (١٦)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک عورت کو طلاق دی گئی۔ تیئس ایام کے بعد اسے وضع حمل ہوگیا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئی اور اس صورت حال کا ذکر آپ سے کیا، آپؐ نے اسے فرمایا کہ نکاح کرلے۔

بیوہ حاملہ کی عدت

۹۳۔ حضرت ابی بن کعب کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب سورہ طلاق کی آیت نمبر ۴ نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کیا یہ مطلقہ اور بیوہ دونوں کے لیے ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا، ہاں!

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، ثَنَا اَبُوْبَكْرٍ الْمَقْدَمِيُّ، اَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنِ الْمُثَنّٰى، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اُوْلَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ لِلْمُطَلَّقَةِ ثَلاثًا وَلِلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا قَالَ هِيَ لِلْمُطَلَّقَةِ ثَلاثًا وَلِلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا. (١٧)

ترجمہ: ابی بن کعبؓ سے مروی ہے انہوں نے خود بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا، حاملہ کی عدت کی مدت تو وضع حمل ہے، مطلقہ ثلاثہ اور متوفی عنہا کے لیے کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ مدت مطلقہ ثلاثہ اور متوفیٰ عنہا دونوں کے لیے ہے۔

—— علامہ ابن کثیر نے اس حدروایت کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے: ابن جریر اور ابن ابی حاتم کی سند میں مثنی بن صباح نہیں۔ ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کے علاوہ مذکورہ بالا سند سے بھی روایت نقل کی ہے۔ نقل کرکے لکھتے ہیں:

—— هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ جِدًّا بَلْ مُنْكَرٌ لِاَنَّ فِيْ اِسْنَادِهِ الْمُثَنّٰى بْنُ الصَّبَّاحِ وَهُوَ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ بِمَرَّةٍ وَلٰكِنْ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ بِسَنَدٍ آخَرَ فَقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوٗدَ السَّمَانِيُّ ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ يَعْنِي الْحَرَّانِيُّ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا اَدْرِيْ اَمُشْتَرِكَةٌ اَمْ مُبْهَمَةٌ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيَّةُ آيَةٍ؟ قَالَ "اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ" اَلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا وَالْمُطَلَّقَةُ قَالَ نَعَمْ۔ (١٨)

﴿۲﴾ اَخبَرَنَا اَبُوْبَکْرٍ اَحمَدُ بنُ الحَسَنِ القَاضِی، نَا اَبُوالعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بنُ یَعقُوبَ، اَنَا الرَّبِیعُ بنُ سُلَیمَانَ، اَنَا الشَّافِعِیُّ، اَنَا مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ سُئِلَ عَنِ المَرْأَۃِ یُتَوَفّٰی عَنھَا زَوْجُھَا وَھِیَ حَامِلٌ، فَقَالَ ابنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ: اِذَا وَضَعَتْ حَمْلَھَا، فَقَدْ حَلَّتْ، فَاَخْبَرَہٗ رَجُلٌ مِنَ الاَنْصَارِ اَنَّ عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ:لَوْ وَلَدَتْ وَزَوْجُھَا عَلَی السَّرِیرِ لَمْ یُدْفَنْ، لَحَلَّتْ. وَاللّٰہُ اَعْلَمُ.(۱۹)

ترجمہ : حضرت ابن عمرؓ سے اس عورت کے بارے میں استفسار کیا گیا جس کا شوہر اس کے حالتِ حمل میں وفات پا گیا ہو۔ ابن عمرؓ نے فتویٰ دیا کہ جب اس کا حمل وضع ہو جائے وہ حلال ہوگئی۔ اور ایک انصاری نے انہیں یہ خبر دی کہ حضرت عمر بن الخطاب کا فتویٰ تو یہ ہے کہ اگر عورت نے عین اس موقع پر وضع حمل کر لیا کہ شوہر کی میت ابھی چار پائی پر رکھی گھر میں موجود ہے تو وہ اسی لمحہ حلال ہوگئی۔

تشریح : اس امر پر تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ مطلقہ حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے۔ لیکن اس امر میں اختلاف واقع ہوگیا ہے کہ آیا یہی حکم اس عورت کا بھی ہے جس کا شوہر زمانہ حمل میں وفات پا گیا ہو؟ یہ اختلاف اس وجہ سے ہوا ہے کہ سورہ بقرہ آیت ۲۳۴ میں اس عورت کی عدت ۴ مہینے دس دن بیان کی گئی ہے جس کا شوہر وفات پا جائے اور وہاں اس امر کی کوئی تصریح نہیں ہے کہ یہ حکم آیا تمام بیوہ عورتوں کے لیے عام ہے یا ان عورتوں کے لیے خاص ہے جو حاملہ نہ ہوں۔

حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان دونوں آیتوں کو ملا کر اس سے یہ استنباط کرتے ہیں کہ حاملہ مطلّقہ کی عدت تو وضع حمل تک ہی ہے، مگر بیوہ حاملہ کی عدت آخر الاجلین ہے، یعنی مطلقہ کی عدت اور حاملہ کی عدت میں سے جو زیادہ طویل ہو وہی اس کی عدت ہے۔ مثلاً اگر اس کا بچہ چار مہینے دس دن سے پہلے پیدا ہو جائے تو اسے چار مہینے دس دن پورے ہونے تک عدت گزارنی ہوگی۔ اور اگر اس کا وضع حمل اس وقت تک نہ ہو تو پھر اس کی عدت اس وقت پوری ہوگی جب وضع حمل ہو جائے۔ یہی مذہب امامیہ کا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ سورۂ طلاق کی یہ آیت سورۂ بقرہ کی آیت کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس لیے بعد کے حکم نے پہلی آیت کے حکم کو غیر حاملہ کے لیے خاص کر دیا ہے اور ہر حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے خواہ وہ مطلقہ ہو یا بیوہ۔ اس مسلک کی رو سے عورت کا وضع حمل چاہے شوہر کی وفات کے فوراً بعد ہو جائے یا ۴ مہینے ۱۰ دن سے زیادہ طول کھینچے، بہرحال بچہ پیدا ہوتے ہی وہ عدت سے باہر ہو جائے گی۔

صحابہ کی کثیر تعداد سے یہی مسلک منقول ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حاملہ بیوہ کا مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس کی عدت وضع حمل تک ہے۔ اس

پر انصار میں سے ایک صاحب بولے کہ حضرت عمرؓ نے تو یہاں تک کہا تھا کہ اگر شوہر ابھی دفن بھی نہ ہوا ہو بلکہ اس کی لاش اس کے بستر پر ہی ہو اور اس کی بیوی کے ہاں بچہ ہو جائے تو وہ دوسرے نکاح کے لیے حلال ہو جائے گی۔ یہی رائے حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابو مسعودؓ بدری اور حضرت عائشہؓ کی ہے، اور اسی کو ائمہ اربعہ اور دوسرے اکابر فقہاء نے اختیار کیا ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر حاملہ کے پیٹ میں ایک سے زیادہ بچے ہوں تو آخری بچے کی ولادت پر عدت ختم ہو گی۔ بچہ خواہ مردہ ہی پیدا ہو، اس کی ولادت سے عدت ختم ہو جائے گی۔ اسقاط حمل کی صورت میں اگر دائیاں اپنے فن کی رو سے یہ کہیں کہ یہ محض خون کا لوتھڑا نہ تھا بلکہ اس میں آدمی کی صورت پائی جاتی تھی، یا یہ رسولی نہ تھی بلکہ آدمی کی اصل تھی تو ان کا قول قبول کیا جائے گا اور عدت ختم ہو جائے گی (مغنی المحتاج)۔ حنابلہ اور حنفیہ کا مسلک بھی اس کے قریب قریب ہے۔ مگر اسقاط کے معاملہ میں ان کا مذہب یہ ہے کہ جب تک انسانی بناوٹ ظاہر نہ پائی جائے محض دائیوں کے اس بیان پر کہ یہ آدمی ہی کی اصل ہے اعتماد نہیں کیا جائے گا اور اس سے عدت ختم نہ ہو گی (بدائع الصنائع۔ الانصاف)۔ لیکن موجودہ زمانے میں طبی تحقیقات کے ذریعہ سے یہ معلوم کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی کہ جو چیز ساقط ہوئی ہے وہ واقعی انسانی حمل کی نوعیت رکھتی تھی یا کسی رسولی یا جمے ہوئے خون کی قسم سے تھی، اس لیے اب جہاں ڈاکٹروں سے رائے حاصل کرنا ممکن ہو وہاں یہ فیصلہ بآسانی کیا جا سکتا ہے کہ جس چیز کو اسقاط حمل کہا جاتا ہے وہ واقعی اسقاط تھا یا نہیں اور اس سے عدت ختم ہوئی یا نہیں۔ البتہ جہاں ایسی طبی تحقیق ممکن نہ ہو وہاں حنابلہ اور حنفیہ کا مسلک ہی زیادہ مبنی بر احتیاط ہے اور جاہل دائیوں پر اعتماد کرنا مناسب نہیں ہے۔

(تفہیم القرآن، ج ۵، الطلاق، حاشیہ:۱۴)

مفقود الخبر کی بیوی کے لیے انتظار کی مدت

۹۴۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِمْرَأَةُ الْمَفْقُوْدِ اِمْرَأَتُهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهَا الْبَيَانُ. (سنن دارقطنی)

''حضورؐ نے فرمایا کہ مفقود کی بیوی اسی کی بیوی ہے جب تک کہ اس کا حال معلوم نہ ہو جائے۔''

تخریج: اَخْبَرَنَا اَبُوْالْحَسَنِ عَلِيُّ ابْنُ اَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ، اَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ ن الصَّفَّارُ، نَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْفَضْلِ ابْنِ جَابِرِ نِ السقطیُّ، نَا صَالِحُ بْنُ مَالِكٍ، نَا سَوَّارُ بْنُ مُصْعَبٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ شَرَحْبِيْلَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ امْرَأَةُ الْمَفْقُوْدِ، امْرَأَتُهٗ، حَتّٰى يَاْتِيَهَا الْبَيَانُ. (۲۰)

تشریح: لیکن یہ حدیث سوار بن مصعب اور محمد بن شرحبیل ہمدانی کے واسطہ سے پہنچی ہے جو مجروح ہیں۔ ابنِ شرحبیل کے متعلق ابن ابی حاتم نے لکھا ہے کہ اَنَّهٗ يَرْوِىْ عَنِ الْمُغِيْرَةَ مَنَاكِيْرَ وَاَبَاطِيْلَ[1] اور سوار بن مصعب کے متعلق ابن قطان نے

---

[1] وہ مغیرہ سے ایسی باتیں روایت کرتا ہے، جو منکر اور جھوٹی ہوتی ہیں۔

لکھا ہے کہ وہ متروکین میں ابنِ شرحبیل سے زیادہ مشہور ہے۔ پس یہ حدیث ضعیف اور نا قابل احتجاج ہے علاوہ بریں مفقود کے مسئلہ میں حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسے اکابر صحابہ کی آراء میں جو اختلاف ہوا ہے، وہ اس بات پر دلیل ہے کہ ان حضرات میں سے کسی کو اس حدیث کا علم نہ تھا اور نہ ان کے عہد میں کسی صحابی کو اس کی خبر تھی۔ کیونکہ اگر صحابہ میں سے کوئی بھی اس حدیث سے واقف ہوتا تو وہ ان حضرات کے سامنے اسے پیش کر کے اختلاف کو ختم کر دیتا۔ محمد بن شرحبیل اس حدیث کو مغیرہ بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں جو حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے عہد کی نہایت نمایاں شخصیتوں میں سے ہیں اور گورنری کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ کیسے ممکن تھا کہ ان کو نبی ﷺ کی یہ حدیث معلوم ہوتی اور وہ حضرت عمرؓ و حضرت عثمان غنیؓ کو اس کے خلاف فیصلے کرنے دیتے۔ ان وجوہ سے سمجھنا چاہیے کہ مفقود کے بارے میں کوئی حکم منصوص نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق کلیتاً اہل علم کے اجتہاد سے ہے۔

(حقوق الزوجین، اصولی ہدایات: مفقود الخبر)

مطلقہ مبتوتہ کا نان نفقہ

۹۵۔ فاطمہؓ بنت قیس الفہر یہ اولین مہاجرات میں سے تھیں بڑی عاقلہ سمجھی جاتی تھیں، اور حضرت عمرؓ کی شہادت کے موقع پر اصحاب شوریٰ کا اجتماع انہی کے ہاں ہوا تھا۔ یہ پہلے ابوعمرو بن حفص بن المغیرۃ المخزومی کے نکاح میں تھیں۔ پھر ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دے کر الگ کر دیا اور بعد میں رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح حضرت اُسامہؓ بن زید سے کیا۔ ان کا قصہ یہ ہے کہ ان کے شوہر ابوعمرو پہلے ان کو دو طلاق دے چکے تھے۔ پھر جب حضرت علیؓ کے ساتھ وہ یمن بھیجے گئے تو انہوں نے وہاں سے باقی ماندہ تیسری طلاق بھی ان کو بھیج دی۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ ابوعمرو ہی نے اپنے رشتہ داروں کو پیغام بھیجا تھا کہ عدت کے زمانے میں ان کو گھر میں رکھیں اور ان کا خرچ برداشت کریں اور بعض میں یہ ہے کہ انہوں نے خود نفقہ وسکونت کے حق کا مطالبہ کیا تھا (بہر حال جو صورت بھی ہو شوہر کے رشتہ داروں نے ان کا حق ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ دعویٰ لے کر نبی ﷺ کے پاس پہنچیں، اور حضورؐ نے فیصلہ فرمایا کہ نہ تمہارے لیے نفقہ ہے نہ سکونت۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا اِنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنىٰ لِلْمَرْأَةِ عَلٰى زَوْجِهَا مَاكَانَتْ لَهٗ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ، فَاِذَا لَمْ يَكُنْ لَّهٗ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ فَلَا نَفَقَةَ وَلَا سُكْنىٰ ''عورت کا نفقہ اور اس کی سکونت تو شوہر پر اس صورت میں واجب ہے جب کہ شوہر کو اس پر رجوع کا حق ہو مگر جب رجوع کا حق نہ ہو تو نہ نفقہ ہے نہ سکونت۔'' (مسند احمد)

(طبرانی اور نسائی نے بھی قریب قریب یہی روایت نقل کی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں فَاِذَا كَانَتْ لَاتَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَلَا نَفَقَةَ وَلَا سُكْنىٰ۔ ''لیکن جب وہ اس کے لیے اس وقت تک حلال نہ ہو جب تک اس کے سوا کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے تو پھر اس کے لیے نہ نفقہ ہے نہ سکونت''۔

یہ حکم بیان کرنے کے بعد حضورؐ نے ان کو پہلے امّ شریک کے گھر میں عدت گزارنے کا حکم دیا اور بعد میں فرمایا کہ تم ابنِ امِّ مکتوم کے ہاں رہو۔

تخریج :〈۱〉 حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَحْمَدَ الدَّقَّاقُ، نَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْقِلَابَةَ، نَا اَبِیْ، نَاحَرْبُ بْنُ اَبِی الْعَالِیَةِ،عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ،عَنْ جَابِرٍ،عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:اَلْمُطَلَّقَةُ ثَلاثًا لَهَا السُّكْنٰی وَالنَّفَقَةُ.(۲۱)

ـــــــ قَالَ عَبْدُالْحَقِّ فِیْ اَحْكَامِهٖ، اِنَّمَا یُؤْخَذُ مِنْ حَدِیْثِ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ مَاذُكِرَ فِیْهِ السِّمَاعُ، اَوْكَانَ عَنِ اللَّیْثِ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ، وَحَرْبُ بْنُ اَبِی الْعَالِیَةِ اَبُوْمُعَاذِ الْبَصْرِیُّ اَیْضاً، لَا یَحْتَجُّ بِهٖ، وَالْاَشْبَهُ وَقْفُهُ عَلَیٰ جَابِرٍ اِنْتَهٰی۔ وَفِی التَّقْرِیْبِ حَرْبُ بْنُ اَبِی الْعَالِیَةِ اَبُوْمُعَاذِ نِالْبَصْرِیُّ صَدُوْقٌ بِهِمْ اِنْتَهٰی وَرَوٰی عَنْهُ مُسْلِمٌ۔(۲۲)

〈۲〉 حَدَّثَنَا یَحْیٰ بْنُ یَحْیٰ، قَرَأْتُ عَلٰی مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ مَوْلَی الْاَسْوَدِ بْنِ سُفْیَانَ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَیْسٍ، اَنَّ اَبَا عَمْرِو ابْنِ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ، وَهُوَ غَائِبٌ، فَاَرْسَلَ اِلَیْهَا وَكِیْلَهٗ بِشَعِیْرٍ، فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَالَكِ عَلَیْنَا مِنْ شَیْءٍ، فَجَاءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ:لَیْسَ لَكِ عَلَیْهِ نَفَقَةٌ، فَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِیْ بَیْتِ اُمِّ شَرِیْكٍ ثُمَّ قَالَ: تِلْكَ امْرَأَةٌ یَغْشَاهَا اَصْحَابِیْ، اِعْتَدِّیْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ، فَاِنَّهٗ رَجُلٌ اَعْمٰی تَضَعِیْنَ ثِیَابَكِ، فَاِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِیْنِیْ، قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ، ذَكَرْتُ لَهٗ اَنَّ مُعَاوِیَةَ ابْنَ اَبِیْ سُفْیَانَ وَاَبَاجَهْمٍ خَطَبَانِیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:اَمَّااَبُوْجَهْمٍ،فَلَایَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهٖ، وَاَمَّا مُعَاوِیَةُ، فَصُعْلُوْكٌ لَامَالَ لَهٗ اِنْكِحِیْ اُسَامَةَ ابْنَ زَیْدٍ فَكَرِهْتُهٗ، ثُمَّ قَالَ:اِنْكِحِیْ اُسَامَةَ فَنَكَحْتُهٗ، فَجَعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا وَاُغْتُبِطْتُ.(۲۳)

ترجمہ : حضرت فاطمہؓ بنت قیس سے مروی ہے کہ (ان کے شوہر) ابوعمرو بن حفص نے ان کو طلاق بتہ (بائن) دے دی۔ اس وقت وہ گھر سے باہر تھے۔ اپنے وکیل کو تھوڑے سے جو دے کر فاطمہ کے پاس بھیج دیا۔ اس پر فاطمہ ناراض وغصہ ہوئیں۔ وکیل نے اس سے کہا، اللہ کی قسم تمہارے لیے ہمارے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے (نان ونفقہ وغیرہ)۔ (یہ سن کر) وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ساری صورت حال آپ کے سامنے بیان کی۔ آپ نے سماعت کے بعد فرمایا کہ تمہارے لیے ان کے ذمہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اور فاطمہ کو فرمایا کہ وہ ام شریک کے ہاں مدتِ عدت گزارے۔ ذرا وقفہ کے بعد فرمایا ام شریک ایسی خاتون ہے جس کے پاس میرے صحابی اکثر جمع رہتے ہیں، تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت پوری کرو، کیونکہ وہ ایک نابینا آدمی ہیں۔ وہاں تم اپنے کپڑے (اوڑھنی) اتار کر بے تکلف رہ سکتی ہو (پردہ کا اہتمام نہیں کرنا پڑے گا)۔ اور جب تم عدت پوری کر کے حلال ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کر دینا۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ جب میں نے پوری عدت گزار لی تو میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم دونوں نے مجھے پیغام نکاح دیا ہے۔ آپ نے اپنی رائے اس

طرح دی کہ جہاں تک ابوجہم کا تعلق ہے وہ تو اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا اور معاویہ مفلس آدمی ہے اس کے پاس مال نہیں ہے۔ تم اسامہ بن زید سے نکاح کرلو مجھے یہ مشورہ ناگوار ونا پسند ہوا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا (مشورہ دیا) کہ اُسامہ سے نکاح کرلو، بس پھر میں نے ان سے نکاح کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نکاح میں پھر اتنی خیر وخوبی دی کہ میں قابلِ رشک قرار پائی۔

مسند احمد میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

﴿۳﴾وَكَانَ اَهْلُهَا كَرِهُوْا ذٰلِكَ، فَقَالَتْ : لَا اَنْكِحُ اِلَّا الَّذِی دَعَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَنَكَحْتُهُ. (۲۴)

ترجمہ: فاطمہ کے خاندان والوں نے اُسے ناپسند کیا، تو وہ بولی، نہیں! میں اسی سے نکاح کروں گی جس کی طرف مجھے رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی ہے۔ چنانچہ میں نے اسی آدمی (اسامہؓ) سے نکاح کرلیا۔

﴿۴﴾اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَاصِمٍ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ، اَخْبَرَتْهُ. وَكَانَتْ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ، اَنَّهٗ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا وَخَرَجَ اِلٰی بَعْضِ الْمَغَازِیْ، وَاَمَرَ وَكِيْلَهٗ اَنْ يُّعْطِيَهَا بَعْضَ النَّفَقَةِ، فَتَقَالَّتْهَا، فَانْطَلَقَتْ اِلٰی بَعْضِ نِسَآءِ النَّبِیِّ ﷺ، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهِیَ عِنْدَهَا، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهٖ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ، طَلَّقَهَا فُلَانٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا بِبَعْضِ النَّفَقَةِ، فَرَدَّتْهَا، وَزَعَمَ اَنَّهٗ شَیْءٌ تَطَوَّلَ بِهٖ. قَالَ: صَدَقَ. قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: فَانْتَقِلِیْ اِلٰی اُمِّ كُلْثُوْمٍ فَاعْتَدِّیْ عِنْدَهَاثُمَّ قَالَ: اِنَّ اُمَّ كُلْثُوْمٍ امْرَأَةٌ يَكْثُرُعُوَّادُهَا. فَانْتَقِلِیْ اِلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهٗ اَعْمٰی فَانْتَقَلَتْ اِلٰی عَبْدِاللّٰهِ، فَاعْتَدَّتْ عِنْدَهٗ حَتّٰی انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، ثُمَّ خَطَبَهَا اَبُو الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْيَانَ، فَجَآءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَسْتَامِرُهٗ فِيْهِمَا، فَقَالَ: اَمَّا اَبُوالْجَهْمِ، فَرَجُلٌ اَخَافُ عَلَيْكِ قِسْقَاسَتَهٗ لِلْعَصَا، وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ، فَرَجُلٌ اَمْلَقُ مِنَ الْمَالِ فَتَزَوَّجَتْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ بَعْدَ ذٰلِكَ. (۲۵)

ترجمہ: فاطمہؓ بنت قیس کا اپنا بیان ہے کہ وہ بنومخزوم کے ایک آدمی کی زوجیت میں تھی، اس نے اس کو طلاق بائن دے دی اور خود کسی معرکہ جنگ کی طرف چلا گیا اور اپنے وکیل کو یہ کہہ گیا کہ فاطمہ کو کچھ سامان نان ونفقہ دے دے۔ (تھوڑا سا سامان دیکھ کر) فاطمہ نے اسے بہت تھوڑا سمجھا اور نبی ﷺ کی ایک اہلیہ کے پاس چلی گئی، (مسئلہ دریافت کرنے کے لیے) اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے کہ وہ ابھی اسی اہلیہ کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ اے رسول خدا! یہ فاطمہ بنتِ قیس ہیں۔ فلاں صاحب نے اسے طلاق دے دی ہے اور کچھ سامانِ نان ونفقہ اسے بھیج دیا ہے جسے اس نے واپس کردیا ہے۔ اس مرد کے خیال میں یہ مال دے کر احسان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا، اس نے ٹھیک کہا ہے۔ پھر نبی ﷺ نے فاطمہ کو حکم دیا کہ تو ام کلثوم کے ہاں منتقل ہوجا اور وہاں اپنی عدت پوری کرلے۔ معاً خیال آیا اور فرمایا کہ اُمِ کلثوم تو ایسی خاتون

ہے کہ اس کے ہاں تو مردوں کی آمدورفت بہ کثرت رہتی ہے لہٰذا تو عبداللہ بن ام مکتوم کے پاس چلی جا، وہ نابینا آدمی ہے۔ (وہاں تجھے کوئی پریشانی لاحق نہ ہوگی) چنانچہ وہ عبداللہ کے ہاں چلی گئی۔ ان کے پاس عدت پوری کی۔ پھر ابوجہم اور معاویہ دونوں نے اسے پیغام نکاح دیا۔ تو وہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں مشورہ کے لیے حاضر ہوئی، آپ نے فرمایا، ابوجہم تو ایسا آدمی ہے جس کی لاٹھی کی مار کا مجھے اندیشہ ہے اور معاویہ تو مفلس آدمی ہے۔ پھر فاطمہ نے اس مشورہ کے بعد اسامہ بن زید سے نکاح کرلیا۔

﴿۵﴾حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (اللَّفْظُ لِعَبْدٍ) قَالاَ: اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ، خَرَجَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ اِلَى الْيَمَنِ، فَاَرْسَلَ اِلَى امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِتَطْلِيْقَةٍ كَانَتْ بَقِيَتْ مِنْ طَلاقِهَا، وَاَمَرَلَهَا الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ، وَعَيَّاشُ بْنُ اَبِىْ رَبِيْعَةَ بِنَفَقَةٍ، فَقَالاَ لَهَا وَاللّٰهِ! مَالَكِ نَفَقَةٌ اِلَّاَنْ تَكُوْنِىْ حَامِلاً، فَاَتَتِ النَّبِىَّ ﷺ، فَذَكَرَتْ لَهُ قَوْلَهُمَا، فَقَالَ: لاَنَفَقَةَ لَكِ، فَاسْتَاْذَنَتْهُ فِى الْاِنْتِقَالِ، فَاَذِنَ لَهَا، فَقَالَتْ: اَيْنَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: اِلَى ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ. وَكَانَ اَعْمٰى، تَضَعُ ثِيَابَهَاعِنْدَهُ وَلاَيَرَاهَا، فَلَمَّا مَضَتْ عِدَّتُهَا اَنْكَحَهَا النَّبِىُّ ﷺ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا مَرْوَانُ قَبِيْصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ يَسْئَالُهَا عَنِ الْحَدِيْثِ، فَحَدَّثَتْهُ بِهِ، فَقَالَ مَرْوَانُ لَمْ نَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّامِنِ امْرَأَةٍ، سَنَاْخُذُ بِالْعِصْمَةِ الَّتِىْ وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ حِيْنَ بَلَغَهَا قَوْلُ مَرْوَانَ، فَبَيْنِىْ وَبَيْنَكُمُ الْقُرْآنُ. قَالَ اللّٰـهُ عَزَّوَجَلَّ. لاَتُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ (الطلاق: ۱) **الْاٰيَةَ. قَالَتْ: هٰذَا لِمَنْ كَانَتْ لَهُ مُرَاجَعَةٌ، فَاَىُّ اَمْرٍ يَحْدُثُ بَعْدَ الثَّلاثِ؟ فَكَيْفَ تَقُوْلُوْنَ، لاَنَفَقَةَ لَهَا اِذَا لَمْ تَكُنْ حَامِلاً؟ فَعَلَامَ تَحْبِسُوْنَهَا؟** (۲۶)

ترجمہ: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ ابوعمرو، حضرت علیؓ کی معیت میں یمن کی طرف گئے تو ابوعمرو نے اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو ایک طلاق جو باقی تھی وہ بھی بھیج دی اور حارث بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ دونوں کو کہہ گیا کہ اسے سامانِ نان ونفقہ پہنچادیں۔ مگر ان دونوں نے فاطمہ سے کہا تمہارے لیے کوئی نان ونفقہ نہیں، ہاں اگر تو حاملہ ہوتی (تو پھر حقدار تھی) یہ سن کر فاطمہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے دونوں کی گفتگو بیان کی، آپ نے فرمایا، تیرے لیے نفقہ تو نہیں ہے۔ پھر اس نے کہیں منتقل ہونے کی اجازت طلب کی آپ نے اسے اجازت مرحمت فرمادی۔ تو اس نے پوچھا یارسول اللہ میں عدت کہاں گزاروں؟ فرمایا، ابن ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ۔ وہ نابینا صحابی تھے، ان کے ہاں وہ اپنی اوڑھنی اتار کر رکھ سکتی تھی وہ اسے نہ دیکھ سکتا تھا۔ پس جب اس کی مدت عدت پوری ہوگئی، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح

اسامہ بن زید کے ساتھ کر دیا۔ مروان نے قبیصہ بن ذُویب کو اس کے قصہ کے بارے میں معلومات دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے اپنی ساری روداد سنا دی۔ مروان بولا ہم نے یہ حدیث ایک عورت کی زبان سے سنی ہے، ہم ایک ایسا مضبوط ومعتبر امر اختیار کریں گے جس پر سب لوگوں کو ہم نے پایا ہے۔ فاطمہ کو جب مروان کی یہ بات پہنچی تو اس نے کہا، میرے اور تمہارے درمیان قرآن فیصل ہے۔ مروان نے کہا اللہ کا ارشاد تو یہ ہے کہ مطلقہ عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو فاطمہ نے کہا یہ تو ان عورتوں کے حق میں ہے جن کو رجعی طلاق ہوئی ہو۔ تین طلاقوں کے بعد بھلا کوئی نئی بات پیدا ہوگی؟ پھر تم لوگ کیوں کر کہتے ہو کہ اس کے لیے نفقہ نہیں ہے جب تک کہ وہ حاملہ نہ ہو۔ جب نان ونفقہ بھی نہیں دیتے ہو تو پھر اسے کیوں روکتے ہو؟

〈۶〉حَدَّثَنِی اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: نَاعَبْدُالرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْیَانَ، عَنْ اَبِیْ بَكْرِبْنِ اَبِی الْجَهْمِ قَالَ: سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُوْلُ: اَرْسَلَ اِلَیَّ زَوْجِیْ اَبُوْعَمْرِو بْنُ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيْرَةَ عَيَّاشَ بْنَ اَبِیْ رَبِيْعَةَ بِطَلَاقِیْ، وَاَرْسَلَ مَعَهٗ بِخَمْسَةِ اٰصُعِ تَمْرٍ وَخَمْسَةِ اٰصُعِ شَعِيْرٍ فَقُلْتُ: أَمَالِیْ نَفَقَةٌ اِلَّا هٰذَا؟ وَلَااَعْتَدُّ فِیْ مَنْزِلِكُمْ؟قَالَ:لَا، قَالَتْ: فَشَدَدْتُ عَلَیَّ ثِيَابِیْ وَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: كَمْ طَلَّقَكِ؟ قُلْتُ: ثَلَاثًا.قَالَ:صَدَقَ لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ، اِعْتَدِّیْ فِیْ بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ،فَاِنَّهٗ ضَرِيْرُ الْبَصَرِتُلْقِیْ ثَوْبَكِ عِنْدَهٗ الحديث.(۲۷)

ترجمہ: ابوبکر بن ابی الجہم سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے فاطمہ بنت قیس کو کہتے سنا کہ میرے شوہر ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ نے عیاش بن ابی ربیعہ کے ذریعہ مجھے طلاق بھیج دی اور اس کے بدست پانچ صاع کھجوریں اور پانچ صاع جو بھی بھیجے۔ میں نے کہا کیا بس میرے لیے اتنا سامان نان ونفقہ؟ اور پھر عدت بھی میں تمہارے گھر نہیں گزار سکتی؟ اس نے کہا نہیں (عدت بھی ہمارے ہاں نہیں گزار سکتی)۔ فاطمہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے کپڑے سمیٹے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی (اور واقعہ عرض کیا) آپ نے دریافت فرمایا، کتنی طلاقیں دی ہیں اس نے تمہیں؟ میں نے عرض کیا تین۔ فرمایا، پھر اس نے ٹھیک کہا ہے تمہارے لیے اس کے ذمہ نان ونفقہ نہیں ہے، جاؤ ابن ام مکتوم اپنے چچازاد بھائی کے ہاں عدت پوری کرو وہ نابینا ہے، تمہیں اوڑھنی اتار کر رکھنے میں دقت نہیں ہوگی۔

〈۷〉حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، نَاجَرِيْرٌ، عَنْ مُغِيْرَةَ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، قَالَ: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ: طَلَّقَنِیْ زَوْجِیْ ثَلَاثًا عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ، فَقَالَ ﷺ:لَاسُكْنٰی لَكِ وَلَانَفَقَةَ. قَالَ مُغِيْرَةُ: فَذَكَرْتُهٗ،لِاِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ: قَالَ عُمَرُ: لَانَدَعُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ بِقَوْلِ امْرَأَةٍ،لَانَدْرِیْ أحَفِظَتْ اَمْ نَسِيَتْ. فَكَانَ عُمَرُ يَجْعَلُ لَهَا السُّكْنٰی وَالنَّفَقَةَ.(۲۸)

ترجمہ: فاطمہ بنت قیس کا بیان ہے کہ عہد نبوی میں میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

نہ تیرے لیے رہایش ہے اور نہ نفقہ۔ حضرت مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے اس کا ذکر کیا تو وہ بولا کہ حضرت عمرؓ کا قول تو یہ ہے کہ ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو نہیں چھوڑ سکتے محض ایک عورت کی بات کی بنیاد پر، ہمیں نہیں معلوم کہ اسے یاد رہا یا بھول گئی، حضرت عمرؓ ایسی عورت کے لیے بھی رہائش اور نفقہ مقرر فرماتے تھے۔

—— قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ وَ عَبْدُاللّٰهِ اَنَّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلاَثًا لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ وَهُوَقَوْلُ سُفْيَانِ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوفَةِ، وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ لَهَا السُّكْنٰى وَلاَنَفَقَةَ لَهَا۔وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ، وَاللَّيْثِ ابْنِ سَعْدٍ وَالشَّافِعِيِّ۔

—— وَقَالَ الشَّافِعِيُّ اِنَّمَا جَعَلْنَا لَهَا السُّكْنٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لاَ تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلاَ يَخْرُجْنَ اِلَّااَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ۔قَالُوْا هُوَالْبَذَاءُ، اَنْ تَبْذُوْعَلٰى اَهْلِهَا وَاعْتَلَّ بِاَنَّ فَاطِمَةَ اِبْنَةَ قَيْسٍ لَمْ يَجْعَلْ لَّهَا النَّبِيُّ ﷺ اَلسُّكْنٰى لَمَا كَانَتْ تَبْذُوْ عَلَى اَهْلِهَا، قَالَ الشَّافِعِيُّ وَلاَ نَفَقَةَ لَهَا لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ قِصَّةِ حَدِيْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ۔

—— دیگر اہل علم، صحابہ کرام میں سے حضرت عمرؓ اور عبداللہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ اس کو رہائش اور نفقہ دونوں مہیا کیا جائے گا، سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک رہائش تو اس کے لیے ہے مگر نفقہ نہیں۔ اس گروہ میں مالک بن انس، لیث، ابن سعد اور امام شافعی ہیں۔

—— امام شافعی کا قول ہے کہ ہم نے ایسی عورت کے لیے رہایش کو کتاب اللہ کی رو سے رکھی ہے کہ ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود ہی نکلیں الا یہ کہ کھلم کھلا بے حیائی کا ارتکاب کریں، ان کا کہنا ہے کہ وہ بدزبانی ہے جس سے اپنے گھر والوں کے ساتھ پیش آئے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ فاطمہ بنت قیس کو حضورؐ نے اسی وجہ سے رہایش سے منع کر دیا تھا۔ اور امام شافعیؒ اس کے لیے نفقہ کا انکار فاطمہ بنت قیس کے قصہ میں حدیث رسول کی وجہ سے کرتے ہیں۔

﴿۸﴾حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثَنَا يَحْيٰ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: ثَنَا مُجَالِدٌ، قَالَ: ثَنَا عَامِرٌ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَاَتَيْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ، فَحَدَّثَتْنِيْ اَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَبَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَرِيَّةٍ، قَالَتْ: فَقَالَ لِيْ اَخُوْهُ: اُخْرُجِيْ مِنَ الدَّارِ، فَقُلْتُ: اِنَّ لِيْ نَفَقَةً وَسُكْنٰى حَتّٰى يَحِلَّ الْاَجَلُ، قَالَ: لاَ، قَالَتْ: فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ:اِنَّ فُلاَنًا طَلَّقَنِيْ، وَاِنَّ اَخَاهُ اَخْرَجَنِيْ ومَنَعَنِي السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةَ، فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ، فَقَالَ:مَالَکَ وَلاِبْنَةِ آلِ قَيْسٍ؟قَالَ:يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اَخِيْ طَلَّقَهَا ثَلاَثًا جَمِيْعًا. قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:اُنْظُرِيْ يَا ابْنَةَ آلِ قَيْسٍ! اِنَّمَا النَّفَقَةُ

وَالسُّکْنٰی لِلْمَرْأَۃِ عَلٰی زَوْجِھَا مَاکَانَتْ لَہٗ عَلَیْھَا رَجْعَۃٌ فَاِذَا لَمْ یَکُنْ لَہٗ عَلَیْھَا رَجْعَۃٌ فَلَانَفَقَۃَ وَلَاسُکْنٰی، فَاخْرُجِیْ، فَانْزِلِیْ عَلٰی فُلَانَۃَ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّہٗ یَتَحَدَّثُ اِلَیْھَا، اِنْزِلِیْ عَلَی ابْنِ اُمِّ مَکْتُوْمٍ، فَاِنَّہٗ اَعْمٰی لَایَرَاکِ، ثُمَّ لَاتَنْکِحِیْ حَتّٰی اَکُوْنَ اُنْکِحُکِ قَالَتْ: فَخَطَبَنِیْ رَجُلٌ مِنْ قُرَیْشٍ، فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَسْتَاْمِرُہٗ فَقَالَ: اَلَاتَنْکِحِیْنَ مَنْ ھُوَاَحَبُّ اِلَیَّ مِنْہُ فَقُلْتُ: بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! فَاَنْکِحْنِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ، قَالَتْ: فَاَنْکَحَنِیْ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ الحدیث.(۲۹)

ترجمہ: عامر کا بیان ہے کہ میں مدینہ آیا اور فاطمہ بنت قیس سے ملا۔ اس نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خاوند کو کسی سریہ میں فوجی مہم پر بھیج دیا۔ فاطمہ کا بیان ہے کہ میرے شوہر کے بھائی (دیور یا جیٹھ) نے مجھے کہا: اس کے گھر سے باہر نکل جا۔ میں نے اسے کہا کہ جب تک عدت پوری نہیں ہوتی میرا نان ونفقہ ورہایش اس کے ذمہ ہے۔ وہ بولا ایسا نہیں ہے۔ فاطمہ نے بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ فلاں نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اس کا بھائی مجھے گھر سے باہر نکال رہا ہے۔ رہایش بھی رکھنا ممنوع کر دیا ہے اور نان ونفقہ بھی بند کر دیا ہے۔ حضورؐ نے اسے بلوایا، اور دریافت فرمایا کہ تیرا اور فاطمہ (آل قیس کی بیٹی) کا کیا معاملہ ہے؟ وہ بولا، یارسول اللہ! میرے بھائی نے اسے پوری تین طلاقیں دے دی ہیں۔

فاطمہ کا اپنا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے سخن میری جانب کر کے فرمایا: اے آل قیس کی بیٹی! دیکھ لے نان ونفقہ اور رہایش ایسی عورت کے لیے ہے جسے رجعی طلاق ہو اور شوہر کے لیے رجوع کا موقع باقی ہو۔ جب خاوند کے لیے رجوع کا موقع باقی نہ رہے تو ایسی صورت میں نہ اس کے ذمہ رہایش ہے اور نہ نان ونفقہ۔ لہٰذا تو شوہر کے گھر سے چلی جا اور فلاں کے ہاں جا کر رہایش رکھ۔ راوی نے پھر کہا آپ اس سے گفتگو فرماتے رہے کہ ابن ام مکتوم کے ہاں چلی جا اور وہاں ڈیرہ ڈال لے، وہ نابینا آدمی ہے تجھ پر اس کی نظریں نہیں پڑیں گی۔ پھر تم از خود نکاح نہ کر لینا تاوقتیکہ میں تمہارے نکاح کا بندوبست نہ کروں۔ فاطمہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک قریشی آدمی نے نکاح کا پیغام دیا، میں مشورہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا، کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ جسے میں سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں اس سے نکاح کرے؟ میں نے کہا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! جسے آپ محبوب رکھتے ہیں اس سے میرا نکاح کر دیں، تو آپ نے اسامہ بن زید کے ساتھ میرا نکاح کر دیا۔

〈۹〉حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، نَاحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: نَاشَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰ وَھُوَ ابْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَۃَ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ قَیْسٍ اُخْتَ الضَّحَّاکِ ابْنِ قَیْسٍ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ اَبَا حَفْصِ بْنَ الْمُغِیْرَۃَ الْمَخْزُوْمِیَّ طَلَّقَھَا ثَلَاثًا ثُمَّ انْطَلَقَ اِلَی الْیَمَنِ، فَقَالَ لَھَا اَھْلُہٗ لَیْسَ لَکِ عَلَیْنَا نَفَقَۃٌ، فَانْطَلَقَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ فِیْ نَفَرٍ، فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ بَیْتِ مَیْمُوْنَۃَ، فَقَالُوْا: اِنَّ اَبَا حَفْصٍ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ

ثَلاثًا، فَهَلْ لَهَا مِنْ نَفَقَةٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ ﷺ: لَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، وَاَرْسَلَ اِلَيْهَا اَنْ لَّاتَسْبِقِيْنِىْ بِنَفْسِكِ، وَاَمَرَهَا اَنْ تَنْتَقِلَ اِلٰى اُمِّ شَرِيْكٍ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَيْهَا اَنَّ اُمَّ شَرِيْكٍ يَاْتِيْهَا الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ، فَانْطَلِقِىْ اِلَى ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰى، فَاِنَّكِ اِذَا وَضَعْتِ خِمَارَكِ لَمْ يَرَاكِ، فَانْطَلَقَتْ اِلَيْهِ، فَلَمَّا مَضَتْ عِدَّتُهَا اَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.(۳۰)

ترجمہ: ابن ابی کثیر سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابوسلمہ نے بتایا کہ فاطمہ بنت قیس کو اس کے شوہر ابوحفص بن مغیرہ مخزومی نے تین طلاق دے دی پھر یمن کی طرف چلا گیا۔ ابوحفص کے گھر والوں نے فاطمہ سے کہا کہ ہمارے ذمہ تمہارا نان ونفقہ نہیں ہے۔ خالدؓ بن ولید اپنے چند ساتھیوں سمیت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اس وقت آپ حضرت میمونہؓ کے ہاں تھے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ ابوحفص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں، کیا فاطمہ کے لیے کوئی نفقہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے نفقہ تو نہیں البتہ عدت ہے اور فاطمہ کے پاس حضورؐ نے پیغام بھیجا کہ اپنے بارے میں جلدی نہ کرے۔ ساتھ ہی حکم دیا کہ ام شریک کے ہاں منتقل ہو جا، معاً پھر فرمایا کہ ام شریک کے ہاں تو مہاجرین اولین کی آمد و رفت رہتی ہے لہٰذا تو ابن ام مکتوم کے ہاں چلی جا، وہ بصارت سے قدرتی طور پر محروم شخص ہے۔ جب تجھے اوڑھنی سر سے اتارنے کی ضرورت پیش آئے گی تو اس کی نظریں تجھ پر نہ پڑیں گی۔ چنانچہ فاطمہ، ابن امّ مکتوم کے ہاں چلی گئی، جب عدت کے ایام پورے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نکاح اسامہ بن زید بن حارثہ کے ساتھ کر دیا۔

﴿۱۰﴾ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ جَالِسًا فِى الْمَسْجِدِ الْاَعْظَمِ وَمَعَنَا الشَّعْبِىُّ، فَحَدَّثَ الشَّعْبِىُّ بِحَدِيْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَجْعَلْ لَّهَا سُكْنٰى وَلَانَفَقَةَ، ثُمَّ اَخَذَ الْاَسْوَدُ كَفًّا مِنْ حُصىً فَحَصَبَهُ بِهِ، فَقَالَ: وَيْلَكَ تُحَدِّثُ بِمِثْلِ هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: لَانَتْرُكُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ لِقَوْلِ امْرَاَةٍ لَانَدْرِىْ لَعَلَّهَا حَفِظَتْ اَوْنَسِيَتْ لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَايَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ.(الطلاق:۱) (۳۱)

ترجمہ: ابواسحاق کا بیان ہے کہ میں اسود بن یزید کے ساتھ ایک بڑی مسجد (جامع مسجد) میں بیٹھا ہوا تھا اور ہماری مجلس میں شعبی بھی موجود تھے۔ شعبی نے فاطمہ بنت قیس کا قصۂ طلاق پر گفتگو شروع کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کے لیے نہ تو نان ونفقہ مقرر فرما کر دلوایا اور نہ رہائش، اسود نے مٹھی بھر کنکریاں لے کر شعبی کی طرف پھینکیں اور کہا افسوس ہے کہ تم ایسی بات بیان کرتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ ہم محض ایک عورت کی بات کی وجہ سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں، جب کہ ہمیں علم نہیں کہ شاید وہ یاد رکھ سکی ہو یا بھول گئی ہو۔ اس کے لیے رہائش بھی ہے اور نان ونفقہ بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ خود وہ نکلیں الا یہ کہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔

نسائی اور دار قطنی کی ایک روایت میں حضرت عمر سے مندرجہ ذیل عبارت بھی منقول ہے:

⟨۱۱⟩ قَالَ عُمَرُ: اِنْ جِئْتَ بِشَاهِدَيْنِ يَشْهَدَانِ اَنَّهُمَا سَمِعَاهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِلَّا لَمْ نَتْرُكْ كِتَابَ اللّٰهِ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ، لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ. (۳۲)

⟨۱۲⟩ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: نَا اللَّيْثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِیْ اَنَسٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّهُ قَالَ: سَاَلْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ، فَاَخْبَرَتْنِیْ اَنَّ زَوْجَهَا الْمَخْزُوْمِیَّ طَلَّقَهَا، فَاَبٰی اَنْ يُّنْفِقَ عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَخْبَرَتْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لَا نَفَقَةَ لَكِ فَانْتَقِلِیْ، فَاذْهَبِیْ اِلَی ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ، فَكُوْنِیْ، عِنْدَهٗ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ اَعْمٰی تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ عِنْدَهٗ. (۳۳)

ترجمہ: ابوسلمہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے فاطمہ بنت قیس سے اس کی طلاق کے متعلق سوال کیا، اس نے بتایا کہ اس کے شوہر ـــ جو مخزوم قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے ـــ نے اسے طلاق دے دی اور (دورانِ عدت) کے اخراجات دینے سے انکار کر دیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو سارا واقعہ سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا، نہ تیرے لیے نفقہ ہے اور نہ رہائش، تو ابنِ ام مکتوم کے ہاں چلی جا اور وہاں اپنی عدت کے ایام پورے کر! وہ نابینا آدمی ہے تم اس کے ہاں کپڑے اتار سکتی ہو۔

⟨۱۳⟩ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّهٗ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ وَكَانَ اَنْفَقَ عَلَيْهَا نَفَقَةَ دُوْنٍ، فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ قَالَتْ، وَاللّٰهِ لَاُعْلِمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاِنْ كَانَ لِیْ نَفَقَةٌ، اَخَذْتُ الَّذِیْ يُصْلِحُنِیْ، وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لِّیْ نَفَقَةٌ، لَمْ اٰخُذْ مِنْهُ شَيْئًا، قَالَتْ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: لَا نَفَقَةَ لَكِ وَلَا سُكْنٰی. (۳۴)

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے انہوں نے فاطمہ بنت قیس کے حوالہ سے بیان کیا کہ اسے اس کے شوہر نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں طلاق دے دی اور خرچہ معمول سے کم کرنے لگا۔ جب فاطمہ نے یہ صورت حال دیکھی تو اس نے کہا کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کو ضرور آگاہ کروں گی اور معلوم کروں گی کہ اگر میرے لیے شریعت میں نفقہ لینے کی گنجایش ہے تو پھر اتنا نفقہ حاصل کروں گی جتنا مجھے درکار ہے اور اگر شرعی اعتبار سے میرے لیے نفقہ کا کوئی حق نہیں ہوگا تو پھر میں اپنے شوہر سے کوئی چیز بھی نہ لوں گی۔ (یہ عزم لے کر) میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لیے نہ کوئی نفقہ ہے اور نہ رہائش۔

ایک اور روایت:

⟨۱۴⟩ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِی الْمُطَلَّقَةِ قَالَ: لَيْسَ لَهَا سُكْنٰی وَلَا نَفَقَةٌ. (۳۵)

تشریح: اس امر میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ مطلقہ کو اگر رجعی طلاق دی گئی ہو تو شوہر پر اس کی سکونت اور اس کے نفقہ کی

ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ اگر عورت حاملہ ہو تو خواہ اسے رجعی طلاق دی گئی ہو یا قطعی طور پر الگ کر دینے والی بہر حال اس کے وضع حمل تک اس کی سکونت اور اس کے نفقہ کا ذمہ دار شوہر ہوگا۔ اس کے بعد اختلاف اس امر میں ہوا ہے کہ آیا غیر حاملہ مطلّقہ مبتوتہ (جسے قطعی طور پر الگ کر دینے والی طلاق دی گئی ہو) سکونت اور نفقہ دونوں کی حق دار ہے؟ یا صرف سکونت کا حق رکھتی ہے؟ یا دونوں میں سے کسی کی بھی حق دار نہیں ہے؟

ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ سکونت اور نفقہ دونوں کی حق دار ہے، یہ رائے حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) قاضی شریح اور ابراہیم نخعی کی ہے۔ اسی کو حنفیہ نے اختیار کیا ہے، اور امام سفیان ثوری اور حسن بن صالح کا بھی یہی مذہب ہے اس کی تائید دار قطنی کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ اس کی مزید وضاحت فاطمہ بنت قیس کی حدیث میں حضرت عمرؓ کے قول سے ہوتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے علم میں لازماً رسول اللہ ﷺ کی یہ سنت ہوگی کہ ایسی عورت کے لیے نفقہ اور سکونت کا حق ہے۔ بلکہ ابراہیم نخعی کی ایک روایت میں تو یہ تصریح ہے کہ حضرت عمرؓ نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو رد کرتے ہوئے فرمایا تھا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ایسی عورت کے لیے سکونت کا حق بھی ہے اور نفقہ کا بھی۔''

امام ابوبکر جصاص احکام القرآن میں اس مسئلے پر مفصل بحث کرتے ہوئے اس مسلک کے حق میں پہلی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً فرمایا ہے فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ''ان کو ان کی عدت کے لیے طلاق دو'' اس فرمان الٰہی کا اطلاق اس شخص پر بھی تو ہوتا ہے جو دو طلاق پہلے دے کر رجوع کر چکا ہو اور اب اسے صرف ایک ہی طلاق دینے کا حق باقی ہو۔ دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلاق دینے کا یہ طریقہ بتایا کہ ''آدمی یا تو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں مباشرت نہ کی گئی ہو یا ایسی حالت میں طلاق دے جب کہ عورت کا حاملہ ہونا ظاہر ہو چکا ہو'' تو اس میں آپ نے پہلی، دوسری یا آخری طلاق کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ ''ان کو اسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو'' ہر قسم کی طلاق سے متعلق مانا جائے گا۔ تیسری دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ حاملہ مطلقہ خواہ رجعیہ ہو یا مبتوتہ، اس کی سکونت اور اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ اور غیر حاملہ رجعیہ کے لیے بھی یہ دونوں حقوق واجب ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سکونت اور نفقہ کا وجوب دراصل حمل کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس بنا پر ہے کہ یہ دونوں قسم کی عورتیں شرعاً شوہر کے گھر میں رہنے پر مجبور ہیں۔ اب اگر یہی حکم مبتوتہ غیر حاملہ کے بارے میں بھی ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی سکونت اور اس کا نفقہ مرد کے ذمے نہ ہو۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ مطلقہ مبتوتہ کے لیے سکونت کا حق تو ہے مگر نفقہ کا حق نہیں ہے۔ یہ مسلک سعید بن المسیّب، سلیمان بن یسار، عطاء، شعبی، اوزاعی، لیث اور ابوعبید رحمہم اللہ کا ہے اور امام شافعی اور امام مالک نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ لیکن مغنی المحتاج میں امام شافعی کا مسلک اس سے مختلف بیان ہوا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

تیسرا گروہ کہتا ہے مطلقہ مبتوتہ کے لیے نہ سکونت کا حق ہے نہ نفقہ کا۔ یہ مسلک حسن بصری، حماد، ابن ابی لیلیٰ، عمرو بن

دینار، طاؤس، اسحاق بن راہویہ اور ابوثور کا ہے۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباس کا بھی یہی مسلک نقل کیا ہے امام احمد بن حنبل اور امامیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور مغنی المحتاج میں شافعیہ کا مسلک بھی یہ بیان کیا گیا ہے کہ تَجِبُ سُکْنیٰ لِمُعْتَدَّةِ طَلَاقٍ حَائِلٍ اَوْ حَامِلٍ وَلَا بَائِنٍ... وَالْحَائِلُ الْبَائِنُ لَانَفَقَةَ لَهَا وَلَا كِسْوَةَ'' طلاق کی بنا پر جو عورت عدت گزار رہی ہو اس کے لیے سکونت کا حق واجب ہے خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ ہو، مگر بائنہ کے لیے واجب نہیں ہے... اور غیر حاملہ بائنہ کے لیے نہ نفقہ ہے اور نہ کپڑا۔'' اس مسلک کا استدلال ایک تو قرآن مجید کی اس آیت سے ہے کہ لَاتَدْرِی لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَالِكَ اَمْرًا۔ ''تم نہیں جانتے شاید اس کے بعد اللہ موافقت کی کوئی صورت پیدا کردے۔'' اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ بات مطلّقہ رجعیہ کے حق ہی میں درست ہوسکتی ہے نہ کہ مبتوتہ کے حق میں۔ اس لیے مطلقہ کو گھر میں رکھنے کا حکم بھی رجعیہ کے حق ہی کے لیے خاص ہے۔ دوسرا استدلال فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے ہے۔ جسے کتب حدیث میں بکثرت صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔ (جو اوپر درج کی گئی ہے)۔

اس حدیث کو جن لوگوں نے قبول نہیں کیا ان کے دلائل یہ ہیں:

اولاً، ان کو شوہر کے رشتہ داروں کا گھر چھوڑنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ وہ بہت تیز زبان تھیں اور شوہر کے رشتہ دار ان کی بدمزاجی سے تنگ تھے۔ سعید بن المسیّب کہتے ہیں کہ ''ان خاتون نے اپنی حدیث بیان کر کے لوگوں کو فتنے میں ڈال دیا ہے اصل بات یہ ہے کہ وہ زبان دراز تھیں اس لیے ان کو ابن اُمّ مکتوم کے ہاں رکھا گیا (ابوداؤد)۔ دوسری روایات میں سعید بن المسیّب کا یہ قول منقول ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے شوہر کے رشتہ داروں سے زبان درازی کی تھی اس لیے انہیں اس گھر سے منتقل ہونے کا حکم دیا گیا تھا (جصّاص)۔ سلیمان بن یَسار کہتے ہیں کہ ان کا گھر سے نکلنا دراصل بدمزاجی کی وجہ سے تھا (ابوداؤد)۔

ثانیاً، ان کی روایت کو حضرت عمرؓ نے اس زمانے میں رد کردیا تھا جب بہ کثرت صحابہ موجود تھے اور اس معاملہ کی پوری تحققیات ہوسکتی تھی۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کو فاطمہؓ کی یہ حدیث پہنچی تو انہوں نے فرمایا لَسْنَا بِتَارِكِیْ آيَةً فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ وَقَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَعَلَّهَا اَوْهَمَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَهَا السُّكْنیٰ وَالنَّفَقَةَ۔ ''ہم کتاب اللہ کی ایک آیت اور رسول اللہ ﷺ کے قول کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے، جسے شاید کچھ وہم ہوا ہو۔ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ مبتوتہ کے لیے سکونت کا حق بھی ہے اور نفقہ کا بھی''۔ (جصّاص) ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے پاس کوفہ کی مسجد میں بیٹھا تھا، وہاں شعبی نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کا ذکر کیا، اس پر حضرت اسود نے شعبی کو کنکریاں کھینچ ماریں اور کہا کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب فاطمہ کی یہ روایت پیش کی گئی تھی تو انہوں نے کہا تھا ''ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے رد نہیں کرسکتے، معلوم نہیں اس نے یاد رکھا یا بھول گئی۔ اس کے لیے نفقہ اور سکونت ہے اللہ کا حکم ہے لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ یہ روایت باختلاف الفاظ مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں منقول ہوئی ہے۔

ثالثاً، مروان کے زمانہ حکومت میں جب مطلقہ مبتوتہ کے متعلق ایک نزاع چل پڑی تھی، حضرت عائشہؓ نے فاطمہ بنت قیس

کی روایت پر سخت اعتراضات کیے تھے۔ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا، کیا آپ کو فاطمہ کا قصہ معلوم نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا ''فاطمہ کی حدیث کا ذکر نہ کرو تو اچھا ہے'' (بخاری)۔ بخاری نے دوسری روایت جو نقل کی ہے اس میں حضرت عائشہ کے الفاظ یہ ہیں ''فاطمہ کو کیا ہو گیا ہے وہ خدا سے ڈرتی نہیں ہیں؟'' تیسری روایت میں حضرت عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ''فاطمہ کے لیے یہ حدیث بیان کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔'' حضرت عُروہ ایک اور روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فاطمہ پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا اور کہا ''وہ دراصل ایک خالی مکان میں تھیں جہاں کوئی مونس نہ تھا اس لیے ان کی سلامتی کی خاطر حضورؐ نے ان کو گھر بدل دینے کی ہدایت فرمائی تھی۔''

رابعاً، ان خاتون کا نکاح بعد میں اُسامہ بن زیدؓ سے ہوا تھا، اور محمد بن اسامہ کہتے ہیں کہ جب کبھی فاطمہ اس حدیث کا ذکر کرتیں میرے والد، جو چیز بھی ان کے ہاتھ لگتی اٹھا کر ان پر دے مارتے تھے (جصّاص)۔ ظاہر ہے کہ حضرت اُسامہ کے علم میں سنت اس کے خلاف نہ ہوتی تو وہ اس حدیث کی روایت پر اتنی ناراضی کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔

(تفہیم القرآن ج ۵، الطلاق، حاشیہ:۱۶)

ماٰخذ

(۱) ابو داؤد ج۲۔ کتاب الطلاق، باب فی المتوفی عنها تنتقل حدیث ۲۳۰۰۔ ☆ابن ماجه کتاب الطلاق، باب این تعتد المتوفی عنها زوجها۔ ☆ترمذی ج۱ ابواب الطلاق واللعان، باب ماجاء این تعتد المتوفی عنها زوجها۔

(۲) نسائی ج٦۔ کتاب الطلاق، باب مقام المتوفی عنها زوجها فی بیتها حتی تحل حدیث ۳۵۲۸۔

(۳) ابو داؤد ج۲۔ کتاب الطلاق باب من رای التحول۔ ☆نسائی ج۲۔ کتاب الطلاق باب الرخصة للمتوفی عنها زوجها ان تعتد حیث شاء ت۔

(٤) سنن دارقطنی ج٤۔ کتاب الطلاق۔

(٥) دارقطنی ج۳ کتاب النکاح حدیث۱۹۲ مطبوعه نشر السنة ملتان۔ ☆نیل الاوطار ج٦۔ کتاب النکاح۔ باب اثبات الفرقة للمرأة اذا تعذرت النفقة باعسار ونحوه۔ ☆مؤطا امام مالك ج۲۔ جامع الطلاق۔ ☆السنن الکبریٰ ج۷۔ ص٤٦٩، ٤٧٠ ☆السنن الکبریٰ بیهقی میں هے قال ابو الزناد: قُلْتُ: سُنَّةٌ؟ قَالَ سَعِیْدٌ: سُنَّةٌ۔
قال الشافعی والذی یشبه قول سعید سنة ان تکون سنة من رسول الله ﷺ اور فی ارجل لایجد ماینفق علی امرأته قال یفرق بینهما والی روایت ص ٤٧٠ پر هے۔ ☆ابن ابی شیبه ج٥۔ کتاب الطلاق باب ماقالوا فی الرجل یعجز عن نفقةِ امرأته یجبر علی ان یطلق الخ۔

(٦) تفسیر ابن جریر طبری ج۱۲پ۲۸۔ ص۹۳۔ عن ابی بن کعب۔ ☆عبد الله بن مسعود سے بھی یهی الفاظ یعنی اجل الحامل ان تضع مافی بطنها منقول هیں اس میں کل کا لفظ نهیں۔ حواله مذکوره بالا۔ ☆تفسیر ابنِ کثیر ج٤۔ سورة الطلاق۔ ☆عبد الکریم هذا ضعیف ولم یُدرِكْ اُبیًّا۔

(۷) بخاری ج۲۔ کتاب الطلاق باب واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔☆ نسائی کتاب الطلاق ج٦۔باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۷۔کتاب العدد باب عدة الحامل من الوفاة ۔

(۸) بخاری ج۲۔کتاب التفسیر، سورة الطلاق۔☆مسلم ج۱۔کتاب الطلاق، باب انقضاء العدة المتوفی عنھا وغیرھا بوضع الحمل۔☆ مسلم نے ان سبیعة الاسلمیة نفست بعد وفات زوجھا بلیال نقل کیاھے۔☆نسائی ج٦۔ کتاب الطلاق، باب عدة المتوفی عنھا زوجھا۔ نسائی کی روایت میں بعشرین لیلة ھے۔ ☆ترمذی ابواب الطلاق واللعان، باب ماجاء فی الحامل المتوفی عنھا زوجھا تضع ۔ ترمذی اور نسائی دونوں نے بعد وفاة زوجھا بیسیر بیان کیاھے۔ ☆دارمی ج۲۔کتاب الطلاق، باب۱۱۔فی عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا والمطلقة۔☆ السنن الکبری للبیھقی ج۷۔ کتاب العدد باب عدة الحامل من الوفاة۔

(۹) نسائی ج٦۔کتاب الطلاق۔ باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا حدیث۳۵۰۸۔☆مؤطا امام مالك ج۲۔کتاب الطلاق، عدة المتوفی عنھا زوجھا اذا کانت حاملا۔

(۱۰) بخاری ج۲۔کتاب الطلاق، باب واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔☆نسائی ج ٦۔کتاب الطلاق، باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔کتاب العدد باب عدة الحامل من الوفاة عن مسوربن مخرمة۔

(۱۱) مسلم ج۱۔ص۴۳۲کتاب الطلاق باب انقضاء العدة المتوفی عنھا وَغَیرُھا لوضع الحمل۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی عدة الحامل۔☆مُسندِ احمد ج٦۔ص۴۳۲عن سُبَیُعة الاسلمیة (الفاظ مختلف ھیں)☆نسائی ج٦۔کتاب الطلاق، باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۷۔ص۴۲۸،۴۲۹ ☆روح المعانی ج۱۰۔سورة الطلاق۔

(۱۲) ترمذی ابواب الطلاق واللعان باب ماجاء فی الحامل المتوفی عنھا زوجھا تضع۔☆نسائی ج٦۔کتاب الطلاق، باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا۔☆دارمی ج۲،کتاب الطلاق باب ۱۱فی عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا والمطلقة۔☆ابنِ ماجه کتاب الطلاق، باب الحامل المتوفی عنھا زوجھا اذا وضعت حلت للازواج۔

(۱۳) نسائی ج٦۔ کتاب الطلاق باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا۔

(۱٤) ابن ماجه کتاب الطلاق، باب الحامل المتوفی عنھا زوجھا اذا وضعت حلت للازواج ۔

(۱۵) مسند احمد ج۲۔ص۴۳۲۔

(۱٦) المستدرك للحاکم ج۲۔ کتاب الطلاق باب عدة الحامل المتوفی عنھا زوجھا۔

(۱۷) مسند احمد ج٥۔ص۱۱ ابی بن کعب۔☆دارقطنی ج٤۔کتاب الطلاق۔☆ابن ابی حاتم بحواله ابن کثیر ج٤۔ص۳۸۲عبد بن حمید فی زوائد المسند، ابویعلی، والضیاء فی المختارة۔ بحواله روح المعانی جز۲۸ مجلد۱۲ ص۱۲۱ ☆فتح القدیر ج٥۔ص۲٤٤ ☆ابن مردویه بحواله فتح القدیر للشوکانی۔☆تفسیر ابن جریرج۱۲۔جز ۲۸ ۔ص۹۳عن ابی بن کعب۔

(۱۸) ابن کثیر ج٤۔الطلاق:٤☆صاحب تعلیق المغنی شمس الحق عظیم آبادی رقم طراز ھیں۔ رواہ الطبرانی وابن ابی حاتم من حدیث ابن لھیعة وھوضعیف۔ ☆دارقطنی ج٤ص۳۹حاشیه ٦۰۔

(۱۹) السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ کتاب العدد باب عدۃِ الحامل من الوفاۃ۔☆ مؤطا امام مالک ج۲۔کتاب الطلاق باب عدۃ المتوفی عنھا زوجھا اذا کانت حاملا۔ مؤطا میں لَمْ یُدْفَنْ بَعْدُ ھے۔

(۲۰) السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ کتاب العدد باب من قال امرأۃ المفقود امرأتہ حتی یأتیھا یقین وفاتہ۔ ورواہ زکریابن یحی الواسطی عن سوار بن مصعب وسوارضعیف۔☆سنن دارقطنی ج۳۔کتاب النکاح باب امرأۃ المفقود۔ دارقطنی نے البیان کی جگہ الخبر نقل کیاھے۔ کنز العمال ج۱۶۔ حدیث نمبر ۴۴۷۶۰۔ عن المغیرۃ۔☆نصب الرایہ للزیلعی ج۳۔ص۴۷۳☆قال ابن ابی حاتم فی کتاب العلل: سَألتُ اَبِی عَنْ ھذا الحدیث، فَقَالَ: ھذا حدیث منکر، ومحمد بن شرحبیل متروک الحدیث، یروی عن المغیرہ بن شعبۃ مناکیرو اباطیل، واعلہ ایضا عبدالحق بمحمد بن شرحبیل، متروک ، وقال ابن القطان فی کتابہ: وسوار بن مصعب اشھر فی المتروکین منہ، ودونہ صالح بن مالک ولایعرف، ودونہ محمد بن الفضل ولایعرف حالہ،☆دارقطنی ج۳۔ص۳۱۲،۳۱۳ کے نیچے حاشیہ ۱۵۴ میں التعلیق المغنی لابی الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی۔

(۲۱) سنن دارقُطنی ج۴۔کتاب الطلاق باب الخلع والایلاء وغیرہ۔

(۲۲) دارقطنی ج۴۔ص۲۱پر تعلیق المغنی حاشیہ ۶۰۔

(۲۳) مسلم ج۲۔کتاب الطلاق، باب المطلقۃ البائن لانفقۃ لھا۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق۔باب فی نفقۃ المبتوتۃ۔☆ترمذی ابواب النکاح باب ماجاء ان لایخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ ھذا حدیث حسن صحیح۔☆مسنداحمد ج۶۔ص۴۱۲فاطمہؓ بنت قیس۔

(۲۴) مسند احمد ج۲۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۷۔کتاب العدد باب ماجاء فی قول اللّٰہ عزوجل الا ان یأتین بفاحشۃ مبینۃ بیھقی میں تضعین ثیابکِ تک ھے۔

(۲۵) نسائی ج۶۔کتاب الطلاق، باب الرخصۃ فی خروج المبتوتۃ من بیتھا فی عدّتھا لسکناھا۔☆مُسندِ احمدج۶۔ ص۴۱۴۔فاطمہؓ بنت قیس۔

(۲۶) مسلم ج۱۔کتاب الطلاق باب المطلقۃ البائن لانفقۃ لھا۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی نفقۃ المبتوتۃ۔☆نسائی کتاب الطلاق ج۶۔ باب نفقۃِ الحامل المبتوتۃ۔ عن عبیداللہ بن عبداللہ۔

(۲۷) مسلم ج۱۔کتاب الطلاق، باب المطلقۃ البائن لانفقۃ لھا۔☆نسائی ج۶۔کتاب الطلاق، باب نفقۃ البائن۔☆ترمذی ج۱۔ ابواب النکاح باب ماجاء ان لایخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ۔☆مُسند احمد ج۶۔ فاطمہؓ بنت قیس۔☆ترمذی اور نسائی اور مسند میں ووضع لی عشرۃ اقفزۃ عند ابن عمٍّ لَہٗ کے الفاظ بھی منقول ھیں۔

(۲۸) ترمذی ج۱ ابواب الطلاق واللعان باب ماجاء فی المطلقۃ ثلاثا لاسکنٰی لھا ولانفقۃ۔☆ ابن ماجہ کتاب الطلاق باب المطلقۃ ثلاثا ھل لھا سکنی ونفقۃ۔ ابوداؤد میں ھے انما کان ذلک من سوء الخلق۔☆ابوداؤد ج۲ کتاب الطلاق باب من انکر ذلک علی فاطمۃ بنت قیس۔ امام بخاری نے کتاب الطلاق باب المطلقۃ اذا خشی علیھا فی مسکن زوجھا ان یُقتحم علیھا او تبذُوَ علی اھلھابفاحشۃ کے تحت بیان کیاھے۔ لَقَدْ عابت ذلک عائشۃ اشد العیب —— یعنی حدیث فاطمۃ بنت قیس —— وقالت ان فاطمۃ کانت فی مکان وحش فخیف علی ناحیتھا فلذلک رخص لھا النبی ﷺ۔☆ابوداؤد ج۲ کتاب الطلاق، باب من انکر ذلک علی فاطمۃ بنت قیس،

حدیث ۲۲۹۱-☆ابن ماجه کتاب الطلاق- باب هل تخرج المرأة فی عدتها؟ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷، کتاب العدد باب ماجاء فی قول الله عزوجل الا ان یاتین بفاحشتة مبینة-

(۲۹) مسند احمد ج٦-ص۴۱۷ فاطمہؓ بنت قیس-

(۳۰) مسلم ج۱-کتاب الطلاق، باب المطلقة البائن لانفقة لها-☆ابوداؤد ج۲-کتاب الطلاق، باب فی نفقة المبتوتة- ☆مسند احمد ج٦-ص۴۱۲ فاطمہؓ بنت قیس-

(۳۱) مسلم ج۲- کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لانفقة لها-☆ابوداؤد ج۲-کتاب الطلاق باب من انکر ذلك علی فاطمة (مختصر) ☆نسائی ج٦-کتاب الطلاق، باب الرخصة فی خروج المبتوتة من بیتها فی عدّتها لسکناها- ☆دارقطنی ج٤-کتاب الطلاق-

(۳۲) نسائی ج٦-کتاب الطلاق باب الرخصة فی خروج المبتوتة من بیتها-☆دارقطنی ج٤-ص٢٦ دارقطنی میں لم یقل فیه وسنة نبینا هے- وهذا اصح-☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷- کتاب العدد باب مقام المطلقة فی بیتها-

(۳۳) مسلم ج۱-کتاب الطلاق باب المطلقة البائن لانفقة لها-

(۳٤) مسلم ج۱-کتاب الطلاق باب المطلقة البائن لانفقة لها-

(۳۵) مسلم اور ابوداؤد نے کتاب الطلاق باب فی نفقة المبتوته کے ضمن میں اور مسند احمد ج٦،ص۴۱۲ پر فاطمه بنت قیس سے یه روایت بهی نقل کی هے -

---

ایلاء

قرآن میں اس کا ذکر

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (البقرہ :۲۲۶،۲۲۷)

''جولوگ اپنی عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں، ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے۔ اگر انہوں نے رجوع کرلیا، تو اللہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ اور اگر انہوں نے طلاق ہی کی ٹھان لی ہو تو جانے رہیں کہ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔''

واقعہ ایلاء کی تفصیل

۹۶۔ بخاری میں حضرت انسؓ سے اور مسند احمد میں حضرت عبداللہؓ بن عباس، حضرت عائشہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ[۱] سے یہ روایات منقول ہوئی ہیں کہ حضورؐ نے ایک مہینہ تک کے لیے اپنی بیویوں سے علیحدہ رہنے کا عہد فرمالیا تھا اور اپنے بالا خانے میں بیٹھ گئے تھے۔ ۲۹ دن گزر جانے پر جبریلؑ نے آکر کہا آپ کی قسم پوری ہوگئی، مہینہ مکمل ہوگیا۔

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ، عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: اٰلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نِّسَآئِهِ، وَكَانَتْ انْفَكَّتْ رِجْلُهُ، فَاَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ وَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اٰلَيْتَ شَهْرًا، قَالَ: اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ.(۱)

ترجمہ : حضرت انسؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے نہ ملنے کی قسم کھائی (اس وقت) آپ کے پاؤں میں چوٹ آگئی تھی۔ آپ اپنے مکان کے بالا خانہ میں ایک کم تیس روز قیام پذیر رہے۔ پھر نیچے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا، یارسول اللہ! آپ نے تو ایک ماہ الگ رہنے کی قسم کھائی تھی۔ فرمایا، مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے۔

---

[۱] حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت مسند احمد میں نہیں ملی۔ (مرتب)

مسند احمد کی ایک روایت :

﴿۲﴾عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: تَمَّ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ.(٢)

نسائی میں ہے:

﴿۳﴾عَنْ اَنَسٍ، قَالَ اٰلٰى النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نِّسَآئِهٖ شَهْرًا فِيْ مَشْرَبَةٍ لَهٗ فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقِيْلَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَيْسَ آلَيْتَ عَلٰى شَهْرٍ؟ قَالَ: الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ.(٣)

ترجمہ : حضرت انس سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے مہینہ بھر الگ رہنے کی قسم کھائی اور اپنے بالاخانہ میں قیام پذیر ہوگئے۔ایک کم تیس روز گزرنے کے بعد نیچے تشریف لائے تو کہا گیا، یارسول اللہ! کیا آپ نے پورا مہینہ الگ رہنے کی قسم نہیں کھائی تھی؟ فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

مسند احمد میں حضرت عائشہؓ سے مروی روایت :

﴿۴﴾عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ:اَقْسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَايَدْخُلَ عَلٰى نِسَآئِهٖ شَهْرًا، قَالَتْ: فَلَبِثَ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ، قَالَتْ: فَكُنْتُ اَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِهٖ، فَقُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ:أَلَيْسَ كُنْتَ اَقْسَمْتَ شَهْرًا فَعُدْتُّ الْاَيَّامَ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ.(٤)

ترجمہ : ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم کھائی کہ وہ ایک مہینہ اپنی بیویوں کے پاس نہ جائیں گے۔وہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ انتیس روز ٹھہرے (پھر نیچے آگئے) تو میں پہلی عورت تھی جسے یہ بات سوجھی (کہ مہینہ تو تیس روز کا ہوتا ہے) تو میں نے عرض کیا، کیا آپؐ نے ایک مہینہ الگ رہنے کی قسم نہیں کھائی تھی؟ میں دن گنتی رہی ہوں ابھی انتیس روز ہوئے ہیں (ایک روز باقی ہے) نبی ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے۔

﴿۵﴾حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا يَحْيٰ ابْنُ زَكَرِيَّا بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا آلٰى لِاَنَّ زَيْنَبَ رَدَّتْ عَلَيْهِ هَدِيَّتَهٗ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَقَدْ اَقْمَأَتْكَ، فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَآلٰى مِنْهُنَّ.(٥)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ نے ایلاء کیا کیونکہ زینب نے آپ کا ہدیہ واپس کردیا تھا۔اس موقع پر حضرت عائشہ نے حضورؐ سے کہا، یارسول اللہ! زینب نے آپ کی تذلیل کی ہے۔اس پر رسول اللہ ﷺ اس پر ناراض ہوگئے اور ازواج مطہرات کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی۔

حضرت ام سلمہؓ سے مروی روایت:

﴿۶﴾عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ آلٰى مِنْ بَعْضِ نِسَآئِهٖ شَهْرًا، فَلَمَّا كَانَ تِسْعَةٌ وَّعِشْرِيْنَ، رَاحَ اَوْ غَدَا، فَقِيْلَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا مَضٰى تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ فَقَالَ: اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ.(٦)

ترجمہ : حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کے پاس ایک ماہ کے لیے نہ جانے کی قسم کھالی۔ مگر جب انتیس روز گزر رے تو صبح یا شام نیچے تشریف لے آئے۔ توجہ دلائی گئی کہ یا رسول اللہ ابھی ایک کم تیس روز گزرے ہیں۔ فرمایا مہینہ ۲۹/دن کا بھی ہوتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی روایت :

〈۷〉اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا یَقُوْلُ: هَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَآئَهٗ شَهْرًا، فَكَانَ یَكُوْنُ فِی الْعُلُوِّ وَیَكُنَّ فِی السِّفْلِ، فَنَزَلَ النَّبِیُّ ﷺ اِلَیْهِنَّ فِیْ تِسْعٍ وَّعِشْرِیْنَ لَیْلَةً، فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّکَ مَكَثْتَ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ لَیْلَةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الشَّهْرَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا. بِاَصَابِعِ یَدِهٖ مَرَّتَیْنِ وَقَبَضَ فِی الثَّالِثَةِ اِبْهَامَهٗ.(۷)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ کے لیے اپنی بیویوں کو چھوڑ دیا اور بالا خانہ میں چلے گئے، اور ازواج نیچے (اپنے حجروں) میں رہیں۔ ۲۹ روز گزرنے پر نبی ﷺ نیچے اتر کر ان کے پاس آئے تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ آپ ۲۹ روز ٹھیرے ہیں (مہینہ پورا ہونے میں ایک روز باقی ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہینہ اس طرح کا بھی ہوتا ہے۔ دو مرتبہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو کھولا اور تیسری مرتبہ انگوٹھے کو بند رکھا (اس طرح ۲۹ کی تعداد ہوئی)۔

تشریح : (دراصل یہ نوبت اس لیے آئی کہ حضورؐ کی دو بیویوں نے آپؐ کے خلاف جتھہ بندی کی تھی اور دو بدو جواب دیے جس پر قرآن میں سورہ تحریم میں آیات نازل ہوئیں۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے) کہ یہ دو بیویاں کون تھیں اور وہ معاملہ کیا تھا جس پر یہ عتاب ہوا، اس کی تفصیل ہمیں حدیث میں ملتی ہے۔

۹۷ ۔ مسند احمد، بخاری، مُسلم، ترمذی اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک مفصل روایت نقل ہوئی ہے جس میں کچھ لفظی اختلافات کے ساتھ یہ قصہ بیان کیا گیا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

''میں ایک مدت سے اس فکر میں تھا کہ حضرت عمرؓ سے پوچھوں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سے وہ کون سی دو بیویاں تھیں جنہوں نے حضورؐ کے مقابلے میں جتھہ بندی کر لی تھی۔ اور جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ارشاد فرمائی ہے کہ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا لیکن ان کی ہیبت کی وجہ سے میری ہمت نہ پڑتی تھی۔ آخر ایک مرتبہ وہ حج کے لیے تشریف لے گئے اور میں ان کے ساتھ گیا۔ واپسی پر راستہ میں ایک جگہ ان کو وضو کراتے ہوئے مجھے موقع مل گیا اور میں نے یہ سوال پوچھ لیا۔ انہوں نے جواب دیا وہ عائشہؓ اور حفصہؓ تھیں۔ پھر انہوں نے بیان کرنا شروع کیا کہ ہم قریش کے لوگ اپنی عورتوں کو دبا کر رکھنے کے عادی تھے۔ جب ہم مدینہ آئے تو ہمیں یہاں ایسے لوگ ملے جن پر ان کی بیویاں حاوی تھیں، اور یہی سبق ہماری عورتیں بھی ان سے سیکھنے لگیں۔ ایک روز میں اپنی بیوی پر ناراض ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مجھے پلٹ کر جواب دے رہی ہے (اصل الفاظ ہیں فَاِذَا هِیَ تُرَاجِعُنِیْ) مجھے یہ بہت ناگوار ہوا کہ وہ مجھے پلٹ کر جواب دے۔ اس

نے کہا آپ اس بات پر کیوں بگڑتے ہیں کہ میں آپ کو پلٹ کر جواب دوں؟ خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کی بیویاں حضورؐ کو دوبدو جواب دیتی ہیں (اصل لفظ ہے لِیُرَاجِعْنَہٗ) اور ان میں سے کوئی حضورؐ سے دن دن بھر روٹھی رہتی ہے (بخاری کی روایت میں ہے کہ حضورؐ اس سے دن بھر ناراض رہتے ہیں)۔ یہ سن کر میں گھر سے نکلا اور حفصہؓ کے ہاں گیا (جو حضرت عمرؓ کی بیٹی اور حضورؐ کی بیوی تھیں)۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو حضورؐ کو دوبدو جواب دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے پوچھا اور کیا تم میں سے کوئی دن دن بھر حضورؐ سے روٹھی رہتی ہے؟ (بخاری کی روایت میں ہے کہ حضورؐ دن بھر اس سے ناراض رہتے ہیں؟)۔ اس نے کہا ہاں! میں نے کہا نامراد ہوگئی اور گھاٹے میں پڑ گئی وہ عورت جو تم میں سے ایسا کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات سے بے خوف ہوگئی ہے کہ اپنے رسول کے غضب کی وجہ سے اللہ اس پر غضبناک ہو جائے اور وہ ہلاکت میں پڑ جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کبھی زبان درازی نہ کر (یہاں بھی وہی الفاظ ہیں لَاتُرَاجِعِی[1]) اور نہ ان سے کسی چیز کا مطالبہ کر، میرے مال سے تیرا جو جی چاہے مانگ لیا کر۔ تو اس بات سے کسی دھوکے میں نہ پڑ کہ تیری پڑوسن (مراد ہیں حضرت عائشہؓ) تجھ سے زیادہ خوبصورت اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے۔ اس کے بعد میں وہاں سے نکل کر اُمِّ سلمہؓ کے پاس پہنچا جو

---

[1] (حضرت عمرؓ دوسرے روز صبح حضورؐ کی خدمت میں گئے اور اُن کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی) اس قصے کو ہم نے مسند احمد اور بخاری کی روایات جمع کر کے مرتب کیا ہے۔ اس میں حضرت عمرؓ نے مراجعت کا لفظ جو استعمال کیا ہے اسے لغوی معنی میں نہیں لیا جاسکتا بلکہ سیاق وسباق خود بتا رہا ہے کہ یہ لفظ دوبدو جواب دینے کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور حضرت عمرؓ کا اپنی بیٹی سے یہ کہنا کہ لَاتُرَاجِعِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ، صاف طور پر اس معنی میں ہے کہ ''حضور سے زبان درازی نہ کیا کر۔'' اس ترجمے کو بعض لوگ غلط کہتے ہیں اور ان کا اعتراض یہ ہے کہ مراجعت کا ترجمہ پلٹ کر جواب دینا یا دوبدو جواب دینا تو صحیح ہے، مگر اس کا ترجمہ ''زبان درازی'' صحیح نہیں ہے۔ لیکن یہ معترض حضرات اس بات کو نہیں سمجھتے کہ اگر کم مرتبے کا آدمی اپنے سے بڑے مرتبے کے آدمی کو پلٹ کر جواب دے، یا دوبدو جواب دے تو اسی کا نام زبان دارزی ہے۔ مثلاً باپ اگر بیٹے کو کسی بات پر ڈانٹے یا اس کے کسی فعل پر ناراضی کا اظہار کرے اور بیٹا اس پر ادب سے خاموش رہنے یا معذرت کرنے کے بجائے پلٹ کر جواب دینے پر اتر آئے تو اس کو زبان درازی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ پھر جب یہ معاملہ باپ اور بیٹے کے درمیان نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور امت کے کسی فرد کے درمیان ہو تو صرف ایک غبی آدمی ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کا نام زبان درازی نہیں ہے۔

بعض دوسرے لوگ ہمارے اس ترجمے کو سُوءِ ادب قرار دیتے ہیں حالانکہ سوءِ ادب اگر ہوسکتا تھا تو اس صورت میں جب کہ ہم اپنی طرف سے اس طرح کے الفاظ حضرت حفصہؓ کے متعلق استعمال کرنے کی جسارت کرتے۔ ہم نے تو حضرت عمرؓ کے الفاظ کا صحیح مفہوم ادا کیا ہے اور یہ الفاظ انہوں نے اپنی بیٹی کو اس کے قصور پر سرزنش کرتے ہوئے استعمال کیے ہیں۔ اسے سوءِ ادب کہنے کے معنی یہ ہیں کہ یا تو باپ اپنی بیٹی کو ڈانٹتے ہوئے بھی ادب سے بات کرے، یا پھر اس کی ڈانٹ کا ترجمہ کرنے والا اپنی طرف سے اس کو باادب کلام بنادے۔

اس مقام پر سوچنے کے قابل بات دراصل یہ ہے کہ اگر معاملہ صرف ایسا ہی ہلکا اور معمولی سا تھا کہ حضورؐ کبھی اپنی بیویوں کو کچھ کہتے تھے اور وہ پلٹ کر کچھ جواب دے دیا کرتی تھیں، تو آخر اس کو اتنی اہمیت کیوں دی گئی کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے براہ راست خود ان ازواج مطہرات کو شدت کے ساتھ تنبیہ فرمائی؟ اور حضرت عمرؓ نے اس معاملہ کو کیوں اتنا سخت سمجھا کہ پہلے بیٹی کو ڈانٹا اور پھر ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے گھر جاکر ان کو اللہ کے غضب سے ڈرایا؟ اور سب سے زیادہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کیا آپ کے خیال میں ایسے ہی زود رنج تھے کہ ذرا ذرا سی باتوں پر بیویوں سے ناراض ہو جاتے تھے اور کیا معاذ اللہ آپ کے نزدیک حضورؐ کی تنک مزاجی اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ ایسی ہی باتوں پر ناراض ہوکر آپؐ ایک دفعہ سب بیویوں سے مقاطعہ کرکے اپنے حجرے میں عزلت گزیں ہوگئے تھے؟ ان سوالات پر اگر کوئی شخص غور کرے تو اسے لامحالہ ان آیات کی تفسیر میں دو ہی راستوں میں سے ایک کو اختیار کرنا پڑے گا۔ یا تو اسے ازواج مطہرات کے احترام کی اتنی فکر لاحق ہو کہ وہ اللہ اور رسول پر حرف آجانے کی پروانہ کرے۔ یا پھر سیدھی طرح یہ مان لے کہ اس زمانے میں ان ازواج مطہرات کا رویہ فی الواقع ایسا ہی قابل اعتراض ہوگیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان پر ناراض ہو جانے میں حق بجانب تھے اور حضورؐ سے بڑھ کر خود اللہ تعالیٰ اس بات میں حق بجانب تھا کہ ان ازواج کو اس رویہ پر شدت سے تنبیہ فرمائے۔

میری رشتہ دار تھیں اور میں نے اس معاملہ میں ان سے بات کی۔ انہوں نے کہا ابن خطاب تم بھی عجیب آدمی ہو۔ ہر معاملہ میں تم نے دخل دیا یہاں تک کہ اب رسول اللہ ﷺ اور ان کی بیویوں کے معاملے میں دخل دینے چلے ہو۔ ان کی اس بات نے میری ہمت توڑ دی۔ پھر ایسا ہوا کہ میرا ایک انصاری پڑوسی رات کے وقت میرے گھر آیا اور اس نے مجھے پکارا ہم دونوں باری باری رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور جو بات کسی کی باری کے دن ہوتی تھی وہ دوسرے کو بتادیا کرتا تھا۔ زمانہ وہ تھا جب ہمیں غسّان کے حملے کا خطرہ لگا ہوا تھا۔ اس کے پکارنے پر جب میں نکلا تو اس نے کہا ایک بڑا حادثہ پیش آگیا ہے۔ میں نے کہا کیا غسّانی چڑھ آئے ہیں؟ اس نے کہا نہیں، اس سے بھی بڑا معاملہ ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے، میں نے کہا برباد ہوگئی اور نامراد ہوگئی حفصہؓ، (بخاری) کے الفاظ ہیں رَغِمَ اَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ) مجھے پہلے ہی اندیشہ تھا کہ یہ ہونے والی بات ہے۔''

تخریج: ⟨۱⟩ فَقَالَ اَبُو الضُّحٰی: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ اَصْبَحْنَا یَوْمًا وَنِسَآءُ النَّبِیِّ ﷺ یَبْکِیْنَ عِنْدَ کُلِّ امْرَاَۃٍ مِنْھُنَّ اَھْلُھَا، فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا ھُوَ مَلَآنٌ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: فَجَآءَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَصَعِدَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَھُوَ فِیْ عُلِّیَّۃٍ لَہٗ، فَسَلَّمَ عَلَیْہِ فَلَمْ یُجِبْہُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ یُجِبْہُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ یُجِبْہُ اَحَدٌ فَرَجَعَ، فَنَادٰی بِلَالًا، فَدَخَلَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اَطَلَّقْتَ نِسَآءَکَ؟ فَقَالَ: لَا، وَلٰکِنِّیْ آلَیْتُ مِنْھُنَّ شَھْرًا، فَمَکَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ ثُمَّ نَزَلَ، فَدَخَلَ عَلٰی نِسَآئِہٖ.(۸)

ترجمہ: ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ ایک روز علی الصبح ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ازواج مطہرات رو رہی ہیں اور ہر ایک بیوی کے پاس اس کے اہل خانہ بیٹھے ہیں۔ میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں اتنے میں عمرؓ آئے اور سیدھے نبی کریم ﷺ کے پاس اوپر چڑھ گئے۔ حضورؐ اس وقت اپنے بالا خانہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عمرؓ نے تین مرتبہ یکے بعد دیگرے آپ کو سلام عرض کیا مگر کسی نے پلٹ کر جواب نہیں دیا تو عمرؓ واپس لوٹ آئے اور بلالؓ کو بلایا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس بالا خانہ میں داخل ہوئے اور پوچھا کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ ارشاد فرمایا نہیں، بلکہ میں نے ایک ماہ ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی ہے۔ انتیس روز کے بعد آپ تشریف لے آئے اور اپنی بیویوں کے ہاں تشریف لے گئے۔

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ، عَنْ یَحْیٰی، عَنْ عُبَیْدِ بْنِ حُنَیْنٍ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یُحَدِّثُ اَنَّہٗ قَالَ: مَکَثْتُ سَنَۃً اُرِیْدُ اَنْ اَسْئَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اٰیَۃً فَمَااسْتَطِیْعُ اَنْ اَسْئَلَہٗ ھَیْبَۃً لَہٗ حَتّٰی خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَہٗ، فَلَمَّا رَجَعْتُ (رَجَعْنَا) وَکُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِیْقِ، عَدَلَ اِلَی الْاَرَاکِ لِحَاجَۃٍ لَّہٗ، قَالَ: فَوَقَفْتُ لَہٗ حَتّٰی فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَہٗ فَقُلْتُ: یَااَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ مَنِ اللَّتَانِ تَظَاھَرَتَا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ مِنْ اَزْوَاجِہٖ؟ فَقَالَ: تَانِکَ حَفْصَۃُ وَعَائِشَۃُ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ

لَاُرِيْدُ اَنْ اَسْئَلَکَ عَنْ هٰذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا اسْتَطِيْعُ هَيْبَةً لَّکَ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ مَاظَنَنْتُ اَنَّ عِنْدِیْ مِنْ عِلْمٍ، فَسَلْنِیْ فَاِنْ کَانَ لِیْ عِلْمٌ خَبَّرْتُکَ بِهٖ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ عُمَرُ. وَاللّٰهِ اِنَّ کُنَّا فِی الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَآءِ اَمْرًا حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِنَّ مَا اَنْزَلَ، وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ، قَالَ: فَبَيْنَا اَنَا فِیْ اَمْرٍ اَتَاَمَّرُهٗ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتِیْ: لَوْصَنَعْتَ کَذَا وَکَذَا، قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: مَالَکِ وَلِمَا هٰهُنَا تَکَلُّفُکِ فِیْ اَمْرٍ اُرِيْدُهٗ؟ فَقَالَتْ لِیْ: عَجَبًا لَّکَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَاتُرِيْدُ اَنْ تُرَاجِعَ اَنْتَ، وَاِنَّ بُنَتَکَ لَتُرَاجِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی يَظَلَّ يَوْمَهٗ غَضْبَانًا فَقَامَ عُمَرُ، فَاَخَذَ رِدَاءَ هٗ مَکَانَهٗ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا. يَابُنَيَّةُ! اِنَّکِ لَتُرَاجِعِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی يَظَلَّ يَوْمَهٗ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ: وَاللّٰهِ اِنَّا لَنُرَاجِعُهٗ، فَقُلْتُ: تَعْلَمِيْنَ عَنِّیْ اُحَذِّرُکِ عَقُوْبَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَابُنَيَّةُ لَاتَغُرَّنَّکِ هٰذِهِ الَّتِیْ اَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاهَا يُرِيْدُ عَائِشَةَ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰی دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِیْ مِنْهَا، فَکَلَّمْتُهَا، فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَّکَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی تَبْتَغِیْ اَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَزْوَاجِهٖ، فَاَخَذَتْنِیْ وَاللّٰهِ اَخْذًا کَسَرَتْنِیْ عَنْ بَعْضِ مَا کُنْتُ اَجِدُ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا، وَکَانَ لِیْ صَاحِبٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِذَا غِبْتُ، اَتَانِیْ بِالْخَبَرِ، وَاِذَا غَابَ کُنْتُ اَنَا اٰتِيْهِ بِالْخَبَرِ، وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِکًا مِنْ مُّلُوْکِ غَسَّانَ ذُکِرَلَنَا اَنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَسِيْرَ اِلَيْنَا، فَقَدِ امْتَلَاَتْ صُدُوْرُنَا مِنْهُ، فَاِذَا صَاحِبِیَ الْاَنْصَارِیْ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ: افْتَحْ افْتَحْ، فَقُلْتُ: جَآءَ الْغَسَّانِیُّ؟ فَقَالَ: بَلْ اَشَدُّ مِنْ ذٰلِکَ، اعْتَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَزْوَاجَهٗ، فَقُلْتُ: رَغِمَ اَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ، فَاَخَذْتُ ثَوْبِیْ، فَاَخْرُجُ حَتّٰی جِئْتُ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مَشْرُبَةٍ لَهٗ يَرْقٰی عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ وَغُلَامٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَسْوَدُ عَلٰی رَاْسِ الدَّرَجَةِ، فَقُلْتُ: قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاَذِنَ لِیْ قَالَ عُمَرُ: فَقَصَصْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيْثَ اُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّهٗ لَعَلٰی حَصِيْرٍ مَابَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ شَیْءٌ وَتَحْتَ رَاْسِهٖ وِسَادَةٌ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُوْبًا وَعِنْدَ رَاْسِهٖ اَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ فَرَاَيْتُ اَثَرَ الْحَصِيْرِ فِیْ جَنْبِهٖ، فَبَکَيْتُ، فَقَالَ: مَايُبْکِيْکَ؟ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ کِسْرٰی وَقَيْصَرَ فِيْمَا هُمَا فِيْهِ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ: اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ.(۹)

امام بخاری نے کتاب الطلاق میں جو روایت نقل کی ہے اس کا متن مندرجہ ذیل ہے:

〈۳〉حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ ثَوْرٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ، قَالَ: لَمْ اَزَلْ حَرِيْصًا عَلٰی اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْاَتَيْنِ

مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا حَتّٰى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهُ، وَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِاِدَاوَةٍ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَآءَ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ! مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا؟ قَالَ: وَاعَجَبًا لَّكَ يَاابْنَ عَبَّاسٍ هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ يَسُوْقُهُ قَالَ: كُنْتُ اَنَا وَجَارٌ لِّيْ مِنَ الْاَنْصَارِ فِيْ بَنِيْ اُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ، وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَاَنْزِلُ يَوْمًا، فَاِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ اَوْغَيْرِهٖ، وَاِذَا نَزَلَ، فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْاَنْصَارِ اِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآءُ هُمْ، فَطَفِقَ نِسَآءُ نَا يَاْخُذْنَ مِنْ اَدَبِ نِسَآءِ الْاَنْصَارِ، فَصَخِبْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ فَرَاجَعَتْنِيْ، فَاَنْكَرْتُ اَنْ تُرَاجِعَنِيْ، قَالَتْ: وَلِمَ تُنْكِرُ اَنْ اُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهٗ وَاِنَّ اِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ، فَاَفْزَعَنِيْ ذٰلِكَ، وَقُلْتُ لَهَا: قَدْخَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ، ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ، فَنَزَلْتُ، فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ، فَقُلْتُ لَهَا: اَيْ حَفْصَةُ! أَتُغَاضِبُ اِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ ﷺ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ، قَالَتْ: نَعَمْ، فَقُلْتُ: قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ أَفَتَاْمَنِيْنَ اَنْ يَّغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَهْلِكِيْ لَاتَسْتَكْثِرِي النَّبِيَّ ﷺ وَلَا تُرَاجِعِيْهِ فِيْ شَيْءٍ وَلَا تَهْجُرِيْهِ وَسَلِيْنِيْ مَابَدَالَكِ وَلَايَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ اَوْضَاَ مِنْكِ وَاَحَبَّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُرِيْدُ عَائِشَةَ. قَالَ عُمَرُ: وَكُنَّا قَدْتَحَدَّثْنَا اَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِغَزْوِنَا، فَنَزَلَ صَاحِبِي الْاَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهٖ، فَرَجَعَ اِلَيْنَا عِشَآءً، فَضَرَبَ بَابِيْ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَقَالَ: أَثَمَّ هُوَ، فَفَزِعْتُ، فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْحَدَثَ الْيَوْمَ اَمْرٌعَظِيْمٌ، قُلْتُ: مَاهُوَ؟ أَجَآءَ غَسَّانُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَاَهْوَلُ، طَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَآءَ هٗ، فَقُلْتُ: خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ اَظُنُّ هٰذَا يُوْشِكُ اَنْ يَكُوْنَ، فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ، فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَشْرُبَةٍ لَهٗ فَاعْتَزَلَ فِيْهَا. وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ، فَاِذَا هِيَ تَبْكِيْ، فَقُلْتُ: مَايُبْكِيْكِ؟ اَلَمْ اَكُنْ حَذَّرْتُكِ هٰذَا؟اَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَتْ: لَآاَدْرِيْ، هَاهُوَذَامُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرُبَةِ، فَخَرَجْتُ، فَجِئْتُ اِلَى الْمِنْبَرِ، فَاِذَا حَوْلَهٗ رَهْطٌ يَبْكِيْ بَعْضُهُمْ، فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلًا، ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَااَجِدُ، فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِيْ فِيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهٗ اَسْوَدَ: اِسْتَاْذِنْ لِعُمَرَ، فَدَخَلَ الْغُلَامُ، فَكَلَّمَ النَّبِيَّ ﷺ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: كَلَّمْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرْتُكَ لَهٗ، فَصَمَتَ، فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَالْمِنْبَرِ، ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَااَجِدُ فَجِئْتُ، فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ: اِسْتَاْذِنْ لِعُمَرَ،

فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُکَ لَهُ، فَصَمَتَ، فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَاأَجِدُ، فَجِئْتُ الْغُلَامَ، فَقُلْتُ: اِسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ،ثُمَّ رَجَعَ اِلَیَّ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُکَ لَهُ فَصَمَتَ، فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ:اِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِیْ، فَقَالَ:قَدْاَذِنَ لَکَ النَّبِیُّ ﷺ، فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَمُضْطَجِعٌ عَلٰی رُمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ، قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهٖ مُتَّكِئًا عَلٰی وِسَادَةٍ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَاَنَا قَائِمٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ:أَطَلَّقْتَ نِسَآءَ کَ؟ فَرَفَعَ اِلَیَّ بَصَرَهُ، فَقَالَ:لَا، فَقُلْتُ:اَللّٰهُ اَكْبَرُ، ثُمَّ قُلْتُ وَاَنَا قَآئِمٌ: اَسْتَأْنِسُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْرَأَيْتَنِیْ، وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَاالْمَدِيْنَةَ اِذَاقَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآءُ هُمْ، فَتَبَسَّمَ النَّبِیُّ ﷺ، ثُمَّ قُلْتُ:يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْرَأَيْتَنِیْ. وَدَخَلْتُ عَلٰی حَفْصَةَ، فَقُلْتُ لَهَا:لَايَغُرَّنَّکِ اَنْ كَانَتْ جَارَتُکِ اَوْضَأَ مِنْکِ وَاَحَبَّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِیُّ ﷺ تَبَسُّمَةً اُخْرٰی، فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ، فَرَفَعْتُ بَصَرِیْ فِیْ بَيْتِهٖ فَوَاللّٰهِ مَارَأَيْتُ فِيْهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَاَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰی اُمَّتِکَ، فَاِنَّ فَارِسًا وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَاُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَايَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ، فَجَلَسَ النَّبِیّ ﷺ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ:اَوَفِیْ هٰذَا اَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ اِنَّ اُولٰٓئِکَ قَوْمٌ قَدْ عُجِّلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، فَقُلْتُ:يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَغْفِرْلِیْ، فَاعْتَزَلَ النَّبِیُّ ﷺ نِسَآءَهٗ مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ الْحَدِيْثِ حِيْنَ اَفْشَتْهُ حَفْصَةُ اِلٰی عَائِشَةَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، وَكَانَ قَالَ: مَا اَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهٖ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً، دَخَلَ عَلٰی عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّکَ كُنْتَ قَدْ اَقْسَمْتَ اَنْ لَّاتَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَاِنَّمَا اَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً اَعُدُّهَا عَدًّا، فَقَالَ: اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ فَكَانَ ذٰلِکَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، قَالَتْ عَائِشَةُ :ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اٰيَةَ التَّخْيِيْرِ. فَبَدَأَ بِیْ اَوَّلَ امْرَأَةٍ مِنْ نِّسَآءِهٖ فَاخْتَرْتُهُ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَآءَهٗ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ.(۱۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میری ہمیشہ یہ تمنا وخواہش رہی کہ حضرت عمرؓ سے دریافت کروں کہ ازواج رسولؐ میں سے وہ دو خواتین کون سی تھیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو (تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔'' یہ خواہش میرے دل ہی

میں تھی کہ حضرت عمرؓ حج پر تشریف لے گئے۔ میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا۔ (واپسی پر) حضرت عمرؓ قضائے حاجت کے لیے اصل راستہ سے کترا کر چلے تو میں بھی ان کے ساتھ ہی پانی کا لوٹا لے کر مڑ گیا۔ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر لوٹے میں سے پانی ڈالا اور انہوں نے وضو کیا۔ (اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے) میں نے عرض کیا، یا امیر المومنین! ازواج مطہرات میں سے حضور ﷺ کی وہ دو کون سی بیویاں تھیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو (تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے) کیوں کہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔'' حضرت عمرؓ نے فرمایا، اے ابن عباس! مجھے تم پر تعجب ہے۔ وہ دونوں تو عائشہؓ اور حفصہؓ تھیں۔ پھر حضرت عمرؓ بقیہ حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور بیان فرمائی کہ میں اور میرا انصاری ہمسایہ بنو امیہ بن زید میں رہائش پذیر تھے اور یہ لوگ مدینہ کے اطراف کے باشندے تھے، ہم دونوں باری باری سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ جس روز میں جاتا اپنے ساتھی کو اس روز کی وحی وغیرہ کی تمام خبریں آکر بتا دیتا، جب وہ جاتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا۔ ہم قریش قبیلہ کے لوگ اپنی بیویوں پر غالب رہتے تھے۔ جب ہم مدینہ میں انصار کے پاس آگئے تو معلوم ہوا کہ انصاری عورتیں اپنے خاوندوں پر غالب ہیں۔ پس ہماری بیویوں نے بھی انصاری خواتین کے آداب سیکھنے شروع کر دیے۔ چنانچہ ایک روز میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے دوبدو مجھے جواب دیا۔ اس کا مجھے دوبدو جواب دینا اچھا نہ لگا، تو وہ بولی کہ میرا دوبدو جواب دینا آپ کو کیوں برا محسوس ہوا جب کہ خدا کی قسم! نبی ﷺ کی بیویاں آپ سے دوبدو باتیں کرتی ہیں، اور کوئی ایک تو شام تک روٹھی رہتی ہے۔ اس نے تو مجھے گھبراہٹ و پریشانی میں مبتلا کر دیا، میں نے کہا جس نے ایسا کیا وہ تو نامراد ہوگئی، پھر میں نے جانے کے لیے تیاری کی اور نیچے اتر کر حفصہ کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کیا تم میں سے کوئی نبی ﷺ کو ناراض بھی کر دیتی ہے اور دن بھر شام تک ناراض ہی رہتی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا، تو نامراد ہے اور خسارہ میں ہے، کیا تمہیں اس کا خوف نہیں کہ آپ کے غصہ اور ناراض رہنے کی وجہ سے اللہ کو غصہ آجائے اور وہ ناراض ہو جائے اور تو ماری جائے! تم نبی ﷺ سے زیادہ نہ مانگا کرو اور نہ آپ کو دوبدو جواب دیا کرو اور نہ آپ سے بولنا بند کیا کرو۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت پیش آئے مجھ سے مانگ لیا کرو۔ تو اس بات سے کسی دھوکہ میں نہ پڑ کہ تیری پڑوسن (مراد ہیں عائشہ) تجھ سے زیادہ خوبصورت اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم یہ بات سن چکے تھے کہ غسّان (شام کا بادشاہ) ہم سے لڑنے کے لیے اپنے گھوڑوں کو نعل لگوا رہا ہے۔ میرا انصاری دوست اپنی باری کے دن آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا اور شام کو واپس آیا تو میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور دریافت کیا کہ عمر گھر پر ہیں۔ میں گھبرایا اور باہر آیا تو اس نے کہا کہ آج ایک بہت عظیم واقعہ پیش آیا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ کیا غسان نے آکر حملہ کر دیا ہے؟ وہ بولا نہیں، اس سے بھی عظیم اور خوفناک واقعہ۔ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ حفصہؓ تو نامراد ہوئی اور خسارے میں پڑ گئی۔ مجھے گمان یہی تھا کہ ایسا پیش آنے والا ہے، میں نے اپنے کپڑے پہنے اور صبح کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ ادا کی۔ نبی ﷺ تو نماز سے فارغ ہو کر اپنے

بالا خانے میں تشریف لے جا کر گوشہ نشین ہو گئے اور میں حفصہؓ کے پاس چلا گیا، دیکھا تو وہ رو رہی ہے۔ میں نے پوچھا کس بات نے تجھے رولا دیا ہے؟ کیا میں نے اس سے تمہیں خبردار نہیں کیا تھا؟ کیا نبی ﷺ نے تم سب کو طلاق دے دی ہے؟ وہ بولی مجھے تو معلوم نہیں۔ وہ اس بالا خانے میں گوشہ نشین ہیں۔ میں وہاں سے نکلا اور منبر کے پاس آیا تو دیکھتا ہوں کہ منبر کے گرد لوگ بیٹھے ہیں، بعض رو بھی رہے ہیں۔ پھر میں تھوڑی سی دیر ان کے ساتھ بیٹھا۔ پھر دل میں جو کھٹک محسوس کر رہا تھا وہ غالب آئی اور میں اٹھ کر اس بالا خانے کی طرف چلا جس میں آپ گوشہ نشین تھے۔ میں نے آپ کے حبشی غلام سے کہا کہ وہ عمر کے لیے اندر آنے کی اجازت طلب کرے، غلام اندر گیا اور نبی ﷺ سے بات کر کے واپس لوٹ آیا اور کہا کہ میں نے عرض مدعا میں آپ کا ذکر کیا آپ خاموش رہے میں وہاں سے اٹھ کر انہی لوگوں کے پاس پھر آ کر بیٹھ گیا جو منبر کے پاس بیٹھے تھے۔ دل میں جو کھٹک سی تھی اس نے پھر غلبہ کیا اور میں نے پھر غلام سے کہا کہ وہ عمر کے لیے ملاقات کی اجازت طلب کرے۔ وہ اندر گیا اور پلٹ آیا اور بتایا کہ میں نے آپ کا ذکر کیا، آپ سن کر خاموش رہے، میں پھر انہیں لوگوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا جو منبر کے پاس بیٹھے تھے۔ میرے دلی خیال نے غلبہ کیا اور میں پھر غلام کے پاس گیا اور کہا کہ اجازت طلب کرو عمر کے لیے، وہ اندر داخل ہوا اور واپس پلٹ آیا اور کہا کہ میں نے تو آپ کا تذکرہ کیا ہے مگر آپ سن کر خاموش رہے۔ پس جب میں وہاں سے واپس ہوا تو غلام نے مجھے بلا کر کہا کہ نبی ﷺ نے اجازت دے دی ہے تو میں فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ چھال بھرا تکیہ لگائے کھردری چٹائی پر استراحت فرما ہیں جس سے آپ کے جسم اطہر پر نشان پڑ گئے ہیں، میں نے سلام عرض کیا اور کھڑے ہی کھڑے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے نظر اوپر میری طرف اٹھائی اور فرمایا، نہیں۔ میں نے خوشی میں اللہ اکبر کہا پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے عرض کیا۔ کاش آپ میری جانب متوجہ ہوں۔ ہم قریش کے لوگ اپنی عورتوں پر غالب چلے آ رہے تھے۔ مدینہ میں آ کر ایسی قوم کو دیکھا جس کے مردوں پر عورتوں کا غلبہ ہے۔ یہ سن کر آپ مسکرائے میں نے پھر عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ توجہ فرمائیں تو عرض حال کروں۔ یہ کہہ کر انہوں نے واقعہ سنانا شروع کیا کہ میں حفصہ کے پاس گیا اور اسے کہا کہ تمہیں یہ بات دھوکہ میں مبتلا نہ کرے کہ تیری پڑوسن بہت خوبصورت ہے اور رسول اللہ ﷺ کو بہت محبوب ہے ان کی مراد حضرت عائشہ تھیں یہ سن کر آپ دوبارہ مسکرائے جب میں نے آپ کو مسکراتے دیکھا تو میں بیٹھ گیا اور آپ کے حجرے کو بغور دیکھنے لگا۔ خدا کی قسم! وہاں تین کھالوں کے سوا مجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ ایسی کیفیت دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ آپ کی امت پر فراوانی وکشائش فرمائے۔ فارس وروم کے لوگ کشادگی اور کشائش میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ دنیا ان کو خوب دی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت تک نہیں کرتے۔ آپ نے ٹیک لگا رکھی تھی، یہ سن کر سیدھے بیٹھے اور فرمایا، ابن خطاب کیا تم بھی اس خیال میں مبتلا ہو؟ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دنیا ہی میں دنیوی ساز وسامان کی فراوانی جلدی سے دے دی گئی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے معافی کی درخواست فرمائیں۔ نبی ﷺ اس بات کی وجہ سے جسے حفصہ نے عائشہ کے سامنے ظاہر کر دیا تھا ایک کم تیس روز اپنی بیویوں سے الگ ہو گئے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ سے اظہار ناراضگی فرمایا اس وقت آپ نے شدت ناراضگی کی وجہ سے بیویوں سے فرمایا تھا کہ ایک پورا مہینہ تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔ جب انتیس دن ہوئے تو

بالاخانے سے نیچے آئے اور داخلہ کا آغاز حضرت عائشہؓ کے ہاں سے کیا تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، آپ نے تو ایک مہینہ تک ہمارے پاس نہ آنے کی قسم کھائی تھی۔ میں دن شمار کرتی رہی ہوں ابھی ایک کم تیس دن ہوئے ہیں، آپ نے فرمایا (قمری) مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل فرمائی۔ سب ازواج مطہرات سے پہلے آپ نے مجھے ہی پوچھا، تو میں نے آپ کا انتخاب کیا۔ اس کے بعد آپ نے باقی سب بیویوں کو بھی اختیار دیا، انہوں نے بھی عائشہؓ کی طرح جواب دیا۔

(احادیث بالا سے معلوم ہوتا ہے) کہ قصور صرف حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ ہی کا نہ تھا بلکہ دوسری ازواج مطہرات بھی کچھ نہ کچھ قصوروار تھیں۔ اسی لیے ان دونوں کے بعد (آیت ۱۰) میں باقی سب ازواج کو بھی تنبیہ فرمائی گئی۔ (قرآن مجید) میں قصور کی نوعیت پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی البتہ احادیث میں اس کے متعلق کچھ تفصیلات آئی ہیں ان کو ہم یہاں نقل کیے دیتے ہیں:

۹۸۔ بخاری میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ''نبی ﷺ کی بیویوں نے آپس کے رشک اور رقابت میں مل جل کر حضورؐ کو تنگ کر دیا تھا (اصل الفاظ میں اِجتَمَعَ نِسآءُ النَّبِیِّ ﷺ فِی الْغَیْرَۃِ عَلَیْہِ) اس پر میں نے ان سے کہا کہ ''بعید نہیں کہ اگر حضورؐ تم کو طلاق دے دیں تو اللہ تم سے بہتر بیویاں آپؐ کو عطا فرما دے۔'' ابن ابی حاتم نے حضرت انسؓ کے حوالہ سے حضرت عمرؓ کا بیان ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ''مجھے خبر پہنچی کہ امہات المومنین اور نبی ﷺ کے درمیان کچھ ناچاقی ہوگئی ہے اس پر میں ان میں سے ایک ایک کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو تنگ کرنے سے باز آ جاؤ ورنہ اللہ تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں حضورؐ کو عطا فرما دے گا۔ یہاں تک کہ جب میں امہات المومنین میں سے آخری کے پاس گیا (اور یہ بخاری کی ایک روایت کے بموجب امّ سلمہؓ تھیں) تو انہوں نے مجھے جواب دیا، اے عمر! کیا رسول اللہ ﷺ عورتوں کی نصیحت کے لیے کافی نہیں ہیں کہ تم انہیں نصیحت کرنے چلے ہو؟ اس پر میں خاموش ہوگیا'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: عَسٰی رَبُّہٗٓ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ الآیَۃَ۔

تخریج: **حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: اجْتَمَعَ نِسَآءُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ.** (۱۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے بتایا کہ نبی ﷺ کی بیویوں نے آپس کے رشک اور رقابت میں مل جل کر حضورؐ کو تنگ کر دیا تو اس پر میں نے کہا کہ بعید نہیں کی حضورؐ تم کو طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں آپ کو عطا فرما دے، پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

۹۹۔ مسلم میں حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان سے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار فرمائی تو میں مسجد نبوی میں پہنچا، دیکھا کہ لوگ متفکر بیٹھے ہوئے کنکریاں اٹھا اٹھا کر گرا رہے ہیں اور آپس میں کہہ

رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کے ہاں اپنے جانے اور ان کو نصیحت کرنے کا ذکر کیا، پھر فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا ''بیویوں کے معاملہ میں آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں، اگر آپ ان کو طلاق دے دیں تو اللہ آپ کے ساتھ ہے، سارے ملائکہ اور جبریل ومیکائیل آپ کے ساتھ ہیں اور میں اور ابوبکر اور سب اہل ایمان آپ کے ساتھ ہیں'' میں اللہ کا شکر بجالاتا ہوں کہ کم ہی ایسا ہوا ہے کہ میں نے کوئی بات کہی ہو اور اللہ سے یہ امید نہ رکھی ہو کہ وہ میرے قول کی تصدیق فرمادے گا، چنانچہ اس کے بعد سورۂ تحریم کی یہ آیات نازل ہوگئیں۔ پھر میں نے حضورؐ سے پوچھا کیا آپ نے بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں! اس پر میں نے مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑے ہوکر باآواز بلند اعلان کیا کہ حضورؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی ہے۔

تخریج: حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ:نَاعُمَرُ ابْنُ یُوْنُسَ الْحَنَفِیُّ، قَالَ:نَاعِكْرِمَةُ ابْنُ عَمَّارٍ، عَنْ سِمَاكٍ اَبِیْ زُمَیْلٍ، قَالَ:حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ:حَدَّثَنِیْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ:لَمَّا اعْتَزَلَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ نِسَآءَ هُ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا النَّاسُ یَنْكُتُوْنَ بِالْحَصٰی وَیَقُوْلُوْنَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَآءَ هُ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ یُؤْمَرْنَ بِالْحِجَابِ، قَالَ عُمَرُ:فَقُلْتُ: لَاَعْلَمَنَّ ذٰلِكَ الْیَوْمَ قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ، فَقُلْتُ:یَابِنْتَ اَبِیْ بَكْرٍ اَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَانِكِ اَنْ تُؤْذِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: مَالِیْ وَمَالَكَ یَاابْنَ الْخَطَّابِ عَلَیْكَ بِعَیْبَتِكَ؟ قَالَ:فَدَخَلْتُ عَلٰی حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَقُلْتُ لَهَا:یَاحَفْصَةُ اَ قَدْ بَلَغَ مِنْ شَانِكِ اَنْ تُؤْذِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَایُحِبُّكِ وَلَوْلَا اَنَا، لَطَلَّقَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَكَتْ اَشَدَّ الْبُكَاءِ فَقُلْتُ لَهَا اَیْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: هُوَ فِیْ خِزَانَتِهٖ فِی الْمَشْرُبَةِ، فَدَخَلْتُ، فَاِذَا اَنَا بِرَبَاحٍ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدًا عَلٰی اُسْكُفَّةِ الْمَشْرُبَةِ مُدَلٍّ رِجْلَیْهِ عَلٰی نَقِیْرٍ مِنْ خَشَبٍ وَهُوَجِذْعٌ یَرْقٰی عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَیَنْحَدِرُ فَنَادَیْتُ:یَا رَبَاحُ اِسْتَاْذِنْ لِیْ عِنْدَكَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَنَظَرَ رَبَاحٌ اِلَی الْغُرْفَةِ، ثُمَّ نَظَرَ اِلَیَّ، فَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا، ثُمَّ قُلْتُ:یَا رَبَاحُ اسْتَاْذِنْ لِیْ عِنْدَكَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَنَظَرَ رَبَاحٌ اِلَی الْغُرْفَةِ، ثُمَّ نَظَرَ اِلَیَّ فَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا. ثُمَّ رَفَعْتُ صَوْتِیْ فَقُلْتُ:یَا رَبَاحُ اِسْتَاْذِنْ لِیْ عِنْدَكَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِنِّیْ اَظُنُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ظَنَّ اَنِّیْ جِئْتُ مِنْ اَجْلِ حَفْصَةَ، وَاللّٰهِ لَئِنْ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِضَرْبِ عُنُقِهَا لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَهَا وَرَفَعْتُ صَوْتِیْ فَاَوْمٰی اِلَیَّ اَنْ اَرْقَهْ، فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَمُضْطَجِعٌ عَلٰی حَصِیْرٍ، فَجَلَسْتُ، فَاَدْنٰی عَلَیْهِ اِزَارَهٗ وَلَیْسَ عَلَیْهِ غَیْرُهٗ وَاِذَا الْحَصِیْرُ قَدْ اَثَّرَ فِیْ جَنْبِهٖ، فَنَظَرْتُ بِبَصَرِیْ فِیْ خِزَانَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا اَنَا بِقَبْضَةٍ مِنْ شَعِیْرٍ نَحْوِ الصَّاعِ وَمِثْلِهَا قَرَظًا فِیْ نَاحِیَةِ الْغُرْفَةِ وَاِذَا اَفِیْقٌ مُعَلَّقٌ، قَالَ: فَابْتَدَرَتْ عَیْنَایَ، قَالَ:مَا یُبْكِیْكَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ قُلْتُ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ

وَمَالِیْ لَا اَبْکِیْ وَھٰذَا الْحَصِیْرُ قَدْ اَثَّرَ فِیْ جَنْبِکَ، وَھٰذِہٖ خِزَانَتُکَ لَا اَرٰی فِیْھَا اِلَّا مَا اَرٰی، وَذَاکَ قَیْصَرُ وَکِسْرٰی فِی الثِّمَارِ وَالْاَنْھَارِ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَصَفْوَتُہٗ وَھٰذِہٖ خِزَانَتُکَ، فَقَالَ: یَاابْنَ الْخَطَّابِ اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ لَنَا الْاٰخِرَۃُ وَلَھُمُ الدُّنْیَا قُلْتُ: بَلٰی، قَالَ: وَدَخَلْتُ عَلَیْہِ حِیْنَ دَخَلْتُ وَاَنَا اَرٰی فِیْ وَجْھِہِ الْغَضَبَ، فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! مَایَشُقُّ عَلَیْکَ مِنْ شَاْنِ النِّسَآءِ، فَاِنْ کُنْتَ طَلَّقْتَھُنَّ، فَاِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ وَمَلَائِکَتَہٗ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مَعَکَ وَقَلَّ مَاتَکَلَّمْتُ وَاَحْمَدُ اللّٰہَ بِکَلَامٍ اِلَّا رَجَوْتُ اَنْ یَکُوْنَ اللّٰہُ یُصَدِّقُ قَوْلِیَ الَّذِیْ اَقُوْلُ. وَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ اٰیَۃُ التَّخْیِیْرِ عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ وَاِنْ تَظَاھَرَا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَمَوْلَاہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلَائِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ، وَکَانَتْ عَائِشَۃُ بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ وَحَفْصَۃُ تَظَاھَرَانِ عَلٰی سَائِرِ نِسَآءِ النَّبِیِّ ﷺ، فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ أَطَلَّقْتَھُنَّ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُسْلِمُوْنَ یَنْکُتُوْنَ بِالْحَصٰی یَقُوْلُوْنَ: طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نِسَآءَہٗ أَفَاَنْزِلُ، فَاُخْبِرُھُمْ اَنَّکَ لَمْ تُطَلِّقْھُنَّ؟ قَالَ: نَعَمْ، اِنْ شِئْتَ، فَلَمْ اَزَلْ اُحَدِّثُہٗ حَتّٰی تَحَسَّرَ الْغَضَبُ عَنْ وَجْھِہٖ حَتّٰی کَشَرَ فَضَحِکَ، وَکَانَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ ثَغْرًا، ثُمَّ نَزَلَ نَبِیُّ اللّٰہِ ﷺ فَنَزَلْتُ اَتَشَبَّثُ بِالْجِذْعِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَاَنَّمَا یَمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ مَایَمَسُّہٗ بِیَدِہٖ، فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّمَا کُنْتَ فِی الْغُرْفَۃِ تِسْعَۃً وَّعِشْرِیْنَ قَالَ: اِنَّ الشَّھْرَ یَکُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ، فَقُمْتُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ، فَنَادَیْتُ بِاَعْلٰی صَوْتِیْ، لَمْ یُطَلِّقْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نِسَآءَہٗ وَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ، وَاِذَا جَآءَھُمْ اَمْرٌ مِنَ الْاَمْنِ اَوِالْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِہٖ وَلَوْرَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِمِنْھُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ فَکُنْتُ اَنَا اسْتَنْبَطْتُ ذَاکَ الْاَمْرَ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ اٰیَۃَ التَّخْیِیْرِ.(۱۲)

ترجمہ: عبداللہؓ بن عباس نے بیان کیا کہ عمرؓ بن خطاب نے مجھے بتایا کہ نبی ﷺ نے جب اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار فرمائی، میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ جمع ہیں کنکریاں الٹ پلٹ کررہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کو پردہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے دل میں کہا کہ میں آج کا حال ضرور معلوم کروں گا، حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ میں پہلے حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا اے ابوبکر کی لختِ جگر تمہارا اب یہ حال ہوگیا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینے لگی ہو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اے ابن خطاب مجھے تجھ سے اور تجھے مجھ سے کیا سروکار اپنی زنبیل کی خبرلو (اپنی بیٹی حفصہ کو سمجھاؤ، مجھے کیا نصیحت کرتے ہو)۔ اس کے بعد میں حفصہؓ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ اب تم اس نہج تک پہنچ گئی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینے لگی ہو۔ اللہ کی قسم تجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ تجھ سے محبت نہیں رکھتے اگر میں نہ ہوتا تو آپ تجھے کبھی کے طلاق

دے چکے ہوتے اس پر حفصہ خوب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ اس نے کہا وہ اپنے کھانے پینے کے کمرے کے جھروکے میں ہیں۔ میں وہاں جا داخل ہوا کہ رباح خادم رسول اللہ ﷺ جھروکے کی چوکھٹ پر دونوں پاؤں کھجور کی کھدی ہوئی لکڑی پر لٹکائے بیٹھا تھا، یہ وہ تنا تھا جس کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ اوپر نیچے آتے جاتے تھے۔ میں نے آواز دی اے رباح میرے لیے رسول اللہ سے اپنے پاس آنے کی اجازت طلب کرو، رباح نے بالا خانہ کے کمرہ کی جانب نظر اٹھائی پھر میری طرف دیکھا مگر کہا کچھ نہیں۔ میں نے پھر کہا اے رَباح میرے لیے اپنے ہاں آنے کی رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرو، رباح نے پھر کمرے کی طرف نظر اٹھائی اور پھر میری طرف دیکھا مگر کہا کچھ بھی نہیں۔ پھر میں نے زوردار آواز سے کہا اے رباح میرے لیے اپنے پاس آنے کی رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرو۔ میرا خیال ہے شاید رسول اللہ ﷺ کو گمان ہوا ہو کہ میں حفصہ کے لیے آیا ہوں۔ اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ مجھے حفصہ کی گردن مار دینے کا ارشاد فرمائیں تو میں لازماً اس کی گردن مار دوں، یہ بات میں نے بلند آواز سے کہی۔ پس اس نے اشارہ سے اوپر چڑھ آنے کو کہا۔ تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ تو دیکھا کہ آپ ایک چٹائی پر استراحت فرما رہے ہیں، میں بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا تہبند اوپر کر لیا اس کے علاوہ اور کوئی کپڑا آپ کے جسم اطہر پر نہ تھا۔ اور چٹائی نے آپ کے پہلو میں نشان ڈال دیا تھا اور میں نے اپنی نظر رسول اللہ ﷺ کے خزانہ کی طرف دوڑائی تو اس میں چند مٹھی برابر جو تھے اور کمرے کی ایک طرف درخت سلم کے پتے پڑے تھے اور ایک کچا چمڑا جس کی دباغت ابھی اچھی نہیں ہوئی تھی لٹکا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ میری آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ آپ نے پوچھا اے ابنِ خطاب تجھے کس چیز نے رلایا ہے؟ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے نبیؐ! میں کیوں نہ روتا جب کہ اس چٹائی نے آپ کے جسم اطہر کے پہلو میں نشانات ڈال دیئے ہیں اور یہ آپ کی ذخیرہ رکھنے کی جگہ (الماری) میرے سامنے ہے اس میں جو کچھ ملاحظہ کر رہا ہوں سو کر رہا ہوں، ادھر یہ قیصر و کسریٰ ہیں کہ پھلوں اور نہروں میں دادِ عیش دے رہے ہیں حالانکہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور اس کے برگزیدہ ہیں اور آپؐ کی ذخیرہ رکھنے کی جگہ کا یہ حال ہے (خالی پڑی ہے)۔ آپؐ نے فرمایا، اے ابنِ خطاب! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ یہ چیزیں ہمیں آخرت میں ملیں اور ان کے لیے اس دنیائے فانی میں مل جائیں، میں نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں۔ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ جب میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ تو اس وقت آپ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار نمایاں تھے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو اپنی بیویوں کے بارے میں کیا دشواری ہے؟ اگر آپ نے ان کو طلاق دے دی ہے تو اللہ تعالیٰ (کی مدد و نصرت) آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے، جبریل اور میکائیل، میں اور ابو بکر اور تمام مومنین آپ کے ساتھ ہیں۔ اکثر ایسا ہوا کہ میں جو بات کہتا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی جو تعریف کرتا تو امید رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے میرے قول میں سچا ثابت فرمائے گا۔ بس پھر آیت تخییر ــــــ عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ سے وَالْمَلٰٓئِكَةُ... ــــــ نازل ہوئی یعنی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر تم ان کو طلاق دے دو تو آپ کو ایسی بیویاں ان کے بدلہ میں عنایت فرما دے جو ان سے بہتر ہوں اور اگر ان دونوں نے آپ کے خلاف جتھہ بندی کی تو اللہ تعالیٰ اس کا مولیٰ ہے جبریل اور صالح اہل ایمان ان کے ساتھ ہیں اس کے بعد ملائکہ بھی آپ کے ساتھ ہیں۔'' عائشہ بنت ابی بکر اور حفصہ بنت عمر بن خطاب دونوں نے نبی ﷺ کی بیویوں کے خلاف جتھہ بندی کی تھی۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپؐ نے ان کو طلاق دے دی ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ مسلمان کنکریاں

الٹ پلٹ کررہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ کیا اجازت ہے کہ میں نیچے اتر کر ان کو بتاؤں کہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی؟ فرمایا ہاں اگر تم چاہتے ہو۔ میں نے آپؐ کے ساتھ گفتگو جاری رکھی یہاں تک کہ آپؐ کے چہرہ مبارک سے غصہ و ناراضگی کے آثار کافور ہوگئے اور آپؐ کا چہرہ کھل گیا دندان مبارک کھولے اور ہنسے۔ آپ کے سامنے کے دونوں دانت سب سے زیادہ حسین وخوبصورت تھے۔ اس کے بعد نبی ﷺ نیچے تشریف لائے اور میں بھی کھجور کے تنے کو پکڑتے ہوئے نیچے اتر آیا اور رسول اللہ ﷺ نیچے اترے گویا کہ آپ زمین پر چل رہے ہیں اور اپنا ہاتھ کہیں بھی نہیں لگایا۔ تو میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ بالا خانہ میں ایک کم تیس روز قیام پذیر رہے ہیں۔ فرمایا کہ مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے۔ بس پھر میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا اور بلند آواز سے پکار کر کہا کہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی۔ اور اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، وَاِذَا جَآءَ هُمْ اَمْرٌ ... ''یعنی جب ان لوگوں کے پاس اطمینان بخش یا خوفناک خبر پہنچ جاتی ہے تو اسے لے کر پھیلا دیتے ہیں حالانکہ اگر یہ اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار آدمیوں تک پہنچا دیتے تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو ان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کرسکیں پس میں نے اس معاملہ کا نتیجہ نکال لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل فرمادی۔''

۱۰۰۔ حافظ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری میں حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے یہ بات نقل کی ہے کہ ازواج مطہرات کی دو پارٹیاں بن گئی تھیں۔ ایک میں خود حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ، حضرت سودہؓ اور حضرت صفیہؓ تھیں، اور دوسری میں حضرت زینبؓ، حضرت ام سلمہؓ اور باقی ازواج شامل تھیں۔

تشریح: ان تمام روایات سے کچھ اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی خانگی زندگی میں کیا حالات پیدا ہوگئے تھے جن کی بنا پر یہ ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ مداخلت کرکے ازواج مطہرات کے طرزِ عمل کی اصلاح فرمائے۔ یہ ازواج اگرچہ معاشرے کی بہترین خواتین تھیں، مگر بہرحال تھیں انسان ہی اور بشریت کے تقاضوں سے مبرا نہ تھیں، کبھی ان کے لیے مسلسل عسرت کی زندگی بسر کرنا دشوار ہوجاتا تھا اور وہ بے صبر ہوکر حضورؐ سے نفقہ کا مطالبہ کرنے لگتیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کی آیات ۲۸، ۲۹ نازل فرما کر ان کو تلقین کی کہ اگر تمہیں دنیا کی خوشحالی مطلوب ہے تو ہمارا رسول تم کو بخیر وخوبی رخصت کردے گا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہو تو پھر صبر و شکر کے ساتھ ان تکلیفوں کو برداشت کرو جو رسول کی رفاقت میں پیش آئیں۔[1] پھر کبھی انسانی فطرت کی بنا پر ان سے ایسی باتوں کا ظہور ہوجاتا تھا جو عام انسانی زندگی میں معمول کے خلاف نہ تھیں۔ مگر جس گھر میں ہونے کا شرف اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا تھا اس کی شان اور اس کی عظیم ذمہ داریوں سے وہ مطابقت نہ رکھتی تھیں۔ ان باتوں سے جب یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی خانگی زندگی کہیں تلخ نہ ہوجائے اور اس کا اثر اس کارِ عظیم پر مترتب نہ ہو جو اللہ تعالیٰ حضورؐ سے لے رہا تھا، تو قرآن مجید میں یہ آیات نازل کرکے ان کی اصلاح فرمائی گئی تاکہ ازواج مطہرات کے اندر اپنے اس مقام اور مرتبے کی ذمہ داریوں کا احساس پیدا ہو جو اللہ کے آخری رسولؐ کی رفیقِ حیات ہونے کی حیثیت سے ان کو نصیب ہوا تھا، اور وہ اپنے آپ کو عام عورتوں کی طرح اور اپنے گھر کو عام گھروں کی طرح نہ سمجھ بیٹھیں۔ آیت کا پہلا ہی فقرہ ایسا تھا کہ ان کو سن کر ازواج مطہرات کے دل لرز اٹھے ہوں گے۔ اس

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن ج ۴ الاحزاب حاشیہ ۴۱ اور دیباچہ سورہ احزاب ص: ۶۵۔

ارشاد سے بڑھ کران کے لیے تنبیہ اور کیا ہو سکتی تھی کہ "اگر نبی تم کو طلاق دے دے تو بعید نہیں کہ اللہ اس کو تمہاری جگہ تم سے بہتر بیویاں عطا کر دے۔" اول تو نبی ﷺ سے طلاق مل جانے کا تصور ہی ان کے لیے نا قابل برداشت تھا۔ اس پر یہ بات مزید کہ تم سے امہات المومنین ہونے کا شرف چھن جائے گا اور دوسری عورتیں جو اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کی زوجیت میں لائے گا وہ تم سے بہتر ہوں گی اس کے بعد یہ ممکن ہی نہ تھا کہ ازواج مطہرات سے پھر کبھی کسی ایسی بات کا صدور ہوتا جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت کی نوبت آتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بس دو ہی مقامات ہم کو ایسے ملتے ہیں جہاں ان برگزیدہ خواتین کو تنبیہ فرمائی گئی ہے، ایک سورۂ احزاب اور دوسرے سورۂ تحریم۔ (تفہیم القرآن ج ۶، التحریم، حواشی: ۸۔۱۰)

ماٰخذ

(۱) بخاری ج۲۔کتاب الایمان والنذور، باب من حلف الا یدخل علی اھلہ شھرا وکان الشھر تسعا وعشرین۔ کتاب الطلاق، باب قولہ تعالیٰ للذین یؤلون الخ☆ مسند احمد ج۱۔ ص۲۱۸۔ عبداللہؓ بن عباس۔ج۶۔ص۳۳۔عائشۃؓ۔

(۲) مسند احمد، ج۱،ص۲۰۸۔

(۳) نسائی ج۶۔کتاب الطلاق، باب الایلاء۔

(٤) مسند احمد ج۶۔ص۳۳۔عن عائشۃؓ۔☆ابن ماجہ کتاب الطلاق باب الایلاء۔

(٥) ابنِ ماجہ کتاب الطلاق باب الایلاء۔

(٦) ابنِ ماجہ کتاب الطلاق باب الایلاء۔

(۷) مسند احمد ج۳۔ص۳۲۹۔ جابرؓبن عبداللہ۔ جابر بن عبداللہ کی ایک روایت میں کان رسول اللہ ﷺ اعتزل نساءہ کے الفاظ بھی مروی ہیں۔

(۸) نسائی ج۶۔کتاب الطلاق باب الایلاء۔

(۹) بخاری کتاب التفسیر ج۲۔باب تبتغی بذٰلک مرضات ازواجک۔☆بخاری کتاب النکاح، باب موعظۃ الرجل ابنتہ لحال زوجھا۔☆مسلم ج۱۔کتاب الطلاق باب بیان ان تخییرہ امرأتہ لایکون طلاقا الا بالنیۃ۔

(۱۰) بخاری ج۲۔کتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہٗ لحال زوجھا۔☆مسلم ج۱۔کتاب الطلاق باب بیان ان تخییرہ امرأتہ لایکون طلاقا الابالنیۃ۔☆مسنداحمد ج۱۔ص۳٤۔عمر بن الخطاب۔☆ترمذی ج۲۔ ابواب التفسیر سورۃ التحریم۔ ھذا حدیث حسن صحیح غریب۔ ☆السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب النکاح باب ماوجب علیہ من تخییر النساء۔

(۱۱) بخاری کتاب التفسیر ج۲ باب قولہ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہٗ ازواجا خیرًا منکن۔ مسلمات مومنات، قانتات تائبات عابدات سائحات ثیّبات وابکارا۔☆بخاری ج۱۔کتاب الصلوٰۃ باب التوجہ نحوالقبلۃ حیث کان۔

(۱۲) مسلم ج۱۔کتاب الطلاق باب بیان ان تخییرہٗ امراتہٗ لایکون طلاقا الابالنیۃ۔

فصل : ۱۴

ظِہار

قرآن میں اس کا ذکر

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَی اللّٰهِ، وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَ كُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ۔ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ، اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓیْٔ وَلَدْنَهُمْ۔ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا۔ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ۔ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا۔ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا۔ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا۔ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ (المجادلة:۱–٤)

’’اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں ان کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے۔ یہ لوگ ایک سخت ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی اس بات سے رجوع کریں جو انہوں نے کہی تھی، تو قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ اس سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ اور جو شخص غلام نہ پائے وہ دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو وہ ۶۰ رمسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم اس لیے دیا جار ہا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں، اور کافروں کے لیے دردناک سزا ہے۔‘‘

ظہار کا لغوی معنی اور اصل مفہوم

عرب میں بسا اوقات یہ صورت پیش آتی تھی کہ شوہر اور بیوی میں لڑائی ہوتی تو شوہر غصے میں آ کر کہتا اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّی۔ اس کے لغوی معنی تو یہ ہیں کہ ''تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ'' لیکن اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ ''تجھ سے مباشرت کرنا میرے لیے ایسا ہے جیسے میں اپنی ماں سے مباشرت کروں۔'' اس زمانے میں بھی بہت سے نادان لوگ بیوی سے لڑ کر اس کو ماں، بہن، بیٹی سے تشبیہ دے بیٹھتے ہیں۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی گویا اب اسے بیوی نہیں بلکہ ان عورتوں کی طرح سمجھتا ہے، جو اس کے لیے حرام ہیں، اسی فعل کا نام ظہار ہے۔

ظہر عربی زبان میں استعارے کے طور پر سواری کے لیے بولا جاتا ہے۔ مثلاً سواری کے جانور کو ظہر کہتے ہیں۔ کیوں کہ اس کی پیٹھ پر آدمی سوار ہوتا ہے۔ چوں کہ وہ لوگ بیوی کو اپنے اوپر حرام کرنے کے لیے کہتے تھے کہ تجھے ظہر بنانا میرے اوپر ایسا حرام ہے جیسے اپنی ماں کو ظہر بنانا، اس لیے یہ کلمات زبان سے نکالنا ان کی اصطلاح میں ''ظہار'' کہلاتا تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں اہل عرب کے ہاں یہ طلاق، بلکہ اس سے بھی زیادہ شدید قطع تعلق کا اعلان سمجھا جاتا تھا، کیوں کہ ان کے نزدیک اس کے معنی یہ تھے کہ شوہر اپنی بیوی سے نہ صرف ازدواجی رشتہ توڑ رہا ہے بلکہ اسے ماں کی طرح اپنے اوپر حرام قرار دے رہا ہے۔ اسی بنا پر اہلِ عرب کے نزدیک طلاق کے بعد تو رجوع کی گنجائش ہوسکتی تھی مگر ظہار کے بعد رجوع کا کوئی امکان باقی نہ رہتا تھا۔

ایک شخص منہ پھوڑ کر بیوی کو ماں سے تشبیہ دے دیتا ہے تو اس کے ایسا کہنے سے بیوی ماں نہیں ہوسکتی، نہ اس کو وہ حرمت حاصل ہوسکتی ہے جو ماں کو حاصل ہے۔ ماں کا ماں ہونا تو ایک حقیقی امر واقعہ ہے، کیوں کہ اس نے آدمی کو جنا ہے۔ اسی بنا پر اسے ابدی حرمت حاصل ہے۔ اب آخر وہ عورت جس نے اس کو نہیں جنا ہے، محض منہ سے کہہ دینے پر اس کی ماں کیسے ہوجائے گی، اور اس کے بارے میں عقل، اخلاق، قانون کسی چیز کے اعتبار سے بھی وہ حرمت کیسے ثابت ہوگی جو اس امر واقعی کی بنا پر جننے والی ماں کے لیے ہے۔ اس طرح ''اِنْ اُمَّھٰتُھُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَھُمْ'' کا ارشاد فرما کر اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے اس قانون کو منسوخ کر دیا جس کی رو سے ظہار کرنے والے شوہر سے اس کی بیوی کا نکاح ٹوٹ جاتا تھا اور وہ اس کے لیے ماں کی طرح قطعی حرام سمجھ لی جاتی تھی۔

بیوی کو ماں سے تشبیہ دینا اوّل تو ایک نہایت ہی بے ہودہ اور شرمناک بات ہے جس کا تصور بھی کسی شریف آدمی کو نہ کرنا چاہیے، کجا کہ وہ اسے زبان سے نکالے۔ دوسرے یہ جھوٹ بھی ہے، کیوں کہ ایسی بات کہنے والا اگر یہ خبر دے رہا ہے کہ اس کی بیوی اس کے لیے اب ماں ہوگئی ہے تو جھوٹی خبر دے رہا ہے۔ اور اگر وہ اپنا یہ فیصلہ سنا رہا ہے کہ آج سے اس نے اپنی بیوی کو ماں کی سی حُرمت بخش دی ہے تو بھی اس کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے، کیوں کہ خدا نے اسے یہ اختیارات نہیں دیے ہیں کہ جب تک چاہے ایک عورت کو بیوی کے حکم میں رکھے اور جب چاہے اسے ماں کے حکم میں کر دے۔ شارع وہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ

ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جننے والی ماں کے ساتھ مادری کے حکم میں دادی، نانی، ساس، دودھ پلانے والی عورت اور ازواج نبیؐ کو شامل کیا ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس حکم میں اپنی طرف سے کسی اور عورت کو داخل کر دے، کجا کہ اس عورت کو جو اس کی بیوی رہ چکی ہے۔ اس ارشاد سے یہ دوسرا قانونی حکم نکلا کہ ظہار کرنا ایک بڑا گناہ اور حرام فعل ہے جس کا مرتکب سزا کا مستحق ہے۔

یہ حرکت تو ایسی ہے کہ اس پر آدمی کو بہت ہی سخت سزا ملنی چاہیے، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے اول تو ظہار کے معاملہ میں جاہلیت کے قانون کو منسوخ کر کے تمہاری خانگی زندگی کو تباہی سے بچالیا، دوسرے اس فعل کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے وہ سزا تجویز کی جو اس جرم کی ہلکی سے ہلکی سزا ہو سکتی ہے، اور سب سے بڑی مہربانی یہ ہے کہ سزا کسی ضرب یا قید کی شکل میں نہیں بلکہ چند ایسی عبادات اور نیکیوں کی شکل میں تجویز کی جو تمہارے نفس کی اصلاح کرنے والی اور تمہارے معاشرے میں بھلائی پھیلانے والی ہیں۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام میں بعض جرائم اور گناہوں پر جو عبادات بطور کفارہ مقرر کی گئی ہیں وہ نہ محض سزا ہیں کہ عبادت کی روح سے خالی ہوں اور نہ محض عبادت ہیں کہ سزا کی اذیت کا کوئی پہلو ان میں نہ ہو۔ بلکہ ان میں یہ دونوں پہلو جمع کر دیے گئے ہیں، تا کہ آدمی کو اذیت بھی ہو اور ساتھ ساتھ وہ ایک نیکی اور عبادت کر کے اپنے گناہ کی تلافی بھی کر دے۔ (تفہیم القرآن ج ۵، المجادلہ، حواشی: ۳ تا ٦)

ظہار کے چند واقعات

حضرت اوس بنؓ صامت اور حضرت خولہؓ کا واقعہ

۱۰۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے بیان کے مطابق اسلام میں ظہار کا پہلا واقعہ اوس بن صامت انصاری کا ہے جن کی بیوی خولہ کی فریاد پر اللہ تعالیٰ نے (سورہ المجادلہ کی ابتدائی آیات) نازل فرمائیں۔ محدثین نے اس واقعہ کی جو تفصیلات متعدد راویوں سے نقل کی ہیں ان میں فروعی اختلافات تو بہت سے ہیں، مگر قانونی اہمیت رکھنے والے ضروری اجزاء قریب قریب متفق علیہ ہیں۔ خلاصہ ان روایت کا یہ ہے، حضرت اوس بن صامت بڑھاپے میں کچھ چڑچڑے بھی ہو گئے تھے اور بعض روایات کی رو سے ان کے اندر کچھ جنون کی سی لٹک بھی پیدا ہو گئی تھی جس کے لیے راویوں نے کَانَ بِهٖ لَمَمٌ کے الفاظ استعمال کیے ہیں لَمَم عربی زبان میں دیوانگی کو نہیں کہتے بلکہ اس طرح کی کیفیت کو کہتے ہیں جسے ہم اردو زبان میں ''غصے سے پاگل ہو جانے'' کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس حالت میں وہ پہلے بھی متعدد مرتبہ اپنی بیوی سے ظہار کر چکے تھے، مگر اسلام میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ بیوی سے لڑ کر ان سے اس حرکت کا صدور ہو گیا اس پر ان کی اہلیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا قصہ آپ سے بیان کر کے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ، کیا میری اور میرے بچوں کی زندگی کو تباہی سے بچانے کے لیے رخصت کا کوئی پہلو نکل سکتا ہے۔'' حضورؐ نے جو جواب دیا وہ مختلف راویوں نے مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے۔ بعض روایات میں الفاظ یہ ہیں کہ ''ابھی تک اس مسئلے میں مجھے کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے۔'' اور بعض میں یہ الفاظ ہیں کہ ''میرا خیال یہ ہے کہ تم اس پر حرام ہو گئی ہو۔'' اور

بعض میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا ''تم اس پر حرام ہوگئی ہو۔'' اس جواب کو سن کر وہ نالہ وفریاد کرنے لگیں۔ بار بار انہوں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ انہوں نے طلاق کے الفاظ تو نہیں کہے ہیں، آپ کوئی صورت ایسی بتائیں جس سے میں اور میرے بچے اور میرے بوڑھے شوہر کی زندگی تباہ ہونے سے بچ جائے۔ مگر ہر مرتبہ حضورؐ ان کو وہی جواب دیتے رہے۔ اتنے میں آپ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوئی اور سورہ مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اس کے بعد آپؐ نے ان سے کہا (اور بعض روایات کی رو سے ان کے شوہر کو بلا کر ان سے فرمایا) کہ ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ انہوں نے اس سے معذوری ظاہر کی تو فرمایا دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنے ہوں گے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اوس کا حال تو یہ ہے کہ دن میں تین مرتبہ کھائیں پئیں نہیں تو ان کی بینائی جواب دینے لگتی ہے۔ آپ نے فرمایا پھر ۶۰ ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا پڑے گا، انہوں نے عرض کیا وہ اتنی مقدرت نہیں رکھتے، الا یہ کہ آپ مدد فرمائیں تب آپ نے انہیں اتنی مقدار میں سامان خوراک عطا فرمایا جو ساٹھ آدمیوں کی دو وقت کی غذا کے لیے کافی ہو، اس کی مقدار مختلف روایات میں مختلف بیان کی گئی ہے، اور بعض روایات میں یہ ہے کہ جتنی مقدار حضورؐ نے عطا فرمائی اتنی ہی خود حضرت خولہ نے اپنے شوہر کو دی تا کہ وہ کفارہ ادا کرسکیں۔ (تفہیم القرآن ج ۵، المجادلہ، حاشیہ: ۷)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا يَحْيٰ بْنُ آدَمَ، ثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ مَعْمَرِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ، عَنْ يُوْسُفَ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ خُوَيْلَةَ بِنْتِ مَالِكِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَتْ : ظَاهَرَ مِنِّىْ زَوْجِىْ اَوْسُ بْنُ الصَّامِتِ، فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَشْكُوْ اِلَيْهِ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَادِلُنِىْ فِيْهِ، وَيَقُوْلُ: اِتَّقِى اللّٰهَ، فَاِنَّهُ ابْنُ عَمِّكِ. فَمَا بَرِحْتُ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِىْ تُجَادِلُكَ فِىْ زَوْجِهَا اِلَى الْفَرْضِ[1]، فَقَالَ: ''يُعْتِقُ رَقَبَةً'' قَالَتْ: لَايَجِدُ، قَالَ: فَيَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَا بِهٖ مِنْ صِيَامٍ، قَالَ : فَلْيُطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا. قَالَتْ مَا عِنْدَهُ مِنْ شَىْءٍ يَتَصَدَّقُ بِهٖ، قَالَتْ: فَاُتِىَ سَاعَتَئِذٍ بِعَرَقٍ مِنْ تَمْرٍ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاِنِّىْ اُعِيْنُهُ بِعَرَقٍ آخَرَ، قَالَ: قَدْ اَحْسَنْتِ، اِذْهَبِىْ، فَاَطْعِمِىْ بِهَا عَنْهُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا، وَارْجِعِىْ اِلَى ابْنِ عَمِّكِ، قَالَ: وَالْعَرَقُ سِتُّوْنَ صَاعًا، قَالَ اَبُوْدَاؤدَ فِىْ هٰذَا: اِنَّهَا كَفَّرَتْ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ اَنْ تَسْتَأْمِرَهُ.(۱)

—— وَقَالَ اَبُوْدَاؤدَ: وَهٰذَا اَخُوْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ۔

ترجمہ : حضرت خویلہؓ بنت مالک بن ثعلبہ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ ان کے خاوند اوسؓ بن صامت نے مجھ سے ظہار کیا تو میں اس کی شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ ان کے بارے میں مجھ سے مجادلہ کرنے لگے اور فرماتے تھے کہ اللہ سے ڈرو وہ تمہارا چچازاد بھائی ہے۔ میں اپنی بات پر مصر رہی کہ قرآن مجید کا نزول شروع ہوگیا۔ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ ....۔ ''اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملے میں تم سے تکرار کر رہی ہے...''

---

[1] الى الفرض: أى الى مافرض الله فى هذه الآيات من كفارة الظهار۔

آپ نے فرمایا وہ غلام آزاد کرے۔ خولہؓ نے عرض کیا، وہ اس کی استطاعت اپنے آپ میں نہیں پاتا۔ پھر آپ نے فرمایا تو پھر پے در پے دو ماہ کے روزے رکھے وہ بولیں، وہ تو کمزور بوڑھا ہے، اسے روزوں کی طاقت کہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، خولہ نے عرض کیا اس کے پاس تو خیرات وصدقہ کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں۔ اس کا بیان ہے کہ اسی وقت کھجوروں کا ایک ٹوکرا آپؐ کی خدمت میں لایا گیا۔ اسے دیکھ کر میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! ایک ٹوکرا میں بھی اپنی طرف سے پیش کردوں گی۔ آپؐ نے فرمایا، تو نے بہت اچھا کیا، جاؤ ساٹھ مسکینوں کو اس میں سے کھلا دو اور اپنے چچازاد بھائی کی طرف لوٹ جاؤ۔ راوی کا بیان ہے عَرَق ایسا ٹوکرا تھا جس میں ساٹھ صاع کی گنجایش تھی۔ ابوداؤد نے اسی روایت کے ضمن میں کہا ہے کہ اس عورت نے اپنے خاوند کی طرف سے کفارہ ادا کردیا خاوند سے مشورہ لیے بغیر۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا سَعْدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَیَعْقُوْبُ قَالَا:ثَنَا اَبِیْ، قَالَ:ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَعْمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ عَنْ یُوْسُفَ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ، عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ، قَالَتْ: وَاللّٰهِ فِیَّ وَفِیْ اَوْسِ بْنِ صَامِتٍ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ صَدْرَ سُوْرَةِ الْمُجَادِلَةِ، قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَهٗ، وَكَانَ شَیْخًا كَبِیْرًا قَدْ سَاءَ خُلُقُهٗ وَضَجِرَ، قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَیَّ یَوْمًا، فَرَاجَعْتُهٗ بِشَیْءٍ فَغَضِبَ، فَقَالَ: اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ، قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجَ، فَجَلَسَ فِیْ نَادِیْ قَوْمِهٖ سَاعَةً، ثُمَّ دَخَلَ عَلَیَّ فَاِذَا هُوَ یُرِیْدُنِیْ عَلٰی نَفْسِیْ، قَالَتْ، فَقُلْتُ: كَلَّا وَالَّذِیْ نَفْسُ خُوَیْلَةَ بِیَدِهٖ، لَاتَخْلُصُ اِلَیَّ وَقَدْ قُلْتَ مَاقُلْتَ حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فِیْنَا بِحُكْمِهٖ، قَالَتْ فَوَاثَبَنِیْ، وَامْتَنَعْتُ مِنْهُ فَغَلَبْتُهٗ بِمَا تَغْلِبُ بِهِ الْمَرْاَةُ الشَّیْخَ الضَّعِیْفَ، فَاَلْقَیْتُهٗ عَنِّیْ، قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجْتُ اِلٰی بَعْضِ جَارَاتِیْ، فَاسْتَعَرْتُ مِنْهَا ثِیَابَهَا، ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰی جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَجَلَسْتُ بَیْنَ یَدَیْهِ، فَذَكَرْتُ لَهٗ مَا لَقِیْتُ مِنْهُ، فَجَعَلْتُ اَشْكُوْ اِلَیْهِ ﷺ مَااَلْقٰی مِنْ سُوْءِ خُلُقِهٖ، قَالَتْ: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: یَاخُوَیْلَةُ! اِبْنُ عَمِّكِ شَیْخٌ كَبِیْرٌ، فَاتَّقِی اللّٰهَ فِیْهِ قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ مَابَرِحْتُ حَتّٰی نَزَلَ فِیَّ الْقُرْاٰنُ، فَتَغَشّٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاكَانَ یَتَغَشَّاهُ ثُمَّ سُرِّیَ عَنْهُ، فَقَالَ لِیْ: یَاخُوَیْلَةُ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْكِ وَفِیْ صَاحِبِكِ ثُمَّ قَرَاَ عَلَیَّ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ اِلٰی قَوْلِهٖ وَلِلْكَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُرِیْهِ فَلْیُعْتِقْ رَقَبَةً، قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاعِنْدَهٗ مَایُعْتِقُ، قَالَ: فَلْیَصُمْ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ، وَاللّٰهِ

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَابِهٖ مِنْ صِيَامٍ، قَالَ: فَلْيُطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا وَسُقًا مِنْ تَمْرٍ قَالَتْ: قُلْتُ، وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَاكَ عِنْدَهٗ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَاِنَّا سَنُعِيْنُهٗ بِعَرَقٍ مِنْ تَمْرٍ، قَالَتْ: فَقُلْتُ، وَاَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ سَأُعِيْنُهٗ بِعَرَقٍ آخَرَ، قَالَ: قَدْ اَصَبْتِ وَاَحْسَنْتِ، فَاذْهَبِىْ، فَتَصَدَّقِىْ عَنْهُ، ثُمَّ اسْتَوْصِىْ بِابْنِ عَمِّكِ خَيْراً قَالَتْ: فَفَعَلْتُ.(۲)

ترجمہ : حضرت خولہ بنت ثعلبہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا، اللہ کی قسم سورہ مجادلہ کا ابتدائی حصہ میرے اور اوس بن صامت کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ وہ بیان کرتی ہے کہ میں اس کے پاس تھی۔ اوس کافی بوڑھا ہو چکا تھا۔ عادات واخلاق میں بگاڑ پیدا ہو گیا تھا اور تنگ دلی بھی پیدا ہو گئی۔ اس نے بیان کیا کہ ایک روز وہ میرے پاس آئے۔ کسی معاملہ میں میں نے ان سے دوبدو باتیں کیں تو وہ ناراض ہو گئے اور زبان سے کہہ دیا کہ اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّىْ۔ ''تو میرے اوپر ایسی جیسی میری ماں کی پیٹھ'' یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئے کچھ دیر اپنی قوم کے لوگوں کی مجلس میں گزار کر دوبارہ گھر آئے اور میرے پاس اپنی جنسی خواہش پوری کرنے کی غرض سے داخل ہوئے۔ میں نے کہا ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں خویلہ کی جان ہے تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے جب کہ تم یہ اور یہ کہہ چکے ہو، تاوقتیکہ اللہ اور اس کا رسول ہمارے بارے میں فیصلہ نہ کر دیں۔ خولہؓ کہتی ہے کہ وہ اچھل کود کر میرے پاس آیا تو میں نے اس سے اپنے آپ کو روکنے کی کوشش کی اور میں اس پر غالب آ گئی جس طرح ایک عورت بوڑھے کمزور آدمی پر آ جاتی ہے۔ میں نے اسے اپنے سے دور پھینک دیا۔ پھر میں اپنی ایک ہمسائی کے پاس گئی اور اس کے کپڑے عاریۃً مانگ کر پہنے اور باہر نکل کھڑی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا پہنچی اور آپ کے سامنے بیٹھ گئی۔ پھر میں نے سارا ماجرا کہہ سنایا جس سے میں دوچار ہوئی تھی۔ اوس کی بدخلقی سے جو مجھے تکلیف پہنچی اس کی شکایت آپؐ سے کرنے لگی۔ خولہ کا اپنا بیان ہے کہ آپؐ میری بپتا سنتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے اے خویلہ! تیرا چچازاد بھائی عمر دراز ہے اللہ سے ڈر مگر میں نے بخدا اپنی بات جاری رکھی کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہو گیا۔ آپ پر وہی کیفیت طاری ہو گئی جو عموماً نزول وحی کے موقع پر ہوا کرتی تھی جب یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے میرا نام لے کر فرمایا اے خویلہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیرے شوہر کے بارے میں حکم نازل فرما دیا ہے۔ آپؐ نے سورہ مجادلہ کا ابتدائی حصہ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ سے لے کر وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تک پڑھا ''اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے...اور کافروں کے لیے دردناک سزا ہے۔'' آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اوس سے کہوں کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں کہ وہ آزاد کر سکے۔ آپ نے فرمایا اسے روزے رکھنے چاہئیں مسلسل دو ماہ کے۔ میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو بوڑھا ضعیف ہے وہ روزے نہیں رکھ سکتا (وہ تو دن بھر میں تین مرتبہ کچھ کھائے پیئے نہیں تو اس کی بینائی جواب دینے لگتی ہے) تو آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو اس طرح کھانا کھلائے کہ ایک مسکین کو ایک صاع کھجور ملے۔ اس پر بھی میں نے عرض کیا، اس کے پاس تو یہ بھی نہیں ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ہم ایک ٹوکرا

کھجور سے اس کی مدد کریں گے۔ تو میں نے عرض کیا حضور میں بھی ایک ٹوکرا کھجوروں کا مدد میں دوں گی۔ آپ نے فرمایا تو نے پالیا اور بہت اچھا پایا۔ جا اس کی طرف سے خیرات کر دے پھر اپنے چچازاد بھائی کے بارے میں بھلائی اور خیر خواہی کی وصیت قبول کر۔ خولہ کا بیان ہے کہ پھر میں نے ایسا ہی کیا۔

〈۳〉 قَالَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْهَرَوِیُّ، حَدَّثَنَا عَلِیُّ ابْنُ عَاصِمٍ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ، عَنْ اَبِی الْعَالِیَةِ، قَالَ: كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ دُلَيْجٍ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَكَانَ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَقِيْرًا سَيِّئَ الْخُلُقِ، وَكَانَ طَلَاقُ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، اِذَا اَرَادَ الرَّجُلُ اَنْ يُّطَلِّقَ امْرَاَتَهٗ، قَالَ: اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ، وَكَانَ لَهَا مِنْهُ عَيْلٌ اَوْعَيْلَانِ. فَنَازَعَتْهُ يَوْمًا فِیْ شَیْءٍ، فَقَالَ: اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ. فَاحْتَمَلَتْ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا حَتّٰى دَخَلَتْ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ فِیْ بَيْتِ عَائِشَةَ، وَعَائِشَةُ تَغْسِلُ شِقَّ رَأْسِهٖ فَقَدِمَتْ عَلَيْهِ وَمَعَهَا عَيْلُهَا، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ زَوْجِیْ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَقِيْرٌ لَاشَیْءَ لَهٗ سَيِّئُ الْخُلُقِ، وَاِنِّیْ نَازَعْتُهٗ فِیْ شَیْءٍ، فَغَضِبَ، فَقَالَ: اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِاُمِّیْ، وَلَمْ يُرِدْبِهِ الطَّلَاقَ، وَلِیْ مِنْهُ عَيْلٌ اَوْعَيْلَانِ، فَقَالَ: مَا اَعْلَمُكِ اِلَّا قَدْ حَرُمْتِ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ: اَشْكُوْ اِلَى اللّٰهِ مَانَزَلَ بِیْ وَاَبَا صِبْيَتِیْ، قَالَتْ: وَدَارَتْ عَائِشَةُ فَغَسَلَتْ شِقَّ رَأْسِهِ الْاٰخَرَ، فَدَارَتْ مَعَهَا، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، زَوْجِیْ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَقِيْرٌ. سَيِّئُ الْخُلُقِ، وَاِنَّ لِیْ مِنْهُ عَيْلًا اَوْ عَيْلَيْنِ، وَاِنِّیْ نَازَعْتُهٗ فِیْ شَیْءٍ، فَغَضِبَ، وَقَالَ: اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ، وَلَمْ يُرِدْ بِهِ الطَّلَاقَ، قَالَتْ فَرَفَعَ اِلَیَّ رَأْسَهٗ وَقَالَ: مَا اَعْلَمُكِ اِلَّا قَدْحَرُمْتِ عَلَيْهِ فَقَالَتْ: اَشْكُوْ اِلَى اللّٰهِ مَانَزَلَ بِیْ وَاَبَا صِبْيَتِیْ، قَالَ: رَأَتْ عَائِشَةُ وَجْهَ النَّبِیِّ ﷺ تَغَيَّرَ، فَقَالَتْ لَهَا: وَرَاءَكِ فَتَنَحَّتْ، فَمَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غِشْيَانِهٖ ذٰلِكَ مَاشَآءَ اللّٰهُ فَلَمَّا انْقَطَعَ الْوَحْیُ، قَالَ: يَا عَائِشَةُ اَيْنَ الْمَرْاَةُ، فَدَعَتْهَا، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذْهَبِیْ، فَأْتِيْنِیْ بِزَوْجِكِ، فَانْطَلَقَتْ تَسْعٰی، فَجَاءَ تْ بِهٖ، فَاِذَا هُوَكَمَا قَالَتْ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَقِيْرٌ سَيِّئُ الْخُلُقِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَدْسَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا اِلٰی قَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا قَالَ النَّبِیُّ ﷺ أَتَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسَّهَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: اَفَلَا تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ: وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّیْ، اِذَا لَمْ اٰكُلِ الْمَرَّتَيْنِ وَالثَّلَاثَ يَكَادُ اَنْ يَّعْشُوْ بَصَرِیْ، قَالَ: اَفَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا؟ قَالَ: لَااِلَّا اَنْ تُعِيْنَنِیْ قَالَ: فَاَعَانَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا، قَالَ وَحَوَّلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ فَجَعَلَهٗ ظِهَارًا. (۳)

ترجمہ : ابوالعالیہ روایت کرتے ہیں کہ خولہ بنت دلیج ایک انصاری کی زوجیت میں تھی وہ انصاری نابینا، ایک فقیر اور سیئ الخلق آدمی تھا۔۔۔ ایام جاہلیت میں طلاق اسے تصور کیا جاتا کہ جب مرد اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تو اسے کہتا کہ اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ۔ ’’تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔‘‘۔۔۔ ان سے اس کے ایک یا دو بچے بھی تھے کسی معاملہ میں ان سے اس کی تکرار ہوگئی تو اس نے کہا کہ اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ۔ یہ سنتے ہی اس عورت نے اپنے کپڑے پہنے اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپؐ اس وقت حضرت عائشہ کے حجرے میں تشریف فرماتھے اور حضرت عائشہ آپؐ کے سر کے ایک طرف کے بال دھورہی تھیں کہ وہ عورت وہیں اپنے بچے کو لیے ہوئے آپ کی خدمت میں پہنچ گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا خاوند نابینا ہے تہی دست ہے اخلاق میں کچھ بگاڑ ہے۔ میری ان کے ساتھ کسی معاملہ میں تکرار ہوگئی، جس سے وہ ناراض اور غصہ ہوگئے اور اسی حالت میں اس نے مجھے اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ کہہ دیا مگر طلاق دینے کا اس کا ارادہ نہیں تھا۔ میرے ہاں اس سے بچہ یا بچے بھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میرا خیال ہے تم اس پر حرام ہوگئی ہو۔ اس پر وہ بولی، جو مصیبت مجھ پر اور میرے بچوں کے باپ پر آپڑی ہے اس کی فریاد میں اللہ سے کرتی ہوں۔ خولہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ نے گھوم کر حضورؐ کے سر کی دوسری جانب کو دھونا شروع کیا تو عورت بھی ان کے ساتھ ہی گھوم گئی اور سامنے آ کر عرض کیا، یارسول اللہ میرا شوہر بینائی سے محروم ہے تہی دامن ہے اخلاق وعادات میں بھی کچھ بگاڑ پیدا ہوگیا ہے، اور اس سے میرے ہاں بچہ یا بچے ہیں۔ میری ان سے کسی امر میں تکرار ہوگئی اور اس نے غصہ کی حالت میں مجھے کہہ دیا اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ۔ اس سے ان کا ارادہ طلاق دینے کا نہیں تھا۔ یہ سن کر آپؐ نے میری طرف اپنا سر اٹھایا اور فرمایا میں تیرے بارے میں کچھ نہیں جانتا بجز اس کے کہ تو اس پر حرام ہوگئی ہے۔ وہ عورت بولی جو مصیبت مجھ پر اور میرے بچوں کے باپ پر آن پڑی ہے اس کی فریاد اللہ تعالیٰ سے کرتی ہوں۔ اسی دوران میں حضرت عائشہؓ نے آپؐ کا روئے مبارک دیکھا کہ متغیر ہورہا ہے تو اس عورت سے کہا دور رہو دور، چنانچہ وہ ایک طرف ہوگئی۔ جب تک اللہ نے چاہا آپؐ پر غشیان کی حالت طاری رہی جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ عائشہ وہ عورت کدھر ہے؟ حضرت عائشہؓ نے اسے آواز دے کر بلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ جاؤ اپنے شوہر کو لے آؤ۔ وہ بھاگی بھاگی گئی اور خاوند کو ساتھ لے کر حاضر ہوگئی تو اس مرد کی واقعتاً وہی کیفیت تھی جو اس عورت نے بیان کی تھی یعنی بینائی سے محروم، تہی دست فقیر اور سیئ الخلق۔ نبی کریم ﷺ نے پہلے تعوذ پڑھا پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ... ’’اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کررہی ہے ....جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی اس بات سے رجوع کریں جو انہوں نے کہی تھی....‘‘ پڑھا اور اس مرد سے پوچھا کہ آیا عورت کو چھونے سے پہلے تم میں ایک غلام آزاد کرنے کی طاقت ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کیا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے جواب دیا اس ذات برحق کی قسم

جس نے آپ کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے میری حالت تو ایسی ہے کہ دن میں دو تین مرتبہ کچھ کھاؤں اور پیوں نہ تو میری بینائی جواب دینے لگتی ہے۔ آپ نے دریافت کیا، کیا تم ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں الا یہ کہ آپ میری مدد فرمائیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی مدد فرمائی اور اسے کہا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے طلاق کو بدل کر اس کو ظہار کر دیا ہے۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ، قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسیٰ، عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ اِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهٖ فِی الْجَاهِلِيَّةِ: اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ حَرُمَتْ فِی الْاِسْلَامِ، فَكَانَ اَوَّلُ مَنْ ظَاهَرَ فِی الْاِسْلَامِ اَوْسُ ابْنُ الصَّامِتِ، وَكَانَتْ تَحْتَهٗ ابْنَةُ عَمٍّ لَّهٗ، يُقَالُ لَهَا خَوْلَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَظَاهَرَ مِنْهَا فَاَسْقَطَ فِیْ يَدِهٖ وَقَالَ: مَا اَرَاكِ اِلَّا قَدْ حَرُمْتِ عَلَیَّ، وَقَالَتْ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَانْطَلِقِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَتْ عِنْدَهٗ مَاشِطَةً تَمْشِطُ رَاْسَهٗ، فَاَخْبَرَتْهُ، فَقَالَ: يَا خُوَيْلَةُ مَا اُمِرْنَا فِیْ اَمْرِكِ بِشَیْءٍ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ ﷺ فَقَالَ: يَا خُوَيْلَةُ اَبْشِرِیْ، قَالَتْ: خَيْرًا قَالَ: فَقَرَأَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْ اِلَی اللّٰهِ اِلٰی قَوْلِهٖ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا، قَالَتْ: وَاَیُّ رَقَبَةٍ لَنَا وَاللّٰهِ مَا يَجِدُ رَقَبَةً غَيْرِیْ، قَالَ: فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، قَالَتْ: وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنَّهٗ يَشْرَبُ فِی الْيَوْمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَذَهَبَ بَصَرُهٗ، قَالَ: فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا، قَالَ: مِنْ اَيْنَ مَا هِیَ اِلَّا اُكْلَةٌ اِلٰی مِثْلِهَا، قَالَ: فَدَعَاهُ بِشَطْرِ وَسْقٍ ثَلَاثِيْنَ صَاعًا وَالْوَسْقُ سِتُّوْنَ صَاعًا، فَقَالَ: لِيُطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا وَلْيُرَاجِعْكِ.(٤)

ترجمہ : حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں، دورِ جاہلیت میں جب کوئی آدمی اپنی بیوی سے اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ ''تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔'' کہہ دیتا (تو اسے طلاق سمجھا جاتا) اسلام میں وہ عورت حرام ہو جاتی۔ اسلامی دور میں سب سے پہلے جس نے ظہار کیا وہ اوس بن صامت تھے۔ ان کی زوجیت میں ان کی چچا زاد بہن تھی، ان کا نام خولہ بنت خویلد تھا۔ اوس نے اس سے ظہار تو کر لیا مگر پشیمان ہو گئے اور خود ہی کہنے لگے، میرا خیال ہے کہ تو مجھ پر حرام ہو گئی ہے۔ اسی طرح خولہ نے کہا (کہ میرا بھی خیال یہی ہے کہ میں تم پر حرام ہو گئی ہوں)۔ اوس نے خولہ سے کہا اچھا تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ (اور صورت واقعہ کے متعلق پوچھو!) وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس وقت آپ کے پاس بالوں کو کنگھی کرنے والی آپ کے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی، تو خولہ نے رسول اللہ ﷺ کو سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے سن کر فرمایا، اے خویلہ تیرے مسئلے کے بارے میں ابھی تک ہمیں کچھ حکم نہیں ملا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر وحی نازل

فرمائی، وحی کے اختتام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خولہ مبارک ہو! اس نے کہا خیر ہو، راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خولہ کے سامنے قَدْسَمِعَ ... قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ــــ اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے ... تو قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، ایک غلام آزاد کرنا ہوگا ــــ تک آیات تلاوت فرمائیں۔ خولہ بولیں، ہمارے پاس کون سا غلام ہے۔ اللہ کی قسم! اوس کے پاس تو کوئی غلام نہیں بس صرف میں ہی ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا، اگر وہ غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہوں گے۔ خولہ نے عرض کیا بخدا ان کی تو یہ حالت ہے کہ اگر دن میں دو تین مرتبہ کچھ کھائیں، پئیں نہیں تو ان کی بینائی جواب دینے لگتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر یہ بھی اس کے بس میں نہیں تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس نے کہا یہ تو وہی شخص کر سکتا ہے جو اس طرح کا کھانا خود کھاتا ہو (ہمارے ہاں تو ایسا کھانا دستیاب نہیں)۔ راوی کے بیان کے مطابق نبی کریم ﷺ نے نصف وسق یعنی تیس صاع کھجوریں عنایت فرمائیں ــــ یاد رہے وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے ــــ اور ارشاد فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے اور تمہارے ساتھ رجوع کر لے۔

﴿۵﴾ اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، قَالَ: اَنْبَأَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّهَا قَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْاَصْوَاتَ، لَقَدْ جَآءَ تْ خَوْلَةُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَشْكُوْ زَوْجَهَا فَكَانَ يَخْفٰى عَلَیَّ كَلَامُهَا، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْسَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا الاية.(٥)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، حمد و ستائش اسی ذات کے لیے ہے جس کی سماعت ہر قسم کی آوازوں پر وسیع ہے۔ خویلہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھی، اس کی گفتگو آہستہ اور دھیمی ہونے کی وجہ سے مجھے پوری طرح سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ ... تَحَاوُرَكُمَا الآية ــــ اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے ... ــــ نازل فرمائی۔

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمَاعِيلَ، ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، اَنَّ جَمِيْلَةَ، كَانَتْ تَحْتَ اَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ وَكَانَ رَجُلاً بِهٖ لَمَمٌ، فَكَانَ اِذَا اشْتَدَّ لَمَمُهٗ ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهٖ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِيْهِ كَفَّارَةَ الظِّهَارِ.(٦)

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ جمیلہ اوس بن صامت کی زوجیت میں تھی اور اوس کی طبیعت میں غصے میں پاگل ہو جانے کی کیفیت پائی جاتی تھی اور جب کبھی یہ بیماری زور پکڑ جاتی تو وہ اپنی بیوی سے ظہار کر بیٹھتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے لیے ظہار کے کفارہ کی آیات نازل فرمائیں۔

〈۷〉 قَالَتْ عَائِشَةُ: تَبَارَکَ الَّذِیْ وَسِعَ سَمْعُهُ کُلَّ شَیْءٍ اِنِّیْ لَاسْمَعُ کَلَامَ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ، وَیَخْفٰی عَلَیَّ بَعْضُهُ، وَهِیَ تَشْتَکِیْ زَوْجَهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهِیَ تَقُوْلُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَکَلَ شَبَابِیْ، وَنَثَرْتُ لَهُ بَطْنِیْ حَتّٰی اِذَا کَبِرَتْ سِنِّیْ وَانْقَطَعَ وَلَدِیْ ظَاهَرَ مِنِّیْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْکُوْ اِلَیْکَ فَمَا بَرِحَتْ حَتّٰی نَزَلَ جِبْرَئِیْلُ بِهٰؤُلَآءِ الْاٰیَاتِ. قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَکِیْ اِلَی اللّٰهِ.(۷)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں بابرکت اور بلند وبالا ہے وہ ذات جس کی سماعت ہر چیز پر وسیع ہے۔ میں خولہ بنت ثعلبہ کی گفتگو سن رہی تھی مگر کچھ گفتگو مجھ پر مخفی رہی واضح نہیں ہوئی۔ وہ اپنے شوہر کا شکوہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ اس نے میری جوانی کھا کر فنا کر دی اور میں نے اپنا پیٹ اس کے لیے پھیلا دیا یہاں تک کہ جب میں عمر رسیدہ ہوگئی اور بچے جننا منقطع ہو گئے تو اس نے مجھ سے ظہار کر لیا۔ خدایا میں تیرے حضور فریاد کرتی ہوں (کہ اس کا حل پیدا فرما) وہ اپنی گفتگو کو جاری رکھے ہوئے تھی کہ جبرئیلؑ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ... ـــــ اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے ـــــ لے کر نازل ہوئے۔

سلمہ بن صخر بیاضی کا واقعہ

۱۰۲۔ سلمہ بن صخر بیاضی پر اعتدال سے کچھ زیادہ شہوت کا غلبہ تھا۔ رمضان آیا تو انہوں نے اس اندیشہ سے کہ کہیں روزے کی حالت میں دن کے وقت بے صبری نہ کر بیٹھیں، رمضان کے اختتام تک کے لیے بیوی سے ظہار کر لیا، مگر اپنی اس بات پر قائم نہ رہ سکے اور ایک رات بیوی کے پاس چلے گئے۔ پھر نادم ہو کر حضورؐ سے ماجرا عرض کیا: آپ نے فرمایا ایک غلام آزاد کرو۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو اپنی بیوی کے سوا کچھ نہیں جسے آزاد کروں۔ فرمایا دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو۔ انہوں نے عرض کیا کہ روزوں ہی میں تو صبر نہ کر سکنے کی وجہ سے اس مصیبت میں پھنسا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا؟ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔'' انہوں نے کہا کہ ہم تو اس قدر غریب ہیں کہ رات کو بغیر کھائے سوئے ہیں اس پر آپ نے بنی زُریق کے محصل زکوٰۃ سے ان کو اتنا سامان خوراک دلوایا کہ ۶۰ آدمیوں میں بانٹ دیں اور کچھ اپنے بال بچوں کی ضروریات کے لیے بھی رکھ لیں۔ (مسند احمد، ابوداود، ترمذی)

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ (الْمَعْنٰی). قَالَا: ثَنَا ابْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ: ابْنُ عَلْقَمَةَ بْنِ عَیَّاشٍ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ، قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ الْبَیَاضِیُّ، قَالَ: کُنْتُ امْرَأً اُصِیْبُ مِنَ النِّسَآءِ مَالَایُصِیْبُ غَیْرِیْ، فَلَمَّا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ خِفْتُ اَنْ اُصِیْبَ مِنِ امْرَأَتِیْ شَیْئًا یُتَایَعُ بِیْ حَتّٰی اُصْبِحَ فَظَاهَرْتُ مِنْهَا حَتّٰی یَنْسَلِخَ شَهْرُ رَمَضَانَ، فَبَیْنَا هِیَ تَخْدِمُنِیْ ذَاتَ لَیْلَةٍ اِذْ تَکَشَّفَ لِیْ مِنْهَا شَیْءٌ، فَلَمْ اَلْبَثْ اَنْ نَزَوْتُ عَلَیْهَا، فَلَمَّا اَصْبَحْتُ خَرَجْتُ اِلٰی قَوْمِیْ فَاَخْبَرْتُهُمُ الْخَبَرَ، وَقُلْتُ:

اِمْشُوْا مَعِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، قَالُوْا: لَا وَاللّٰہِ، فَانْطَلَقْتُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاَخْبَرْتُہٗ، فَقَالَ: اَنْتَ بِذَاکَ یَاسَلَمَۃُ؟ قُلْتُ: اَنَا بِذَاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، مَرَّتَیْنِ، وَاَنَا صَابِرٌ لِاَمْرِ اللّٰہِ فَاحْکُمْ فِیَّ مَااَرَاکَ اللّٰہُ، قَالَ: حَرِّرْ رَقَبَۃً قُلْتُ: وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا اَمْلِکُ رَقَبَۃً غَیْرَھَا. وَضَرَبْتُ صَفْحَۃَ رَقَبَتِیْ، قَالَ: فَصُمْ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ، قَالَ: وَھَلْ اَصَبْتُ الَّذِیْ اَصَبْتُ اِلَّا مِنَ الصِّیَامِ؟ قَالَ: فَاَطْعِمْ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ بَیْنَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قُلْتُ: وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا وَحْشَیْنِ مَالَنَا طَعَامٌ، قَالَ: فَانْطَلِقْ اِلٰی صَاحِبِ صَدَقَۃِ بَنِیْ زُرَیْقٍ فَلْیَدْفَعْھَا اِلَیْکَ فَاَطْعِمْ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ وَکُلْ اَنْتَ وَعِیَالُکَ بَقِیَّتَھَا. فَرَجَعْتُ اِلٰی قَوْمِیْ فَقُلْتُ: وَجَدْتُّ عِنْدَکُمُ الضِّیْقَ وَسُوْٓءَ الرَّاْیِ، وَوَجَدْتُّ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ السَّعَۃَ وَحُسْنَ الرَّاْیِ، وَقَدْ اَمَرَنِیْ، اَوْاَمَرَ لِیْ بِصَدَقَتِکُمْ.(۸)

——— زَادَ ابْنُ الْعَلَاءِ: قَالَ ابْنُ اِدْرِیْسَ: بَیَاضَۃُ بَطْنٌ مِنْ بَنِیْ زُرَیْقٍ۔

ترجمہ: سلمہ بن صخر بیاضی نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں اس قدر عورتوں کے پاس پہنچتا تھا کہ میرے سوا دوسرا کوئی اتنا نہیں پہنچتا تھا (میں کثیر الجماع۔ زیادہ شہوت رکھنے والا تھا) جب ماہ رمضان آیا تو اس خوف واندیشہ کے پیش نظر کہ اپنی بیوی سے کچھ کر نہ بیٹھوں جس کی برائی صبح تک جان کی لاگو رہے، میں نے اس سے ظہار کرلیا کہ ماہ رمضان کے اختتام تک اس کے پاس نہیں جاؤں گا۔ ہوا یہ کہ ایک رات وہ میری خدمت میں مصروف تھی کہ اس کے بدن کا کوئی حصہ میرے سامنے کھل گیا تو پھر میں اپنے آپ پر ضبط نہ کرسکا اور اس سے جماع کرلیا۔ پھر صبح جب ہوئی تو اپنی قوم کے لوگوں کے پاس گیا اور انہیں سارا واقعہ بیان کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ میرے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں چلیں انہوں نے کہا بخدا ہم تو نہیں جائیں گے۔ تو میں خود نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور اپنا سارا واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا، اے سلمہ تو نے یہ کام کیا! میں نے عرض کیا جی ہاں مجھ سے یہ فعل ہوگیا ہے۔ دو مرتبہ میں نے اس کا اعادہ کیا اور اب میں اللہ کے فیصلہ پر صابر ہوں جو حکم اب اللہ کا میرے متعلق ہو ارشاد فرمائیں، آپ نے فرمایا اچھا ایک غلام آزاد کرو! میں نے عرض کیا، اس ذات اقدس کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے میں تو اس گردن کے علاوہ کسی کا مالک نہیں ہوں ساتھ ہی میں نے اپنی گردن پر ہاتھ مارا (یعنی صرف اپنی گردن کا مالک ہوں)۔ پھر آپ نے فرمایا، اچھا تو پھر تم مسلسل ولگاتار دو ماہ کے روزے رکھو! میں نے عرض کیا یہ مصیبت جس میں مبتلا ہوا ہوں روزے ہی کی وجہ سے سرزد ہوئی ہے۔ فرمایا پھر ایک وسق کھجوریں لے کر ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو، میں نے عرض کیا اس ذات گرامی کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہم دونوں میاں بیوی رات کو بھوکے سوئے ہیں کہ ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔ اس پر فرمایا کہ پھر بنو زریق کے عامل صدقہ کے پاس چلے جاؤ وہ تمہیں کھجوریں دے گا۔ ایک وسق کھجوریں تو ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو اور باقی کو اپنے اہل وعیال کو کھلاؤ اور خود بھی کھالو۔ میں واپس اپنی قوم میں آیا اور بتایا کہ میں نے تمہارے ہاں تو تنگ ظرفی کو پایا اور بری رائے کو پایا اور نبی ﷺ کی ذات میں فراخ دلی اور بہترین رائے پائی۔ آپ نے مجھے صدقہ دینے کا حکم ارشاد فرمایا (اور ڈانٹ ڈپٹ نہیں فرمائی)۔

〈۲〉اَنَّ سَلْمَانَ بْنِ صَخْرِ نِالْاَنْصَارِیَّ، اَحُدَبَنِیْ بَیَاضَۃَ جَعَلَ امْرَأَتَہٗ عَلَیْہِ کَظَھْرِ اُمِّہٖ حَتّٰی یَمْضِیَ رَمَضَانُ، فَلَمَّا مَضٰی نِصْفٌ مِنْ رَمَضَانَ وَقَعَ عَلَیْھَا لَیْلاً، فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ : فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَعْتِقْ رَقَبَۃً، قَالَ: لَآاَجِدُھَا. قَالَ فَصُمْ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ: لَآاَسْتَطِیْعُ، قَالَ: اَطْعِمْ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا، قَالَ: لَا اَجِدُ، فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِفَرْوَۃَ ابْنِ عَمْرٍو: اِعْطِہٖ ذٰلِکَ الْعَرَقَ وَھُوَ مِکْتَلٌ یَاْخُذُ خَمْسَۃَ عَشَرَ صَاعًا اَوْسِتَّۃَ عَشَرَ صَاعًا. اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا.(۹)

ترجمہ: سلمان بن صخر بیاضی انصاری کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سے رمضان کے مہینہ کے اختتام تک ظہار کرلیا۔ ابھی آدھا رمضان ہی گزرا تھا کہ رات کو اپنی بیوی سے مباشرت کر بیٹھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا واقعہ عرض کیا، آپؐ نے اسے فرمایا کہ ایک غلام آزاد کرو وہ بولا میرے پاس تو غلام نہیں ہے (اور خریدنے کی بھی ہمت نہیں ہے) پھر آپؐ نے فرمایا اچھا تو پھر پے درپے دو ماہ کے روزے رکھو وہ بولا میں تو استطاعت نہیں رکھتا (روزے نہیں رکھ سکتا) پھر آپؐ نے فرمایا، تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ! وہ بولا، میں استطاعت نہیں رکھتا۔ پھر رسول ﷺ نے اس کے لیے فروہ بن عمرو سے فرمایا اسے یہ ٹوکرا ـــــ (کھجوروں سے بھرا ہوا)۔ اس میں پندرہ یا سولہ صاع کھجوروں کی گنجایش ہوتی ہے ـــــ مسکینوں کو کھلانے کے طور پر اسے دے دو۔

ـــــ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ یُقَالُ سَلْمَانُ بْنُ صَخْرٍ وَ یُقَالُ سَلَمَۃُ بْنُ صَخْرِ نِالْبَیَاضِیُّ وَالْعَمَلُ عَلٰی ھٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ فِیْ کَفَّارَۃِ الظِّھَارِ۔

ظہار کا ایک اور واقعہ

۱۰۳۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی اس سے مباشرت کرلی بعد میں حضورؐ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے حکم دیا کہ اس سے الگ رہو جب تک کفارہ ادا نہ کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ الطَّالَقَانِیُّ، ثَنَا سُفْیَانُ، ثَنَا الْحَکَمُ ابْنُ اَبَانَ، عَنْ عِکْرِمَۃَ، اَنَّ رَجُلاً ظَاھَرَ مِنْ امْرَأَتِہٖ ثُمَّ وَاقَعَھَا قَبْلَ اَنْ یُّکَفِّرَ، فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرَہٗ، فَقَالَ: مَاحَمَلَکَ عَلٰی مَاصَنَعْتَ؟ قَالَ: رَاَیْتُ بَیَاضَ سَاقِھَا فِی الْقَمَرِ قَالَ: فَاعْتَزِلْھَا حَتّٰی تُکَفِّرَ عَنْکَ.(۱۰)

ترجمہ: حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کرلیا اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی بیوی سے مباشرت کر بیٹھا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپؐ کو اپنا واقعہ سنایا۔ آپ نے پوچھا جو فعل تو نے کیا ہے اس پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا؟ اس نے کہا چاندنی رات میں مجھے اپنی بیوی کی پنڈلی کی سفیدی نظر آئی تو میں نہ رہ سکا۔ آپ نے فرمایا کفارہ ظہار ادا کرنے تک بیوی سے الگ رہو۔

ترمذی نے ابن عباس سے مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے :

〈۲〉عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ ﷺ قَدْ ظَاھَرَ مِنِ امْرَأَتِہٖ، فَوَقَعَ عَلَیْھَا، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اِنِّیْ

ظَاهَرْتُ مِنِ امْرَأَتِی، فَوَقَعْتُ عَلَیْهَا قَبْلَ اَنْ اُکَفِّرَ، فَقَالَ: وَمَاحَمَلَکَ عَلٰی ذٰلِکَ یَرْحَمُکَ اللّٰهُ! رَأَیْتُ خَلْخَالَهَا فِی ضَوْءِ الْقَمَرِ، قَالَ: فَلاتَقْرَبْهَا حَتّٰی تَفْعَلَ مَااَمَرَکَ اللّٰهُ. (۱۱)

ـــــ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ظہار کرلیا اور پھر اس سے ہم بستر بھی ہوگیا۔ اور اب آیا حضورؐ کی خدمت میں اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا مگر کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی میں اس سے مباشرت کر بیٹھا ہوں (کیا کروں؟) آپ نے اس سے دریافت فرمایا ایسا کرنے پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا، اللہ تیرے حال پر رحم فرمائے! اس نے عرض کیا چاند کی چاندنی میں میری نظر اس کی پازیب پر پڑگئی (اور میں اس فعل کا مرتکب ہوگیا) آپ نے فرمایا جو حکم اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جب تک اس پر عمل نہ کرو بیوی کے اس وقت تک قریب مت جاؤ۔

﴿۳﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ: اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّی ظَاهَرْتُ مِنِ امْرَأَتِی، فَرَأَیْتُ بَیَاضَ خَلْخَالِهَا فِی الْقَمَرِ، فَاَعْجَبَنِی، فَوَقَعْتُ عَلَیْهَا، قَالَ: اَوَمَا قَالَ اللّٰهُ: مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: اَمْسِکْ عَنْهَا حَتّٰی تُکَفِّرَ. (۱۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسول اللہ میں نے اپنی بیوی سے ظہار کرلیا اور اسی دوران میں چاندنی رات میں میری نظر اس کی پازیبوں پر جا پڑی جو مجھے بہت اچھی لگیں بس پھر میں نے اس سے جماع کرلیا (کفارہ ظہار ادا کرنے سے پہلے) آپ نے فرمایا کیا تیرے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں تھا کہ کفارہ پہلے ادا کیا جائے (ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے) وہ بولا یارسول اللہ مجھ سے تو یہ فعل سرزد ہوگیا ہے، آپ نے فرمایا کفارہ ادا کرنے تک اب اس سے رک جا۔

اپنی بیوی کو بہن کہنا

۱۰۴۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ اپنی بیوی کو بہن کہہ کر پکار رہا ہے اس پر آپ نے غصے سے فرمایا ''یہ تیری بہن ہے؟'' مگر آپ نے اسے ظہار قرار نہیں دیا۔ (ابوداؤد) (تفہیم القرآن ج ۵، المجادلہ حاشیہ: ۷)

تخریج: حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، ثَنَا حَمَّادٌ. ح وَثَنَا اَبُوْکَامِلٍ، ثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ وَخَالِدٌ الطَّحَّانُ، الْمَعْنٰی کُلُّهُمْ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ اَبِی تَمِیْمَةَ الْهُجَیْمِیِّ، اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِامْرَأَتِهٖ: یَا اُخَیَّةُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، اُخْتُکَ هِیَ؟ فَکَرِهَ ذٰلِکَ وَنَهٰی عَنْهُ. (۱۳)

ماٰخذ

(۱) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق، باب فی الظھارحدیث ۲۲۱٤۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔ص۳۹۱۔۳۹۲۔کتاب الظھار۔ ☆فتح القدیر للشوکانی ج٥۔ المجادلة۔☆دارقطنی نے ج٤۔ص۳۱۷پر حضرت انس بن مالك سے مختصر روایت نقل کی ھے۔

(۲) مسند احمد ج٦۔ص٤۱۰۔٤۱۱۔خوله بنت ثعلبه۔ ابن المنذر، الطبرانی۔ ابن مردویه وغیره بحواله فتح القدیر للشوکانی ج٥۔ص۱۸٤۔یوسف بن عبدالله بنْ سلام عن خوله بنت ثعلبه۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ ص۳۹۱۔۳۹۲۔کتاب الظھار باب لایجزی ان یطعم اقل من ستین مسکینا کل مسکین مدا من طعام بلده بیهقی میں مختصر ھے۔☆ تفسیر ابن کثیر ج٤۔ص۳۱۹۔خویله بنت ثعلبه۔

(۳) ابن کثیر ج٤۔ المجادله:٤۔☆السنن الکبری ج۷۔کتاب الظھار۔ باب المظاهر الذی تلزمه الکفارة۔ بیهقی نے اذا اراد الرجل ان یفارق امرأته کے علاوه معمولی سالفظی اختلاف اور بھی نقل کیاھے۔ اس نے حول الله الطلاق فجعله ظھاراً بھی نقل نهیں کیا۔☆ابن جریر جز۲۸۔۳۰ ص۲۔۳ المجادله۔

(٤) ابن جریر جز۲۸۔۳۰ ص۳۔سورة المجادله۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب الظھار باب سبب نزول آیة الظھار۔ ابن مردویه بحواله فتح القدیرج٥۔سوره المجادله۔☆ابن کثیرج٤۔المجادله۔☆مجمع الزوائد ج٥۔کتاب الطلاق باب الظھار عن ابن عباس۔

(٥) نسائی کتاب الطلاق باب الظھار۔ابن کثیر ج٤۔ص۳۱۸ عن عائشه۔

(٦) سنن ابی داؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی الظھار۔☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب التفسیر☆ ابنِ جریر جز۲۸۔۳۰جلد۱۲۔المجادلة۔

(۷) ابن ماجه کتاب الطلاق ۔ باب الظھار۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب الظھار باب سبب نزول آیة الظھار۔ ☆المستدرك للحاکم ج۲۔ کتاب التفسیر المجادله۔☆ ابن ابی حاتم، ابن مردویه بحواله فتح القدیر للشوکانی ج٥۔المجادله۔

(۸) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی الظھار۔☆ترمذی ابواب التفسیر سورة المجادلة۔☆هذا حدیث حسن۔ قال محمد : سلیمان بن یَسَار لم یسمع عندی من سَلَمة بن صخر، قال: ویقال سلمة بن صخر ویقال سلمان بن صخر۔ ☆ابن ماجه کتب الطلاق ، باب الظھار۔☆دارمی ج۲۔کتاب النکاح باب فی الظھار۔ ☆دارقطنی ج٤ پر سند بیان کرکے سلمه بن صخر کے واقعه کی طرف اشاره کیاھے۔☆مسنداحمد ج٥ص٤۳٦۔ سلمة بن صخر البیاضی۔☆السنن

الکبری للبیهقی ج۷۔کتاب الظهار باب لایقربها حتی یکفر۔☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب الطلاق باب مسئلة الظهار وحکایة سلمة بن صخر۔المصنف لعبد الرزاق ج٦۔کتاب الطلاق باب المواقعة للتکفیر۔☆عبد بن حمید، الطبرانی بحواله فتح القدیر ج٥۔ ص١٨٤۔☆تفسیر ابنِ کثیر ج٤۔ ص٣١٩۔ سلمة بن صخر۔

(۹) ترمذی ابواب الطلاق واللعان۔ باب ماجاء فی کفارة الظهار۔

(۱۰) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق، باب فی الظهار ابوداؤد نے ایك روایت میں فرأی بریق ساقها فی القمر بهی بیان کیاهے۔ ☆السنن الکبری للبیهقی ج۷۔ عن عکرمة کتاب الظهار، باب لایقربها حتی یکفر۔

(۱۱) ترمذی ابواب الطلاق واللعان، باب ماجاء فی المظاهر یواقع قبل ان یکفر۔☆نسائی کتاب الطلاق، باب الظهار۔ ☆ابنِ ماجه کتاب الطلاق، باب المظاهر یجامع قبل ان یکفر۔ ☆ابن ماجه میں رأیت بیاض حجلیها فی القمر۔ فضحك رسول الله ﷺ بهی هے۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب الظهار باب لایقربهاحتی یکفر۔ ☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب الطلاق۔ باب مسئلة الظهار وحکایة سلمة بن صخر۔☆المصنف لعبدالرزاق ج٦۔ص ٤٣٠۔ کتاب الطلاق۔ باب المواقعة للتکفیر۔☆فتح القدیر للشوکانی ج٥۔ص١٨٤۔

(۱۲) السنن الکبری للبیهقی ج۷۔کتاب الظهار باب لایقربها حتی یکفر۔☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب الطلاق باب مسئلة الظهار۔☆ البزّار والطبرانی، وابن مردویه بحواله۔ فتح القدیر للشوکانی ج٥۔عن ابن عباس۔

(۱۳) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی الرجل یقول لامراته یا أختی۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۷۔کتاب الخلع والطلاق، باب مایکره من ذلك۔☆مصنف ابن ابی شیبة ج٥۔ کتاب الطلاق باب ماقالوا فی الرجل یقول لامرأته یااخیة۔ عن الحسن۔

فصل:۱۵

لِعان

قرآن مجید میں اس کا ذکر

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ وَیَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِیْمٌ ۝ (النور:٦-١٠)

''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے کوئی گواہ نہ ہوں تو اُن میں سے ایک شخص کی شہادت (یہ ہے کہ وہ) چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ (اپنے الزام میں) سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ (اپنے الزام میں) جھوٹا ہو۔ اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ یہ شخص (اپنے الزام میں) جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس بندی پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ (اپنے الزام میں) سچا ہو۔ تم لوگوں پر اللہ کا فضل اور اس کا رحم نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا التفات فرمانے والا ہے اور حکیم ہے تو (بیویوں پر الزام کا معاملہ تمہیں بڑی پیچیدگی میں ڈال دیتا)۔

لعان کا حکم

حد قذف کا حکم جب نازل ہوا تو لوگوں میں یہ سوال پیدا ہو گیا کہ غیر مرد اور عورت کی بد چلنی دیکھ کر تو آدمی صبر کر سکتا ہے، گواہ موجود نہ ہوں تو زبان پر قفل چڑھا لے اور معاملے کو نظر انداز کر دے۔ لیکن اگر وہ خود اپنی بیوی کی بد چلنی دیکھ لے تو کیا کرے؟ قتل کر دے تو الٹا سزا کا مستوجب ہو۔ گواہ ڈھونڈنے جائے تو ان کے آنے تک مجرم کب ٹھیرا رہے گا۔ صبر کرے تو آخر کیسے کرے۔ طلاق دے کر عورت کو رخصت کر سکتا ہے، مگر نہ اس عورت کو کسی قسم کی مادّی یا اخلاقی سزا ملی نہ اس کے آشنا کو۔ اور اگر اسے ناجائز حمل ہو تو غیر کا بچہ الگ گلے پڑا۔ یہ سوال ابتداءً تو حضرت سعد بن عُبادہ نے ایک فرضی سوال کی حیثیت میں پیش کیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ میں اگر خدانخواستہ اپنے گھر میں یہ معاملہ دیکھوں تو گواہوں کی تلاش میں نہیں جاؤں گا بلکہ تلوار سے

اسی وقت معاملہ طے کردوں گا (بخاری و مسلم)۔ لیکن تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ بعض ایسے مقدمات عملاً پیش آ گئے جن میں شوہروں نے اپنی آنکھوں سے یہ معاملہ دیکھا اور نبی ﷺ کے پاس اس کی شکایت لے گئے۔ عبداللہ بن مسعود اور ابن عمرؓ کی روایات ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص (غالباً عویمر عجلانی) نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ، اگر ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو پائے اور منہ سے بات نکالے تو آپ حدِ قذف جاری کردیں گے، قتل کردے تو آپ اسے قتل کردیں گے، چپ رہے تو غیظ میں مبتلا رہے، آخر وہ کیا کرے؟ اس پر حضورؐ نے دعا کی کہ خدایا، اس مسئلے کا فیصلہ فرما (مسلم، بخاری، ابوداؤد، احمد، نسائی) ابن عباس کی روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے آکر اپنی بیوی کا معاملہ پیش کیا جسے انہوں نے بچشم خود ملوّث دیکھا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''ثبوت لاؤ، ورنہ تم پر حدِ قذف جاری ہوگی۔'' صحابہ میں اس پر عام پریشانی پھیل گئی، اور ہلال نے کہا اُس خدا کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، میں بالکل صحیح واقعہ عرض کر رہا ہوں جسے میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں ایسا حکم نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ بچادے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (بخاری، احمد، ابوداؤد)۔ اس میں جو طریق تصفیہ تجویز کیا گیا ہے اسے اسلامی قانون کی اصطلاح میں ''لِعان'' کہا جاتا ہے۔

یہ حکم آجانے کے بعد نبی ﷺ نے جن مقدمات کا فیصلہ فرمایا ان کی مفصل رودادیں کتب حدیث میں منقول ہیں اور وہی لعان کے مفصل قانون اور ضابطۂ کارروائی کا ماخذ ہیں۔

ہلال بن اُمیّہ کا مقدمہ

۱۰۵۔ ہلال بن امیہ کے مقدمے کی جو تفصیلات صحاح ستہ اور مسند احمد اور تفسیر ابن جریر میں ابن عباس اور انس بن مالکؓ سے منقول ہوئی ہیں ان میں بیان کیا گیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد ہلال اور ان کی بیوی، دونوں عدالتِ نبوی میں حاضر کیے گئے۔ حضورؐ نے پہلے حکم خداوندی سنایا، پھر فرمایا ''خوب سمجھ لو کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت چیز ہے۔'' ہلال نے عرض کیا میں نے اس پر بالکل صحیح الزام لگایا ہے۔ عورت نے کہا یہ بالکل جھوٹ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ''اچھا، تو ان دونوں میں ملاعنت کرائی جائے۔'' چنانچہ پہلے ہلال اُٹھے اور انہوں نے حکم قرآنی کے مطابق قسمیں کھانی شروع کیں۔ نبی ﷺ اس دوران میں بار بار فرماتے رہے ''اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے، پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا؟'' پانچویں قسم سے پہلے حاضرین نے ہلال سے کہا ''خدا سے ڈرو، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے۔ یہ پانچویں قسم تم پر عذاب واجب کردے گی۔'' مگر ہلال نے کہا جس خدا نے یہاں میری پیٹھ بچائی ہے وہ آخرت میں بھی مجھے عذاب نہیں دے گا، یہ کہہ کر انہوں نے پانچویں قسم بھی کھالی۔ پھر عورت اٹھی اور اس نے بھی قسمیں کھانی شروع کیں۔ پانچویں قسم سے پہلے اسے بھی روک کر کہا گیا کہ ''خدا سے ڈر، آخرت کے عذاب کی بہ نسبت دنیا کا عذاب برداشت کرلینا آسان ہے۔ یہ آخری قسم تجھ پر عذابِ الٰہی کو واجب کردے گی۔'' یہ سن کر وہ کچھ دیر رُکتی اور جھجکتی رہی۔ لوگوں نے سمجھا اعتراف کرنا چاہتی ہے۔ مگر پھر کہنے لگی ''میں ہمیشہ کے لیے اپنے قبیلے کو رسوا نہیں کروں گی'' اور پانچویں قسم بھی کھا گئی۔

اس کے بعد نبی ﷺ نے دونوں کے درمیان تفریق کرادی اور فیصلہ فرمایا کہ اس کا بچہ (جو اس وقت پیٹ میں تھا) ماں کی طرف منسوب ہوگا، باپ کا نہیں پکارا جائے گا، کسی کو اس پر یا اس کے بچے پر الزام لگانے کا حق نہ ہوگا، جو اس پر یا اس کے بچے پر الزام لگائے گا وہ حدِّ قذف کا مستحق ہوگا، اور اس کو زمانہ عدت کے نفقے اور سکونت کا کوئی حق ہلال پر حاصل نہیں ہے کیونکہ یہ طلاق یا وفات کے بغیر شوہر سے جدا کی جارہی ہے۔ پھر آپ نے لوگوں سے کہا کہ اس کے ہاں جب بچہ ہو تو دیکھو، وہ کس پر گیا ہے۔ اگر اس اِس شکل کا ہو تو ہلال کا ہے، اور اگر اس صورت کا ہو تو اس شخص کا ہے جس کے بارے میں اس پر الزام لگایا گیا ہے۔ وضع حمل کے بعد دیکھا گیا کہ وہ موخر الذکر صورت کا تھا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا لَوْلَا الْاَیْمَانُ (یا بروایت دیگر لَوْلَامَضٰی مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ) لَکَانَ لِیْ وَلَھَا شَانٌ" یعنی اگر قسمیں نہ ہوتیں (یا خدا کی کتاب پہلے ہی فیصلہ نہ کرچکی ہوتی) تو میں اس عورت سے بری طرح پیش آتا۔"

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، حَدَّثَنَا عِبَادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَآءَ هِلَالُ ابْنُ اُمَيَّةَ. وَهُوَاَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ. فَجَآءَ مِنْ اَرْضِهِ عَشِيًّا فَوَجَدَ عِنْدَاَهْلِهِ رَجُلاً، فَرَاٰى بِعَيْنِهٖ وَسَمِعَ بِاُذُنِهٖ، فَلَمْ يَهِجْهُ حَتّٰى اَصْبَحَ، ثُمَّ غَدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّىْ جِئْتُ اَهْلِىْ عِشَاءً فَوَجَدْتُّ عِنْدَهُمْ رَجُلاً، فَرَأَيْتُ بِعَيْنِىْ وَسَمِعْتُ بِاُذُنِىْ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاجَاءَ بِهٖ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ، فَنَزَلَتْ "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآاَنْفُسُهُمْ، فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ" الْاٰيَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا، فَسُرِّىَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَبْشِرْ يَاهِلَالُ! قَدْجَعَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَكَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا، قَالَ هِلَالٌ: قَدْكُنْتُ اَرْجُوْ ذٰلِكَ مِنْ رَّبِّىْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَرْسِلُوْا اِلَيْهَا، فَجَاءَ تْ، فَتَلاَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَذَكَّرَهُمَا وَاَخْبَرَهُمَا اَنَّ عَذَابَ الْآخِرَةِ اَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا، فَقَالَ هِلَالٌ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ صَدَقْتُ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: قَدْكَذَبَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاعِنُوا بَيْنَهُمَا، فَقِيْلَ لِهِلَالٍ، اشْهَدْ، فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ. فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قِيْلَ (لَهٗ)يَاهِلَالُ! اِتَّقِ اللّٰهَ فَاِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ، وَاِنَّ هٰذِهِ الْمُوْجِبَةُ الَّتِىْ تُوْجِبُ عَلَيْكَ الْعَذَابَ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَايُعَذِّبُنِىَ اللّٰهُ عَلَيْهَا كَمَا لَمْ يَجْلِدْنِىْ عَلَيْهَا.فَشَهِدَ الْخَامِسَةَ "اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ، ثُمَّ قِيْلَ لَهَا اشْهَدِىْ فَشَهِدَتْ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ. فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قِيْلَ لَهَا: اتَّقِى اللّٰهَ فَاِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ وَاِنَّ هٰذِهِ الْمُوْجِبَةُ الَّتِىْ تُوْجِبُ عَلَيْكِ الْعَذَابَ، فَتَلَكَّأَتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ:وَاللّٰهِ!لَآاَفْضَحُ قَوْمِىْ،فَشَهِدَتِ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَااِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ، فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمَا وَقَضٰى اَنْ لَّايُدْعٰى وَلَدُهَا

لِاَبٍ، وَلَاتُرْمٰی وَلَايُرْمٰی وَلَدُهَا، وَمَنْ رَمَاهَا اَوْرَمٰی وَلَدَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ، وَقَضٰی اَنْ لَّابَيْتَ لَهَا عَلَيْهِ وَلَاقُوْتَ مِنْ اَجْلِ اَنَّهُمَا يَتَفَرَّقَانِ مِنْ غَيْرِطَلَاقٍ، وَلَامُتَوَفّٰی عَنْهَا وَقَالَ: اِنْ جَآءَ تْ بِهٖ اُصَيْهِبَ اُرَيْصِحَ اُثَيْبِجَ حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَلِهِلَالٍ، وَاِنْ جَآءَ تْ بِهٖ اَوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِيًا خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ سَابِغَ الْاِلْيَتَيْنِ فَهُوَ لِلَّذِیْ رُمِيَتْ بِهٖ، فَجَآءَ تْ بِهٖ اَوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِيًا خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ سَابِغَ الْاِلْيَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لَوْلَا الْاَيْمَانُ لَكَانَ لِیْ وَلَهَا شَاْنٌ. قَالَ عِكْرِمَةُ، فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمِيْرًا عَلٰی مِصْرَ وَمَا يُدْعٰی لِاَبٍ.(۱)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ ـــــ ان کا شمار ان تین آدمیوں میں تھا جن کا قصور اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا تھا یہ حضرات غزوۂ تبوک کے موقع پر جہاد میں شمولیت سے رہ گئے تھے ـــــ اپنی زمین سے رات کو گھر واپس آئے تو انہوں نے اپنی اہلیہ کے پاس کسی غیر مرد کو دیکھا۔ ان کی بُری کارکردگی کو انہوں نے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا اور اپنے کانوں سے (اس موقع کی ان کی باہمی گفتگو سنی) اس کارروائی پر نہ ہلال نے اسے ڈانٹا اور نہ ہی دھمکایا (رات بھر وہ پیچ وخم کھاتا رہا)۔ صبح جب ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں شام کو جب واپس اپنے گھر پہنچا تو میں نے اس کے پاس ایک آدمی کو پایا۔ میں نے یہ ساری (نازیبا) کارروائی کو بچشمِ خود دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔ آپ کو ہلال کا بیان برا محسوس ہوا مگر ہلال پر یہ بارگراں گزری۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں ''جولوگ اپنی بیویوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس اپنے سوا کوئی گواہ نہیں تو ان میں سے ہر ایک کے لیے شہادت یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ اپنے الزام میں سچا الخ۔ یہ آیتیں نازل ہوئیں اور وحی کی حالت کھل گئی، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے ہلال خوش ہو جا وَاللہ تعالیٰ نے تیرے لیے کشادگی پیدا فرمائی ہے اور اس سے نکلنے کا راستہ نکال دیا ہے۔ یہ سن کر ہلال نے کہا مجھے بھی اپنے پروردگار وآقا سے یہی امید تھی (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجو (چنانچہ کوئی بلانے گیا) وہ حاضرِ خدمت ہوئی تو آپ نے دونوں میاں بیوی کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور نصیحت فرمائی اور ان کو مطلع فرمایا کہ دنیا کی سزا آخرت کی سزائے الٰہی سے بہت ہی نرم اور کم ہے (آخرت کا عذاب دنیا کی سزا سے بہت سخت وشدید ہے) ہلال نے عرض کیا اللہ کی قسم میں نے اس کے بارے میں جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔ وہ عورت بولی، اس نے یقیناً جھوٹ بولا ہے۔ دونوں کی گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے درمیان لعان کراؤ۔ پہلے ہلال سے کہا گیا کہ قسم کھا کر گواہی دو چنانچہ اس نے چار مرتبہ اللہ کے نام کی قسم کھا کر گواہی دی کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ پانچویں قسم کے وقت ہلال سے کہا گیا اے ہلال اللہ سے ڈر، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت آسان وہلکا ہے اور یہ آخری گواہی ہے جو تجھ پر عذابِ الٰہی کو واجب کردے گی (اگر تو جھوٹا ہے) ہلال بولا، بخدا! اللہ تعالیٰ مجھے اس عورت کے خلاف الزام لگانے کی وجہ سے عذاب نہیں دے گا۔ اسی طرح مجھے بچالے گا جس طرح اس نے میری پیٹھ کو کوڑوں کی سزا سے بچایا ہے۔ یہ عرض کر کے اس نے پانچویں قسم کھا کر گواہی دے دی کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت وپھٹکار ہو۔ اس

کے بعد اس عورت سے کہا گیا کہ اب تو قسم کھا کر گواہیاں دے۔ چنانچہ اس نے چار مرتبہ اللہ کے نام کی قسم کھا کر گواہی دی کہ وہ جھوٹا ہے جب پانچویں قسم کی باری آئی تو اس عورت سے بھی کہا گیا کہ اللہ سے ڈر، دنیا کی سزا عذابِ آخرت کے مقابلہ میں بہت ہلکی ہے اور یہ پانچویں شہادت ہی ہے جو تجھ پر عذابِ الٰہی کو واجب کردے گی۔ یہ سن کر وہ چند لمحے سوچ میں پڑ گئی پھر بولی اللہ کی قسم میں اپنی قوم کو آج کے بعد ہمیشہ کے لیے رسوا نہیں کروں گی اور پانچویں شہادت بھی دے دی کہ اس پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ (شوہر) سچ کہتا ہو۔ پس اب رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کرادی اور یہ فیصلہ بھی فرمادیا کہ اس کے پیٹ سے جو (یہ) بچہ پیدا ہوگا اس کو باپ کی طرف منسوب نہیں کیا جائے گا اور نہ اس عورت پر تہمت لگائی جائے گی اور نہ اس بچے کو حرامی قرار دیا جائے گا اور جو اس عورت کو زانیہ اور اس بچے کو ولد حرام قرار دے گا اس پر حدِ قذف ہوگی نیز یہ فیصلہ بھی فرمادیا کہ شوہر کے ذمہ نہ اس عورت کی رہائش ہوگی اور نہ ہی نان ونفقہ، اس لیے کہ ان میں جدائی وتفریق طلاق ووفات کے بغیر واقع ہوئی ہے۔ (اب اس کا خیال رکھا جائے کہ) اگر نومولود بچے کے بال بھورے رنگ کے ہوں، سرین دبلے پتلے ہوں، پیٹ چوڑا ہو، پنڈلیاں پتلی ہوں تو سمجھ لیجیے کہ یہ ہلال کا نطفہ ہے اور اگر وہ بچہ، گندمی رنگ، گھنگریالے بالوں والا، موٹا، بھاری پنڈلیوں والا، بڑے سرین والا ہو تو سمجھ لیجیے کہ وہ اس شخص کے نطفہ سے ہے جس کے ساتھ اسے متہم کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس عورت نے جب بچے کو جنم دیا تو وہ بچہ گندمی رنگ، گھنگریالے بالوں والا، موٹا تازہ موٹی وبھاری پنڈلیوں والا، بھاری بھرکم سرین والا تھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر پہلے گواہیاں نہ ہو چکی ہوتیں تو میں اس عورت کی خبر لیتا اس سے بری طرح پیش آتا (اسے سزا دیتا تاکہ دوسروں کو عبرت ہوتی) عکرمہ نے بتایا کہ پھر وہی لڑکا مصر کا امیر مقرر ہوا مگر باپ کے نام سے اسے نہیں بلایا جاتا تھا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ، اَخْبَرَنَا هِشَامُ ابْنُ حَسَّانٍ، حَدَّثَنِیْ عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَیَّةَ قَذَفَ امْرَاَتَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشَرِیْكِ بْنِ سَحْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَلْبَیِّنَةَ اَوْحَدٌّ فِیْ ظَهْرِكَ، قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اِذَا رَاٰی اَحَدُنَا رَجُلاً عَلٰی امْرَاَتِهٖ یَلْتَمِسُ الْبَیِّنَةَ؟ فَجَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ: اَلْبَیِّنَةَ. وَاِلَّا فَحَدٌّ فِیْ ظَهْرِكَ. فَقَالَ هِلَالٌ: وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ (نَبِیًّا) اِنِّیْ لَصَادِقٌ، وَلَیُنْزِلَنَّ اللّٰهُ فِیْ اَمْرِیْ مَایُبَرِّئُ (بِهٖ) ظَهْرِیْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَتْ "وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ. فَقَرَأَ حَتّٰی بَلَغَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ" فَانْصَرَفَ النَّبِیُّ ﷺ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِمَا. فَجَآءَا، فَقَامَ هِلَالُ بْنُ اُمَیَّةَ فَشَهِدَ وَالنَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ اللّٰهُ یَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا مِنْ تَائِبٍ. ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ، فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْخَامِسَةِ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ، وَقَالُوْا لَهَا اِنَّهَا مُوْجِبَةٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهَا سَتَرْجِعُ، فَقَالَتْ: لَا اَفْضَحُ قَوْمِیْ سَائِرَ الْیَوْمِ. فَمَضَتْ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَبْصِرُوْهَا، فَاِنْ جَآءَتْ بِهٖ اَكْحَلَ

الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ. فَجَآءَ تْ بِهِ كَذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : لَوْلَا مَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَأْنٌ، قَالَ اَبُوْدَاؤدَ: هٰذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ حَدِيْثَ ابْنِ بَشَّارٍ حَدِيْثِ هِلَالٍ. (۲)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہلال بن امیہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی بیوی کو شریک بن سحما سے ملوث قرار دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا، گواہ پیش کرو ورنہ حد قذف جاری ہوگی تمہاری پیٹھ پر۔ ہلال نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب ایک آدمی اپنی بیوی پر غیر مرد کو سوار دیکھے تو کیا وہ گواہ تلاش کرتا پھرے گا؟ آپؐ فرماتے جاتے تھے کہ گواہ، بصورت دیگر حدِ قذف تمہاری پیٹھ پر جاری ہوگی۔ ہلال بولا اس ذاتِ پاک کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے میں بالکل سچ بول رہا ہوں (مجھے امید ہے) کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں ایسا حکم نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ بچا دے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی آپؐ نے یہ آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ... لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ـــــ اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے کوئی گواہ نہ ہوں... اگر وہ سچا ہو ـــــ تک پڑھی۔ نبی ﷺ تشریف لے گئے اور ان دونوں کو بلا بھیجا، وہ دونوں حاضر ہوئے۔ پہلے ہلال اٹھے انہوں نے (حکم قرآنی کے مطابق) قسمیں کھانی شروع کیں۔ نبی ﷺ (اس دوران میں) بار بار فرماتے رہے کہ اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا۔ پھر وہ عورت کھڑی ہوئی اور اس نے بھی قسمیں کھانی شروع کیں۔ جب وہ پانچویں قسم پر پہنچی کہ اس پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ سچا ہو۔ اس دوران میں لوگ اسے کہتے رہے کہ یہ قسم عذاب الٰہی کو واجب کر دے گی۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ یہ سن کر کچھ دیر رکتی اور جھجکتی رہی ہم نے سمجھا کہ اعتراف کرنا چاہتی ہے مگر وہ کہنے لگی میں ہمیشہ کے لیے اپنے قبیلے کو رسوا نہیں کروں گی اور پانچویں قسم بھی کھا گئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے ہاں جب بچہ ہو تو دیکھو، وہ کس پر گیا ہے۔ اگر وہ سیاہ آنکھوں والا اور بڑے بڑے چوتڑوں والا، پُر گوشت پنڈلیوں والا، پیدا ہو تو وہ شریک کا ہے اس نے بچہ جنا تو اسی صورت کا تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اگر کتاب اللہ پہلے فیصلہ نہ کر چکی ہوتی تو میں اس عورت سے بری طرح پیش آتا۔ یہ اہل مدینہ کے ان تفردات میں سے ہے جو وہ ابن بشار کے حوالہ سے ہلال کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا اَبِيْ، ح حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ (وَاللَّفْظُ لَهٗ) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: نَاعَبْدُالْمَلِكِ ابْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِيْ اِمْرَةِ مُصْعَبٍ أَ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: فَمَادَرَيْتُ مَا اَقُوْلُ فَمَضَيْتُ اِلٰى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَاْذِنْ لِيْ، قَالَ: اِنَّهٗ قَائِلٌ، فَسَمِعَ صَوْتِيْ، قَالَ: ابْنُ جُبَيْرٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: اُدْخُلْ، فَوَاللّٰهِ مَاجَآءَ بِكَ هٰذِهِ السَّاعَةَ اِلَّا حَاجَةٌ، فَدَخَلْتُ، فَاِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْذَعَةً مُتَوَسِّدٌ وِسَادَةً حَشْوُهَا لِيْفٌ، قُلْتُ: اَبَاعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُتَلَاعِنَانِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! نَعَمْ اِنَّ

اَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذَالِکَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اَنْ لَّوْوَجَدَ اَحَدُنَا امْرَأَتَہٗ عَلٰی فَاحِشَۃٍ کَیْفَ یَصْنَعُ؟ اِنْ تَکَلَّمَ تَکَلَّمَ بِاَمْرٍ عَظِیْمٍ وَاِنْ سَکَتَ، سَکَتَ عَلٰی مِثْلِ ذٰلِکَ قَالَ: فَسَکَتَ النَّبِیُّ ﷺ فَلَمْ یُجِبْہُ. فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ اَتَاہُ فَقَالَ: اِنَّ الَّذِیْ سَأَلْتُکَ عَنْہُ قَدِابْتُلِیْتُ بِہٖ. فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ھٰٓؤُلَآءِ الْاٰیٰتِ فِیْ سُوْرَۃِ النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ (النور:۶-۹) فَتَلَاھُنَّ عَلَیْہِ وَوَعَظَہٗ وَذَکَّرَہٗ وَاَخْبَرَہٗ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ، قَالَ: لَاوَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَاکَذَبْتُ عَلَیْھَا ثُمَّ دَعَاھَا فَوَعَظَھَا وَذَکَّرَھَا وَاَخْبَرَھَا اَنَّ عَذَابَ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ قَالَتْ: لَاوَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ اِنَّہٗ لَکَاذِبٌ فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَھِدَ اَرْبَعَ شَھٰدٰتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ وَالْخَامِسَۃَ اَنَّ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کَانَ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ ثُمَّ ثَنّٰی بِالْمَرْأَۃِ فَشَھِدَتْ اَرْبَعَ شَھٰدٰتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الْکَاذِبِیْنَ وَالْخَامِسَۃُ اَنَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلَیْھَا اِنْ کَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ ثُمَّ فَرَّقَ بَیْنَھُمَا.(۳)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے لعان کرنے والوں کے بارے میں مصعب بن زبیر کے دورِ خلافت میں دریافت کیا گیا کہ کیا ان کے مابین تفریق کرائی گئی تھی؟ میری سمجھ میں اس وقت کچھ نہ آیا کہ کیا جواب دوں۔ میں مکہ میں عبداللہ بن عمر کی رہائش گاہ کی طرف گیا اور ان کے خادم (غلام) سے کہا کہ وہ ملاقات کی اجازت لے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ تو اس وقت آرام فرما رہے ہیں۔ میری آواز عبداللہ بن عمر نے سن لی، فرمایا، ابنِ جبیر ہو؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں! ابن جبیر ہوں۔ فرمایا، اندر آجاؤ، بخدا! اس وقت تمہاری آمد ضرور کسی حاجت کی وجہ سے ہوگی۔ (اجازت ملنے پر) میں کمرے میں اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کمبل بچھائے بیٹھے تھے، کھجور کی چھال بھری ہوئی تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا ابو عبدالرحمٰن کیا لعان کرنے والے جوڑے کے مابین تفریق کرائی جائے گی؟ فرمایا، سبحان اللہ، ہاں! اس بارے میں سب سے پہلے فلاں بن فلاں نے پوچھا تھا کہ اے رسولِ خدا ﷺ آپ کی کیا رائے اس بارے میں کہ ایک آدمی اپنی اہلیہ کو برا کام کراتے دیکھے تو وہ کیا کرے؟ اگر زبان سے کچھ بولے تو بری بات کرے گا اور اگر خاموش رہے تو ایسی بری اور ناگوار بات پر خاموش کیوں رہے، آپؐ یہ سن کر خاموش ہو رہے، اور کوئی جواب نہیں دیا۔ دوبارہ پھر وہی شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جو بات میں نے آنجناب سے دریافت کی تھی اس میں تو میں خود مبتلا کیا گیا ہوں۔ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی آیات وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ... ـــــ اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں...ـــــ نازل فرمائیں۔ یہ آیات آپ نے اس مرد کو پڑھ کر سنائیں، اسے نصیحت کی، سمجھایا اور باخبر کیا کہ دنیا کی سزا عذاب آخرت کے مقابلہ میں بہت ہلکی ہے۔ وہ بولا نہیں، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے اپنی اہلیہ پر جھوٹ نہیں باندھا۔ پھر آپ نے اس عورت کو بلا کر سمجھایا، نصیحت فرمائی اور بتایا کہ دنیا کی سزا عذابِ آخرت کے مقابلہ میں بہت سہل اور ہلکی ہے، وہ بولی قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا، وہ جھوٹ بولتا ہے۔ تب آپ نے مرد سے آغاز کیا۔ اس نے چار مرتبہ اللہ کے نام کی شہادت دے کر کہا کہ وہ بالکل سچ بول رہا ہے اور پانچویں مرتبہ کہا کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہو۔ اس کے بعد عورت کی جانب آپ نے روئے سخن فرمایا۔ اس نے بھی

چار مرتبہ اللہ کے نام کی شہادت دے کر کہا کہ وہ جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہا کہ مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے اگر وہ سچ بولتا ہو۔ اس پر آپ نے دونوں کے درمیان تفریق کرادی۔

(۴) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهُ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلاً ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُوْ اِلَيْهِ اَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، فَقَالَ عَاصِمٌ: ابْتُلِيتُ بِهٰذَا اِلَّا لِقَوْلِي. فَذَهَبَ بِهِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَاَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ. وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعْرِ. وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ اَهْلِهِ خَدِلاً اٰدَمَ كَثِيرَ اللَّحْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ، فَجَاءَتْ شِبْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهُ وَجَدَهُ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ، فَقَالَ: لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ السُّوْءَ. (٤)

—— قَالَ اَبُوْصَالِحٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ خَدِلاً۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس لعان کا ذکر کیا گیا۔ عاصم بن عدی نے اس کے متعلق کچھ بات کہی اور چلے گئے۔ پھر ان کے پاس اس کے قبیلے کا ایک آدمی آیا اور شکایت کرنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پایا ہے۔ عاصم نے کہا میں اپنے قول کی وجہ سے ہی اس میں مبتلا کیا گیا ہوں چنانچہ عاصم اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس آدمی نے سارا واقعہ اپنی زبانی کہہ سنایا۔ اس آدمی نے حلیہ یہ بیان کیا کہ وہ شخص زرد رنگ کا دبلا پتلا، سیدھے بالوں والا تھا۔ اور مدعا علیہ پر گوشت پنڈلیوں والا، رنگ گندمی، موٹا تازہ تھا۔ یہ روداد سن کر نبی ﷺ نے اللہ کے حضور استدعا کی، اے اللہ! اس واقعہ کی حقیقت واضح فرمادے۔ (دعا قبول ہوئی) اور اس عورت نے جو بچہ جنا وہ اس شخص کے مشابہ تھا جسے متہم کیا گیا تھا۔ تب نبی ﷺ نے ان دونوں کے درمیان لعان کرایا۔ ایک آدمی نے ابن عباس سے اسی مجلس میں سوال کیا کہ کیا یہ وہی عورت تھی جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر بغیر گواہوں کے میں کسی کو رجم کرتا تو اس عورت کو ضرور کرتا۔ ابنِ عباسؓ نے جواب دیا نہیں وہ عورت دوسری تھی جس نے اسلام میں برائی (زنا) کو رواج عام دیا۔

عویمر عجلانی کا مقدمہ

۱۰۶ ۔ عویمر عجلانی کے مقدمے کی روداد سہل بن سعد ساعدی اور ابن عمرؓ سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں ملتی ہے۔ اس میں بیان ہوا ہے کہ عویمر اور ان کی بیوی، دونوں مسجد نبوی میں بلائے گئے۔ ملاعنت سے پہلے حضورؐ نے ان کو بھی تنبیہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا ''اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا؟'' جب کسی نے توبہ نہ کی تو دونوں میں ملاعنت کرائی گئی۔ اس کے بعد عویمر نے کہا ''یا رسول اللہ! اب اگر میں اس

عورت کو رکھوں تو جھوٹا ہوں۔'' یہ کہہ کر انہوں نے تین طلاقیں دے دیں بغیر اس کے کہ حضورؐ نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہوتا۔ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ ان طلاقوں کو حضورؐ نے نافذ فرما دیا اور ان کے درمیان تفریق کرا دی اور فرمایا کہ ''یہ تفریق ہے ہر ایسے جوڑے کے معاملے میں جو باہم لعان کرے۔'' اور سنت یہ قائم ہوگئی کہ لعان کرنے والے زوجین کو جدا کر دیا جائے، پھر وہ دونوں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ مگر ابن عمر صرف اتنا بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ان کے درمیان تفریق کرا دی۔ سہل بن سعد یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ عورت حاملہ تھی اور عویمر نے کہا کہ یہ حمل میرا نہیں ہے۔ اس بنا پر بچہ ماں کی طرف منسوب کیا گیا اور سنت یہ جاری ہوئی کہ اس طرح کا بچہ ماں سے میراث پائے گا اور ماں ہی اس سے میراث پائے گی۔

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا اِسمَاعِیلُ، قَالَ: حَدَّثَنِی مَالِکٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهلَ ابنَ سَعدِ نِالسَّاعِدِیَّ اَخبَرَهٗ اَنَّ عُوَیمِرًا العَجلَانِیَّ جَآءَ اِلٰی عَاصِمِ ابنِ عَدِیِّ نِالاَنصَارِیِّ، فَقَالَ لَهٗ: یَاعَاصِمُ اَرَاَیتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امرَأَتِهٖ رَجُلاً اَیَقتُلُهٗ فَتَقتُلُونَهٗ اَو کَیفَ یَفعَلُ؟ سَل لِی یَا عَاصِمُ عَن ذٰلِکَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَن ذٰلِکَ، فَکَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ المَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰی کَبُرَ عَلٰی عَاصِمٍ مَاسَمِعَ مِن رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰی اَهلِهٖ جَآءَهٗ عُوَیمِرٌ، فَقَالَ: یَاعَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَکَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَیمِرٍ لَم تَاْتِنِی بِخَیرٍ قَد کَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ المَسئَلَةَ الَّتِی سَاَلتُهٗ عَنهَا. فَقَالَ عُوَیمِرٌ: وَاللّٰهِ لَا اَنتَهِی حَتّٰی اَساَلَهٗ عَنهَا. فَاَقبَلَ عُوَیمِرٌ حَتّٰی جَآءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ، فَقَالَ: یَارَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَیتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امرَأَتِهٖ رَجُلاً اَیَقتُلُهٗ فَتَقتُلُونَهٗ اَم کَیفَ یَفعَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَد اُنزِلَ فِیکَ وَفِی صَاحِبَتِکَ فَاذهَب فَاتِ بِهَا. قَالَ سَهلٌ: فَتَلَاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِندَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. فَلَمَّا فَرَغَا مِن تَلَاعُنِهِمَا، قَالَ عُوَیمِرٌ کَذَبتُ عَلَیهَا یَارَسُولَ اللّٰهِ اِن اَمسَکتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلٰثًا قَبلَ اَن یَامُرَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ ابنُ شِهَابٍ: فَکَانَت سُنَّةَ المُتَلَاعِنَینِ. (٥)

ترجمہ: حضرت سھل بن سعد ساعدی نے بیان کیا کہ عویمر عجلانی عاصم ابن عدی انصاری کے پاس آئے اور ان سے کہا، اے عاصم! بتاؤ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پائے تو کیا وہ اسے قتل کر سکتا ہے؟ اگر وہ ایسا کرے گا تو تم اسے قاتل قرار دے کر قتل کر دو گے، وہ بے چارہ کیا کرے؟ عاصم تم خود جا کر رسول اللہ ﷺ سے میرے اس مسئلہ کا حل دریافت کرو۔ عاصم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درپیش مسئلہ کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے بلاضرورت دریافت کیے جانے والے مسئلوں کو ناپسند فرمایا اور انہیں معیوب قرار دیا۔ عاصم نے نبی ﷺ کی جانب سے جو بات سنی اسے ناگوار محسوس کیا۔ پھر عاصم جب اپنے گھر والوں کے پاس واپس آئے تو عویمر ان کے پاس آئے اور عاصم سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا جواب ارشاد فرمایا؟ عاصم نے جواباً کہا کہ تم کوئی اچھی چیز نہیں لائے۔ آنحضور ﷺ نے اس استفسار پر ناگواری کا اظہار فرمایا، عویمر بولا اچھا قسم ہے خدائے پاک کی میں خود جب تک رسول اللہ ﷺ سے اس مسئلہ کے متعلق پوچھ نہ لوں باز نہیں آؤں گا۔

چنانچہ عویمر آگے بڑھے اور رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، لوگوں کے درمیان میں عرض کیا، اے رسول خدا! مجھے بتائیے کہ اگر کوئی شخص اپنی اہلیہ کے ساتھ دوسرے غیر مرد کو پالے اور وہ اسے قتل کردے تو آپ اسے قتل کردیں گے وہ بے چارہ کرے تو کیا کرے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیرے اور تیری بیوی کے متعلق آیت نازل ہوچکی ہے۔ جاؤ اپنی بیوی کو بھی لے آؤ۔ سہل کا بیان ہے کہ دونوں نے لعان کیا، میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا۔ جب دونوں ملاعنت سے فارغ ہوگئے، تو عویمر نے کہا، اے رسول خدا ﷺ! اگر اب میں اسے پاس رکھتا ہوں تو اس پر جھوٹ باندھنے والا قرار پاؤں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم جاری فرمانے سے پہلے ہی اس نے عورت کو تین طلاقیں دے ڈالیں۔ ابن شہاب کا قول ہے کہ اب لعان کرنے والوں کے لیے یہی طریقہ ہے۔

﴿۲﴾حَدَّثَنَا يَحْيٰ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُلاَعَنَةِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيْهَا عَنْ حَدِيْثِ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ اَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ، اَنَّ رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ جَآءَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً اَيَقْتُلُهُ اَوْكَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ شَاْنِهِ مَاذُكِرَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ اَمْرِ التَّلاَعُنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَدْ قَضَى اللّٰهُ فِيْكَ وَفِي امْرَأَتِكَ، قَالَ: فَتَلاَعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ. فَلَمَّا فَرَغَا، قَالَ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلاَثًا قَبْلَ اَنْ يَاْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ فَرَغَا مِنَ التَّلاَعُنِ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ذَاكَ تَفْرِيْقُ بَيْنَ كُلِّ مُتَلاَعِنَيْنِ. قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا اَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ كُلِّ الْمُتَلاَعِنَيْنِ. وَكَانَتْ حَامِلاً وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى لِاُمِّهِ، قَالَ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِيْ مِيْرَاثِهَا اَنَّهَا تَرِثُهُ وَيَرِثُ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا. قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدِ نِالسَّاعِدِيِّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اِنْ جَآءَتْ بِهِ اَحْمَرَ قَصِيْرًا كَاَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلاَ اُرَاهَا اِلاَّ قَدْصَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا وَاِنْ جَآءَتْ بِهِ اَسْوَدَ اَعْيُنَ ذَا اَلْيَتَيْنِ فَلاَ اُرَاهُ اِلاَّ قَدْصَدَقَ عَلَيْهَا فَجَآءَتْ بِهِ عَلَى الْمَكْرُوْهِ مِنْ ذٰلِكَ.(٦)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد جو بنی سعد کے ایک فرد تھے، سے مروی ہے کہ انصار کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے رسول خدا ﷺ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو ملوث پالیتا ہے تو آیا وہ اسے قتل کرسکتا ہے یا پھر وہ کیا کرے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں وہ حکم نازل فرمایا جو لعان کرنے والوں کے متعلق قرآن (کی سورہ نور) میں مذکور ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ جل شانہ نے تیرے اور تیری اہلیہ کے متعلق حکم نازل فرمادیا ہے۔ میرے سامنے انہوں نے مسجد میں لعان کیا۔ جب ملاعنت سے فارغ ہوئے تو مرد بولا کہ اگر میں اب اس کو اپنے پاس رکھتا ہوں

تو لوگوں کی نظروں میں جھوٹا قرار پاؤں گا۔ چنانچہ جیسے ہی دونوں لعان سے فارغ ہوئے اس نے نبیؐ کے حکم کا انتظار کیے بغیر پہلے ہی تین طلاقیں دے دیں اور اس کو نبی ﷺ کے روبرو جدا کر دیا تو آپؐ نے فرمایا ہر لعان کرنے والے کے درمیان علیحدگی وتفریق کی یہی صورت ہے۔ ابن جریج نے ابنِ شہاب کا قول نقل کیا ہے کہ ان دونوں کے ملاعنت کرنے کی وجہ سے یہ طریقہ رائج ہوگیا کہ لعان کرنے والوں میں تفریق کرادی جائے۔ وہ عورت حمل سے تھی، پیدائش کے بعد بچہ ماں کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ پھر ابنِ شہاب نے کہا کہ تقسیم وراثت میں بھی یہ طریقہ جاری ہوگیا کہ عورت بچے کی اور بچہ ماں کا وارث ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ضابطہ مقرر فرمایا ہے۔ ابن جریج نے بواسطہ ابنِ شہاب بہ واسطہ سہل بن سعد ساعدی سے اس حدیث میں یہ بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر عورت نے سرخ رنگ کا پست قامت (ٹھگنا) بچہ جنم دیا تو میں سمجھوں گا کہ وہ عورت سچی ہے اور وہ مرد جھوٹا ہے۔ اگر بڑی بڑی سیاہ آنکھوں، اور بڑے بڑے سرینوں والا بچہ جنم دیا تو پھر میں سمجھوں گا کہ مرد سچا ہے اس کے بعد اس نے مکروہ اور ناپسندیدہ صورت بچہ کو جنم دیا۔

ان دو مقدموں کے علاوہ متعدد روایات ہم کو کتب حدیث میں ایسی بھی ملتی ہیں جن میں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ کن اشخاص کے مقدموں کی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ان میں بعض انہی دونوں مقدموں سے تعلق رکھتی ہوں، مگر بعض میں کچھ دوسرے مقدمات کا بھی ذکر ہے اور ان سے قانونِ لعان کے بعض اہم نکات پر روشنی پڑتی ہے۔

۱۰۷۔ ابن عمر ایک مقدمے کی روداد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ زوجین جب لعان کر چکے تو نبی ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کردی۔ (بخاری، مسلم، نسائی، احمد، ابن جریر)

تخریج〈۱〉عَنْ فَرْوَةَ بْنِ اَبِی الْمَغْرَاءِ، ثَنَا اَبُوْمُعَاوِیَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَیْدٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: اَلْمُتَلَاعِنَانِ اِذَا تَفَرَّقَا لَایَجْتَمِعَانِ اَبَدًا. قَالَ "صاحب التنقیح" اِسْنَادُهٗ جَیِّدٌ. (۷)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا لعان کرنے والے زوجین جب جدا ہوجائیں تو پھر کبھی باہم جمع نہیں ہوسکتے (یعنی ان کا دوبارہ نکاح پھر کبھی نہیں ہوسکتا)۔

حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے:

〈۲〉اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ قَالَ فِی الْمُتَلَاعِنَیْنِ اِذَا تَلَاعَنَا، قَالَ: یُفَرَّقُ بَیْنَهُمَا وَلَایَجْتَمِعَانِ اَبَدًا. (۸)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے لعان کرنے والے زوجین کے متعلق فرمایا کہ جب میاں بیوی لعان کرلیں تو ان کو جدا کر دیا جائے گا اور پھر وہ کبھی باہم جمع نہیں ہوسکتے۔

〈۳〉حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَنَسُ ابْنُ عِیَاضٍ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَّقَ بَیْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهٖ قَذَفَهَا وَاَحْلَفَهَا.

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرد اور عورت کے درمیان تفریق کرادی۔ اس مرد نے عورت پر تہمت زنا لگائی تھی۔ اس عورت سے قسم اٹھوائی۔

﴿۴﴾حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْىٰ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، لَاعَنَ النَّبِىُّ ﷺ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهٖ مِنَ الْاَنْصَارِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. (۹)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے ایک مرد اور عورت کے درمیان ملاعنت کرائی اور پھر دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا۔

۱۰۸۔ ابن عمر کی ایک اور روایت ہے کہ ایک شخص اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا گیا۔ پھر اس نے حمل سے انکار کیا۔ نبی ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کردی اور فیصلہ فرمایا کہ بچہ صرف ماں کا ہوگا (صحاح ستہ اور احمد)۔ ابن عمر ہی کی ایک اور روایت ہے کہ ملاعنت کے بعد حضورؐ نے فرمایا ''تمہارا حساب اب اللہ کے ذمہ ہے، تم میں سے ایک بہرحال جھوٹا ہے۔'' پھر آپ نے مرد سے فرمایا لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا۔ ''اب یہ تیری نہیں رہی۔ نہ تو اس پر کوئی حق جتا سکتا ہے، نہ کسی قسم کی دست درازی یا دوسری منتقمانہ حرکت اس کے خلاف کرنے کا مجاز ہے۔'' مرد نے کہا یا رسول اللہ اور میرا مال (وہ مہر تو مجھے دلوایئے جو میں نے اسے دیا تھا)، فرمایا لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا ''یعنی مال واپس لینے کا تجھے کوئی حق نہیں ہے، اگر تو نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو وہ مال اس لذت کا بدل ہے جو تو نے حلال کر کے اس سے اٹھائی، اور اگر تو نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو مال تجھ سے اور بھی زیادہ دور چلا گیا، وہ اس کی بہ نسبت تجھ سے زیادہ دور ہے''۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

تخریج:﴿۱﴾حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهٗ فَقَالَ: فَرَّقَ النَّبِىُّ ﷺ بَيْنَ اَخَوَىْ بَنِى الْعَجْلَانِ، وَقَالَ: اَللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَاَبَيَا، وَقَالَ: اَللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَاَبَيَا، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ: مَالِىْ، قِيْلَ: لَا مَالَ لَكَ، اِنْ كُنْتَ صَادِقًا، فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ اَبْعَدُ مِنْكَ. (۱۰)

ترجمہ : سعید بن جبیر سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے ابن عمرؓ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی، تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے بنی عجلان کے میاں بیوی کو جدا کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک یقیناً جھوٹا ہے، تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا؟ تو دونوں نے انکار کیا، آپ نے پھر فرمایا کہ اللہ کو خوب علم ہے کہ تم میں سے کوئی ایک یقیناً جھوٹا ہے، تو پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے؟ تو دونوں نے پھر انکار کر دیا، تو

آپ نے ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی۔ راوی کا بیان ہے کہ اس آدمی نے کہا، میرا مال؟ آپ نے فرمایا کہ تجھے مال نہیں ملے گا اس لیے کہ اگر تو سچا ہے تو اس سے صحبت کر چکا ہے اور اگر جھوٹا ہے تو مال تجھ سے اور بھی دور چلا گیا۔

〈۲〉حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ، اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَاسَبِيلَ لَکَ عَلَيْهَا، قَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! مَالِیْ؟ قَالَ: لَامَالَ لَکَ، اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاکَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَکَ مِنْهَا.(۱۱)

ترجمہ : حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی سے فرمایا تم دونوں کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ دونوں میں سے ایک تو لازماً جھوٹا ہے اب یہ تیری نہیں رہی، نہ تو اس پر حق جتا سکتا ہے۔ مرد نے کہا یا رسول اللہ مہر تو دلواد یجیے جو میں نے اسے دیا تھا۔ فرمایا مال واپس لینے کا تجھے کوئی حق نہیں اگر تو نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو وہ مال اس لذت کا بدلہ ہے جو تو نے حلال کر کے اس سے اٹھائی ہے اور اگر تو نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو مال تجھ سے اور بھی دور چلا گیا وہ اس کی بہ نسبت تجھ سے زیادہ دور ہے۔

〈۳〉حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِکٌ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ فَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.(۱۲)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرد اور عورت کے درمیان ملاعنت کرائی۔ اس نے بچے کو اپنا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ آپ نے دونوں کے درمیان تفریق کرادی اور بچہ ماں کو دے دیا۔

۱۰۹ ۔ دار قطنی نے علی بن ابی طالب اور ابن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے: ''سنت یہ مقرر ہو چکی ہے کہ لعان کرنے والے زوجین پھر کبھی باہم جمع نہیں ہو سکتے'' (یعنی ان کا دوبارہ نکاح پھر کبھی نہیں ہو سکتا) اور دار قطنی ہی حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ یہ دونوں پھر کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۷)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْفِهْرِیِّ وَغَيْرِهِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، فِیْ هٰذَا الْخَبَرِ، قَالَ: فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَنْفَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَكَانَ مَاصُنِعَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ سُنَّةً، قَالَ سَهْلٌ: حَضَرْتُ هٰذَا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَمَضَتِ السُّنَّةُ بَعْدُ فِی الْمُتَلَاعِنَيْنِ اَنْ يُّفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ لَايَجْتَمِعَانِ اَبَدًا.(۱۳)

ترجمہ : حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے نافذ فرما دیں۔ نبی ﷺ کے پاس جو کچھ کیا گیا ہو وہ سنت قرار پاتا ہے۔ سہل کا قول ہے کہ میں نے یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر کیا اس کے بعد لعان کرنے والوں کے درمیان یہ سنت جاری ہوگئی کہ جو زوجین لعان کے ذریعہ جدا ہوں وہ پھر کبھی بھی باہم جمع نہیں ہو سکتے۔

﴿۲﴾حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ النِّیْسَابُوْرِیُّ، نَایُوْسُفُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ مُسْلِمٍ، نَاالْهَیْثَمُ ابْنُ جَمِیْلٍ، نَاقَیْسُ بْنُ الرَّبِیْعِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَقَیْسٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَلِیٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ، قَالاَ: مَضَتِ السُّنَّةُ فِی الْمُتَلاَعِنَیْنِ اَنْ لاَّیَجْتَمِعَانِ اَبَدًا.(۱۴)

دیگر چند مقدمات

۱۱۰۔ قبیصہ بن ذویب کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک شخص نے اپنی بیوی کے حمل کو ناجائز قرار دیا، پھر اعتراف کرلیا کہ یہ حمل اس کا اپنا ہے، پھر وضع حمل کے بعد کہنے لگا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ معاملہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں پیش ہوا۔ آپ نے اس پر حدِّ قذف جاری کی اور فیصلہ کیا کہ بچہ اسی کی طرف منسوب ہوگا۔ (دارقطنی، بیہقی)

تخریج: نَااَبُوْمُحَمَّدِ بْنُ صَاعِدٍ، نَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالْحَکَمِ، نَاقُدَامَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نَامَخْرَمَةُ ابْنُ بُکَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ سَمِعْتُ مَحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ یَزْعُمُ اَنَّ قَبِیْصَةَ بْنَ ذُؤَیْبٍ کَانَ یُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ جَلَدَ رَجُلاً مِائَةَ جَلْدَةٍ وَقَعَ عَلٰی وَلِیْدَةٍ لَهٗ وَلَمْ یُطَلِّقْهَا الْعَبْدُ کَانَتْ تَحْتَ الْعَبْدِ، وَقَضٰی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ فِیْ رَجُلٍ اَنْکَرَ وَلَدًا مِنْ امْرَأَةٍ وَهُوَفِیْ بَطْنِهَا، ثُمَّ اعْتَرَفَ بِهٖ وَهُوَ فِیْ بَطْنِهَا حَتّٰی اِذَا وَلَدَ اَنْکَرَهٗ فَاَمَرَ بِهٖ عُمَرُ فَجَلَدَ ثَمَانِیْنَ جَلْدَةً لِفِرْیَتِهٖ عَلَیْهَا ثُمَّ اَلْحَقَ بِهٖ وَلَدَهَا.(۱۵)

۱۱۱۔ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا، میری ایک بیوی ہے جو مجھے بہت محبوب ہے۔ مگر اس کا حال یہ ہے کہ کسی ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نہیں جھٹکتی (واضح رہے کہ یہ کنایہ تھا جس کے معنی زنا کے بھی ہوسکتے ہیں اور زنا سے کم تر درجے کی اخلاقی کمزوری کے بھی) نبی ﷺ نے فرمایا طلاق دے دے۔ اس نے کہا مگر میں اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ فرمایا تو اسے رکھے رہ۔ یعنی آپ نے اس سے اس کنایے کی تشریح نہیں کرائی اور اس کے قول کو الزام زنا پر محمول کر کے لعان کا حکم نہیں دیا۔ (نسائی)

تخریج:﴿۱﴾اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ وَغَیْرُهٗ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ وَعَبْدِالْکَرِیْمِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَبْدُالْکَرِیْمِ یَرْفَعُهٗ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَارُوْنُ لَمْ یَرْفَعْهُ، قَالاَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ عِنْدِیْ امْرَأَةً هِیَ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ وَهِیَ لاَتَمْنَعُ یَدَ لاَمِسٍ، قَالَ: طَلِّقْهَا، قَالَ: لاَاَصْبِرُ عَنْهَا، قَالَ: اسْتَمْتِعْ بِهَا قَالَ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِیْثُ لَیْسَ بِثَابِتٍ، وَعَبْدُالْکَرِیْمِ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ، وَهَارُوْنُ بْنُ رِئَابٍ اَثْبَتُ مِنْهُ وَاَرْسَلَ الْحَدِیْثَ. وَهَارُوْنُ ثِقَةٌ، وَحَدِیْثُهٗ اَوْلٰی بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِالْکَرِیْمِ.(۱۶)

ابوداؤد نے ابن عباس سے مندرجہ ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے:

﴿۲﴾عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ امْرَأَتِیْ لَاتَمْنَعُ یَدَلَامِسٍ، قَالَ: غَرِّبْهَا، قَالَ: اَخَافُ اَنْ تَتْبَعَهَا نَفْسِیْ، قَالَ: فَاسْتَمْتِعْ بِهَا.(۱۷)

﴿۳﴾حَدَّثَنَا مُوْسٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِکِ عَنْ وَرَّادٍ کَاتِبِ الْمُغِیْرَةِ، عَنِ الْمُغِیْرَةِ، قَالَ: قَالَ سَعْدُ ابْنُ عُبَادَةَ: لَوْ رَأَیْتُ رَجُلاً مَعَ امْرَأَتِیْ لَضَرَبْتُهٗ بِالسَّیْفِ غَیْرَمُصْفِحٍ، فَبَلَغَ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَیْرَةِ سَعْدٍ؟ لَاَنَا اَغْیَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْیَرُ مِنِّیْ.(۱۸)

مسلم میں مندرجہ ذیل الفاظ سے مروی ہے:

﴿۴﴾قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْوَجَدْتُّ مَعَ اَهْلِیْ رَجُلاً لَمْ اَمَسَّهٗ حَتّٰی اٰتِیَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَعَمْ، قَالَ: کَلَّا وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ اِنْ کُنْتُ لَاُعَاجِلُهٗ بِالسَّیْفِ قَبْلَ ذٰلِکَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْمَعُوْا اِلٰی مَایَقُوْلُ سَیِّدُکُمْ اَنَّهٗ لَغَیُوْرٌ وَاَنَا اَغْیَرُمِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْیَرُمِنِّیْ.(۱۹)

۱۱۲۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا میری بیوی نے کالا لڑکا جنا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ میرا ہے (یعنی محض لڑکے کے رنگ نے اسے شبہ میں ڈالا تھا اور نہ بیوی پر زنا کا الزام لگانے کے لیے اس کے پاس کوئی اور وجہ نہ تھی)۔ آپ نے پوچھا تیرے پاس کچھ اونٹ تو ہوں گے۔ اس نے عرض کیا ہاں! آپ نے پوچھا ان کے رنگ کیا ہیں؟ کہنے لگا سرخ۔ آپ نے پوچھا ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ کہنے لگا جی ہاں، بعض ایسے بھی ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ رنگ کہاں سے آیا؟ کہنے لگا شاید کوئی رگ کھینچ لے گئی (یعنی ان کے باپ دادا میں سے کوئی اس رنگ کا ہوگا اور اسی کا اثر ان میں آ گیا)۔ فرمایا ''شاید اس بچے کو بھی کوئی رگ کھینچ لے گئی'' اور آپ نے اسے نفی ولد (بچے کے نسب سے انکار) کی اجازت نہ دی۔ (بخاری، مسلم، احمد، ابوداؤد)

تخریج: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ قَزْعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ ﷺ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ اَسْوَدُ، فَقَالَ: هَلْ لَّکَ مِنْ اِبِلٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَا اَلْوَانُهَا؟ قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: هَلْ فِیْهَا مِنْ اَوْرَقَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاَنّٰی ذٰلِکَ؟ قَالَ: لَعَلَّ نَزَعَهٗ عِرْقٌ، قَالَ: فَلَعَلَّ ابْنَکَ هٰذَا نَزَعَهٗ.(۲۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسولؐ میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے جس کا رنگ کالا ہے۔ آپؐ نے اس شخص سے دریافت فرمایا کہ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں، آپؐ نے پھر اس سے پوچھا ان کے رنگ کیسے ہیں؟ وہ بولا سرخ رنگ، آپؐ نے اس سے پھر دریافت فرمایا، کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ والا بھی ہے؟ وہ بولا، جی ہاں، آپؐ نے پھر دریافت فرمایا تو وہ کہاں سے آ گیا؟ اس نے عرض کیا شاید

اسے کوئی رگ کھینچ لائی ہوگی۔ (ان کے باپ دادا میں سے کوئی اس رنگ کا ہوگا اور اسی کا اثر ان میں آگیا) فرمایا شاید تیرے اس بچہ کو بھی کوئی رگ کھینچ لے گئی۔

۱۱۳۔ ابوہریرہؓ کی ایک اور روایت ہے کہ نبی ﷺ نے آیت لعان پر کلام کرتے ہوئے فرمایا ''جو عورت کسی خاندان میں ایسا بچہ گھسالائے جو اس خاندان کا نہیں ہے (یعنی حرام کا پیٹ رکھوا کر شوہر کے سر منڈھ دے) اُس کا اللہ سے کچھ واسطہ نہیں، اللہ اس کو جنت میں ہرگز داخل نہ کرے گا۔ اور جو مرد اپنے بچے کے نسب سے انکار کرے حالانکہ بچہ اس کو دیکھ رہا ہو، اللہ قیامت کے روز اس سے پردہ کرے گا اور اسے تمام اگلی پچھلی خلق کے سامنے رسوا کردے گا۔ (ابوداؤد، نسائی، دارمی)

تخریج: حَدَّثَنَا اَحمَدُ بنُ صَالِحٍ، ثَنَا ابنُ وَهبٍ، اَخبَرَنِی عَمرٌو. یعنی ابنُ الحرِثِ، عَنِ ابنِ الهَادِ، عَن عَبدِاللّٰهِ بنِ یُونُسَ، عَن سَعِیدِ نِالمَقبُرِیِّ، عَن اَبِی هُرَیرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ حِینَ نَزَلَت آیَةُ المُتَلاعِنَینِ، اَیُّمَا امرَأَةٍ اَدخَلَت عَلٰی قَومٍ مَن لَیسَ مِنهُم فَلَیسَت مِنَ اللّٰهِ فِی شَیءٍ، وَلَن یُدخِلَهَا اللّٰهُ جَنَّتَهُ، وَاَیُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ یَنظُرُ اِلَیهِ، احتَجَبَ اللّٰهُ مِنهُ، وَفَضَحَهُ عَلٰی رُؤُسِ الاَوَّلِینَ وَالاٰخِرِینَ. (۲۱)

ضابطۂ لعان کی اہم دفعات

آیت لعان اور یہ روایات و نظائر اور شریعت کے اصولِ عامہ اسلام میں قانون لعان کے وہ مآخذ ہیں جن کی روشنی میں فقہاء نے لعان کا مفصل ضابطہ بنایا ہے۔ اس ضابطے کی اہم دفعات یہ ہیں:

۱۔ جو شخص بیوی کی بدکاری دیکھے اور لعان کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے قتل کا مرتکب ہو جائے اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس کو بطور خود حد جاری کرنے کا حق نہ تھا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کے فعل پر کوئی مواخذہ ہوگا بشرطیکہ اس کی صداقت ثابت ہو جائے (یہ کہ فی الواقع اس نے زنا ہی کے ارتکاب پر یہ فعل کیا)۔ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ اُسے اس امر کے دو گواہ لانے ہوں گے کہ قتل کا سبب یہی تھا۔ مالکیہ میں سے ابن القاسم اور ابن حبیب اس پر مزید شرط یہ لگاتے ہیں کہ زانی جسے قتل کیا گیا وہ شادی شدہ ہو، ورنہ کنوارے زانی کو قتل کرنے پر اس سے قصاص لیا جائے گا۔ مگر جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اس کو قصاص سے صرف اُس صورت میں معاف کیا جائے گا جب کہ وہ زنا کے چار گواہ پیش کرے، یا مقتول مرنے سے پہلے خود اس امر کا اعتراف کر چکا ہو کہ وہ اس کی بیوی سے زنا کر رہا تھا، اور مزید یہ کہ مقتول شادی شدہ ہو۔ (نیل الاوطار، ج ۶ ص ۲۲۸)

۲۔ لِعان گھر بیٹھے آپس ہی میں نہیں ہوسکتا۔ اس کے لیے عدالت میں جانا ضروری ہے۔

۳۔ لِعان کے مطالبے کا حق صرف مرد ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ عورت بھی عدالت میں اس کا مطالبہ کرسکتی ہے جب کہ شوہر اُس پر بدکاری کا الزام لگائے یا اس کے بچے کا نسب تسلیم کرنے سے انکار کرے۔

۴۔ کیا لعان ہر زوج اور زوجہ کے درمیان ہو سکتا ہے یا اس کے لیے دونوں میں کچھ شرائط ہیں؟ اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ جس کی قسم قانونی حیثیت سے معتبر ہو اور جس کو طلاق دینے کا اختیار ہو وہ لعان کر سکتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک صرف عاقل اور بالغ ہونا اہلیتِ لعان کے لیے کافی ہے خواہ زوجین مسلم ہوں یا کافر، غلام ہوں یا آزاد، مقبول الشہادت ہوں یا نہ ہوں، اور مسلم شوہر کی بیوی مسلمان ہو یا ذمی۔ قریب قریب یہی رائے امام مالک اور امام احمد کی بھی ہے۔ مگر حنفیہ کہتے ہیں کہ لعان صرف ایسے آزاد مسلمان زوجین ہی میں ہو سکتا ہے جو قذف کے جرم میں سزا یافتہ نہ ہوں۔ اگر عورت اور مرد دونوں کافر ہوں، یا غلام ہوں، یا قذف کے جرم میں پہلے کے سزا یافتہ ہوں تو ان کے درمیان لعان نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں اگر عورت کبھی اس سے پہلے حرام یا مشتبہ طریقے پر کسی مرد سے ملوث ہو چکی ہو تب بھی لعان درست نہ ہوگا۔ یہ شرطیں حنفیہ نے اس بنا پر لگائی ہیں کہ ان کے نزدیک لعان کے قانون اور قذف کے قانون میں اس کے سوا کوئی فرق نہیں ہے کہ غیر آدمی اگر قذف کا مرتکب ہو تو اس کے لیے حد ہے اور شوہر اس کا ارتکاب کرے تو وہ لعان کر کے چھوٹ سکتا ہے۔ باقی تمام حیثیتوں سے لعان اور قذف ایک ہی چیز ہے۔ علاوہ بریں حنفیہ کے نزدیک چونکہ لعان کی قسمیں شہادت کی حیثیت رکھتی ہیں، اس لیے وہ کسی ایسے شخص کو اس کی اجازت نہیں دیتے جو شہادت کا اہل نہ ہو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلے میں حنفیہ کا مسلک کمزور ہے اور صحیح بات وہی ہے جو امام شافعی نے فرمائی ہے۔ اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ قرآن نے قذفِ زوجہ کے مسئلے کو آیت قذف کا ایک جز نہیں بنایا ہے بلکہ اس کے لیے الگ قانون بیان کیا ہے، اس لیے اس کو قانونِ قذف کے ضمن میں لا کر وہ تمام شرائط اس میں شامل نہیں کی جا سکتیں جو قذف کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔ آیت لعان کے الفاظ آیت قذف کے الفاظ سے مختلف ہیں اور دونوں الگ الگ حکم ہیں، اس لیے لعان کا قانون آیت لعان ہی سے اخذ کرنا چاہئے نہ کہ آیت قذف سے۔ مثلاً آیت قذف میں سزا کا مستحق وہ شخص ہے جو پاک دامن عورتوں (محصنات) پر الزام لگائے۔ لیکن آیتِ لعان میں پاک دامن بیوی کی شرط کہیں نہیں ہے۔ ایک عورت چاہے کبھی گناہ گار بھی رہی ہو، اگر بعد میں وہ توبہ کر کے کسی شخص سے نکاح کر لے اور پھر اس کا شوہر اس پر ناحق الزام لگائے تو آیت لعان یہ نہیں کہتی کہ اس عورت پر تہمت رکھنے کی یا اس کی اولاد کے نسب سے انکار کر دینے کی شوہر کو کھلی چھٹی دے دو کیونکہ اس کی زندگی کبھی داغ دار رہ چکی ہے۔ دوسری اور اتنی ہی اہم وجہ یہ ہے کہ قذف زوجہ اور قذفِ اجنبیہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ان دونوں کے بارے میں قانون کا مزاج ایک نہیں ہو سکتا۔ غیر عورت سے آدمی کا کوئی واسطہ نہیں۔ نہ جذبات کا، نہ عزت کا، نہ معاشرت کا، نہ حقوق کا، اور نہ نسل و نسب کا۔ اُس کے چال چلن سے اگر ایک آدمی کو کوئی بڑی سے بڑی باوقعت دلچسپی ہو سکتی ہے تو بس یہ کہ معاشرے کو بداخلاقی سے پاک دیکھنے کا جوش اسے لاحق ہو۔ اس کے برعکس اپنی بیوی سے آدمی کا تعلق ایک طرح کا نہیں کئی طرح کا ہے اور بہت گہرا ہے۔ وہ اس کے نسب اور اس کے مال اور اس کے گھر کی امانت دار ہے۔ اس کی زندگی کی شریک ہے۔ اس کے رازوں کی امین ہے۔ اس کے نہایت گہرے اور نازک جذبات اس سے وابستہ ہیں۔ اُس کی بدچلنی سے آدمی کی غیرت اور عزت پر، اُس کے مفاد پر، اور اس کی آیندہ نسل پر سخت چوٹ لگتی ہے۔ یہ دونوں معاملے آخر ایک کس حیثیت سے ہیں کہ دونوں کے لیے قانون کا مزاج ایک ہی ہو۔ کیا ایک ذمی، یا ایک غلام، یا ایک سزا یافتہ آدمی کے لیے اُس کی بیوی کا معاملہ کسی آزاد اہل شہادت مسلمان کے

معاملے سے کچھ بھی مختلف یا اہمیت اور نتائج میں کچھ بھی کم ہے؟ اگر وہ اپنی آنکھوں سے کسی کے ساتھ اپنی بیوی کو ملوث دیکھ لے، یا اس کو یقین ہو کہ اس کی بیوی غیر سے حاملہ ہے تو کون سی معقول وجہ ہے کہ اسے لعان کا حق نہ دیا جائے؟ اور یہ حق اس سے سلب کرنے کے بعد ہمارے قانون میں اس کے لیے اور کیا چارہ کار ہے؟ قرآن مجید کا منشا تو صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شادی شدہ جوڑوں کو اس پیچیدگی سے نکالنے کی ایک صورت پیدا کرنا چاہتا ہے جس میں بیوی کی حقیقی بدکاری یا ناجائز حمل سے ایک شوہر، اور شوہر کے جھوٹے الزام یا اولاد کے نسب سے بے جا انکار کی بدولت ایک بیوی مبتلا ہو جائے۔ یہ ضرورت صرف اہل شہادت آزاد مسلمانوں کے لیے مخصوص نہیں ہے، اور قرآن کے الفاظ میں بھی کوئی چیز ایسی نہیں ہے، جو اس کو صرف انہی تک محدود کرنے والی ہو۔ رہا یہ استدلال کہ قرآن نے لعان کی قسموں کو شہادت قرار دیا ہے اس لیے شہادت کی شرائط یہاں عائد ہوں گی، تو اس کا تقاضا پھر یہ ہے کہ اگر عادل مقبول الشہادت شوہر قسمیں کھالے اور عورت قسم کھانے سے پہلوتہی کرے تو عورت کو رجم کر دیا جائے، کیونکہ اس کی بدکاری پر شہادت قائم ہو چکی ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اس صورت میں حنفیہ رجم کا حکم نہیں لگاتے۔ یہ اس بات کا صریح ثبوت ہے کہ وہ خود بھی ان قسموں کو بعینہٖ شہادت کی حیثیت نہیں دیتے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ خود قرآن بھی ان قسموں کو شہادت کے لفظ سے تعبیر کرنے کے باوجود شہادت نہیں قرار دیتا ورنہ عورت کو چار کے بجائے آٹھ قسمیں کھانے کا حکم دیتا۔

۵۔ لعان محض کنایے اور استعارے یا اظہار شک وشبہ پر لازم نہیں آتا، بلکہ صرف اس صورت میں لازم آتا ہے جب کہ شوہر صریح طور پر زنا کا الزام عائد کرے یا صاف الفاظ میں بچے کو اپنا بچہ تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔ امام مالک اور لیث بن سعد اس پر یہ مزید شرط بڑھاتے ہیں کہ قسم کھاتے وقت شوہر کو یہ کہنا چاہیے کہ اس نے اپنی آنکھوں سے بیوی کو زنا میں مبتلا دیکھا ہے۔ لیکن یہ قید بے بنیاد ہے۔ اس کی کوئی اصل نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں۔

۶۔ اگر الزام لگانے کے بعد شوہر قسم کھانے سے پہلوتہی کرے تو امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ اسے قید کر دیا جائے گا اور جب تک وہ لعان نہ کرے یا اپنے الزام کا جھوٹا ہونا نہ مان لے، اسے نہ چھوڑا جائے گا، اور جھوٹ مان لینے کی صورت میں اس کو حدِّ قذف لگائی جائے گی۔ اس کے برعکس امام مالک، شافعی، حسن بن صالح اور لیث بن سعد کی رائے یہ ہے کہ لعان سے پہلوتہی کرنا خود ہی اقرار کذب ہے اس لیے حدِّ قذف واجب آجاتی ہے۔

۷۔ اگر شوہر کے قسم کھا چکنے کے بعد عورت لعان سے پہلوتہی کرے تو حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ اسے قید کر دیا جائے اور اس وقت تک نہ چھوڑا جائے جب تک وہ لعان نہ کرے، یا پھر زنا کا اقرار نہ کر لے۔ دوسری طرف مذکورہ بالا ائمہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں اسے رجم کر دیا جائے گا۔ ان کا استدلال قرآن کے اس ارشاد سے ہے کہ عورت سے عذاب صرف اس صورت میں دفع ہوگا جب کہ وہ بھی قسم کھالے۔ اب چونکہ وہ قسم نہیں کھاتی اس لیے لامحالہ وہ عذاب کی مستحق ہے۔ لیکن اس دلیل میں کمزوری یہ ہے کہ قرآن یہاں ''عذاب'' کی نوعیت تجویز نہیں کرتا بلکہ مطلقاً سزا کا ذکر کرتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ سزا سے مراد یہاں زنا ہی کی سزا ہو سکتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ زنا کی سزا کے لیے قرآن نے صاف الفاظ میں چار گواہوں کی شرط لگائی

ہے۔اس شرط کو محض ایک شخص کی چار قسمیں پورا نہیں کر دیتیں۔شوہر کی قسمیں اس بات کے لیے تو کافی ہیں کہ وہ خود قذف کی سزا سے بچ جائے اور عورت پر لعان کے احکام مترتب ہو سکیں ،مگر اس بات کے لیے کافی نہیں ہیں کہ ان سے عورت پر زنا کا الزام ثابت ہو جائے۔عورت کا جوابی قسمیں کھانے سے انکار شبہ ضرور پیدا کرتا ہے اور بڑا قوی شبہ پیدا کر دیتا ہے، لیکن شبہات پر حدود جاری نہیں کی جاسکتیں۔اس معاملہ کو مرد کی حدِ قذف پر قیاس نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس کا قذف تو ثابت ہے، جبھی تو اس کو لعان پر مجبور کیا جاتا ہے۔مگر اس کے برعکس عورت پر زنا کا الزام ثابت نہیں ہے کیونکہ وہ اُس کے اپنے اقرار یا چار عینی شہادتوں کے بغیر ثابت نہیں ہوسکتا۔

۸۔ اگر لعان کے وقت عورت حاملہ ہو تو امام احمد کے نزدیک لعان بجائے خود اس بات کے لیے کافی ہے کہ مرد اس حمل سے بری الذمہ ہو جائے اور بچہ اُس کا قرار نہ پائے قطع نظر اس سے کہ مرد نے حمل کو قبول کرنے سے انکار کیا ہو یا نہ کیا ہو۔امام شافعی کہتے ہیں کہ مرد کا الزام زنا اور نفی حمل دونوں ایک چیز نہیں ہیں، اس لیے مرد جب تک حمل کی ذمہ داری قبول کرنے سے صریح طور پر انکار نہ کرے وہ الزام زنا کے باوجود اسی کا قرار پائے گا کیونکہ عورت کے زانیہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو حمل بھی زنا ہی کا ہو۔

۹۔امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ دوران حمل میں مرد کو نفی حمل کی اجازت دیتے ہیں اور اس بنیاد پر لعان کو جائز رکھتے ہیں۔مگر امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ اگر مرد کے الزام کی بنیاد زنا نہ ہو بلکہ صرف یہ ہو کہ اس نے عورت کو ایسی حالت میں حاملہ پایا ہے جب کہ اس کے خیال میں حمل اس کا نہیں ہوسکتا تو اس صورت میں لعان کے معاملے کو وضع حمل تک ملتوی کر دینا چاہیے، کیونکہ بسا اوقات کوئی بیماری حمل کا شبہ پیدا کر دیتی ہے اور درحقیقت حمل ہوتا نہیں ہے۔

۱۰۔اگر باپ بچے کے نسب سے انکار کرے تو بالاتفاق لِعان لازم آتا ہے۔اور اس امر میں بھی اتفاق ہے کہ ایک دفعہ بچے کو قبول کر لینے کے بعد (خواہ یہ قبول کر لینا صریح الفاظ میں ہو یا قبولیت پر دلالت کرنے والے افعال، مثلاً پیدائش پر مبارک باد لینے یا بچے کے ساتھ پدرانہ شفقت برتنے اور اس کی پرورش سے دلچسپی لینے کی صورت میں) پھر باپ کو انکار نسب کا حق نہیں رہتا،اور اگر کرے تو حد قذف کا مستحق ہو جاتا ہے۔مگر اس امر میں اختلاف ہے کہ باپ کو کس وقت تک انکارِ نسب کا حق حاصل ہے۔امام مالک کے نزدیک اگر شوہر اُس زمانے میں گھر پر موجود رہا ہے، جب کہ بیوی حاملہ تھی تو زمانہ حمل سے لے کر وضع حمل تک اس کے لیے انکار کا موقع ہے،اس کے بعد وہ انکار کا حق نہیں رکھتا۔البتہ اگر وہ غائب تھا اور اس کے پیچھے ولادت ہوئی تو جس وقت اسے علم ہو وہ انکار کر سکتا ہے۔امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر پیدائش کے بعد ایک دو روز کے اندر وہ انکار کرے تو لعان کر کے وہ بچے کی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا،لیکن اگر سال دو سال بعد انکار کرے تو لعان ہو گا مگر وہ بچے کی ذمہ داری سے بری نہ ہو سکے گا۔امام ابو یوسف کے نزدیک ولادت کے بعد، یا ولادت کا علم ہونے کے بعد چالیس دن کے اندر اندر باپ کو انکار نسب کا حق ہے،اس کے بعد یہ حق ساقط ہو جائے گا۔مگر یہ چالیس دن کی قید بے معنی ہے۔صحیح بات وہی ہے جو امام ابوحنیفہ نے فرمائی ہے کہ ولادت کے بعد یا اس کا علم ہونے کے بعد ایک دو روز کے اندر ہی انکار نسب کیا جاسکتا ہے، الا یہ کہ اس میں کوئی ایسی رکاوٹ ہو جسے معقول رکاوٹ تسلیم کیا جا سکے۔

۱۱۔ اگر شوہر طلاق دینے کے بعد مطلقہ بیوی پر زنا کا الزام لگائے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک لعان نہیں ہوگا بلکہ اس پر قذف کا مقدمہ قائم کیا جائے گا، کیوں کہ لعان زوجین کے لیے ہے اور مطلقہ عورت اس کی بیوی نہیں ہے۔ الا یہ کہ طلاق رجعی ہو اور مدت رجوع کے اندر وہ الزام لگائے۔ مگر امام مالک کے نزدیک یہ قذف صرف اس صورت میں ہے جب کہ کسی حمل یا بچے کا نسب قبول کرنے یا نہ کرنے کا مسئلہ درمیان میں نہ ہو۔ ورنہ مرد کو طلاق بائن کے بعد بھی لعان کا حق حاصل ہے کیوں کہ وہ عورت کو بدنام کرنے کے لیے نہیں بلکہ خود ایک ایسے بچے کی ذمہ داری سے بچنے کے لیے لعان کر رہا ہے جسے وہ اپنا نہیں سمجھتا۔ قریب قریب یہی رائے امام شافعی کی بھی ہے۔

۱۲۔ لِعان کے قانونی نتائج میں سے بعض متفق علیہ ہیں، اور بعض میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے:

متفق علیہ نتائج یہ ہیں: عورت اور مرد دونوں کسی سزا کے مستحق نہیں رہتے۔ مرد بچے کے نسب کا منکر ہو تو بچہ صرف ماں کا قرار پائے گا، نہ باپ کی طرف منسوب ہوگا نہ اس سے میراث پائے گا، ماں اس کی وارث ہوگی اور وہ ماں کا وارث ہوگا۔ عورت کو زانیہ اور اس کے بچے کو ولد الزنا کہنے کا کسی کو حق نہ ہوگا، خواہ لعان کے وقت اس کے حالات ایسے ہی کیوں نہ ہوں کہ لوگوں کو اس کے زانیہ ہونے میں شک نہ رہے۔ جو شخص لعان کے بعد اس پر یا اس کے بچے پر سابق الزام کا اعادہ کرے گا وہ حد کا مستحق ہوگا۔ عورت کا مہر ساقط نہ ہوگا۔ عورت دورانِ عدت میں مرد سے نفقہ اور مسکن پانے کی حق دار نہ ہوگی۔ عورت اس مرد کے لیے حرام ہو جائے گی۔

اختلاف دو مسئلوں میں ہے۔ ایک یہ کہ لعان کے بعد عورت اور مرد کی علیحدگی کیسے ہوگی؟ دوسرے یہ کہ لعان کی بنا پر علیحدہ ہو جانے کے بعد کیا ان دونوں کا پھر مل جانا ممکن ہے؟ پہلے مسئلے میں امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ جس وقت مرد لعان سے فارغ ہو جائے اسی وقت فرقت آپ سے آپ واقع ہو جاتی ہے خواہ عورت جوابی لعان کرے یا نہ کرے۔ امام مالک، لیث بن سعد اور زُفر کہتے ہیں کہ مرد اور عورت دونوں جب لعان سے فارغ ہوں تب فرقت واقع ہوتی ہے۔ اور امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد کہتے ہیں کہ لعان سے فرقت آپ ہی آپ واقع نہیں ہو جاتی بلکہ عدالت کے تفریق کرانے سے ہوتی ہے۔ اگر شوہر خود طلاق دے دے تو بہتر، ورنہ حاکم عدالت ان کے درمیان تفریق کا اعلان کرے گا۔ دوسرے مسئلے میں امام مالک، ابو یوسف، زُفر، سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ، شافعی، احمد بن حنبل اور حسن بن زیاد کہتے ہیں کہ لعان سے جو زوجین جدا ہوئے ہوں وہ پھر ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں، دوبارہ وہ باہم نکاح کرنا بھی چاہیں تو کسی حال میں نہیں کر سکتے۔ یہی رائے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بھی ہے۔ بخلاف اس کے سعید بن مسیّب، ابراہیم نخعی، شعبی، سعید بن جبیر، ابوحنیفہ اور محمد رحمہم اللہ کی رائے یہ ہے کہ اگر شوہر اپنا جھوٹ مان لے اور اس پر حدِّ قذف جاری ہو جائے تو پھر ان دونوں کے درمیان دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو ایک دوسرے کے لیے حرام کرنے والی چیز لعان ہے۔ جب تک وہ اس پر قائم رہیں، حرمت بھی قائم رہے گی۔ مگر جب شوہر اپنا جھوٹ مان کر سزا پا گیا تو لعان ختم ہو گیا اور حرمت بھی اٹھ گئی۔

ماٴخذ

(۱) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی اللعان حدیث ٢٢٥٦۔

(۲) ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی اللعان حدیث٢٢٥٤۔☆ نسائی ج٦۔کتاب الطلاق، باب کیف اللعان ابن ماجه ج۱۔کتاب الطلاق، باب اللعان۔☆بخاری ج۲۔کتاب التفسیر۔ سورة النور، باب قوله۔ ویدرأ عنها العذاب ان تشهد شهادات باللّٰه انه لمن الصّٰدقین۔☆مسلم ج۱۔کتاب اللعان (بهت مختصر)۔☆ المستدرك ج۲۔ کتاب الطلاق۔ مسئلة اللعان۔

(۳) مسلم ج۱۔کتاب اللعان حدیث١٤٩٣۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق باب فی اللعان۔☆ترمذی ج۱۔ ابواب الطلاق واللعان۔ باب ماجاء فی اللعان۔☆نسائی ج٦۔کتاب الطلاق، باب عظة الامام الرجل والمرأة عند اللعان۔

(٤) بخاری ج۲ کتاب الطلاق، باب قول النبی ﷺ لوکنت راجماً بغیر بیّنة۔☆مسلم ج۱ کتاب اللعان۔☆نسائی ج٦۔ کتاب الطلاق۔ باب قول الامام اللّٰهُمَّ بین۔☆مسند احمد ج۱ص ٣٣٥ ـ ٣٣٦عن ابن عباس۔

(٥) بخاری ج۲۔کتاب الطلاق، باب اللعان من طلق بعد اللعان۔☆مسلم ج۱۔کتاب اللعان۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق، باب فی اللعان۔☆نسائی ج٦۔کتاب الطلاق، باب الرخصة فی ذلك اور باب بدء اللعان۔☆ ابنِ ماجه کتاب الطلاق باب ٢٧اللعان۔☆سنن دارمی ج۲۔کتاب النکاح باب فی اللعان۔

(٦) بخاری ج۲۔کتاب الطلاق، باب التلاعن فی المسجد۔☆مسلم ج۱۔کتاب اللعان۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق، باب فی اللعان۔☆ابنِ ماجه ج۱۔کتاب الطلاق باب اللعان۔

(۷) نصب الرایة للزیلعی ج۳۔ بحواله سنن دارقطنی۔

(۸) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ص ٤١٠۔☆المصنف لعبدالرزاق ج۷۔ص١١٢۔ اور فتح القدیر للشوکانی ج٤ ص١١پر المتلاعنان لایجتمعان ابداً موقوفا علی عمرؓ وابن مسعود، وعلیؓ منقول هے۔☆موقوفاً علی عمر، وابن عمرؓ وابن مسعود، ولم یرویاه مرفوعاً اصلا۔ بحواله نصب الرأیة ج۳۔ص٢٥١۔

(۹) بخاری ج۲ کتاب الطلاق، باب التفریق بین المتلاعنین۔☆مسلم ج۱ کتاب اللعان۔

(۱۰) بخاری ج۲ کتاب الطلاق، باب صداق الملاعنة۔☆نسائی ج٦ کتاب الطلاق باب استتابة المتلاعنین بعد اللعان۔

(۱۱) بخاری ج۲۔ کتاب الطلاق، باب المتعة التی لم یفرض لها اور دوسری جگه ابعد لك کے بعد منها نهیں هے۔ ☆مسلم ج۱کتاب اللعان۔☆ابوداؤد ج۲کتاب الطلاق باب فی اللعان۔ ☆نسائی ج٦کتاب الطلاق باب

اجتماع المتلاعنين۔☆نصب الراية للزيلعي ج٣۔ باب اللعان۔☆ السنن الكبرىٰ للبيهقي ج٧۔كتاب اللعان باب لعان الزوجين بمحضر طائفة من المؤمنين۔ اس میں ابعد لك منها او منه هے اس میں فذاك ابعد لك كے بعد فيه اوفيها هے۔☆فتح القدير للشوكاني ج٤۔ ص١١۔☆مسند احمد ج٢ص١١۔ ابن عمر۔ اس نے منها روایت نهیں کیا۔☆ المصنف لعبد الرزاق ج٧۔ ص١١٩۔عن ابن عمر۔

(١٢) بخاری ج٢۔ کتاب الطلاق، باب يُلْحَقُ الولدُ بالمُلَاعِنَةِ۔☆مسلم ج١كتاب اللعان۔☆نسائی ج٦۔ كتاب الطلاق۔ باب نفی الولد باللعان والحاقه بامه۔☆ ابن ماجه ج١۔ كتاب الطلاق۔ باب اللعان۔☆سنن دارمی ج٢ كتاب النكاح باب فی اللعان عن ابن عمر۔

(١٣) ابو داؤد ج٢كتاب الطلاق، باب فی اللعان۔☆السنن الكبرىٰ ج٧۔ص٤١٠عن سهل بن سعد ساعدی۔

(١٤) دارقطنی ج٢كتاب النكاح۔

(١٥) دارقطنی ج٢كتاب الحدود۔

(١٦) نسائی ج٦۔كتاب النكاح، باب تزويج الزانية۔☆ نسائی ج٦باب ماجاء فی الخلع کے تحت عن ابن عباس کے حوالہ سے روایت کو مرفوع بیان کرکے کھاهے قال ابوعبدالرحمن هذا خطاء والصواب مرسل۔

(١٧) ابو داؤد ج٢كتاب النكاح، باب النهی عن التزويج من لم يلد من النساء۔

(١٨) بخاری ج٢۔كتاب المحاربين من اهل الكفرة والردة باب من رای مع امرأته رجلا فقتله۔☆بخاری ج٢كتاب النكاح باب الغيرة۔ ☆مسلم ج٢كتاب اللعان۔

(١٩) مسلم ج٢كتاب اللعان۔☆ابوداؤد ج٤كتاب الديات باب من وجدمع اهله رجلا أيقتلهٗ؟۔اس کو السنن الكبرىٰ ج٨كتاب الحدود۔ باب الشهود فی الزنا میں بھی لیا گیاهے۔☆ مؤطا ج٢ كتاب الحدود باب ماجاء فی الرجم۔ ☆ابو داؤد ج٤ كتاب الديات باب من وجد مع اهله رجلا أيقتلهٗ؟

(٢٠) بخاری ج٢۔كتاب الطلاق باب اذا عرض بنفی الولد۔☆بخاری ج٢۔كتاب المحاربين باب ماجاء فی التعريض۔ ☆مسلم ج١۔كتاب اللعان۔☆ابوداؤد ج٢۔ كتاب الطلاق۔ باب اذا شك فی الولد۔☆نسائی ج٦ كتاب الطلاق باب اذا عرض بامرأته وشكت فی ولده واراد الانتفاء منه۔☆ابنِ ماجه كتاب النكاح ج١۔باب الرجل يشك فی ولده۔

(٢١) ابوداؤد ج٢۔كتاب الطلاق، باب اذا شك فی الولد۔☆نسائی ج٨كتاب النكاح باب التغليظ فی الانتفاء من الولد۔☆سنن دارمی ج٢كتاب النكاح، باب من جحد ولدهٗ وهويعرفهٗ۔ عن ابی هريرةؓ۔ ☆نسائی نے يوم القيامة کا اضافه بھی نقل کیاهے۔☆ابن ماجه كتاب الفرائض باب من انكر ولده حديث نمبر٣٧٤٣۔☆المستدرك للحاكم ج٢ كتاب الطلاق باب مسئلة اللعان۔☆كنز العمال ج٥ حديث ١٣٠٠٨۔

اختیارات وحقوق

مرد کے اختیارات

۱۱۴ ۔ اِضْرِبُوْهُنَّ اِذَا عَصَيْنَكُمْ فِى الْمَعْرُوْفِ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَا يَضْرِبُ الْوَجْهَ وَلَا يُقَبِّحُ.

''اگر وہ تمہارے کسی جائز حکم کی نافرمانی کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو۔ منہ پر نہ مارے اور گالم گلوچ نہ کرے۔''

تخریج: حَدَّثَنِى الْمُثَنّٰى، قَالَ: ثَنَا حِبَّانٌ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا يَحْىٰ بْنُ بِشْرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ فِىْ قَوْلِهٖ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ، وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَمُبَرِّحٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اِضْرِبُوْهُنَّ اِذَا عَصَيْنَكُمْ فِى الْمَعْرُوْفِ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ.(۱)

مرد کی قوامیت

۱۱۵ ۔ اَلرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ. (بخاری)

''مرد اپنے بیوی بچوں پر حکمراں ہے۔ اور اپنی رعیت میں اپنے عمل پر وہ خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَان، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ النَّبِىُّ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ، فَالْاِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِهٖ، وَهُوَمَسْئُوْلٌ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِىَ مَسْئُوْلَةٌ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ، اَلَاوَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ.(۲)

ترجمہ : حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب حکمراں ہو اور سب اپنے اپنے عمل کے اللہ کے حضور جواب دہ ہو۔ امام حکمراں ہے وہ اپنے اعمال کا خدا کے حضور جواب دہ ہے اور مرد اپنے بیوی بچوں پر حکمراں ہے وہ ان کے بارے میں خدا کے ہاں جواب دہ ہے، اور عورت نگراں ہے اپنے شوہر کے گھر کی وہ جواب دہ ہے، اور غلام نگراں ہے اپنے مالک کے مال پر وہ اس بارے میں جوابدہ ہے۔ سنو تم سب حکمراں ہو اور تم سب سے خدا کے ہاں باز پرس ہوگی۔

〈۲〉حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مُوسٰی بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، وَالْاَمِيْرُ رَاعٍ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَيْتِهٖ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰی بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ.(۳)

ترجمہ: حضرت ابن عمر نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپؐ نے فرمایا تم سب نگراں ہو اور تم سب سے تمہاری رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی اور امیر بھی نگراں ونگہبان ہے اور مرد اپنے گھر والوں پر نگراں ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگراں ہے۔ پس تم سب نگراں ہو اور سب سے اپنی اپنی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔

〈۳〉اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، اَلْاِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ قَالَ: وَحَسِبْتُ اَنْ قَدْ قَالَ: وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ اَبِيْهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ.(۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ اور امام نگہبان ہے اور وہ اپنی رعیت کے متعلق جواب دہ ہوگا اور مرد اپنے اہل وعیال پر نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خادم (گھریلو ملازم) اپنے مالک کے مال میں نگرانی کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ گمان ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مرد اپنے باپ کے مال کا بھی نگراں ہے اور اس سے باز پرس اس کی رعیت کے متعلق ہوگی۔ اور تم سب نگراں ہو تم سب سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔

〈۴〉عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، فَالْاِمَامُ الَّذِيْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالْمَرْءَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰی اَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَعَبْدُالرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ، اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ.(۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سن لو! تم سب نگراں ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پرسش ہوگی۔ اور لوگوں کا امام بھی نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی اور آدمی اپنے گھر والوں پر نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی اور عورت اپنے خاوند اور اس کی اولاد پر نگراں ہے اس سے ان سب کے بارے میں پرسش ہوگی اور آدمی کا غلام اپنے مالک وآقا کے مال پر نگراں ہے اس سے اسی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ غور سے سن لو تم سب نگراں ونگہبان ہو اور سب سے اس کی رعیت کے متعلق پرسش ہوگی۔

〈۵〉 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، فَالْاَمِيْرُ الَّذِىْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهٖ وَهُوَمَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ.(٦)

اس روایت میں عنھم ضمیر جمع مذکر بیان کی گئی ہے۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سنو! کہ تم سب نگراں ومحافظ ہواور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔لوگوں پر جو امیر مقرر ہوا ہے وہ ان سب پر نگراں ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا اور مرد محافظ ونگراں ہے اپنے گھر والوں پر اور اس سے سب گھر والوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگراں ہے، ان کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا۔اور غلام اپنے مالک وآقا کے مال پر نگراں ہے، اس سے اس کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ لہٰذا تم سب نگراں ہو اور تم میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری کا جواب دہ ہے۔

تشریح: خاندان میں مرد کی حیثیت قوّام کی سی ہے، یعنی وہ خاندان کا حاکم ہے، محافظ ہے، اخلاق اور معاملات کا نگراں ہے، اس کی بیوی اور بچوں پر اس کی اطاعت فرض ہے (بشرطیکہ وہ اللہ اور رسول کی نافرمانی کا حکم نہ دے) اور اس پر خاندان کے لیے روزی کمانے اور ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے کی ذمہ داری ہے۔

۱۱۶۔ قَالَ النَّبِىُّ ﷺ اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ بَيْتِهَا وَزَوْجُهَا كَارِهٌ لَعَنَهَا كُلُّ مَلَكٍ فِى السَّمَاءِ وَكُلُّ شَىْءٍ مَرَّتْ عَلَيْهِ غَيْرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ حَتّٰى تَرْجِعَ . (کشف الغمة)

''نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف گھر سے نکلتی ہے تو آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت بھیجتا ہے اور جن وانس کے سوا ہر وہ چیز جس پر سے وہ گزرتی ہے پھٹکار بھیجتی ہے تاوقتیکہ وہ واپس نہ ہو۔''

تخریج:〈۱〉 اَيُّمَا امْرَاَةٍ خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَابِغَيْرِاِذْنِهٖ لَعَنَهَا كُلُّ شَىْءٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اِلَّااَنْ يَرْضٰى عَنْهَا زَوْجُهَا.(٧)

ترجمہ: جو عورت بھی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے شوہر کے گھر سے باہر نکلے اس پر ہر اس چیز نے لعنت کی ہے جس پر شمس وقمر طلوع کریں الا یہ کہ اس کا شوہر راضی ہو جائے۔

خطیب بغدادی نے حضرت انس کے حوالہ سے مندرجہ ذیل روایت بیان کی ہے:

〈۲〉اَيُّمَا امْرَاَةٍ خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا كَانَتْ فِىْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى تَرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهَا اَوْ يَرْضٰى عَنْهَا زَوْجُهَا.(٨)

ترجمہ : جوعورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نکلی وہ اس وقت تک اللہ کی ناراضگی کی لپیٹ میں رہتی ہے جب تک کہ وہ واپس گھر لوٹ نہیں آتی یا اس کا شوہر اس سے راضی ہو جائے۔

۱۱۷ ۔ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ طَاعَةَ لِمَنْ لَّمْ يُطِعِ اللّٰهَ. رَوَاهُ اَحْمَدُ مِنْ حَدِيْثٍ وَلاَ طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ. (مسند احمد)

''نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص خدا کی اطاعت نہ کرے، اس کی اطاعت نہ کی جائے۔ اللہ کی نافرمانی میں کسی شخص کی فرمانبرداری نہیں کی جاسکتی ہے۔ فرمانبرداری صرف معروف میں ہے (ایسے حکم میں جو جائز اور معقول ہو)۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُثَنّٰى، قَالاَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: نَاشُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ جَيْشًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلاً، فَاَوْقَدَ نَارًا، وَقَالَ: اُدْخُلُوْهَا، فَاَرَادَ نَاسٌ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ اِنَّا فَرَرْنَا مِنْهَا، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِلَّذِيْنَ اَرَادُوْا اَنْ يَّدْخُلُوْهَا: لَوْدَخَلْتُمُوْهَا، لَمْ تَزَالُوْا فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَقَالَ لِلْاٰخَرِيْنَ قَوْلاً حُسْنًا قَالَ: لاَطَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ. (۹)

ترجمہ : حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کسی طرف روانہ فرمایا، ایک آدمی کو ان پر امیر لشکر مقرر کیا۔ اس آدمی نے آگ جلا کر ان لوگوں کو حکم دیا کہ اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ کچھ لوگوں نے تو سوچا کہ اس میں داخل ہو جائیں (امیر کے حکم کی تعمیل میں) مگر کچھ دوسروں نے کہا اسی سے تو ہم نے فرار کی راہ لی ہے۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا گیا۔ جن لوگوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا ان کے متعلق آپ نے فرمایا: اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اسی میں رہتے، اور داخل نہ ہونے والوں کے بارے میں عمدہ اور اچھی بات فرمائی، اور کہا اللہ کی معصیت میں کسی کی اطاعت جائز نہیں، اطاعت تو صرف معروف میں ہے۔

اس طرح خاندان کی تنظیم اس طور پر کی گئی ہے کہ اس کا ایک سردھرا اور صاحب امر ہو جو شخص اس نظم میں خلل ڈالنے کی کوشش کرے اس کے حق میں نبی ﷺ کی یہ وعید ہے کہ:

۱۱۸ ۔ مَنْ اَفْسَدَ امْرَاَةً عَلٰى زَوْجِهَا فَلَيْسَ مِنَّا. (کشف الغمه)

''جو کوئی عورت کے تعلقات اس کے شوہر سے خراب کرنے کی کوشش کرے اس کا کچھ تعلق ہم سے نہیں۔'' (پردہ، باب ۱۰: مرد...)

تخریج : حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثَنَا اَبُوا الْجَوَّابِ، ثَنَا عَمَّارُ ابْنُ رُزَيْقٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ يَحْىٰ بْنِ يَعْمُرَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ خَبَّبَ خَادِمًا عَلٰى اَهْلِهَا فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ اَفْسَدَ اِمْرَاَةً عَلٰى زَوْجِهَا فَلَيْسَ هُوَمِنَّا. (۱۰)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے کسی کے غلام کو اس کے مالکوں کے خلاف خراب کیا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جس نے کسی عورت کے تعلقات اس کے شوہر سے خراب کرنے کی کوشش کی اس کا کچھ تعلق ہم سے نہیں۔

مرد کے حقوق

۱۱۹ ۔ اِنَّ لَکُمْ عَلَیْھِنَّ اَنْ لَّایُوْطِئْنَ فُرُشَکُمْ اَحَدًا تَکْرَھُوْنَہٗ.

''تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے ہاں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ،وَاِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ جَمِیْعًا عَنْ حَاتِمٍ، قَالَ اَبُوْبَکْرٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ ابْنُ اِسْمَاعِیْلَ الْمَدَنِیُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِیْہِ، قَالَ:دَخَلْنَا عَلٰی جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ فَسَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتّٰی انْتَھٰی اِلَیَّ فَقُلْتُ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ ابْنِ حُسَیْنٍ...فَاَتٰی بَطْنَ الْوَادِیِّ، فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ:اِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا ــــ فَاتَّقُوا اللّٰہَ فِی النِّسَآءِ فَاِنَّکُمْ اَخَذْتُمُوْھُنَّ بِاَمَانِ اللّٰہِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَھُنَّ بِکَلِمَۃِ اللّٰہِ وَلَکُمْ عَلَیْھِنَّ اَنْ لَّایُوْطِئْنَ فُرُشَکُمْ اَحَدًا تَکْرَھُوْنَہٗ. فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِکَ فَاضْرِبُوْھُنَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ ...(۱۱)

ترجمہ : حضرت محمد بن علی بن حسین کا بیان ہے کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آنے والے لوگوں کے بارے میں پوچھا (کہ کون کون صاحب ہیں؟) تا آنکہ مجھ تک پہنچے میں نے عرض کیا میں محمد ہوں علی بن حسین کا بیٹا (حضرت جابر نے حج کے متعلق لمبی حدیث بیان کی جس میں یہ حصہ تھا) نبی ﷺ وادی کے درمیان میں پہنچے تو لوگوں سے خطاب فرمایا کہ یقیناً تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کا دن اس ماہ مبارک میں، تمہارے اس شہر میں تم پر حرام ہے ــــ لہٰذا اللہ سے عورتوں کے معاملہ میں ڈرو تم لوگوں نے ان کو حاصل کیا ہے اللہ کی امان کے واسطہ و ذریعہ سے اور ان کی شرم گاہوں کو اللہ کے حکم سے حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے ہاں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی مار مارو جو جسم پر اپنا نشان نہ چھوڑے (معمولی مار)...

۱۲۰ ۔ لاَ تُصَدِّقْ بِشَیْءٍ مِّنْ بَیْتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ فَاِنْ فَعَلَتْ کَانَ لَہُ الْاَجْرُ وَعَلَیْھَا الْوِزْرُ وَلاَ تَخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ.

''وہ اس کے گھر میں سے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر صدقہ نہ کرے، اگر ایسا کرے گی تو اجر شوہر کو ملے گا اور گناہ عورت پر ہوگا، نیز وہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نہ نکلے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ :اِنَّ امْرَأَةً اَتَتْهُ، فَقَالَتْ: مَاحَقُّ الزَّوْجِ عَلٰى امْرَأَتِهٖ؟ فَقَالَ: لَاتَمْنَعُهُ نَفْسَهَا وَاِنْ كَانَتْ عَلٰى ظَهْرِ قَتَبٍ، وَلَا تُعْطِيْ مِنْ بَيْتِهٖ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ، فَاِنْ فَعَلَتْ ذَالِكَ كَانَ لَهُ الْاَجْرُ وَعَلَيْهَا الْوِزْرُ، وَلَاتَصُوْمُ تَطَوُّعًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاِنْ فَعَلَتْ اَثِمَتْ وَلَمْ تُؤْجَرْ وَاَنْ لَّاتَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاِنْ فَعَلَتْ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ مَلَائِكَةُ الْغَضَبِ وَمَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ حَتّٰى تَتُوْبَ اَوْتَرْجِعَ، قِيْلَ: وَاِنْ كَانَ ظَالِمًا قَالَ: وَاِنْ كَانَ ظَالِمًا.(۱۲)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر پوچھنے لگی کہ خاوند کا اپنی بیوی پر کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ شوہر سے اپنے نفس کو نہ روکے خواہ اونٹ کے پلان پر کیوں نہ بیٹھی ہو، اوراس کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ دے اگراس نے کچھ دے دیا تو شوہر کو اجر ملے گا اوراس کے کھاتے میں گناہ درج ہوگا۔ اور نفلی روزہ بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ رکھے، اگرایسا کرے گی تو گناہ گار ہوگی اجروثواب نہیں ملے گا اوراس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر بھی نہ نکلے۔ اگر نکلے گی تو ملائکہ غضب اور ملائکہ رحمت دونوں اس پرلعنت کرتے رہیں گے تاآنکہ وہ توبہ کرلے یا واپس لوٹ آئے۔ کہا گیا خواہ شوہر کارویہ ظالمانہ ہو، فرمایا خواہ خاوند ظالم ہو۔

۱۲۱ ۔ لَا تَصُوْمُ الْمَرْأَةُ يَوْماً وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ مِّنْ غَيْرِرَمَضَانَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ.

''عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں رمضان کے سوانفل روزے اس کی اجازت کے بغیر ایک دن بھی نہ رکھے۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: نَاسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَاتَصُوْمُ الْمَرْأَةُ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ يَوْمًامِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ.(۱۳)

قَالَ اَبُوْعِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ میں بھی نقل کی ہے:

〈۲〉عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النِّسَآءَ اَنْ يَّصُمْنَ اِلَّا بِاِذْنِ اَزْوَاجِهِنَّ.(۱٤)

ترجمہ: حضرت ابوسعید سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا منع فرمایا۔

〈۳〉 عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَاتَصُوْمُ امْرَأَةٌ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ غَيْرَ رَمَضَانَ الحديث.(۱۵)

〈۴〉قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَصُوْمُ الْمَرْأَةُ يَوْمًا وَاحِدًا وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّابِاِذْنِهٖ اِلَّارَمَضَانَ.(۱٦)

〈۵〉وَاَنْ لَّاتَصُوْمَ يَوْمًا وَاحِدًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِلَّاالْفَرِيْضَةَ فَاِنْ فَعَلَتْ اَثِمَتْ وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنْهَا الخ .(۱۷)

سنن دارمی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی روایت:

﴿۶﴾عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا تَصُوْمُ الْمَرْأَةُ یَوْمًا تَطَوُّعًا فِیْ غَیْرِ رَمَضَانَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ.(۱۸)

﴿۷﴾حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا یَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ الحدیث.(۱۹)

۱۲۲ـ خَیْرُ النِّسَاءِ امْرَأَةٌ اِذَا نَظَرْتَ اِلَیْهَا سَرَّتْکَ وَاِذَا اَمَرْتَهَا اَطَاعَتْکَ وَاِذَا غِبْتَ عَنْهَا حَفِظَتْکَ فِیْ مَالِکَ وَنَفْسِهَا.

''بہترین عورت وہ ہے کہ جب تو اس کو دیکھے تو تیرا دل خوش ہو جائے اور جب تو اس کو حکم دے تو وہ تیری اطاعت کرے اور جب تو اس کے پاس موجود نہ ہو تو وہ تیرے مال اور اپنے نفس میں تیرے حق کی حفاظت کرے۔''

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنِی الْمُثَنّٰی، قَالَ: ثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ، قَالَ: ثَنَا اَبُوْ مَعْشَرٍ، قَالَ: ثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَیْرُ النِّسَآءِ امْرَأَةٌ اِذَا نَظَرْتَ اِلَیْهَا سَرَّتْکَ، وَاِذَا اَمَرْتَهَا اَطَاعَتْکَ، وَاِذَا غِبْتَ عَنْهَا حَفِظَتْکَ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِکَ.(۲۰)

﴿۲﴾ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ: مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ، بَعْدَ تَقْوَی اللّٰهِ، خَیْرًا لَّهٗ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ، اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ، وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ، وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ، وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ.(۲۱)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے تقویٰ کے بعد ایک مومن کے لیے ایک صالح بیوی سے زیادہ اچھی اور مفید کوئی چیز نہیں۔ اگر اسے حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور اگر اس کی طرف دیکھے تو خاوند کو خوش کر دے اور اگر اس کے اعتماد پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اسے سچا کر دکھائے اور خاوند کی غیر حاضری وعدم موجودگی میں اپنی ذات اور شوہر کے مال میں خیر خواہی کرے۔

عبداللہ بن سلام سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ سے مروی ہے:

﴿۳﴾عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: خَیْرُ النِّسَآءِ تَسُرُّکَ اِذَا اَبْصَرْتَ وَتُطِیْعُکَ اِذَا اَمَرْتَ وَتَحْفَظُ غَیْبَتَکَ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِکَ.(۲۲)

ترجمہ: عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بہترین عورت وہ ہے کہ جب تو اس کو دیکھے تو تجھے خوش کر دے اور جب تو اسے حکم دے تو تیری اطاعت کرے اور تیری عدم موجودگی میں اپنے نفس اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔

﴿۴﴾ اَخبرَنَا قُتَیبَۃُ، قَالَ:حدَّثَنَا اللَّیثُ، عَنِ ابنِ عَجلَانَ، عَن سَعِیدِ نِ الْمَقبُرِیِّ، عَن اَبِی هُرَیرَۃَ، قَالَ:قِیلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، اَیُّ النِّسَآءِ خَیرٌ؟ قَالَ: الَّتِی تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ وَتُطِیعُہٗ اِذَا اَمَرَ وَلَاتُخَالِفُہٗ فِی نَفسِهَا وَمَالِهَا بِمَایَکرَہُ.(۲۳)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت سب سے بہتر اور اچھی ہے؟ فرمایا وہ عورت کہ جب تو اسے دیکھے تو تجھے خوش کردے اور جب تو اسے حکم دے تو تیری اطاعت کرے اور اپنے نفس و مال میں جو خاوند کو ناپسند ہو اس سے مخالفت نہ کرے۔

﴿۵﴾ اَلَآ اُخبِرُکَ بِخَیرِ مَایَکنِزُ الْمَرءُ؟ اَلْمَرأَۃُ الصَّالِحَۃُ : اِذَا نَظَرَ اِلَیهَا سَرَّتهُ، وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتهُ، وَاِذَا غَابَ عَنهَا حَفِظَتهُ.(۲٤)

ترجمہ : کیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ مرد کا بہترین خزانہ کیا ہے؟ صالحہ عورت، جب مرد اس کی طرف نظر اٹھائے تو اسے سرور و مسرت دے اور جب اسے حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور جب شوہر اس کے پاس نہ ہوا (غیر حاضر ہو) تو اس کی حفاظت کرے۔

﴿۶﴾ عَن اَبِی هُرَیرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سُئِلَ اَیُّ النِّسَآءِ خَیرٌ؟ قَالَ:اَلَّتِی تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ اِلَیهَا وَتُطِیعُہٗ اِذَا اَمَرَهَا وَلَاتُخَالِفُہٗ فِی نَفسِهَا وَلَامَالِهَا.(۲۵)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ عورتوں میں بہتر عورت کون سی ہے؟ فرمایا، وہ عورت جب مرد اسے دیکھے تو اسے خوش کردے اور جب حکم دے تو اس کی اطاعت کرے نیز اپنے نفس و مال کے معاملہ میں خاوند کی مخالفت نہ کرے۔

﴿۷﴾ عَن عَمرِو بنِ یَحیٰ بنِ جَعدَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:خَیرُ فَائِدَۃٍ اسْتَفَادَهَا الْمُسلِمُ بَعدَ الْاِسلَامِ امْرَأَۃٌ جَمِیلَۃٌ، تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ اِلَیهَا، وَتُطِیعُہٗ اِذَا اَمَرَهَا وَتَحفَظُہٗ اِذَا غَابَ عَنهَا فِی مَالِہٖ وَنَفسِهَا.

ترجمہ : عمرو بن یحی بن جعدہ سے مروی ہے انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ اسلام لانے کے بعد بہتر فائدہ جو مسلمان نے حاصل کیا وہ بہتر عادات والی عورت ہے جب مرد اسے دیکھے تو اسے مسرت حاصل ہو اور جب اسے حکم دے تو اس کی اطاعت کرے۔ خاوند کی عدم موجودگی میں شوہر کے مال اور اپنے نفس کی حفاظت کرے۔

۱۲۳ ۔ لاَ طَاعَۃَ لِمَخلُوقٍ فِی مَعصِیَۃِ الْخَالِقِ.

''خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔''

تخریج: قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَطَاعَةُ الْوَالِدَیْنِ وَاجِبَةٌ فِی الْمَعْرُوْفِ لَافِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ.(۲۶)

تشریح: اس عام حکم اطاعت (شوہر کی اطاعت) میں صرف ایک استثناء ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر عورت سے اس کا شوہر اللہ کی معصیت کا مطالبہ کرے تو وہ اس کا حکم ماننے سے انکار کرسکتی ہے بلکہ اسے انکار کردینا چاہیے۔ مثلاً وہ فرض نماز اور روزے سے منع کرے، یا شراب پینے کا حکم دے، یا پردۂ شرعی ترک کرائے، یا فواحش کا ارتکاب اس سے کرانا چاہے، تو عورت نہ صرف اس کی مجاز ہے، بلکہ اس کا فرض ہے کہ شوہر کے ایسے حکم کو ٹھکرادے۔ اس لیے کہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ (حقوق الزوجین، اصول قانون:...حقوق)

شوہر کی اطاعت کے حدود

۱۲۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بہترین بیوی وہ ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو تمہارا جی خوش ہو جائے، جب تم اسے کسی بات کا حکم دو تو وہ تمہاری اطاعت کرے اور جب تم گھر میں نہ ہو تو وہ تمہارے پیچھے تمہارے مال کی اور اپنے نفس کی حفاظت کرے۔“

تشریح: یہاں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ عورت پر اپنے شوہر کی اطاعت سے اہم اور اقدم اپنے خالق کی اطاعت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شوہر خدا کی معصیت کا حکم دے یا خدا کے عائد کیے ہوئے کسی فرض سے باز رکھنے کی کوشش کرے تو اس کی اطاعت سے انکار کردینا عورت کا فرض ہے اس صورت میں اگر وہ اس کی اطاعت کرے گی تو گناہ گار ہوگی۔[۱] بخلاف اس کے اگر شوہر اپنی بیوی کو نفل نماز یا نفل روزہ ترک کرنے کے لیے کہے تو لازم ہے کہ وہ اس کی اطاعت کرے اس صورت میں اگر وہ نوافل ادا کرے گی تو مقبول نہ ہوں گے۔ (تفہیم القرآن ج ۱، النساء، حاشیہ: ۵۸)

۱۲۵۔ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْءَ ةُ مُھَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِھَا لَعَنَتْھَا الْمَلاۤئِکَةُ حَتّٰی تَرْجِعَ. (بخاری)

”جو عورت اپنے شوہر سے اجتناب کر کے اس سے الگ رات گزارے، اس پر ملائکہ لعنت بھیجتے ہیں جب تک کہ وہ رجوع نہ کرے۔“

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ، قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَۃُ مُھَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِھَا لَعَنَتْھَا الْمَلاۤئِکَةُ حَتّٰی تَرْجِعَ.(۲۷)

---

[۱] حدیث میں ہے کہ ”اگر خداوند کریم اپنے بعد کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو وہ بیوی کے لیے اس کا شوہر ہوتا۔“ اس کا مقصد عورت کے لیے اس کے شوہر کی اہمیت پر زور دینا ہے۔ یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ عورت کے لیے معبود کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ مقصد عورت کے ذہن نشین یہ بات کرنا ہے کہ شوہر کے بغیر اس کو معاشرے میں عزت اور حفاظت حاصل نہیں ہوسکتی، اس لیے اسے حتی الامکان اپنے شوہر سے موافقت کی پوری کوشش کرنی چاہیے اور اس کے مقابلے میں نشوز کی روش اختیار نہ کرنی چاہیے۔ اس کو اگر کوئی شخص ظلم سے تعبیر کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ بیوہ اور مطلقہ عورتوں سے خود پوچھ لے کہ شوہر کے بغیر ان کی زندگی کیسی گزرتی ہے۔ (مکاتیب سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اول، ۱۱۱: بیوی...)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کا بستر چھوڑ کر رات بسر کرے تو اس کی واپسی تک ملائکہ اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: نَاشُعْبَةُ، قَالَ:سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ.(۲۸)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر رات گزارتی ہے تو صبح کی آمد تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے:

﴿۳﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَامِنْ رَجُلٍ يَدْعُوْ امْرَأَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهَا، فَتَاْبٰى عَلَيْهِ اِلَّا كَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْضٰى عَنْهَا.

ایک اور روایت میں ہے:

﴿۴﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ، فَلَمْ تَاْتِهٖ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ.(۲۹)

﴿۵﴾حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ، فَاَبَتْ اَنْ تَجِیْءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ.(۳۰)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کردے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

﴿۶﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ، فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ(۳۱)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے شوہر غصے اور ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

—— تَابَعَهٗ شُعْبَةُ، وَاَبُوْ حَمْزَةَ وَابْنُ دَاوٗدَ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ۔

〈۷〉 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ:اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ اِلٰی فِرَاشِهٖ، (فَاَبَتْ) فَلَمْ تَاْتِهٖ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَیْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ.(۳۲)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مرد اپنی بیوی کو صنفی خواہش کے لیے اپنے بستر پر آنے کے لیے بلاتا ہے اور وہ نہیں آتی ۔شوہر ناراضگی کی حالت میں رات گزارتا ہے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

〈۸〉 عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنِ امْرَأَةٍ یَطْلُبُ زَوْجُهَا مِنْهَا حَاجَةً فَتَاَبٰی فَیَبِیْتُ وَهُوَ عَلَیْهَا غَضْبَانُ اِلَّا بَاتَتْ تَلْعَنُهَا الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی یُصْبِحَ.(۳۳)

ترجمہ : حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی عورت ایسی نہیں کہ اس کا شوہر اس سے اپنی صنفی خواہش پوری کرنے کا مطالبہ کرے، اور وہ عورت انکار کرے اور شوہر اس حال میں رات گزارے کہ وہ اس پر ناراض ہو مگر ایسی صورت میں رات گزارتی ہے تو صبح تک ملائکہ اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

〈۹〉 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَامِنْ رَجُلٍ یَدْعُوْ امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهَا، فَتَاْبٰی عَلَیْهِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَیْهَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْهَا.(۳٤)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب مرد اپنی بیوی کو اپنی جنسی خواہش کے لیے اپنے بستر پر آنے کے لیے بلاتا ہے اور وہ آنے سے انکار کر دیتی ہے تو جو آسمان پر ہے وہ اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک کہ شوہر اس سے راضی نہیں ہو جاتا۔

۱۲۶ ـ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ امْرَأَةً فَاَعْجَبَتْهُ فَلْیَاْتِ اَهْلَهٗ فَاِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِیْ مَعَهَا.(ترمذی)

’’جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو دیکھ لے۔اور اس کے حسن سے متاثر ہو تو اپنی بیوی کے پاس چلا جائے، کیونکہ اس کے پاس وہی ہے جو اس کے پاس تھا۔‘‘ (پردہ، باب۱۰: نکاح)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَاعَبْدُالْاَعْلٰی بْنِ عَبْدِالْاَعْلٰی، نَاهِشَامُ بْنُ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ الدَّسْتَوَائِیُّ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ، عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی امْرَأَةً، فَدَخَلَ عَلٰی زَیْنَبَ، فَقَضٰی حَاجَتَهٗ، وَخَرَجَ، وَقَالَ: اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا اَقْبَلَتْ، اَقْبَلَتْ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ، فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ امْرَأَةً فَاَعْجَبَتْهُ، فَلْیَاْتِ اَهْلَهٗ، فَاِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِیْ مَعَهَا.(۳۵)

—— وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، حَدِیْثُ جَابِرٍ۔ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

〈۲〉 اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ امْرَأَةً حَسْنَآءَ فَاَعْجَبَتْهُ، فَلْیَاْتِ اَهْلَهٗ، فَاِنَّ الْبُضْعَ وَاحِدٌ، وَمَعَهَا مِثْلُ الَّذِیْ مَعَهَا.(۳٦)

بیوی کے حقوق

یہ خیال کہ عورت کی پوزیشن خانگی زندگی میں فروتر رکھی گئی ہے وہ یہ کہ مرد کو چار چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔ اگر آپ غور کریں تو یہ بات بہت آسانی کے ساتھ آپ کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ عورت کے لیے تین سوکنوں کا برداشت کرنا جتنا تکلیف دہ ہے اس سے بدرجہا زیادہ تکلیف دہ چیز اس کے لیے یہ ہوسکتی ہے کہ اس کے شوہر کی کئی کئی محبوبائیں اور داشتائیں ہوں۔ اسلام نے اسی کو روکنے کے لیے مرد کو ایک سے زائد نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ ایک مرد ناجائز تعلقات میں جتنا بے باک ہوسکتا ہے، شادیاں رچانے میں اتنا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ شادی کی صورت میں مرد کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا ہے اور طرح طرح کی پیچیدگیوں سے اسے سابقہ پیش آتا ہے۔ یہ دراصل عورتوں ہی کے فائدے کے لیے ایک روک تھام ہے نہ کہ مردوں کے لیے بے جا رعایت۔ دوسرے طریقے کا تجربہ آجکل مغرب کی سوسائٹی کر رہی ہے وہاں ایک طرف تو جائز سوکنوں کا سدباب کر دیا گیا ہے۔ لیکن دوسری طرف ناجائز سوکنوں سے عورت کو بچانے کا کوئی انتظام اس کے سوا نہیں کیا گیا کہ وہ انہیں برداشت نہ کرسکے تو شوہر سے طلاق حاصل کرنے کے لیے عدالت میں نالش کر دے۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ اس سے عورت کی مصیبت کچھ کم ہوگئی ہے؟ چھڑی چھٹانک عورت تو شاید سوکن سے بچنے کے لیے طلاق کو آسان سمجھ لے مگر کیا بچوں والی عورت کے لیے بھی یہ نسخہ آسان ہے؟ (رسائل ومسائل چہارم، عام مسائل: بیوی...)

۱۲۷ ۔ سَأَلَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ: اُمُّکَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّکَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّکَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اَبُوْکَ. (بخاری)

''ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ! مجھ پر حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا ''تیری ماں کا'' اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا ''تیری ماں'' اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا، ''تیری ماں'' اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا ''تیرا باپ''۔

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ، حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ، عَنْ عُمَارَۃَ ابْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَۃَ، عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ: اُمُّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اُمُّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اُمُّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اَبُوْکَ. (۳۷)

〈۲〉 عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ: اُمُّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اُمُّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اُمُّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ اَبُوْکَ. (۳۸)

—— مسلم کی ایک دوسری روایت میں مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَۃِ بھی منقول ہے۔

تشریح : حضورؐ ہی نے بیٹے کو بتایا کہ خدا اور رسول کے بعد سب سے زیادہ عزت اور قدر و منزلت اور حسن سلوک کی مستحق تیری ماں ہے۔

۱۲۸ ۔ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْاُمَّهَاتِ. (بخاری)

''اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور حق تلفی حرام کردی ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ وَرَّادٍ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ، وَوَاْدَ الْبَنَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ: وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةِ الْمَالِ.(۳۹)

ترجمہ : حضرت مغیرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی، حقداروں کا حق نہ دینا اور بیٹیوں کو زندہ در گور کرنا حرام کیا ہے اور تمہارے لیے قیل وقال، اور کثرتِ سوال اور اضاعتِ مال کو مکروہ قرار دیا ہے۔

۱۲۹ ۔اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ. (بخاری)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ.(۴۰)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عورت پسلی کی طرح ہے اگر تو اسے سیدھا کرنا چاہے تو اسے توڑ بیٹھے گا۔ اور اگر اس سے فائدہ اٹھائے گا تو اس کی کجی کے باوجود اس سے فائدہ اٹھائے گا۔

تشریح : حضورؐ ہی نے انسان کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ جذبات کی فراوانی اور حسیات کی نزاکت اور انتہا پسندی کی جانب میل و انعطاف عورت کی فطرت میں ہے اسی فطرت پر اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے اور یہ انوثت کے لیے عیب نہیں، اس کا حسن ہے۔ تم اس سے جو کچھ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہو اسی فطرت پر قائم رکھ کر ہی اٹھا سکتے ہو، اگر اس کو مردوں کی طرح سیدھا اور سخت بنانے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے۔

۱۳۰ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ جب تک حضورؐ زندہ رہے ہم اپنی عورتوں سے بات کرنے میں احتیاط کرتے تھے کہ مبادا ہمارے حق میں کوئی حکم نازل نہ ہو جائے۔ جب حضورؐ نے وفات پائی تب ہم نے کھل کر بات کرنی شروع کی۔ (بخاری)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا نَتَّقِى الْكَلَامَ وَالْاِنْبِسَاطَ اِلٰى نِسَآءِ نَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ هَيْبَةَ اَنْ يَنْزِلَ فِيْنَا شَىْءٌ، فَلَمَّا تُوُفِّىَ النَّبِىُّ ﷺ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.(۴۱)

تشریح: اس طرح محمد ﷺ وہ پہلے اور درحقیقت آخری شخص ہیں جنہوں نے عورت کی بہ نسبت نہ صرف مرد کی، بلکہ عورت کی اپنی ذہنیت کو بھی بدل دیا اور جاہلی ذہنیت کی جگہ ایک نہایت صحیح ذہنیت پیدا کی جس کی بنیاد جذبات پر نہیں بلکہ خالص عقل اور علم پر تھی۔ پھر آپ نے باطنی اصلاح پر ہی اکتفانہ فرمائی بلکہ قانون کے ذریعہ سے عورتوں کے حقوق کی حفاظت اور مردوں کے ظلم کی روک تھام کا بھی انتظام کیا اور عورتوں میں اتنی بیداری پیدا کی کہ وہ اپنے جائز حقوق کو سمجھیں اور ان کی حفاظت کے لیے قانون سے مدد لیں۔

سرکار رسالتمآبؐ کی ذات میں عورتوں کو ایک ایسا رحیم وشفیق حامی اور ایسا زبردست محافظ مل گیا تھا کہ اگر ان پر ذرا سی بھی زیادتی ہوتی تو وہ شکایت لے کر بے تکلف حضورؐ کے پاس دوڑ جاتی تھیں، اور مرد اس بات سے ڈرتے تھے کہ کہیں ان کی بیویوں کو آنحضرتؐ تک شکایت لے جانے کا موقع نہ مل جائے۔

ابنِ ماجہ میں ہے کہ حضورؐ نے بیویوں پر دست درازی کرنے کی عام ممانعت فرمادی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے شکایت کی کہ عورتیں شوخ ہوگئی ہیں، ان کو مطیع کرنے کے لیے مارنے کی اجازت ہونی چاہیے، آپؐ نے اجازت دے دی۔ لوگ نہ معلوم کب سے بھرے بیٹھے تھے، جس روز اجازت ملی، اسی روز ستر عورتیں اپنے گھروں میں پٹی گئیں۔ دوسرے دن نبی ﷺ کے مکان پر فریادی عورتوں کا ہجوم ہوگیا۔ سرکار نے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا، خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

۱۳۱۔ لَقَدْ طَافَ اللَّيْلَةَ بِآلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُوْنَ امْرَأَةً كُلُّ امْرَأَةٍ تَشْتَكِىْ زَوْجَهَا فَلَا تَجِدُوْنَ اُولٰٓئِکَ خِيَارَكُمْ.

"آج محمدؐ کے گھر والوں کے پاس ستر عورتوں نے چکر لگایا ہے۔ ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی۔ جن لوگوں نے یہ حرکت کی وہ تم میں ہرگز اچھے لوگ نہیں ہیں۔"

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، انبأ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ اِيَاسِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ ذُبَابٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: لَاتَضْرِبُنَّ اِمَاءَ اللّٰهِ، فَجَاءَ عُمَرُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ ذَئِرَ النِّسَآءُ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ. فَاْمُرْ بِضَرْبِهِنَّ، فَضُرِبْنَ، فَطَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ طَائِفُ نِسَآءٍ كَثِيْرٍ، فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ: لَقَدْ طَافَ اللَّيْلَةَ بِآلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُوْنَ امْرَأَةً، كُلُّ امْرَأَةٍ تَشْتَكِىْ زَوْجَهَا، فَلَا تَجِدُوْنَ اُولٰٓئِکَ خِيَارَكُمْ.(۴۲)

تشریح: اسی اخلاقی اور قانونی اصلاح کا نتیجہ ہے کہ اسلامی سوسائٹی میں عورت کو وہ بلند حیثیت حاصل ہوئی جس کی نظیر دنیا کی سوسائٹی میں نہیں پائی جاتی۔ مسلمان عورت دنیا اور دین میں مادی، عقلی اور روحانی حیثیت سے عزت اور ترقی کے ان بلند سے بلند مدارج تک پہنچ سکتی ہے جن تک مرد پہنچ سکتا ہے۔ اور اس کا عورت ہونا کسی مرتبہ میں بھی اس کی راہ میں حائل نہیں

ہے۔آج اس بیسویں صدی میں بھی دنیا اسلام سے بہت پیچھے ہے۔افکار انسانی کا ارتقاب بھی اس مقام تک نہیں پہنچا ہے جس پر اسلام پہنچا ہے۔مغرب نے عورت کو جو کچھ دیا ہے عورت کی حیثیت سے نہیں دیا ہے، بلکہ مرد بنا کر دیا ہے۔عورت درحقیقت اب بھی اس کی نگاہ میں ویسی ہی ذلیل ہے جیسی پرانے دور جاہلیت میں تھی۔گھر کی ملکہ،شوہر کی بیوی، بچوں کی ماں، ایک اصلی اور حقیقی عورت کے لیے اب بھی کوئی عزت نہیں۔عزت اگر ہے تو اس مرد مؤنث یا زنِ مذکر کے لیے ہے جو جسمانی حیثیت سے تو عورت، مگر دماغی اور ذہنی حیثیت سے مرد ہو اور تمدن و معاشرت میں مرد ہی کے سے کام کرے۔ظاہر ہے کہ یہ انوثت کی عزت نہیں، رجولیت کی عزت ہے۔ پھر احساس پستی کی ذہنی الجھن (Inferiority Complex) کا کھلا ہوا ثبوت یہ ہے کہ مغربی عورت مردانہ لباس فخر کے ساتھ پہنتی ہے، حالانکہ کوئی مرد زنانہ لباس پہن کر برسر عام آنے کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔ بیوی بننا لاکھوں مغربی عورتوں کے نزدیک موجب ذلت ہے، حالانکہ شوہر بننا کسی مرد کے نزدیک ذلت کا موجب نہیں۔مردانہ کام کرنے میں عورتیں عزت محسوس کرتی ہیں، حالانکہ خانہ داری اور پرورش اطفال جیسے خالص زنانہ کاموں میں کوئی مرد عزت محسوس نہیں کرتا۔ پس بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ مغرب نے عورت کو بحیثیت عورت ہونے کے کوئی عزت نہیں دی ہے۔ یہ کام اسلام اور صرف اسلام نے کیا ہے کہ عورت کو تمدن و معاشرت میں اس کے فطری مقام پر رکھ کر عزت و شرف کا مرتبہ عطا کیا۔اور صحیح معنوں میں انوثت کے درجہ کو بلند کر دیا۔اسلامی تمدن عورت کو عورت اور مرد کو مرد رکھ کر دونوں سے الگ الگ وہی کام لیتا ہے جس کے لیے فطرت نے اسے بنایا ہے۔اور پھر ہر ایک کو اس کی جگہ پر ہی رکھتے ہوئے عزت اور ترقی اور کامیابی کے یکساں مواقع بہم پہنچاتا ہے اس کی نگاہ میں انوثت اور رجولیت دونوں انسانیت کے ضروری اجزا ہیں۔تعمیر تمدن کے لیے دونوں کی اہمیت یکساں ہے۔دونوں اپنے اپنے دائرے میں جو خدمات انجام دیتے ہیں، وہ یکساں مفید اور یکساں قدر کی مستحق ہیں۔نہ رجولیت میں کوئی شرف ہے، نہ انوثت میں کوئی ذلت۔جس طرح مرد کے لیے عزت اور ترقی اور کامیابی اسی میں ہے کہ وہ مرد رہے اور مردانہ خدمات انجام دے اسی طرح عورت کے لیے بھی عزت اور ترقی اور کامیابی اسی میں ہے کہ وہ عورت رہے اور زنانہ خدمات انجام دے۔ایک صالح تمدن کا کام یہی ہے کہ وہ عورت کو اس کے فطری دائرہ عمل میں رکھ کر پورے انسانی حقوق دے، عزت اور شرف عطا کرے، تعلیم و تربیت سے اس کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو چمکائے، اور اسی دائرے میں اس کے لیے ترقیوں اور کامیابیوں کی راہیں کھولے۔ (پردہ، باب ۱۰: عورت کی اصلی...)

عورت کو جو عزّ و شرف عطا کیا

۱۳۲۔ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا وَهُوَ وَضَمَّ اَصَابِعَهَا. (مسلم)

’’جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغ کو پہنچ گئیں تو قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح آئیں گے جیسے میرے ہاتھ کی انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنِي عَمْرو نِ النَّاقِدُ، نَا اَبُو اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ

اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَنَسٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا، جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَنَا وَهُوَ، وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ. (۴۳)

تشریح : وہ محمد ﷺ ہی کی ذات ہے جس نے ذلت اور عار کے مقام سے اٹھا کر عورت کو عزت کے مقام پر پہنچایا۔ وہ حضورؐ ہی ہیں جنھوں نے باپ کو بتایا کہ بیٹی کا وجود تیرے لیے ننگ و عار نہیں ہے۔ بلکہ اس کی پرورش اور اس کی حق رسانی تجھے جنت کا مستحق بناتی ہے۔

۱۳۳۔ مَنِ ابْتُلِیَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ کُنَّ لَهٗ سِتْراً مِّنَ النَّارِ. (مسلم)

''جس کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوں، اور وہ اچھی طرح ان کی پرورش کرے تو یہی لڑکیاں اس کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَتْ امْرَاَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا، تَسْاَلُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ شَیْئًا غَیْرَتَمْرَةٍ، فَاَعْطَیْتُهَا اِیَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَیْنَ ابْنَتَیْهَا وَلَمْ تَاْکُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ، فَخَرَجَتْ، وَدَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَیْنَا، فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ، کُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِنَ النَّارِ. (۴۴)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَهْزَادٍ، نَاسَلَمَةُ بْنُ سُلَیْمَانَ، اَنَا عَبْدُاللّٰهِ، اَنَامَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِبْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ بَهْرَامٍ، وَاَبُوْبَکْرِ بْنُ اِسْحَاقَ، وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا: اَنَا اَبُوالْیَمَانِ، اَنَاشُعَیْبٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَیْرِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ: جَآءَتْنِیْ امْرَاَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا فَسَاَلَتْنِیْ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ شَیْئًا غَیْرَتَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَاَعْطَیْتُهَا اِیَّاهَا، فَاَخَذَتْهَا، فَقَسَمَتْهَا بَیْنَ ابْنَتَیْهَا، وَلَمْ تَاْکُلْ مِنْهَا شَیْئًا، ثُمَّ قَامَتْ، فَخَرَجَتْ وَابْنَتَاهَا، فَدَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ ﷺ، فَحَدَّثْتُهٗ حَدِیْثَهُمَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : مَنِ ابْتُلِیَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ، فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ کُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِنَ النَّارِ. (۴۵)

۱۳۴۔ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ. (نسائی)

''دنیا کی نعمتوں میں بہترین نعمت نیک بیوی ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ نُمَیْرِ نِ الْھَمْدَانِیُّ، قَالَ: نَاعَبْدُاللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ، قَالَ: نَاحَیْوَۃُ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ شُرَحْبِیْلُ بْنُ شَرِیْکٍ، اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِیَّ یُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: الدُّنْیَا مَتَاعٌ، وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ.(٤٦)

تشریح: حضورؐ ہی نے شوہر کو بتایا کہ نیک بیوی تیرے لیے دنیا میں سب سے بڑی نعمت ہے۔

١٣٥ ۔ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ. (نسائی)

''دنیا کی چیزوں میں مجھ کو سب سے زیادہ محبوب عورت اور خوشبو ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنِیْ الشَّیْخُ الْاِمَامُ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ النَّسَائِیُّ، قَالَ: اَخْبَرَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ عِیْسٰی الْقَوْمَسِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامٌ اَبُوالْمُنْذِرِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ، وَجُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلَاۃِ.(٤٧)

ایک روایت میں ہے :

〈۲〉 حُبِّبَ اِلَیَّ النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ، وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلَاۃِ.

١٣٦ ۔ لَیْسَ مِنْ مَّتَاعِ الدُّنْیَا شَیْءٌ اَفْضَلُ مِنَ الْمَرْأَۃِ الصَّالِحَۃِ. (ابن ماجہ)

''دنیا کی بہترین نعمتوں میں سے کوئی چیز نیک بیوی سے بہتر نہیں ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا ھِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَاعِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ، ثَنا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ زِیَادِ بْنِ اَنْعُمٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ یَزِیْدَ، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِنَّمَا الدُّنْیَا مَتَاعٌ، وَلَیْسَ مِنْ مَّتَاعِ الدُّنْیَا شَیْءٌ اَفْضَلَ مِنَ الْمَرْأَۃِ الصَّالِحَۃِ.(٤٨)

عورت کے تمدنی حقوق

١٣٧ ۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِنِسَاءِہٖ وَاَلْطَفُھُمْ بِاَھْلِہٖ.

''تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ لطف و مہربانی کا سلوک کرنے والے ہیں۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی، نَامُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ، نَاسُفْیَانُ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ، عَنْ اَبِیْہِ،

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ، وَاَنَاخَيْرُكُمْ لِاَهْلِىْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ، فَدَعُوْهُ.(٤٩)

—— هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرُوِىَ هٰذَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ مُرْسَلاً۔

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں اچھا اور بہتر وہ آدمی ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہے اور میں خود اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہوں۔ اور جب تمہارا صاحب فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَآءِ، نَاعَبْدَةُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، نَا اَبُوْسَلَمَةَ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآئِهِمْ. (٥٠) (وفى الباب عن عائشة، وابن عباس، حديث ابى هريرة حديث حسن صحيح)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں ایمان کے اعتبار سے کامل مومن وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے اور تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں۔

تشریح : شوہر کو بیوی پر جو اختیارات اسلام نے عطا کیے ہیں ان کے استعمال میں حسنِ سلوک اور فیاضانہ برتاؤ کی ہدایت کی گئی ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ’’عورتوں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو‘‘ اور وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ۔ ’’آپس کے تعلقات میں فیاضی کو نہ بھول جاؤ‘‘ یہ محض اخلاقی ہدایات ہی نہیں ہیں، اگر شوہر اپنے اختیارات کے استعمال میں ظلم سے کام لے تو عورت کو قانون سے مدد لینے کا حق بھی حاصل ہے۔ (پردہ، باب۱۰: تمدنی حقوق)

عورتوں کی تعلیم

۱۳۸۔ اَيُّمَارَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهٗ وَلِيْدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ. (بخاری)

’’جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کو خوب تعلیم دے، اور عمدہ تہذیب و شائستگی سکھائے، پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لے، اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔‘‘

تخریج﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ الْهَمْدَانِىُّ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِىُّ، حَدَّثَنِىْ اَبُوْبُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهٗ وَلِيْدَةٌ، فَعَلَّمَهَا، فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا، وَاَدَّبَهَا، فَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا، ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ،

وَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّہٖ وَآمَنَ بِیْ، فَلَہٗ اَجْرَانِ، وَاَیُّمَا مَمْلُوْکٍ اَدّٰی حَقَّ مَوَالِیْہِ، وَحَقَّ رَبِّہٖ فَلَہٗ اَجْرَانِ الخ.(٥١)

ترجمہ : حضرت ابو بردہؓ اپنے والد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کسی شخص کے پاس لونڈی ہو اس نے اسے تعلیم دی اور خوب اچھی تعلیم دی اور اسے ادب وشائستگی سکھائی اور خوب عمدہ شائستگی سکھائی پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے اسے دو اجر ملیں گے۔ اور اہل کتاب میں سے جو کوئی پہلے اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر مجھ پر ایمان لایا اسے دو اجر ملیں گے۔ اور جس کسی غلام نے اپنے آقا کا حق ادا کیا اور اپنے خالق کا بھی حق ادا کیا اس کے لیے بھی دو اجر ہیں۔

ابو بردہ سے ایک اور روایت:

〈۲〉قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلٰثَۃٌ لَھُمْ اَجْرَانِ، رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّہٖ، وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْکُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْہِ، وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَۃٌ یَطَأُھَا، فَاَدَّبَھَا فَاَحْسَنَ تَادِیْبَھَا، وَعَلَّمَھَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَھَا ثُمَّ اَعْتَقَھَا، فَتَزَوَّجَھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ الخ.(٥٢)

〈۳〉عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَیُّمَا رَجُلٍ کَانَتْ لَہٗ جَارِیَۃٌ اَدَّبَھَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَھَا وَاَعْتَقَھَا وَتَزَوَّجَھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ، وَاَیُّمَا عَبْدٍ اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْہِ فَلَہٗ اَجْرَانِ.(٥٣)

ابوموسیٰ اشعری سے مروی ایک روایت :

〈۴〉قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا اَدَّبَ الرَّجُلُ اَمَتَہٗ، فَاَحْسَنَ تَادِیْبَھَا، وَعَلَّمَھَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَھَا ثُمَّ اَعْتَقَھَا فَتَزَوَّجَھَا کَانَ لَہٗ اَجْرَانِ، وَاِذَا اٰمَنَ بِعِیْسٰی ثُمَّ اٰمَنَ بِیْ فَلَہٗ اَجْرَانِ، وَالْعَبْدُ اِذَا اتَّقٰی رَبَّہٗ، وَاَطَاعَ مَوَالِیْہِ فَلَہٗ اَجْرَانِ.(٥٤)

تشریح : عورتوں کو دینی اور دنیوی علوم سیکھنے کی نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ ان کی تعلیم تربیت کو اسی قدر ضروری قرار دیا گیا ہے جس قدر مردوں کی تعلیم وتربیت ضروری ہے۔ نبی ﷺ سے دین واخلاق کی تعلیم جس طرح مرد حاصل کرتے تھے اسی طرح عورتیں بھی حاصل کرتی تھیں۔ آپؐ نے ان کے لیے اوقات معین فرمادیئے تھے، جن میں وہ آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوتی تھیں۔ آپ کی ازواج مطہرات اور خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نہ صرف عورتوں کی، بلکہ مردوں کی بھی معلّمہ تھیں۔ اور بڑے بڑے صحابہ وتابعین ان سے حدیث، تفسیر، اور فقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اشراف تو درکنار، نبی ﷺ نے لونڈیوں تک کو علم سکھانے کا حکم دیا تھا (جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہوتا ہے)۔

پس جہاں تک نفس تعلیم کا تعلق ہے۔ اسلام نے عورت اور مرد کے درمیان کوئی امتیاز نہیں رکھا ہے۔ البتہ نوعیت میں

فرق ضروری ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے عورت کی صحیح تعلیم وتربیت وہ ہے جو اس کو ایک بہترین بیوی، بہترین ماں اور بہترین گھر والی بنائے۔ اس کا دائرۂ عمل گھر ہے۔ اس لیے خصوصیت کے ساتھ اس کو ان علوم کی تعلیم دی جانی چاہیے جو اس دائرہ میں اسے زیادہ مفید بنا سکتے ہوں۔ مزید برآں وہ علوم بھی اس کے لیے ضروری ہیں جو انسان کو انسان بنانے والے ہیں۔ ایسے علوم اور ایسی تربیت سے آراستہ ہونا ہر مسلمان عورت کے لیے لازم ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی عورت غیر معمولی عقلی وذہنی استعداد رکھتی ہو۔ اور ان علوم کے علاوہ دوسرے علوم وفنون کی اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کرنا چاہے تو اسلام اس کی راہ میں مزاحم نہیں ہے، بشرطیکہ وہ ان حدود سے تجاوز نہ کرے جو شریعت نے عورتوں کے لیے مقرر کیے ہیں۔ (پردہ، باب ۱۰: عورتوں...)

سوال: اب تو تمام علماء نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ موجودہ تمدنی ضروریات پوری کرنے کے لیے علم کا حاصل کرنا عورتوں کے لیے ضروری ہے۔ لیکن مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی کام کرسکتی ہیں۔ یا تو اسلامی احکام کی پابندی کریں یا علم حاصل کریں۔ پردے کی پابند ہوتے ہوئے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طبقات الارض، آثار قدیمہ، انجینئرنگ اور تمام ایسے علوم جن میں سروے اور دور دراز سفر کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان علوم کے لیے خواتین کس طرح کام کرسکتی ہیں۔ جب کہ محرم کے بغیر عورت کا تین دن سے زائد کی مسافت پر نکلنا بھی منع ہے اب کیا ہر جگہ وہ اپنے ساتھ محرم کو لیے لیے پھرے گی؟

یہ علوم تو ایک طرف رہے، میں تو ڈاکٹری اور پردے کو بھی ایک دوسرے کی ضد سمجھتا ہوں۔ اول تو ڈاکٹری کی تعلیم ہی جو جسمانیات کی نگاہیں پھیلا دینے والے معلومات سے پر ہوتی ہے، حیا کے اس احساس کو ختم کردینے کے لیے کافی ہے جس کی مشرقی عورتوں سے توقع کی جاتی ہے، خواہ وہ ڈاکٹری پردے ہی میں سیکھی جائے، اور پڑھانے والی تمام خواتین ہی کیوں نہ ہوں؟ دوم ڈاکٹر بننے پر ایک خاتون کو مریضوں کے لواحقین سے روابط کی اس قدر ضرورت ہوتی ہے کہ اس کے لیے غیر مردوں سے بات چیت پر قدغن لگانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب اس کے پیش نظر اگر ہم خواتین کو ڈاکٹر بننے سے روکتے ہیں تو پھر ہمیں اپنے گھروں کی مریض خواتین کے ہر مرض کے علاج کے لیے مرد ڈاکٹروں کی خدمات کی ضرورت پڑے گی اور رائج الوقت نظریہ حیا کے مطابق یہ تو اس سے بھی زیادہ معیوب سمجھا جائے گا۔

جواب: عورتوں کی تعلیم کے متعلق آپ نے جن مشکلات کا ذکر کیا ہے، ان کے بارے میں بھی کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے ہی آپ اس بات کو سمجھ لیں کہ فطرت نے عورت اور مرد کے دائرہ کار الگ رکھے ہیں۔ اپنے دائرہ کار کے فرائض انجام دینے کے لیے عورت کو جس سے بہتر تعلیم کی ضرورت ہے وہ اسے ضرور ملنی چاہیے۔ اور اسلامی حدوں میں وہ پوری طرح دی جاسکتی ہے۔ اس طرح عورت کے لیے ایسی علمی وذہنی ترقی بھی ان حدود کے اندر رہتے ہوئے ممکن ہے جو عورت کو اپنے دائرہ کار کے فرائض انجام دیتے ہوئے حاصل ہوسکتی ہے۔ اس معاملہ میں کوئی انتظام نہ کرنا مسلمانوں کی کوتاہی ہے نہ کہ اسلام کی۔ لیکن وہ تعلیم جو مرد کے دائرہ کار کے لیے عورت کو تیار کرے عورت ہی کے لیے نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے لیے تباہ کن ہے۔ اور اس کی کوئی گنجایش اسلام میں نہیں ہے۔ (رسائل ومسائل چہارم، عام مسائل: کیا اسلام...)

جہیز کی شرعی حیثیت

’’جہیز کا دینا ناجائز نہیں۔مگر آج کل اس کو جو شکل دے دی گئی ہے وہ بری ہے۔خدا اور رسولؐ نے تو جہیز کے بارے میں مجبور نہیں کیا۔اگر کوئی جہیز نہ بھی ہو تو بھی نکاح ہو جاتا ہے۔دراصل ایک مسلمان معاشرے میں عدم توازن اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ نے جس چیز کا حکم نہیں دیا لوگ وہ کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ’’کرنا پڑتا ہے‘‘ لیکن جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے انہیں نظرانداز کر دیتے ہیں۔مثلاً میراث کے جو حصے اللہ نے مقرر کیے ہیں انہیں ادا نہیں کرتے، ایسا طرزِ عمل کبھی مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔ (۱۵ اے ذیلدار پارک دوم،ص:۲۲۹)

ماٰخذ

(۱) تفسیر ابن جریر ج٤۔ سورہ نساء آیت واھجروھن فی المضاجع۔☆ بخاری نے کتاب النکاح کے تحت باب مایکرہ من ضرب النساء وقولہ واضربوھن ضربا غیر مبرح باندھاھے۔☆ مسلم نے کتاب الحج باب حجۃ النبی ﷺ کے تحت فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِکَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ نقل کیاھے۔ ☆ابوداؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأۃ علی زوجھا۔

(۲) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح، باب قولہ قوا انفسکم واھلیکم نارا۔

(۳) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح، باب المرأۃ راعیۃ فی بیت زوجھا۔ ☆الادب المفرد للبخاری عن ابن عمر۔

(٤) بخاری ج۱کتاب الجمعۃ باب الجمعۃ فی القریٰ والمُدن۔کتاب الاستقراض باب العبد راع فی مال سیدہ الخ۔کتاب الوصایا باب تاویلہ قولہ من بعد وصیۃ یوصٰی بھا او دین الخ۔کتاب العتق باب العبد راع فی مال سیدہ الخ۔☆ مسند احمد ج۲ ص۱۲۱۔عبداللہ بن عمر۔ ☆کنزالعمال ج٦۔حدیث نمبر ١٤٦٧٠عن ابن عمر۔

(٥) بخاری ج۲۔کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالٰی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الخ۔☆مسلم ج۲۔ کتاب الامارۃ باب قضیۃ الامیر العادل وعقوبۃ الجائر والحث علی الرفق بالرعیۃ والنھی عن ادخال المشقۃ علیھم۔☆مسند احمد ج۲۔ص٥عبداللہ بن عمر اس مقام پر والعبد راع ھے۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج٨۔ کتاب قتال اھل البغی باب ماعلی السلطان من القیام الخ۔

(٦) ابوداؤد ج۳۔کتاب الامارۃ باب مایلزم الامام من حق الرعیۃ۔☆ترمذی ابواب الجھاد ج۱باب ماجاء فی الامام، حدیث ابن عمر حدیث حسن صحیح۔ وحدیث ابی موسیٰ غیرمحفوظ وحدیث انس غیر محفوظ۔☆ مسند احمد ج۲۔ ص٥٤،١١١۔ عبداللہ بن عمر۔

(٧) الدیلمی عن انس۔ بحوالہ کنزالعمال ج١٦۔ حدیث نمبر٤٥٠٩٦۔

(۸) کنزالعمال ج١٦۔ حدیث نمبر ٤٥٠٠٧۔

(۹) مسلم ج٢۔کتاب الامارة باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیرمعصیۃ وتحریمھا فی المعصیۃ۔☆ابوداؤد ج٣۔ کتاب الجھاد باب فی الطاعۃ۔ عن علی۔☆نسائی جز٧۔کتاب البیعۃ باب جزاء من امر بمعصیۃ فاطاع۔ عن علی۔ ☆مسند احمد ج١۔ص١٢٩عن علی۔ اور کنز العمال ج٦ص٧٧۔حدیث نمبر١٤٩١١ لاطاعۃ بشر فی معصیۃ اللہ ھے۔☆مسند احمد ج١ص١٣١پر عن علی لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ عزوجل۔☆مسندا حمد ج٤ص٤٢٦۔ ٤٢٧۔٤٣٢۔٤٣٦عن عمران بن حصین اس مقام پر لاطاعۃ فی معصیۃ اللہ تبارك وتعالیٰ ھے۔☆مسنداحمد ج٥۔ص٧٠عن حکم بن عمرو غِفاری۔ اس جگه لاطاعۃ فی معصیۃ اللہ تبارك وتعالیٰ ھے۔ ص٦٦۔٦٧۔ عن رجل۔ یھاں پر لاطاعۃ فی معصیۃ اللہ تعالیٰ ھے۔ ☆المستدرك للحاکم ج٣۔ص٤٤٣۔ عن حکم بن عمرو غفاری۔ ☆کنزالعمال ج٥۔ حدیث نمبر١٤٨٧٤۔

(۱۰) مسند احمد ج٢۔ص٣٩٨۔☆ابوداؤد کتاب الطلاق، باب فیمن خبَّبَ امرأۃ علی زوجھا۔☆ابوداؤد نے لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَۃً عَلٰی زَوْجِھَا روایت کیاھے اور ابوداؤد کتاب الادب باب فیمن خبّب مملوکا علی مولاہ کے تحت مَنْ خَبَّبَ زَوْجَۃَ امْرِئٍ اَوْمَمْلُوْکَہٗ فَلَیْسَ مِنَّا نقل کیاھے۔☆مجمع الزوائد ج٤۔کتاب النکاح، باب فیمن افسد امرأۃ علی زوجھا۔ عن بریدۃ۔☆المستدرك ج٢۔کتاب الطلاق باب لیس منا من خبب امرأۃ علی زوجھا اوعبد اعلی سیدہ۔

(۱۱) مسلم ج١کتاب الحج حجۃ النبی ﷺ۔☆ابوداؤد ج٢۔کتاب المناسك(الحج) باب صفۃ حجۃ النبی ﷺ۔ ☆ترمذی ج١۔ابواب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا۔☆ابنِ ماجه کتاب النکاح باب حق المرأۃ علی الزوج اور کتاب المناسك باب حجۃ رسول اللہ ﷺ۔☆دارمی ج١۔کتاب المناسك باب ٣٤ فی سنۃ الحج۔ عن جابر۔☆مسند احمد ج٥۔ص٧٣۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج٧۔ ص٢٩٥ کتاب القسم والنشوز باب حق المرأۃ علی الرجل۔ عن جابر۔☆کنزالعمال ج١ص٣٧٨۔ ☆تفسیر ابن کثیر ج١ الرجال قوامون علی النساء کے تحت (سورۃ النساء)۔

(۱۲) ابوداؤد الطیالسی ج٨۔ص٢٦٣۔عن ابن عمرؓ۔☆ کنزالعمال ج١٦ص٣٣٩ عن ابن عمرؓ اورص٣٣٥پر فان فعلت لعنھا اللہ وملائکۃ الغضب حتی تتوب اوتراجع کے الفاظ ھیں اور السنن الکبریٰ للبیھقی نے بھی یھی الفاظ نقل کیے ھیں۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج٧۔ کتاب القسم والنشوز باب ماجاء فی بیان حقه عَلَیْھَا۔

(۱۳) ترمذی ج١ابواب الصوم باب ماجاء فی کراھیۃ صوم المرأۃ الاباذن زوجھا۔ ابن ماجه کتاب الصیام باب فی المرأۃ تصوم بغیر اذن زوجھا۔

(۱۴) ابن ماجه کتاب الصیام باب فی المرأۃ تصوم بغیر اذن زوجھا۔

(۱۵) ابوداؤد کتاب الصیام باب المرأۃ تصوم بغیر اذن زوجھا۔☆مسنداحمد ج٣۔ص٥٠٠۔ابوھریرہ☆ السنن الکبریٰ ج٧۔کتاب القسم والنشوز باب ماجاء فی بیان حقه علیھا۔☆مسند احمد ج٢ص٤٧٦ پر حضرت ابوھریرہؓ سے ایک روایت باین الفاظ بھی منقول ھے۔

(۱۶) المصنف لعبد الرزاق ج٤۔ص٣٠٦۔ اور یہ بھی منقول ھے:عن مجاھد ان النبی ﷺ نھی امرأۃ ان تصوم یوما من

غیر رمضان الا باذن زوجھا۔☆کنزالعمال ج۱٦۔حدیث نمبر ٤٤٧٨٠۔ حدیث نمبر ٤٤٨١٣ کے الفاظ لاتصوم امرأة یوما واحدًا وزوجھا شاھد الاباذنه ھیں۔

(١٧) کنزالعمال ج۱٦۔ص۳۳٤۔۳۳٥۔ عن ابن عمر۔۳۳۹پر عن ابن عمر کے واسطه سے ابن عساکر کی روایت بھی موجود ھے۔

(١٨) دارمی ج۱۔ کتاب الصوم باب ۲۰ النھی عن صوم المرأة تطوعا الاباذن زوجھا۔☆ ابوداؤد الطیالسی ج۸۔ ص۲٦۳پر ابن عمر سے منقول ھے لاتصوم تطوعا الاباذنه۔

(١٩) بخاری ج۲۔کتاب النکاح باب لاتاذن المرأة فی بیت زوجھا الاباذنه۔☆مسلم ج۱کتاب الزکاة۔ باب اجرالخازن الامین والمرأة اذا تصدقت من بیت زوجھا الخ اس میں لَاتَصُمِ الْمَرأةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ھے۔ ☆السنن الکبریٰ ج٤۔کتاب الصیام باب المرأة لاتصوم تطوعا وبعلھا شاھد الا باذنه اس کے الفاظ ھیں: قال رسول الله ﷺ لَاتَصُوْمُ الْمَرأةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔☆المستدرك للحاکم ج۱۔کتاب الصوم باب لاتصوم امرأة الا باذنِ زوجھا۔میں صرف لَاتَصُوْمُ امْرَأَةٌ اِلَّابِاِذْنِ زَوْجِهَا ھے۔☆مجمع الزوائد ج۳۔کتاب الصیام باب صیام المرأة بغیر اذن زوجھا۔ عن ابی ھریرة۔

(٢٠) تفسیر ابن جریر ج٤۔پ٤ص۳۹۔ ☆ تفسیر ابن کثیر ج۱سورة النساء۔☆کنزالعمال ج۱٦۔حدیث نمبر ٤٤٤٧٧، کنزالعمال میں فی مالھا ونفسھا ھے۔ اصل ابن جریر میں مالك ھے۔☆مسند ابی داؤد الطیالسی جز ۹ حدیث نمبر۲۳۲٥۔عن ابی ھریرة اس میں ھے خیر النساء الّتی الخ۔☆احکام القرآن للجصاص ج۱۔ البقرة اور ج۳ سوره نساء۔ الرجال قوامون علی النساء کے تحت۔

(٢١) ابنِ ماجه کتاب النکاح باب افضل النساء۔ عن ابی ھریرة۔☆مجمع الزوائد ج٤۔کتاب النکاح باب فی المرأة الصالحة وغیرھا، فیه جابر الجعفی وھو ضعیف۔ ابنِ ماجه کی روایت کے راوی علی بن یزید کے بارے میں بخاری نے منکر الحدیث کھاھے اور ایك دوسرا راوی عثمان بن ابی العاتکة مختلف فیه ھے۔

(٢٢) مجمع الزوائدج٤۔ کتاب النکاح باب فی المرأة الصالحة وغیرھا۔

(٢٣) نسائی ج٦۔کتاب النکاح باب ای النساء خیر۔☆مسند احمد ج۲۔ ص۲٥۱۔۴۳۲۔۴۳۸۔ عن ابی ھریرة۔ ☆ابوداؤد نے کتاب الزکاة باب فی حقوق المال میں نقل کیاھے۔

(٢٤) ابوداؤد ج۲۔کتاب الزکاة باب فی حقوق المال۔☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب التفسیر باب خیر مایکنز المرء المرأة الصالحة۔ ☆کنزالعمال ج۱٦۔حدیث ٤٤٤٥٠۔

(٢٥) السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔کتاب النکاح باب استحباب التزوج بالودود الولود۔☆المستدرك للحاکم ج۲۔ کتاب النکاح باب ای النساء خیر؟ عن ابی ھریرة۔

(٢٦) احکام القرآن للجصاص ج۳۔ باب بر الوالدین۔ مصنف ابنِ ابی شیبة ج۲۔٤ کتاب النکاح باب المرأة الصالحة والسیئة الخلق۔

(٢٧) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأة مھاجرة فراش زوجھا۔

(۲۸) مسلم ج۱۔کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب القسم والنشوز۔ باب ماجاء فی بیان حقه علیها۔

(۲۹) حواله مذکوره بالا اور کنزالعمال ج۱٦۔ حدیث نمبر ٤٥٠٠٠۔☆دارمی کتاب النکاح، باب ۳۸۔ فی حق الزوج علی المرأة۔

(۳۰) بخاری ج۲۔کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأة مهاجرةً فِرَاش زوجها۔☆تفسیر ابن کثیر ج۱سورۃ النساء۔ الرجال قوّامون علی النساء کے تحت۔

(۳۱) بخاری ج۱۔کتاب بدإ الخلق باب اذا قال احدکم اٰمین والملائکة فی السماء اٰمین الخ ☆مصنف ابن ابی شیبة ج۲۔٤۔کتاب النکاح باب ماحق الزوج علی امرأته۔☆مصنف ابنِ ابی شیبة میں فباتت غضبان علیهاهے۔ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب القسم والنشوز باب ماجاء فی بیان حقه علیها۔

(۳۲) ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المرأة۔☆کنزالعمال ج۱٦۔ حدیث نمبر٤٤٧٩٢۔

(۳۳) مجمع الزوائد ج٤۔ کتاب النکاح باب فیمن یدعوها زوجها فتعتل بحواله الطبرانی فی الاوسط ورجاله ثقات۔

(۳٤) مسلم ج۱۔کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها۔

(۳۵) ترمذی ابواب الرضاع باب ماجاء فی الرجل یری المرأة فتعجبه۔ ☆مصنف ابنِ ابی شیبة ج۲۔٤۔کتاب النکاح، باب ماقالوا فی الرجل یری المرأة فتعجبه۔ من قال: یجامع اهله۔

(۳٦) کنز العمال ج۱٦۔ حدیث ٤٤٨٤٢۔

(۳۷) بخاری ج۲۔کتاب الادب، بابٌ من احق الناس بحُسن الصحبةِ۔☆مسلم ج۲کتاب البر والصلة، باب بر الوالدین وأیهما احق به۔☆الادب المفرد للبخاری باب بر الاب عن ابی هریرة۔ اس میں مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ کے بجائے مَنْ اَبَرُّ؟ سے روایت کا آغاز هواهے۔ ☆ ابوداؤد ج٤کتاب الادب باب فی برالوالدین۔☆ترمذی ج۲۔ ابواب البروالصلة، باب ماجاء فی برالوالدین۔☆ابوداؤد اور ترمذی کی روایت بھی من ابرُّ؟ سے شروع هوتی هے۔ آخر میں الاقرب فالاقرب هے۔☆ابن ماجه کتاب الادب، باب۱ برالوالدین۔ عن ابی هریرة۔ اس نے بھی من ابرّ؟ سے آغاز نقل کیاهے۔☆مجمع الزوائدج۸۔کتاب البر والصلة باب ماجاء فی البرّ وحق الوالدین، عن ابی هریرة۔ الزوائد میں جاء ت امرأة الی رسول الله ﷺ فقالت : یارسول الله من ابرُّ؟ ☆المستدرك للحاکم ج٤ص۱۵۰۔ کتاب البروالصلة باب برامك ثم اباك ثم الاقرب فالاقرب۔

(۳۸) مسلم ج۲۔کتاب البروالصلة، باب برالوالدین وایهما احق به۔☆ ابن ماجه کتاب الوصایا، باب النهی عن الامساك فی الحیاة والتبذیر عندالموت۔☆ابن ماجه نے مَاحَقُّ النَّاسِ مِنِّیْ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ سے روایت شروع کی هے۔☆مسند احمد ج۲۔ص۳۲۷۔۳۹۱۔ عن ابی هریرة ص۳۲۷ پر منقول روایت کا آغاز اَیُّ النَّاسِ اَحَقُّ مِنِّیْ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ۔ اور ص۳۹۱ پر منقول روایت کا آغاز نَبِّئْنِیْ بِاَحَقِّ النَّاسِ مِنِّیْ صُحْبَةً سے هواهے۔

(۳۹) بخاری ج۲۔کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر۔☆بخاری ج۱۔کتاب الاستقراض، باب ما یُنهیٰ عن اضاعة المال الخ۔☆بخاری ج۲۔کتاب الرقاق، باب مایکره من قیل وقال۔ ☆بخاری ج۲۔کتاب الاعتصام، باب

مایکرہ من کثرۃ السُوال۔☆مسلم ج۲۔کتاب الاقضیۃ، باب النھی عن کثرۃ المسائل من غیرحاجۃ الخ☆دارمی کتاب الرقاق، باب ۳۸ ان اللہ کرہ لکم قیل وقال۔☆مسنداحمد ج٤۔ص٢٤٦۔٢٥١۔٢٥٤۔٢٥٥۔ ☆مجمع الزوائد ج٨۔کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی الحقوق کے تحت اِنَّ اللّٰہَ کَرِہَ لَکُمْ ثلاثا عقوق الامھات الخ عن معقل بن یسار۔

(٤٠) بخاری ج۲۔کتاب النکاح، باب المُدَاراۃ مع النساء وقول النبی ﷺ انما المرأۃ کالضلع۔☆مجمع الزوائد ج٤۔عن عائشۃؓ۔ اس کا آخری فقرہ وھی یستمتع بھا علی عوج ھے۔☆المستدرك للحاکم ج٤۔کتاب البروالصلۃ باب المرأۃ خلقت من ضلع اعوج۔ مستدرك نے ان ترکتھا تعش بھا نقل کیاھے۔

(٤١) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء۔

(٤٢) ابن ماجہ کتاب النکاح، باب ضرب النساء۔☆المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب النکاح، باب حق الزوجۃ علی الزوج۔☆ ابوداؤد ج۲۔ کتاب النکاح، باب فی ضرب النساء۔☆ابوداؤد اور مستدرك نے سبعون کے بجائے نساء کثیر نقل کیاھے اورص۱۹۱ پر سبعون بھی ھے اور اس مقام پر لیس اولئك خیارکم ھے۔☆کنز العمال ج۱۔ حدیث نمبر ٤٤٩٨٤۔☆ابنِ سعد بحوالہ کنزالعمال ج۱۔ص۳۷۸۔

(٤٣) مسلم ج۲۔کتاب البر والصلۃ باب فضل الاحسان الی البنات۔

(٤٤) بخاری ج۱ کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار ولوبشق تمرۃ۔ ☆مسلم ج۲۔کتاب البر والصلۃ، باب فضل الاحسان الی البنات۔ مسلم نے ھٰذِہٖ روایت نھیں کیا۔☆ترمذی ج۲۔ ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی النفقات علی البنات ھذا حدیث حسن صحیح۔☆مسند احمد ج٦۔ص۳۳۔۸۸۔۱٦٦۔٢٤۳۔

(٤٥) مسلم ج۲۔کتاب البر والصلۃ باب فضل الاحسان الی البنات۔☆ کنز العمال ج١٦۔

(٤٦) مسلم ج۲۔کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء۔☆نسائی ج٦۔کتاب النکاح، باب المرأۃ الصالحۃ۔ نسائی نے اِنَّ الدُّنیَا کُلَّھَا مَتَاعٌ، وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ۔ نقل کیاھے۔ ☆مسند احمد ج۲۔ ص١٦٨عبداللہ بن عمرو۔

(٤٧) نسائی ج۷۔کتاب عشرۃ النساء باب حب النساء۔☆ مسند احمد ج۳۔ص١٢٨۔١٩٩۔٢٨٥۔ عن انس۔ ☆المستدرك للحاکم ج۲۔ کتاب النکاح باب خیر ھذہ الامۃ اکثرھم نساء۔ عن انس۔

(٤٨) ابن ماجہ کتاب النکاح، باب٥۔۱فضل النساء۔

(٤٩) ترمذی ابواب المناقب، باب فی فضل ازواج النبی ﷺ۔☆ابنِ ماجہ کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء۔ عن ابن عباس۔☆ سنن دارمی کتاب النکاح، باب٥٥ فی حسن معاشرۃ النساء۔ عن عائشۃؓ۔☆مجمع الزوائدج٤۔ کتاب النکاح، باب حق المرأۃ علی الزوج۔ عن ابن عباس۔☆کنزالعمال ج١٦۔حدیث نمبر٤٤٩٤١۔☆ ابن عساکر عن علی بحوالہ کنز العمال ج١٦حدیث ٤٤٩٤٣۔☆ المستدرك للحاکم ج٤۔کتاب البر والصلۃ، باب خیرکم خیرکم للنساء۔ عن ابن عباس مستدرك نے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِلنِّسَآءِ نقل کیاھے۔ ☆تاریخ بغداد خطیب بغدادی ج۷۔☆زاد المعاد ج۱۔ص٥٥ فصل فی ھدیہ فی النکاح ومعاشرتہ ﷺ أھلہ۔

(٥٠) ترمذی ج۱ ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا۔☆ ابن ماجہ کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ

النساء۔☆ مجمع الزوائد ج٤۔کتاب النکاح، باب حق المرأة علی الزوج۔☆مجمع الزوائد میں خیرکم خیرکم لنسائھم۔ عن ابی ھریرة بھی روایت کیا گیاھے۔کنز العمال ج١٦۔ حدیث ٤٤٩٧١۔☆ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ج٧۔ص٢١٢پر حضرت عائشه کے واسطه سے قالت: قال رسول الله ﷺ ان خیارکم احسنکم اخلاقا والطفکم باھله نقل کیاھے۔

(٥١) بخاری ج٢۔کتاب النکاح، باب اتخاذ السراری ومن اعتق جاریته ثم تزوجھا۔

(٥٢) بخاری ج١۔کتاب العلم باب تعلیم الرجل امته واھله۔

(٥٣) امام بخاری نے ج١۔ص٣٤٦۔ کتاب العتق، باب العبد اذا احسن عبادة ربه عزوجل ونصح سیده۔

(٥٤) بخاری ج١ کتاب الانبیاء، باب قول الله عزوجل واذکر فی الکتاب مریم اذا نتبذت من اھلھا الخ۔کتاب الجھاد، باب من فضل من اسلم من اھل الکتابیَنِ کے تحت ثَلَاثَةٌ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَرَّتین الخ روایت کی ھے۔☆مسلم ج١کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمدﷺ۔ ☆ابوداؤد ج٢۔کتاب النکاح باب فی الرجل یعتق امته ثم یتزوجھا۔ اس میں صرف من اعتق جاریته وتَزَوَّجَھَا کَانَ لَهٗ اَجْرَانِ ھے۔ ☆ ابن ماجه کتاب النکاح، باب٤٢۔ الرجل یعتق اَمَتَهٗ ثم یتزوجھا۔ عن ابی موسیٰ۔ ☆سنن دارمی کتاب النکاح، باب٤٦۔ فضل من اعتق امة ثم تزوجھا عن ابی موسیٰ۔☆مسند احمد ج٤۔ ص٣٩٥۔٣٩٨۔٤٠٨۔٤١٤۔٤٤٥۔☆الادب المفرد للبخاری ص٦١ پر ابوبردہ عن ابیه کے حواله سے ثلاثة لھم اجران والی روایت نقل کی ھے۔ ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج٧۔کتاب النکاح، باب الرجل یعتق امته ثم یتزوج بھا۔ عن ابی موسی اشعری بیھقی نے ثلاثة لھم اجران اورایما رجل کانت له جاریة والی دونوں روایتیں نقل کی ھیں۔

فصل: ١٧

عزل کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر

١٣٩ ۔ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

''ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عزل کرتے تھے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ. وَعَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ.(١)

تشریح: مسلمانوں میں جو حضرات ضبط ولادت کے مؤید ہیں ان کو اپنی تائید میں قرآن مجید سے ایک لفظ بھی نہیں مل سکتا۔ اس لیے وہ حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور بعض ایسی احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں عزل کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن حدیث سے استدلال کرنے میں چند امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، جن کو نظر انداز کر کے کسی فقہی مسئلہ کا استنباط نہیں کیا جا سکتا۔

اولاً: مسئلہ متعلقہ کے باب میں تمام احادیث کا استقصاء کیا جائے۔

ثانیاً: ارشاد نبوی کے موقع ومحل کو پیش نظر رکھا جائے۔

ثالثاً: اس وقت عرب کے جو حالات تھے ان کو ملحوظ رکھا جائے۔

لہٰذا ہم ان تینوں امور کو ملحوظ رکھ کر ان احادیث پر نظر ڈالیں گے جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ عرب جاہلیت میں برتھ کنٹرول کے لیے قتل کا طریقہ رائج تھا، جس کے دو وجوہ تھے۔ ایک معاشی حالات کی خرابی، جن کی وجہ سے ماں باپ اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے، تاکہ ان کے رزق میں کوئی شریک پیدا نہ ہو۔ دوسرے غیرت کا حد سے بڑھا ہوا جذبہ، جو لڑکیوں کے قتل کا محرک ہوتا تھا۔ اسلام نے آ کر اس کو سختی کے ساتھ منع کیا اور اس باب میں عربوں کی ذہنیت ہی بدل دی۔

اس کے بعد مسلمانوں کا رجحان عزل، یعنی مباشرت بلا انزال فی الفرج کی طرف راغب ہوا۔ لیکن یہ رجحان عام نہ

تھا، نہ برتھ کنٹرول کی کوئی تحریک جاری ہوئی تھی، نہ اس کو قومی پالیسی بنانا مقصود تھا، نہ اس کے محرک وہ عہد جاہلیت کے جذبات وخیالات تھے، جن کی وجہ سے قتل اولاد کے ظالمانہ طریقہ پر عمل کیا جاتا تھا۔ بلکہ دراصل اس کے تین وجوہ تھے۔ جو احادیث کے تتبع سے ہم کو معلوم ہوتے ہیں:

- ایک یہ خیال کہ لونڈی سے اولاد نہ ہو۔
- دوسرے یہ کہ لونڈی کے ام ولد[1] بن جانے سے یہ خوف تھا کہ اس کو پھر ہمیشہ اپنے پاس رکھنا ہوگا۔
- تیسرے یہ کہ زمانۂ رضاعت میں حمل ٹھہر جانے سے شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچنے کا خوف تھا۔

ان وجوہ سے مخصوص حالات میں بعض صحابہ نے عزل کی ضرورت محسوس کی اور یہ دیکھ کر کہ اس فعل کے عدم جواز کا کوئی صریح حکم کتاب وسنت میں نہیں آیا ہے اس پر عمل کیا، مثلاً ابن عباس سعد بن ابی وقاص اور ابوایوب انصاریؓ، انہی بزرگوں میں سے ایک حضرت جابرؓ بھی ہیں، جنہوں نے شارع کے سکوت کو رضا پر محمول کیا ہے، چنانچہ ان سے جو احادیث مروی ہیں ان کے الفاظ یہ ہیں:

كُنَّا نَعزِلُ عَلٰى عَهدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔

''ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عزل کرتے تھے۔''

كُنَّا نَعزِلُ وَالقُرآنُ يَنزِلُ۔

''ہم عزل کرتے تھے اس حال میں کہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔''

كُنَّا نَعزِلُ عَلٰى عَهدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالقُرآنُ يَنزِلُ۔

''ہم عہد رسول اللہ ﷺ میں عزل کرتے تھے جب کہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔''

ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جابرؓ اور ان کے ہم خیال صحابہؓ نے عزل کے باب میں کوئی صریح حکم نہ ہونے کو اس کے جواز کی دلیل سمجھا۔ ایک اور حدیث جو انہی صحابی سے امام مسلم نے نقل کی یہ ہے کہ ''ہم عہد رسالت میں عزل کرتے تھے، اس کی خبر حضورؐ کو پہنچی، اور آپؐ نے ہم کو منع نہ فرمایا۔'' اس حدیث میں بھی ابہام ہے۔ صاف معلوم نہیں ہوتا کہ حضورؐ سے کچھ پوچھا گیا یا نہیں اور پوچھا گیا تو حضورؐ نے اس پر کیا فرمایا؟

دوسری احادیث یہ بتاتی ہیں کہ اس مسئلے میں حضورؐ سے سوال کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ ہمارے ہاتھ لونڈیاں آئیں اور ہم نے عزل کیا، پھر اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا:

''کیا تم ایسا کرتے ہو؟'' ''کیا تم ایسا کرتے ہو؟'' ''کیا تم ایسا کرتے ہو؟ قیامت تک جو بچے پیدا ہونے ہیں وہ تو ہو کر ہی رہیں گے۔'' (بخاری)

---

[1] یعنی بچے کی ماں۔

امام مالکؒ نے مؤطا میں انہی ابوسعید خدریؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بنی المصطلق میں ہمارے ہاتھ لونڈیاں آئیں۔ اہل وعیال سے دوری ہم پر شاق گزر رہی تھی۔ ہم نے چاہا کہ ان عورتوں سے استمتاع کریں۔ مگر اس کے ساتھ ہماری خواہش یہ بھی تھی کہ ان کو فروخت کر دیں۔ اس لیے ہم نے خیال کیا کہ ان سے عزل کرنا چاہیے تا کہ اولاد پیدا نہ ہو۔ ہم نے حضورؐ سے سوال کیا، آپؐ نے فرمایا:

۱۴۰۔ مَاعَلَیْکُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْا، مَا مِنْ نَسَمَةٍ کَائِنَةٍ اِلَّا وَهِیَ کَائِنَةٌ.

''کیا بگڑ جائے گا اگر تم ایسا نہ کرو۔ قیامت تک جو بچے پیدا ہونے والے ہیں وہ تو ہو کر ہی رہیں گے۔''

تخریج:〈۱〉 **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ، قَالَ: حَدَّثَنَاجُوَیْرِیَةُ عَنْ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنِ ابْنِ مُحَیْرِیْزٍ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: اَصَبْنَا سَبْیًا فَکُنَّا نَعْزِلُ، فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَوَاَنَّکُمْ لَتَفْعَلُوْنَ؟ قَالَهَا ثَلَاثًا: مَا مِنْ نَسَمَةٍ کَائِنَةٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ، اِلَّا هِیَ کَائِنَةٌ.**(۲)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خُدریؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے ہاتھ کچھ لونڈیاں آئیں، ہم ان سے عزل کرتے تھے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا، کیا تم ایسا کرتے ہو؟ آپ نے اس کو تین مرتبہ دہرایا اور فرمایا، قیامت تک جو بچے پیدا ہونے والے ہیں وہ تو ہو کر رہیں گے۔

〈۲〉 حَدَّثَنِیْ یَحْیٰ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیٰی بْنِ حَسَّانٍ عَنِ ابْنِ مُحَیْرِیْزٍ، اَنَّهٗ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَیْتُ اَبَاسَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیَّ، فَجَلَسْتُ اِلَیْهِ فَسَأَلْتُهٗ عَنِ الْعَزْلِ، قَالَ اَبُوْسَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیُّ، خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غَزْوَةِ بَنِی الْمُصْطَلِقِ، فَاَصَبْنَا سَبْیًا مِنْ سَبْیِ الْعَرَبِ، فَاشْتَهَیْنَا النِّسَآءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَیْنَا الْعُزْبَةُ وَاَحْبَبْنَا الْفِدَاءَ فَاَرَدْنَا اَنْ نَعْزِلَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَ اَظْهُرِنَا قَبْلَ اَنْ نَسْئَالَهٗ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَالِکَ فَقَالَ: مَاعَلَیْکُمْ اَنْ لَّاتَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَسَمَةٍ کَائِنَةٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ اِلَّا وَهِیَ کَائِنَةٌ.(۳)

بخاری میں ابوسعید خدری سے مروی ایک روایت:

〈۳〉فَسَأَلُوا النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: مَاعَلَیْکُمْ اَلَّاتَفْعَلُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْکَتَبَ مَنْ هُوَخَالِقٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ.(٤)

ترجمہ : لوگوں نے نبی ﷺ سے عزل کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا بگڑ جائے گا اگر ایسا نہ کرو۔ قیامت تک جن کو اللہ پیدا فرمانے والا ہے ان کو لکھ چکا ہے۔

〈۴〉وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قَزَعَةَ، سَأَلْتُ اَبَاسَعِيْدٍ فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَيْسَ نَفْسٌ مَخْلُوْقَةٌ اِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا.

ترجمہ : مجاہد قزعہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوسعید سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ساری مخلوق کا خالق تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

〈۵〉حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْدَاؤدَ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا الْوَدَّاكِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ: لَمَّا اَصَبْنَا سَبْىَ خَيْبَرَ، سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: لَيْسَ مِنْ كُلِّ الْمَآءِ يَكُوْنُ الْوَلَدُ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَخْلُقَ شَيْئًا لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ.(۵)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر کچھ لونڈیاں ہمارے ہاتھ آئیں۔تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا ہر قطرہ منی میں یہ صلاحیت نہیں کہ اس سے بچہ ہو۔مگر جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا فرمانا چاہے تو پھر کوئی چیز مانع نہیں بن سکتی۔

مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب عزل کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا:

۱۴۱۔ لَاعَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْا ذَالِكَ.

''اگر تم ایسا نہ کرو گے تو کچھ نقصان نہ ہو جائے گا۔''

تخریج:〈۱〉عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ اَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوالصِّرْمَةِ عَلٰى اَبِىْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِىِّ فَسَأَلَهُ اَبُوالصِّرْمَةِ فَقَالَ: يَا اَبَاسَعِيْدٍ! هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُالْعَزْلَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةً بِالْمُصْطَلِقِ، فَسَبَيْنَا كَرَائِمَ الْعَرَبِ، فَطَالَتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ، وَرَغِبْنَا فِى الْفِدَاءِ، فَاَرَدْنَا اَنْ نَسْتَمْتِعَ وَنَعْزِلَ، فَقُلْنَا نَفْعَلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَظْهُرِنَا لَانَسْأَلُهُ، فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: لَاعَلَيْكُمْ، اَلَّاتَفْعَلُوْا مَاكَتَبَ اللّٰهُ خَلْقَ نَسَمَةٍ هِىَ كَائِنَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّاسَتَكُوْنُ.(۶)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے:

〈۲〉ثُمَّ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَنَا: وَاِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ وَاِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ، مَامِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا هِىَ كَائِنَةٌ.

ایک اور دوسری روایت میں ہے:

〈۳〉 لَاعَلَيْكُمْ اَلَّاتَفْعَلُوْا فَاِنَّمَا هُوَالْقَدَرُ.(۷)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

۱۴۲۔ وَلِمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ.

''تم میں سے کوئی یہ فعل کیوں کرے؟''

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آ کر عرض کیا میرے پاس ایک لونڈی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس سے اولاد ہو، اس پر حضورؐ نے فرمایا:

۱۴۳۔ اِعۡزِلۡ عَنۡهَا اِنۡ شِئۡتَ فَاِنَّهٗ سَيَأۡتِيۡهَا مَاقُدِّرَ لَهَا.

''تو چاہے تو عزل کرلے، مگر جو اولاد اس کی تقدیر میں لکھی ہے، وہ تو ہو کر رہے گی۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَحۡمَدُ بۡنُ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ يُوۡنُسَ، قَالَ: نَازُهَيۡرٌ، قَالَ: نَااَبُوالزُّبَيۡرِ، عَنۡ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلاً اَتٰى رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: اِنَّ لِيۡ جَارِيَةً هِيَ خَادِمُنَا وَسَانِيَتُنَا وَاَنَا اَطُوۡفُ عَلَيۡهَا، اَنَا اَكۡرَهُ اَنۡ تَحۡمَلَ فَقَالَ: اِعۡزِلۡ عَنۡهَا اِنۡ شِئۡتَ، فَاِنَّهٗ سَيَاۡتِيۡهَا مَاقُدِّرَ لَهَا، فَلَبِثَ الرَّجُلُ، ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ: اِنَّ الۡجَارِيَةَ قَدۡحَبِلَتۡ، فَقَالَ قَدۡ اَخۡبَرۡتُكَ اَنَّهٗ سَيَاۡتِيۡهَا مَاقُدِّرَ لَهَا. (۸)

ـــــ مسلم کی ایک دوسری میں و انا اعزل عنها ہے اور روایت کے آخر میں فقال رسول الله ﷺ انا عبدالله و رسولهٗ ہے۔

تشریح: ان کے علاوہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے ترمذی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ صحابہ میں سے جو اہل علم تھے وہ عموماً عزل کو مکروہ سمجھتے تھے۔ مؤطا میں امام مالک نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جو عزل کو ناپسند کرتے تھے۔

ان سب روایات کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس فعل کی اجازت نہ دی تھی بلکہ آپ اس کو عبث اور ناپسندیدہ فعل سمجھتے تھے اور آپؐ کے جن اصحاب کو تفقہ فی الدین کا مرتبہ حاصل تھا، وہ بھی اس کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے۔ لیکن چونکہ عزل کی کوئی عام تحریک قوم میں جاری نہیں ہوئی تھی اور اس کو ایک عام قومی طرز عمل نہیں بنایا جارہا تھا، بلکہ محض چند افراد اپنی مجبوریوں اور ضرورتوں کی بنا پر اس فعل کا ارتکاب کرتے تھے، اس لیے آپؐ نے اس کی ممانعت کا کوئی قطعی اعلان بھی نہ فرمایا۔ اگر اس وقت برتھ کنٹرول کی کوئی عام تحریک شروع ہوتی تو یقیناً حضورؐ نہایت سختی کے ساتھ روکتے۔

(اسلام اور ضبط ولادت حامیان...: احادیث...)

عزل کے متعلق جو کچھ آنحضور ﷺ سے پوچھا گیا اور اس کے جواب میں جو کچھ حضور ﷺ نے بیان فرمایا، اس کا تعلق صرف انفرادی ضروریات اور استثنائی حالات سے تھا۔ ضبط ولادت کی کوئی عام دعوت و تحریک ہرگز پیش نظر نہ تھی۔ نہ ایسی کسی تحریک کا مخصوص فلسفہ تھا جو عوام میں پھیلایا جارہا ہو، نہ ایسی تدابیر وسیع پیمانے پر ہر مرد و عورت کو بتائی جارہی تھیں کہ وہ باہم مباشرت کرنے کے باوجود استقرارِ حمل کو روک سکیں، اور نہ حمل کو روکنے والی دوائیں اور آلات ہر کس و ناکس کی دست تک پہنچائے جارہے تھے۔ عزل کی اجازت میں جو چند روایات مروی ہیں، ان کی حقیقت بس یہ ہے کہ کسی اللہ کے بندے نے اپنے ذاتی حالات یا مجبوریاں بیان کیں اور آنحضور ﷺ نے انہیں سامنے رکھ کر کوئی مناسب جواب دے دیا۔ اس طرح کے

جو جوابات نبی ﷺ سے حدیث میں منقول ہیں ان سے اگر عزل کا جواز نکلتا بھی ہے تو وہ ہرگز ضبطِ ولادت کی اس عام تحریک کے حق میں استعمال نہیں کیا جا سکتا، جس کی پشت پر ایک خالص مادہ پرستانہ نظریہ اور اباحیت پسندانہ فلسفہ کارفرما ہے۔ ایسی کوئی تحریک اگر آنحضرت ﷺ کے سامنے اٹھتی تو مجھے یقین ہے کہ آپ اس پر لعنت بھیجتے اور اس کے خلاف ویسا ہی جہاد کرتے جیسا شرک و بت پرستی کے خلاف آپؐ نے کیا۔ میں ہر اس شخص کو جو عزل سے متعلق آنحضور ﷺ کے ارشادات کا غلط استعمال کر کے انہیں موجودہ تحریک کے حق میں دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے خدا سے ڈراتا ہوں، اور مشورہ دیتا ہوں کہ وہ رسولِ خدا ﷺ کے مقابلے میں اپنی اس جسارت سے باز رہے۔ مغرب کی بے خدا تہذیب وفکر کی پیروی اگر کسی کو کرنی ہو تو سیدھی طرح اسے دینِ مغرب سمجھ کر ہی اختیار کرے۔ آخر وہ اسے عین خدا اور رسول کی تعلیم قرار دے کر، اللہ کا مزید غضب مول لینے کی کوشش کیوں کرتا ہے؟

اسلام جس طرح ضبط ولادت کی عمومی تحریک کو روا نہیں رکھتا، اسی طرح وہ قصداً بانجھ بننے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔ یہ کہنا کہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو بانجھ کر لینا کوئی ناجائز کام نہیں ہے، اتنا ہی غلط ہے جتنا یہ کہنا غلط ہے کہ آدمی کا خودکشی کر لینا جائز ہے۔ دراصل اس طرح کی باتیں وہ لوگ کرتے ہیں، جن کے نزدیک آدمی اپنے جسم اور اس کی قوتوں کا خود مالک ہے اور اپنے جسم اور اس کی قوتوں کے ساتھ جو کچھ بھی کرنا چاہے کر لینے کا حق رکھتا ہے۔ اسی غلط خیال کی وجہ سے جاپانی خودکشی کو جائز سمجھتے ہیں۔ اسی غلط خیال کی وجہ سے بعض جوگی اپنے ہاتھ یا پاؤں یا زبان بیکار کر لیتے ہیں۔ لیکن جو شخص اپنے آپ کو خدا کا مملوک سمجھتا ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ یہ جسم اور اس کی قوتیں خدا کا عطیہ اور اس کی امانت ہیں اس کے نزدیک اپنے آپ کو بانجھ کر لینا ویسا ہی گناہ ہے جیسا کسی دوسرے انسان کو زبردستی بانجھ کر دینا یا کسی کی بینائی ضائع کر دینا گناہ ہے۔

(رسائل ومسائل سوم، فقہی مسائل: ضبط ولادت)

دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے اسلام صرف ایک ہی حل پیش کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے رزق کے جو ذرائع پیدا کیے ہیں ان کو زیادہ بڑھانے اور استعمال کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور جو ذرائع اب تک مخفی ہیں ان کو دریافت کرنے کی پیہم سعی کی جاتی رہے۔ آبادی روکنے کی ہر کوشش خواہ وہ قتل اولاد ہو، یا اسقاطِ حمل یا منع حمل، غلط اور بے حد تباہ کن ہے۔ ضبطِ ولادت کی تحریک کے چار نتائج ایسے ہیں جن کو رونما ہونے سے کسی طرح نہیں روکا جا سکتا:

۱۔ زنا کی کثرت

۲۔ انسان کے اندر خودغرضی اور معیارِ زندگی بڑھانے کی خواہش کا اس حد تک ترقی کر جانا کہ اسے اپنے بوڑھے ماں باپ اور اپنے یتیم بھائیوں اور اپنے دوسرے محتاجِ امداد رشتہ داروں کا وجود بھی ناگوار گزرنے لگے۔ کیونکہ جو آدمی اپنی روزی میں خود اپنی اولاد کو شریک کرنے کے لیے تیار نہ ہو وہ دوسروں کو بھلا کیسے شریک کر سکے گا؟

۳۔ آبادی کے اضافے کا کم سے کم مطلوبہ معیار بھی جو ایک قوم کو زندہ رکھنے کے لیے ناگزیر ہے، برقرار نہ رہنا، اس لیے

کہ جب یہ فیصلہ کرنے والے افراد ہوں گے کہ وہ کتنے بچے پیدا کریں اور کتنے نہ کریں، اور اس فیصلہ کا مدار اس بات پر ہوگا کہ وہ اپنے معیار زندگی کو نئے بچوں کی آمد کی وجہ سے گرنے نہ دیں۔ تو بالآخر وہ اتنے بچے بھی پیدا کرنے کے لیے تیار نہ ہوں گے، جتنے ایک قوم کو اپنی قومی آبادی برقرار رکھنے کے لیے درکار ہوتے ہیں۔ اس طرح کے حالات میں کبھی کبھی نوبت یہ بھی آجاتی ہے کہ شرح پیدائش شرحِ اموات سے کم تر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ نتیجہ فرانس دیکھ چکا ہے، حتّٰی کہ اس کو "بچے زیادہ پیدا کرو" کی تحریک چلانی پڑی اور انعامات کے ذریعہ سے اس کی ہمت افزائی کرنے کی ضرورت پیش آگئی۔

۴۔ قومی دفاع کا کمزور ہو جانا۔ یہ نتیجہ خصوصی طور پر ایک ایسی قوم کے لیے بے حد خطرناک ہے جو اپنے سے کئی گنا زیادہ دشمن آبادی میں گھری ہوئی ہے۔ (رسائل ومسائل سوم، فقہی مسائل: ضبط...العینین)

ماٰخذ

(۱) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح باب العزل۔ ☆مسلم ج۱۔ کتاب النکاح، باب حکم العزل۔ ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ کتاب النکاح باب العزل۔ ☆ترمذی ابواب النکاح، ج۱۔ باب ماجاء فی العزل۔ عن جابر حدیث جابر حدیث حسن صحیح۔ ☆المصنف لعبدالرزاق ج۷۔ عن جابر۔ اس کے الفاظ ھیں قد کنا نفعله علی عهد رسول الله ﷺ۔ ☆مصنف ابن ابی شیبة ج۲۔ ٤ص۲۱۷۔ عن جابر۔ ☆کنزالعمال ج۱٦۔ ص٥٦٩۔ عن جابر۔ الفاظ المصنف لعبدالرزاق کے ھیں۔

(۲) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح، باب العزل۔ ☆مسلم ج۱۔ کتاب النکاح۔ باب حکم العزل۔ ☆ابوداؤد ج۲۔ کتاب النکاح، باب ماجاء فی العزل۔ بیھقی اور ابوداؤد نے فَاَصَبْنَا سَبْیًا مِنْ سَبْیِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَیْنَا النِّسَاءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَیْنَا الْعُزُبَةُ الخ بیان کیاھے۔ ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ کتاب النکاح باب العزل۔ ☆المصنف لعبدالرزاق ج۷۔ عن ابی سعید خُدری۔ ☆مجمع الزوائد ج٤۔ ص۲۹۷۔ عن صرمة۔ ☆الطبرانی۔ بحواله مجمع الزوائد ج٤۔ ص۲۹۷۔ اس کی روایت میں عبدالحمید بن سلیمان ضعیف راوی ھے۔ ☆کنزالعمال ج۱٦۔ ص٥٦۹۔ عن حذیفه بن الیمان۔ حدیث نمبر٤٥۹۰۳۔

(۳) مؤطا امام مالك ج۲ کتاب الطلاق باب ماجاء فی العزل۔

(٤) بخاری ج۲۔کتاب التوحید، باب قول الله هو الله الخالق الباری المصور۔☆مسلم ج۱ کتاب النکاح، باب حکم العزل۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب فی العزل۔☆ترمذی ابواب النکاح، باب ماجاء فی کراهية العزل۔☆مؤطا امام مالك كتاب الطلاق، باب ماجاء فی العزل۔☆مسنداحمدج۳۔ ص۲۲،٤۷،٤۹،٥۷،٥۹، ٦۸،۷۸،۹۳،۱٤۰،۳۷۷،٤٥۰، (قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ) ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب النکاح باب العزل۔☆کنزالعمال ج١٦۔عن ابی سعید۔

(٥) مسند ابی داؤد الطیالسی ج۹۔ص۲۸۹۔ عن ابی سعید خدری۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب النکاح باب العزل، عن ابی سعید خدری۔☆کنزالعمال ج١٦۔ص۳٥۸۔عن ابی سعید۔

(٦) مسلم ج۱۔کتاب النکاح، باب حکم العزل۔

(۷) مسلم ج۱۔کتاب النکاح، باب حکم العزل۔☆نسائی ج٦۔کتاب النکاح، باب فی العزل۔ ☆ابنِ ماجه کتاب النکاح، باب العزل۔☆دارمی کتاب النکاح، باب فی العزل۔☆ نیل الاوطار ج٦۔باب ماجاء فی العزل۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب النکاح، باب العزل۔

(۸) مسلم ج۱۔کتاب النکاح باب حکم العزل۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب ماجاء فی العزل۔☆کنزالعمال ج١٦۔ حدیث نمبر٤٤۹۱۱۔

فصل:۱۸

متعہ کی تاریخی اور شرعی حیثیت

١٤٤۔ جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں متعہ کرتے تھے، پھر حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں اس کی ممانعت کردی۔

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ : نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ:اَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ، قَالَ:اَخْبَرَنِی اَبُو الزُّبَیْرِ، قَالَ:سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ: کُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقُبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ وَالدَّقِیْقِ الْاَیَّامَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَکْرٍ حَتّٰی نَهٰی عَنْهُ عُمَرُ فِیْ شَاْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَیْثٍ.(۱)

ترجمہ : ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ کے عہد میں عورتوں سے کئی دنوں کے لیے ایک مٹھی بھر کھجوریں اور آٹا دے کر متعہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے متعہ کو عمرو بن حریث کے قصہ میں ممنوع قرار دے دیا۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الْحُلْوَانِیُّ، قَالَ:نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ:اَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ، قَالَ:قَالَ عَطَاءٌ : قَدِمَ جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مُعْتَمِرًا، فَجِئْنَاهُ فِیْ مَنْزِلِهٖ، فَسَاَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ اَشْیَاءٍ، ثُمَّ ذَکَرُوا الْمُتْعَةَ فَقَالَ:نَعَمْ، اسْتَمْتَعْنَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ.(۲)

ترجمہ : عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ، عمرہ کرنے کے لیے آئے تو ہم ان کی قیام گاہ پر ملاقات کے لیے گئے۔ لوگوں نے ان سے بہت سے مسائل دریافت کیے، پھر متعہ کا بھی ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا ہاں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے عہد اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے دور میں متعہ کیا ہے۔

١٤٥۔ سبرۃ الجہنی بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے اس (متعہ) کی اجازت دے دی تھی۔ چنانچہ میں نے خود ایک چادر کے عوض ایک عورت سے متعہ کیا، مگر بعد میں اسی غزوے کے زمانے میں آپؐ نے اعلان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ نے متعہ کو قیامت تک کے لیے حرام کر دیا ہے۔

تخریج:〈۱〉 عَنِ الرَّبِیْعِ بِنْ سَبْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ، نَهٰی عَنْ نِکَاحِ الْمُتْعَةِ.

ترجمہ : سبرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے نکاح متعہ سے منع فرمایا۔

ایک روایت میں ہے:

〈۲〉 اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى يَوْمَ الْفَتْحِ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ.

ترجمہ: فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔

ایک اور روایت میں ہے :

〈۳〉 اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَقَالَ: اَلَا اِنَّهَا حَرَامٌ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كَانَ اَعْطٰى شَيْئًا فَلَا يَاْخُذْهُ. (۳)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے منع فرمایا اور کہا، سن لو کہ یہ متعہ تمہارے آج کے دن سے قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ جس کسی نے کوئی چیز دی ہو وہ اسے واپس نہ لے۔

〈۴〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَ نَا اَبِيْ، قَالَ: نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الرَّبِيْعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قَدْ كُنْتُ اَذِنْتُ لَكُمْ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيْلَهَا وَلَا تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا. (٤)

ترجمہ : ربیع بن سبرہ جہنی نے اپنے والد کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی مگر اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک حرام کر دیا ہے لہٰذا جس کسی کے پاس ان میں سے کوئی ہو تو اسے چھوڑ دے اور جو کچھ تم ان کو دے چکے ہو وہ واپس نہ لو۔

〈۵〉 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: نَا لَيْثُ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ سَبْرَةَ اَنَّهُ قَالَ: اَذِنَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُتْعَةِ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ اِلَى امْرَاَةٍ مِنْ بَنِيْ عَامِرٍ. كَاَنَّهَا بَكْرَةٌ عَيْطَاءُ، فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا اَنْفُسَنَا، فَقَالَتْ: مَاتُعْطِيْ؟ فَقُلْتُ : رِدَائِيْ، وَقَالَ صَاحِبِيْ : رِدَائِيْ، وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِيْ اَجْوَدُ مِنْ رِدَائِيْ، وَكُنْتُ اَشَبَّ مِنْهُ، فَاِذَا نَظَرَتْ اِلٰى رِدَاءِ صَاحِبِيْ اَعْجَبَهَا، وَاِذَا نَظَرَتْ اِلَيَّ اَعْجَبْتُهَا، ثُمَّ قَالَتْ: اَنْتَ وَرِدَائُكَ، يَكْفِيْنِيْ، فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ الَّتِيْ يَتَمَتَّعُ، فَلْيُخَلِّ سَبِيْلَهَا. (٥)

ترجمہ : سبرۃ الجہنی کا بیان ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے متعہ کی اجازت دی تو میں اور ایک دوسرا آدمی دونوں بنو عامر کی

ایک عورت کی طرف نکلے۔ وہ تو گویا ایک نوجوان اونٹنی تھی جو صراحی نما دراز گردن والی۔ ہم نے اپنے آپ کو اس کے سامنے پیش کیا، وہ بولی مجھے دو گے کیا؟ میں نے تو کہا کہ میری یہ چادر حاضر ہے اور میرے ساتھی نے بھی کہا کہ میری چادر بھی حاضر ہے۔ چادر تو میرے ساتھی کی عمدہ اور بہترین تھی مگر میں بہت اچھا جوان تھا۔ اس کی حالت یہ تھی کہ جب میرے ساتھی کی چادر دیکھتی تو وہ اسے پسند آتی اور جب میری طرف نظریں اٹھاتی تو میں اسے پسند آتا۔ پھر اس نے (جی میں فیصلہ کر کے) کہا کہ تو اور تیری چادر میرے لیے کافی ہے۔ میں اس کے پاس تین روز تک رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی کے پاس ایسی عورت ہو جس سے متعہ کر رہا ہو اسے چھوڑ دے۔

﴿٦﴾حَدَّثَنِی حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰ، قَالَ: اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِی یُوْنُس، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: اَخْبَرَنِی عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَیْرِ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَیْرِ قَامَ بِمَکَّةَ، فَقَالَ: اِنَّ نَاسًا اَعْمَی اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ کَمَا اَعْمٰی اَبْصَارَهُمْ یُفْتُوْنَ بِالْمُتْعَةِ یُعَرِّضُ بِرَجُلٍ، فَنَادَاهُ، فَقَالَ: اِنَّکَ لَجِلْفٌ جَافٌ، فَلَعَمْرِیْ لَقَدْ کَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ فِیْ عَهْدِ اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ یُرِیْدُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَیْرِ: فَجَرِّبْ بِنَفْسِکَ، فَوَاللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتَهَا، لَاَرْجُمَنَّکَ بِاَحْجَارِکَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَاَخْبَرَنِیْ خَالِدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ بْنِ سَیْفِ اللّٰهِ اَنَّهٗ بَیْنَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَجُلٍ، جَاءَ هُ رَجُلٌ، فَاسْتَفْتَاهُ فِی الْمُتْعَةِ، فَاَمَرَهٗ بِهَا، فَقَالَ لَهُ ابْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ الْاَنْصَارِیُّ مَهْلًا! قَالَ: مَاهِیَ؟ وَاللّٰهِ لَقَدْ فُعِلَتْ فِیْ عَهْدِ اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ. قَالَ ابْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ: اِنَّهَا کَانَتْ رُخْصَةً فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ لِمَنِ اضْطُرَّ اِلَیْهَا کَالْمَیْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِیْرِ، ثُمَّ اَحْکَمَ اللّٰهُ الدِّیْنَ وَنَهٰی عَنْهَا. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَاَخْبَرَنِیْ رَبِیْعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِیُّ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ: قَدْ کُنْتُ اسْتَمْتَعْتُ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ امْرَاَةً مِنْ بَنِیْ عَامِرٍ بِبُرْدَیْنِ اَحْمَرَیْنِ، ثُمَّ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُتْعَةِ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَسَمِعْتُ رَبِیْعَ ابْنَ سَبْرَةَ یُحَدِّثُ ذٰلِکَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ وَاَنَا جَالِسٌ.(٦)

ترجمہ: ابن شہاب زہری نے بتایا کہ عروہ بن زبیر نے مجھے خبر دی کہ عبداللہ بن زبیر مکہ میں لوگوں کو خطاب (خطبہ) کرتے ہوئے، کہا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ نے ان کے دل بھی اس طرح اندھے کر دیے ہیں جس طرح ان کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں ـــــ ان کا یہ اشارہ ابن عباس کی طرف تھا کہ وہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور انہیں یہ اطلاع نہیں ملی ہو گی کہ متعہ منسوخ ہو گیا ہے اسی وجہ سے وہ اس کے جواز کا فتویٰ دیتے رہے جب انہیں معلوم ہو گیا تو رجوع کر لیا ـــــ متعہ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ وہ ایک آدمی پر طعن کر رہے تھے (ابن عباسؓ پر) اسی اثناء میں اسے ایک شخص نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ تم کم فہم، بے ادب اور نادان ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے عہدِ باسعادت میں متعہ کیا جاتا رہا ہے۔ ابن زبیر نے اسے کہا، اچھا پھر تم خود تجربہ کر دیکھو میں تمہیں تمہارے پتھروں سے سنگسار کر دوں گا اگر تم نے اس کا ارتکاب کیا۔ ابن شہاب کا قول ہے کہ خالد بن مہاجر بن سیف اللہ نے مجھے بتایا کہ وہ ایک شخص کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک دوسرا شخص آیا اور متعہ کے بارے میں فتویٰ دریافت کیا تو اس نے اسے اجازت دے دی۔ ابن ابی عمرہ انصاری نے اسے کہا ذرا ٹھہرو، وہ بولا کیا ہوا؟ اللہ کی قسم امام المتقین

(رسول اللہؐ) کے عہد میں متعہ کیا گیا ہے۔ ابن ابی عمرہ نے کہا ابتداء اسلام میں اس کی رخصت تھی ایسے آدمی کے لیے جو بہت ہی مجبور و بے قرار ہو جس طرح ایک مضطر کے لیے مردار، خون اور سور کا گوشت وغیرہ کی اجازت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دین مستحکم و مضبوط فرما دیا اور متعہ ممنوع کر دیا۔ ابن شہاب نے مزید بتایا کہ مجھے ربیع بن سبرہ جہنی نے اطلاع دی کہ اس کے والد نے ان سے ذکر کیا تھا کہ میں نے عہد نبوی میں بنو عامر کی ایک عورت سے دو سرخ چادروں کے بدلہ متعہ کیا تھا۔ مگر پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ میں نے ربیع بن سبرہ کو سنا وہ عمر بن عبدالعزیز کو یہ واقعہ بیان کر رہا تھا اور میں پاس بیٹھا ہوا تھا۔

〈۷〉قَالَ: سَمِعْتُ اَبِیْ رَبِیْعَ بْنَ سَبْرَةَ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ عَامَ فَتْحِ مَکَّةَ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِالتَّمَتُّعِ مِنَ النِّسَآءِ، قَالَ فَخَرَجْتُ اَنَا وَصَاحِبٌ لِّیْ مِنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ حَتّٰی وَجَدْنَا جَارِیَةً مِنْ بَنِیْ عَامِرٍ کَاَنَّهَا بَکْرَةٌ عَیْطَاءُ، فَخَطَبْنَاهَا اِلٰی نَفْسِهَا وَعَرَضْنَا عَلَیْهَا بُرْدَیْنَا، فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ، فَتَرَانِیْ اَجْمَلَ مِنْ صَاحِبِیْ وَتَرٰی بُرْدَ صَاحِبِیْ اَحْسَنَ مِنْ بُرْدِیْ، فَاٰمَرَتْ نَفْسَهَا سَاعَةً، ثُمَّ اخْتَارَتْنِیْ عَلٰی صَاحِبِیْ، فَکُنَّ مَعَنَا ثَلَاثًا، ثُمَّ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِفِرَاقِهِنَّ.(۷)

ترجمہ : ربیع بن سبرہ اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت و رخصت دے دی، تو میں اور میرا ایک دوست جس کا تعلق بنی سلیم سے تھا باہر نکلے، بنو عامر کی ایک خوب رو جوان لڑکی سے ہمارا سامنا ہوا۔ ہم دونوں نے اسے متعہ کا پیغام دیا اور دونوں نے اپنی اپنی چادر پیش کی۔ اس نے ہمیں بغور دیکھنا شروع کیا۔ مجھے میرے ساتھی سے زیادہ خوبصورت دیکھ رہی تھی اور میرے دوست کی چادر کو میری چادر سے عمدہ دیکھتی تھی۔ چند لمحے اپنے جی میں سوچ کر اس نے مجھے میرے ساتھی کے مقابلہ میں منتخب کر لیا۔ پس ایسی عورتیں ہمارے تصرف میں تین دن تک رہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان سے جدا اور الگ ہونے کا حکم صادر فرما دیا۔

〈۸〉حَدَّثَنَا اَبُوْ کَامِلٍ فُضَیْلُ بْنُ حُسَیْنٍ الْجَحْدَرِیُّ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ (یَعْنِیْ ابْنَ مُفَضَّلٍ) حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِیَّةَ عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ سَبْرَةَ اَنَّ اَبَاهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتْحَ مَکَّةَ، قَالَ: فَاَقَمْنَا بِهَا خَمْسَ عَشْرَةَ (ثَلَاثِیْنَ بَیْنَ لَیْلَةٍ وَیَوْمٍ) فَاَذِنَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ، فَخَرَجْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِنْ قَوْمِیْ، وَلِیْ عَلَیْهِ فَضْلٌ فِی الْجَمَالِ وَهُوَ قَرِیْبٌ مِنَ الدَّمَامَةِ. مَعَ کُلِّ وَاحِدٍ مِنَّا بُرْدٌ، فَبُرْدِیْ خَلَقٌ وَاَمَّا بُرْدُ ابْنِ عَمِّیْ فَبُرْدٌ جَدِیْدٌ غَضٌّ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِاَسْفَلِ مَکَّةَ اَوْ بِاَعْلَاهَا فَتَلَقَّتْنَا فَتَاةٌ مِثْلُ الْبَکْرَةِ الْعَنَطْنَطَةِ، فَقُلْنَا: هَلْ لَکِ اَنْ یَسْتَمْتِعَ مِنْکِ اَحَدُنَا؟ قَالَتْ: وَمَاذَا تَبْذُلَانِ؟ فَنَشَرَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا بُرْدَهٗ، فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ اِلَی الرَّجُلَیْنِ وَیَرَاهَا صَاحِبِیْ اِلٰی عِطْفِهَا، فَقَالَ: اِنَّ بُرْدَ هٰذَا خَلَقٌ وَبُرْدِیْ جَدِیْدٌ غَضٌّ، فَتَقُوْلُ: بُرْدُ هٰذَا لَا بَاْسَ بِهٖ، ثَلٰثَ مِرَارٍ اَوْ مَرَّتَیْنِ، ثُمَّ اسْتَمْتَعْتُ مِنْهَا فَلَمْ اَخْرُجْ حَتّٰی حَرَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.(۸)

ترجمہ : ربیع بن سبرہ سے مروی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے والد غزوہ فتح مکہ میں نبی ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم پندرہ دن مکہ میں ٹھہرے دن اور رات دونوں کو ملا کر یہ تیس ہوتے ہیں۔ اس اثنا میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عورتوں سے متعہ کرنے کی رخصت واجازت دے دی تو میں اور ایک میرے قبیلہ کا آدمی دونوں نکلے۔ میں اس کے مقابلہ میں زیادہ خوبصورت تھا اور وہ ذرا بدصورتی کے قریب تھا۔ ہم میں سے ہر ایک کے پاس چادر تھی۔ میری چادر ذرا پرانی تھی اور میرے چچازاد کی چادر بالکل نئی تھی تا آنکہ ہم مکہ کے زیریں یا بالائی حصہ میں پہنچ گئے تو ہمارا سامنا ایسی خوب رو دوشیزہ سے ہوا جو اونٹنی کی طرح جوان، صراحی دار گردن والی تھی (نہایت ہی خوبصورت اور نوجوان) ہم نے اسے کہا کہ کیا تجھے اس بات میں دلچسپی اور رغبت ہے کہ ہم میں سے کوئی تمہارے ساتھ متعہ کرے؟ وہ بولی تم لوگ دو گے کیا؟ (کیا خرچ کرو گے؟) تو ہم میں سے ہر ایک نے اپنی چادر کھول کر سامنے رکھ دی، وہ دونوں مردوں کو بغور دیکھنے لگی، میرا ساتھی تو اسے سر سے لے کر سرین تک ملاحظہ کر رہا تھا۔ میرے ساتھی نے کہا کہ یہ چادر تو پرانی ہے اور میری چادر بالکل نئی اور خوبصورت ہے۔ یہ سن کر وہ بولی کہ اس کی چادر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ بات اس نے دو یا تین مرتبہ کہی۔ غرض یہ کہ میں نے اس سے متعہ کیا، میں اس وقت تک اس کے ہاں سے نہ نکلا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو حرام قرار دے دیا۔

﴿۹﴾ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ، ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ ابْنِ اُمَيَّةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَتَذَاكَرْنَا مُتْعَةَ النِّسَآءِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهُ رَبِيْعُ ابْنُ سَبْرَةَ: اَشْهَدُ عَلٰى اَبِىْ اَنَّهُ حَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا فِىْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ.(۹)

ترجمہ : امام زہری سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم عمر بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھے تھے کہ متعہ کے بارے میں مذاکرہ شروع ہوا، ایک شخص جسے ربیع بن سبرہ کہا جاتا تھا، نے کہا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر متعہ کو ممنوع قرار دیا ہے۔

ایک اور روایت ابوداؤد میں ہے :

﴿۱۰﴾ عَنْ رَبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ حَرَّمَ مُتْعَةَ النِّسَآءِ.(۱۰)

﴿۱۱﴾ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ اَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ: اَخْبَرَنِى الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَاَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِمَا. اَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ.(۱۱)

ترجمہ : حضرت علیؓ نے ابن عباس سے کہا کہ نبی ﷺ نے متعہ سے اور گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے غزوہ خیبر کے زمانے میں منع فرمایا۔

〈۱۲〉حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ:اَخْبَرَنَا مَالِکٌ، عَنِ ابْنِ شِہَابٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ وَالْحَسَنِ ابْنَیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْھِمَا عَنْ عَلِیٍّ، قَالَ : نَھَی النَّبِیُّ ﷺ عَنِ الْمُتْعَۃِ عَامَ خَیْبَرَ وَلُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَنْسِیَّۃِ.(۱۲)

ترجمہ : حضرت علیؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے غزوہ خیبر کے سال منع فرمایا۔

〈۱۳〉حَدَّثَنَا یَحْیٰ بْنُ یَحْیٰ، قَالَ: قَرَاْتُ عَلٰی مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ وَالْحَسَنِ ابْنَیْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِیٍّ،عَنْ اَبِیْھِمَا، عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنْ مُتْعَۃِ النِّسَآءِ یَوْمَ خَیْبَرَ وَعَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَنْسِیَّۃِ.(۱۳)

ترجمہ : حضرت علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے خیبر کے روز منع فرمایا۔

ایک روایت میں ہے:

〈۱۴〉عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یُلَیِّنُ فِیْ مُتْعَۃِ النِّسَآءِ فَقَالَ:مَھْلًایَابْنَ عَبَّاسٍ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنْھَا یَوْمَ خَیْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَنْسِیَّۃِ.(۱٤)

ترجمہ : حضرت علیؓ سے مروی ہے، انہوں نے سنا کہ ابن عباسؓ عورتوں سے متعہ کے بارے میں نرمی سے کام لیتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا ابن عباسؓ ذرا ٹھہرو (اور سنو) کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن متعہ سے اور گھریلو پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمادیا تھا۔

〈۱۵〉حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ، قَالَ:نَایُوْنُسُ ابْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: نَاعَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِیَادٍ، قَالَ:نَا اَبُوْعُمَیْسٍ عَنْ اِیَاسِ بْنِ سَلَمَۃَ، عَنْ اَبِیْہِ، قَالَ:رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَامَ اَوْطَاسٍ فِی الْمُتْعَۃِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَھٰی عَنْھَا.(۱٥)

ترجمہ : ایاس بن سلمہ نے اپنے باپ کے حوالہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اوطاس کے سال تین مرتبہ متعہ کرنے کی رخصت دی مگر پھر اس سے منع فرمادیا۔

〈۱۶〉حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالَ:حَدَّثَنَاجَرِیْرٌ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ، عَنْ قَیْسٍ، قَالَ:قَالَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: کُنَّانَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَلَیْسَ لَنَاشَیْءٌ، فَقُلْنَا اَلَانَسْتَخْصِیْ، فَنَھَانَا عَنْ ذٰلِکَ، ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَنْکِحَ الْمَرْاَۃَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَیْنَا. یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَاتَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ. (۱٦)

ترجمہ : قیس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے۔ ہمارے لیے (بیویوں) کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ اس لیے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم خصی ہوکر (نامرد) نہ ہو جائیں؟ آپ نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔ اور پھر ایک کپڑے کے عوض عورت سے نکاح کرنے کی اجازت ورخصت عنایت فرمادی اور ہمارے سامنے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی کہ "اے ایمان والو! وہ پاک وطیب چیزیں جنہیں اللہ نے تمہارے لیے حلال قرار دیا ہے انہیں حرام نہ کرو اور حد سے تجاوز بھی نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔"

﴿۱۷﴾حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ:حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ: كُنَّا فِيْ جَيْشٍ، فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَنَّهٗ قَدْ اُذِنَ لَكُمْ اَنْ تَسْتَمْتِعُوْا، فَاسْتَمْتِعُوْا، وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنِيْ اِيَاسُ ابْنُ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَاَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَابَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ، فَاِنْ اَحَبَّا اَنْ يَتَزَايَدَ اَوْ يَتَتَارَكَا، تَتَارَكَا، فَمَا اَدْرِيْ اَشَيْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً. قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ، وَبَيَّنَهٗ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ.(۱۷)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ اور سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ ہم ایک (فوجی) لشکر میں تھے رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ تمہیں متعہ کی اجازت دے دی گئی ہے۔ لہٰذا اب متعہ کر سکتے ہو، ابن ابی ذئب نے بتایا کہ مجھے ایاس بن سلمہ بن اکوع نے اپنے والد کے حوالہ سے نبی ﷺ کا ارشاد بیان کیا کہ جو مرد وعورت باہم موافقت کریں تو تین روز تک وہ اکٹھے رہ سکتے ہیں اب اگر وہ مزید اضافہ کرنا چاہیں یا چھوڑنا چاہیں تو وہ ایسا کرنے کے مجاز ومختار ہیں مجھے نہیں معلوم کہ یہ ہمارے لیے خاص تھا یا سب کے لیے عام۔ امام بخاری نے فرمایا کہ حضرت علیؓ نے یہ واضح کردیا تھا کہ نبی ﷺ نے اسے منسوخ فرمادیا تھا۔

﴿۱۸﴾حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ:حَدَّثَنَا غُنْدُرٌ، قَالَ:حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ، فَرَخَّصَ، فَقَالَ لَهٗ مَوْلًى لَهٗ:اِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيْدِ وَفِي النِّسَآءِ قِلَّةٌ اَوْنَحْوَهٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : نَعَمْ.(۱۸)

ترجمہ : ابوجمرہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ ان سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے اس کی رخصت دی۔ ان کے آزاد کردہ غلام نے ان سے کہا کہ یہ تو اس وقت تھا جب شدید ضرورت تھی اور عورتوں کی تعداد کم تھی (گویا قلتِ نسواں اور شدید ناگزیر ضرورت کے وقت) اس پر ابن عباس بولے ہاں (یہ درست ہے)۔

﴿۱۹﴾حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَاسُفْيَانُ بْنُ عُقْبَةَ اَخُوْقَبِيْصَةَ بْنِ عُقْبَةَ، نَاسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ كَعْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْبَلْدَةَ لَيْسَ لَهٗ بِهَا مَعْرِفَةٌ، فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْاَةَ بِقَدْرِمَا يَرٰى اَنَّهٗ يُقِيْمُ، فَتَحْفَظُ لَهٗ مَتَاعَهٗ

وَتُصلِحُ لَهُ شَيئَهُ حَتّٰى اِذَا نَزَلَتِ الْاٰيَةُ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَامَلَكَتْ اَيمَانُهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَكُلُّ فَرْجٍ سِوَاهٰذَيْنِ فَهُوَ حَرَامٌ. (۱۹)

ترجمہ : حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ متعہ آغاز اسلام میں جائز تھا۔ایک آدمی کسی گاؤں میں چلا جاتا جہاں اس کی کوئی جان پہچان نہ ہوتی تھی تو وہاں کسی عورت سے اس لیے نکاح کر لیتا کہ جتنے روز یہاں قیام کرنا ہے تو یہ خاتون اس کے مال ومتاع کی حفاظت بھی کرے گی اور اس کے معاملہ کو درست بھی رکھے گی۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ... ـــ سوائے اپنی بیویوں کے اور اُن عورتوں کے جواُن کی ملک یمین میں ہوں...ـــ تو ابن عباسؓ نے فتویٰ دیا کہ ان دوشرم گاہوں کے علاوہ باقی سب حرام ہیں۔

﴿۲۰﴾وَاِنَّمَا رُوِىَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شَیْءٌ مِنَ الرُّخْصَةِ فِى الْمُتْعَةِ ثُمَّ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهٖ حَيْثُ اُخْبِرَهٗ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ :وَاَمَرَ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى تَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِیِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ.(۲۰)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے متعہ میں رخصت دینے کے بارے میں منقول ہے مگر انہوں نے نبی ﷺ کی طرف سے (متعہ کی) خبر دیے جانے کے بعد اپنے سابقہ قول سے رجوع کر لیا تھا۔ نیز اکثر اہل علم نے متعہ کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے ان میں سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق بن راہو یہ رحمہم اللہ وغیرہ۔

﴿۲۱﴾حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِیُّ، ثَنَا الْفِرْيَابِیُّ عَنْ اَبَانَ ابْنِ اَبِی حَازِمٍ، عَنْ اَبِی بَكْرِبْنِ حَفْصٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ:اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَذِنَ لَنَا فِى الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا، وَاللّٰهِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ اِلَّا رَجَمْتُهٗ بِالْحِجَارَةِ اِلَّا اَنْ يَاتِيَنِی بِاَرْبَعَةٍ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَلَّهَا بَعْدَ اِذْحَرَّمَهَا.(۲۱)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ جب حضرت عمرؓ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین مواقع پر متعہ کرنے کی اجازت ورخصت عنایت فرمائی، پھر آخر کار اسے حرام ٹھیرا دیا۔ اللہ کی قسم اب اگر ایسا آدمی جو شادی شدہ ہو میرے علم میں آئے کہ اس نے متعہ کیا ہے تو میں اسے رجم کر دوں گا الا یہ کہ وہ میرے پاس ایسی چار شہادتیں پیش کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دینے کے بعد پھر حلال کر دیا تھا۔

تشریح : حضرت سبرۃؓ الجہنی اور حضرت جابرؓ والی حدیثیں، مسلم باب نکاح المتعۃ میں موجود ہیں۔لیکن معلوم ہوتا ہے کہ معترضین نے صرف اعتراض کی خاطر حدیثیں تلاش کرنی شروع کیں اور اس سلسلہ میں ان دونوں حدیثوں کو بھی اپنی فہرست

میں ٹانک لیا۔ ورنہ اگر وہ جاننے کی کوشش کرتے کہ متعہ کی حقیقت کیا ہے اور اس کے بارے میں فقہاء کے درمیان میں کیا بحثیں پیدا ہوئی تھیں اور ان بحثوں کا تصفیہ کرنے کے محدثین نے کس مقصد کے لیے وہ تمام روایات اپنی کتابوں میں جمع کیں جو متعہ کے جواز اور حرمت کے متعلق ان کو مختلف سندوں سے پہنچی تھیں، تو شاید وہ ان احادیث پر نظر عنایت نہ فرماتے۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ اسلام سے قبل، زمانہ جاہلیت میں نکاح کے جو طریقے رائج تھے، ان میں سے ایک ''نکاح متعہ'' بھی تھا۔ یعنی یہ کہ کسی عورت کو کچھ معاوضہ دے کر ایک خاص مدت کے لیے اس سے نکاح کر لیا جائے۔ نبی ﷺ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو کسی چیز کی نہی کا حکم نہ مل جاتا تھا، آپ پہلے کے رائج شدہ طریقوں کو منسوخ نہ فرماتے تھے۔ بلکہ یا تو ان کے رواج پر سکوت فرماتے یا بوقت ضرورت ان کی اجازت بھی دے دیتے۔ چنانچہ یہی صورت، متعہ کے بارے میں بھی پیش آئی۔ ابتداءً آپ نے اس کے رواج پر سکوت فرمایا اور بعد میں کسی جنگ یا سفر کے موقع پر اگر لوگوں نے اپنی شہوانی ضرورت کی شدت ظاہر کی تو آپؐ نے اس کی اجازت بھی دے دی، کیونکہ حکم نہی اس وقت تک نہ آیا تھا۔ پھر جب حکمِ نہی آ گیا تو آپؐ نے اس کی قطعی ممانعت فرما دی۔ لیکن یہ حکم عام لوگوں تک نہ پہنچ سکا اور اس کے بعد بھی کچھ لوگ ناواقفیت کی بنا پر متعہ کرتے رہے۔ آخر کار حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں اس حکم کی عام اشاعت کی اور پوری قوت کے ساتھ اس رواج کو بند کیا۔

اس مسئلے میں فقہاء کے سامنے متعدد سوالات تحقیق طلب تھے۔ مثلاً یہ کہ آیا حضورؐ نے کبھی اس کی صریح اجازت بھی دی تھی؟ اور اگر دی تھی تو کس موقع پر؟ اور یہ کہ آپؐ نے اسے منع فرمایا ہے یا نہیں؟ اور منع فرمایا ہے تو کب اور کن الفاظ میں؟ اور یہ کہ آیا اس کی تحریم حضورؐ کا اپنا فعل ہے یا حضرت عمرؓ نے اپنی ذمہ داری پر اس رواج کو بند کیا؟ یہ اور اسی طرح کے متعدد دوسرے سوالات تھے جن کی تحقیق کے لیے فقہاء و محدثین کو وہ تمام روایات جمع کرنے کی ضرورت پیش آئی جو اس مسئلے سے متعلق مختلف لوگوں کے پاس موجود تھیں۔ اس سلسلے میں امام مسلمؒ نے وہ دونوں روایات بھی نقل کیں جن کو معترضین نے اعتراض کے لیے چھانٹا ہے۔

ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث مسلم اور دوسرے محدثین نے جمع کی ہیں جو اس مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر محدثین یہ مواد جمع نہ کرتے تو اسلامی قانون کی تدوین کرنے والے آخر کس بنیاد پر متعے کے جواز و عدمِ جواز کا فیصلہ کرتے؟ (رسائل و مسائل دوم، تفسیر.....: چند احادیث...)

سورہ مومنون کی آیت ۵، ۶ سے حرمتِ متعہ پر استدلال

بعض مفسرین نے سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر ۵، ۶ سے متعہ کی حرمت بھی ثابت کی ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ ممتوعہ عورت نہ تو بیوی کے حکم میں داخل ہے اور نہ لونڈی کے حکم میں۔ لونڈی تو وہ ظاہر ہے کہ نہیں ہے اور بیوی اس لیے نہیں ہے کہ زوجیت کے لیے جتنے قانونی احکام ہیں ان میں سے کسی کا بھی اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ نہ وہ مرد کی وارث ہوتی ہے نہ مرد اس کا وارث

ہوتا ہے۔ نہ اس کے لیے عدت ہے، نہ طلاق، نہ نفقہ، نہ ایلاء اور ظہار اور لعان وغیرہ۔ بلکہ چار بیویوں کی مقررہ حد سے بھی وہ مستثنیٰ ہے۔ پس جب وہ ''بیوی'' اور ''لونڈی'' دونوں کی تعریف میں نہیں آتی تو لامحالہ وہ ان کے علاوہ کچھ اور میں شمار ہوگی جس کے طالب کو قرآن ''حد سے گزرنے والا'' قرار دیتا ہے۔ یہ استدلال بہت قوی ہے، مگر اس میں کمزوری کا ایک پہلو ایسا ہے جس کی بنا پر یہ کہنا مشکل ہے کہ متعہ کی حرمت کے بارے میں یہ آیت ناطق ہے۔ وہ پہلو یہ ہے کہ نبی ﷺ نے متعہ کی حرمت کا آخری اور قطعی حکم فتح مکہ کے سال دیا ہے اور اس سے پہلے اجازت کے ثبوت صحیح احادیث میں پائے جاتے ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ حرمت متعہ کا حکم قرآن کی اس آیت ہی میں آچکا تھا جو بالاتفاق مکی ہے اور ہجرت سے کئی سال پہلے نازل ہوئی تھی تو کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ نبی ﷺ اسے فتح مکہ تک جائز رکھتے لہٰذا یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ متعہ کی حرمت قرآن مجید کے کسی صریح حکم پر نہیں بلکہ نبی ﷺ کی سنت پر مبنی ہے۔ سنت میں اس کی صراحت نہ ہوتی تو محض اس آیت کی بنا پر تحریم کا فیصلہ کر دینا مشکل تھا۔ متعہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دو باتوں کی توضیح کر دی جائے۔ اول یہ کہ اس کی حرمت خود نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ اسے حضرت عمرؓ نے حرام کیا، درست نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ اس حکم کے موجد نہیں تھے بلکہ صرف اسے شائع اور نافذ کرنے والے تھے۔ چونکہ یہ حکم حضورؐ نے آخری زمانے میں دیا تھا اور عام لوگوں تک نہ پہنچا تھا اس لیے حضرت عمرؓ نے اس کی عام اشاعت کی اور بذریعہ قانون اسے نافذ کیا۔ دوم یہ کہ شیعہ حضرات نے متعہ کو مطلقاً مباح ٹھیرانے کا جو مسلک اختیار کیا ہے اس کے لیے تو بہرحال نصوص کتاب وسنت میں سرے سے کوئی گنجایش ہی نہیں ہے۔ صدرِ اول میں صحابہ اور تابعین اور فقہاء میں چند بزرگ جو اس کے جواز کے قائل تھے وہ اسے صرف اضطرار اور شدید ضرورت کی حالت میں جائز رکھتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی اسے نکاح کی طرح مباح مطلق اور عام حالات میں معمول بہ بنا لینے کا قائل نہ تھا۔ ابن عباسؓ، جن کا نام قائلین جواز میں سب سے زیادہ نمایاں کر کے پیش کیا جاتا ہے، اپنے مسلک کی توضیح خود ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ مَاهِيَ اِلَّا كَالْمَيْتَةِ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِلْمُضْطَرِّ ''یہ تو مردار کی طرح ہے کہ مضطر کے سوا کسی کے لیے حلال نہیں'' اور اس فتوے سے بھی وہ اس وقت باز آگئے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اباحت کی گنجایش سے ناجائز فائدہ اٹھا کر آزادانہ متعہ کرنے لگے ہیں اور ضرورت تک اسے موقوف نہیں رکھتے۔ اس سوال کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے کہ ابنِ عباسؓ اور ان کے ہم خیال چند گنے چنے اصحاب نے اس مسلک سے رجوع کر لیا تھا یا نہیں، تو ان کے مسلک کو اختیار کرنے والا زیادہ سے زیادہ جواز بحالتِ اضطرار کی حد تک جاسکتا ہے۔ مطلق اباحت بلا ضرورت تمتع حتیٰ کہ منکوحہ بیویوں تک کی موجودگی میں بھی ممتوعات سے استفادہ کرنا تو ایک ایسی آزادی ہے جسے ذوقِ سلیم بھی گوارا نہیں کرتا کجا کہ اسے شریعتِ محمدیہ کی طرف منسوب کیا جائے اور ائمہ اہلِ بیت کو اس سے متہم کیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ خود شیعہ حضرات میں سے بھی کوئی شریف آدمی یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص اس کی بیٹی یا بہن کے لیے نکاح کے بجائے متعہ کا پیغام دے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جواز متعہ کے لیے معاشرے میں زنانِ بازاری کی طرح عورتوں کا ایک ایسا ادنیٰ طبقہ موجود رہنا چاہیے جس سے تمتع کرنے کا دروازہ کھلا رہے۔ یا پھر یہ کہ متعہ صرف غریب لوگوں کی بیٹیوں اور بہنوں کے لیے ہو اور اس سے فائدہ اٹھانا خوشحال طبقہ کے مردوں

کا حق ہو۔ کیا خدا اور رسول کی شریعت سے اس طرح کے غیر منصفانہ قوانین کی توقع کی جاسکتی ہے؟ اور کیا خدا اور اس کے رسول سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ کسی ایسے فعل کو مباح کر دیں گے جسے ہر شریف عورت اپنے لیے بے عزتی بھی سمجھے اور بے حیائی بھی؟ (تفہیم القرآن ج ۳، المؤمنون، حاشیہ: ۷)

ماخذ

(۱) مسلم ج۱۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ الخ۔☆ المصنف لعبد الرزاق ج۷۔ کتاب النکاح، باب المتعۃ حدیث نمبر ۱۴۰۲۸۔ ☆کنز العمال ج۱۶۔حدیث نمبر۴۵۷۳۲۔

(۲) مسلم ج۱۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ الخ۔ ☆ المصنف لعبد الرزاق ج۷۔ کتاب النکاح باب فی المتعۃ حدیث۔ نمبر ۱۴۰۲۱۔

(۳) مسلم ج۱ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ۔ ☆دارمی ج۲۔ کتاب النکاح، باب۱۶ النھی عن متعۃ النساء دارمی نے نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِکَاحِ الْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ روایت کیاھے۔ ☆مصنف ابن ابی شیبۃ ج۲۔۴ کتاب النکاح باب فی نکاح المتعۃ و حرمتھا۔

(۴) مسلم ج۱۔ کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ الخ۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ۔ ☆ابن ماجہ کتاب النکاح، باب النھی عن نکاح المتعۃ۔ سبرۃ الجھنی۔☆مصنف ابن ابی شیبۃ ج۲۔۴ کتاب النکاح، باب فی نکاح المتعۃ و حرمتھا عن ربیع بن مرۃ عن ابیہ۔☆ کنزالعمال ج۱۶۔حدیث ۴۴۷۵۳۔ اور ۴۵۷۳۹۔

(۵) مسلم ج۱ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ الخ۔☆نسائی جز۔۶ کتاب النکاح، باب تحریم المتعۃ سبرۃ بن جھنی۔ ☆ السنن الکبری للبیھقی ج۷۔ کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ۔

(۶) مسلم ج۱کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ الخ۔ ☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ۔ ☆المصنف لعبدالرزاق ج۷۔ کتاب النکاح باب المتعۃ۔

(۷) مسلم ج۱۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ۔

(۸) مسلم ج۱۔ کتاب النکاح۔ باب نکاح المتعۃ وبیان أنہ أبیح ثم نسخ، ثم أبیح ثم نسخ واستقر تحریمہ إلی یوم القیٰمۃ۔ ☆السنن الکبری بیھقی ج۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ۔ ☆مجمع الزوائد ج۴۔ کتاب النکاح، باب نکاح، المتعۃ۔ سبرۃ جھنی۔ ☆المصنف لعبدالرزاق ج۷۔حدیث ۱۴۰۴۱۔ الفاظ مختلف ھیں۔

(۹) ابوداؤد ج۲۔ کتاب النکاح، باب فی نکاح المتعۃ۔

(۱۰) حوالہ مذکورہ بالا السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ۔☆ مجمع الزوائد ج۴۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ۔ ☆کنزالعمال ج۱۶۔ حدیث نمبر۴۵۷۵۱۔ عن محمد بن حنفیہ بحوالہ طبرانی اوسط۔

(۱۱) بخاری ج۲۔ کتاب النکاح باب نھی رسول اللہ ﷺ عن نکاح المتعۃ اخیراً۔ ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔

کتاب النکاح، باب نکاح المتعة۔ عن علی۔☆سنن دارمی ج۱۔کتاب النکاح، باب۱٦ النهی عن متعة النساء دارمی میں زمن خیبر کی جگہ عام خیبر ھے۔☆ مصنف ابن ابی شیبة ج۲۔٤ کتاب النکاح، باب فی نکاح المتعة وحرمتها۔☆دارقطنی ج۳۔کتاب النکاح عن علی۔

(۱۲) بخاری ج۲۔کتاب الذبائح والصید باب لحوم الحمر الانسیة۔

(۱۳) مسلم ج۱۔کتاب النکاح، باب نکاح المتعة الخ۔☆ترمذی ج۱۔ابواب النکاح باب ماجاء فی نکاح المتعة۔ ☆مؤطا امام مالك ج۲۔کتاب النکاح۔ نکاح المتعة عن علی۔☆ابن ماجه کتاب النکاح باب النهی عن نکاح المتعة عن علی۔

(۱٤) حواله مذکوره بالا☆نسائی جز٦۔کتاب النکاح، باب تحریم المتعة۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب النکاح، باب نکاح المتعة۔☆کنزالعمال ج۱٦۔حدیث نمبر٤٥٧٢٧۔

(۱٥) مسلم ج۱کتاب النکاح، باب نکاح المتعة الخ۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔کتاب النکاح باب فی نکاح المتعة۔☆ مصنف ابن ابی شیبة ج۲۔٤ کتاب النکاح باب فی نکاح المتعة وحرمتها۔ سنن دارقطنی ج۳۔کتاب النکاح عن ایاس بن سلمة عن ابیه۔☆ کنزالعمال ج۱٦۔حدیث نمبر٤٥٧٤٠۔

(۱٦) بخاری ج۲۔کتاب النکاح، باب مایکره من التبتل والخصاء۔☆مسلم ج۱۔کتاب النکاح، باب نکاح المتعة وبیان انه ابیح ثم نسخ ثم ابیح ثم نسخ واستقر تحریمه الی یوم القیامة۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔کتاب النکاح باب نکاح المتعة ابن مسعود۔☆المصنف لعبد الرزاق ج۷۔حدیث نمبر۱٤٠٤٨ الفاظ قدرے مختلف ھیں۔ ☆مصنف ابن ابی شیبه ج۲۔٤ کتاب النکاح باب فی نکاح المتعة وحرمتها۔ عن عبدالله بن مسعود۔

(۱۷) بخاری ج۲۔کتاب النکاح باب نهی رسول الله ﷺ عن نکاح المتعة اخیراً۔ ☆مسلم ج۱۔کتاب النکاح باب نکاح المتعة الخ۔☆مسلم میں صرف قد اذن لکم ان تستمتعوا یعنی متعة النساء ھے۔

(۱۸) بخاری ج۲۔کتاب النکاح باب نهی رسول الله ﷺ عن نکاح المتعة اخیراً۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة۔

(۱۹) ترمذی ج۳۔کتاب النکاح، باب ماجاء فی تحریم نکاح المتعة حدیث ۱۱۲۲۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج۷۔ کتاب النکاح، باب نکاح المتعة۔

(۲۰) حواله مذکوره بالا۔

(۲۱) ابن ماجه کتاب النکاح، باب النهی عن نکاح المتعة۔

فصل:۱۹

پردہ

انسانی تمدن کے دو اہم مسائل

انسانی تمدن کے سب سے مقدم اور سب سے زیادہ پیچیدہ مسئلے دو ہیں، جس کے صحیح اور متوازن حل پر انسان کی فلاح وترقی کا انحصار ہے۔ اور جن کے حل کرنے میں قدیم ترین زمانہ سے لے کر آج تک دنیا کے حکماء وعقلاء پریشان وسرگرداں رہے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اجتماعی زندگی میں مرد اور عورت کا تعلق کس طرح قائم کیا جائے کیونکہ یہی تعلق دراصل تمدن کا سنگِ بنیاد ہے، اور اس کا حال یہ ہے کہ اگر اس میں ذراسی بھی کجی آجائے تو ''تاثریا می رود دیوار کج۔''

اور دوسرا مسئلہ فرد اور جماعت کے تعلق کا ہے جس کا تناسب قائم کرنے میں اگر ذراسی بے اعتدالی بھی رہ جائے تو صدیوں تک عالمِ انسانی کو اس کے تلخ نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔

ایک طرف ان دونوں مسائل کی اہمیت کا یہ حال ہے؟ اور دوسری طرف ان کی پیچیدگی اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ جب تک فطرت کے تمام حقائق پر کسی کی نظر پوری طرح حاوی نہ ہو، وہ ان کو حل نہیں کرسکتا۔ سچ کہا تھا جس نے کہا تھا کہ انسان عالمِ اصغر ہے۔ اس کے جسم کی ساخت، اس کے نفس کی ترکیب، اس کی قوتیں اور قابلیتیں، اس کی خواہشات وضروریات اور جذبات واحساسات، اور اپنے وجود سے باہر کی بے شمار اشیاء کے ساتھ اس کے فعلی وانفعالی تعلقات، یہ سب چیزیں ایک دنیا کی دنیا اپنے اندر رکھتی ہیں۔ انسان کو پوری طرح نہیں سمجھا جاسکتا جب تک کہ اس دنیا کا ایک ایک گوشہ نگاہ کے سامنے روشن نہ ہوجائے۔ اور انسانی زندگی کے بنیادی مسائل حل نہیں کیے جاسکتے جب تک کہ خود انسان کو پوری طرح نہ سمجھ لیا جائے۔ یہی وہ پیچیدگی ہے جو عقل وحکمت کی ساری کاوشوں کا مقابلہ ابتداء سے کررہی ہے اور آج تک کیے جارہی ہے۔ اول تو اس دنیا کے تمام حقائق ابھی تک انسان پر کھلے ہی نہیں۔ انسانی علوم میں سے کوئی علم بھی ایسا نہیں ہے جو کمال کے آخری مرتبہ پر پہنچ چکا ہو۔ یعنی جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہو کہ جتنی حقیقتیں اس شعبہ علم سے تعلق رکھتی ہیں، ان سب کا احاطہ اس نے کرلیا ہے۔ مگر جو حقائق روشنی میں آچکے ہیں، ان کی وسعتوں اور باریکیوں کا بھی یہ عالم ہے کہ کسی انسان کی بلکہ انسانوں کے کسی گروہ کی نظر بھی ان سب پر بیک وقت حاوی نہیں ہوتی۔ ایک پہلو سامنے آتا ہے اور دوسرا پہلو نظروں سے اوجھل رہ جاتا ہے۔ کہیں نظر کوتاہی کرتی ہے اور کہیں شخصی رجحانات حاجبِ نظر بن جاتے ہیں۔ اس دوہری کمزوری کی وجہ سے انسان خود اپنی زندگی کے

ان مسائل کو حل کرنے کی جتنی تدبیریں بھی کرتا ہے وہ ناکام ہوتی ہیں اور تجربہ آخر کار ان کے نقص کو نمایاں کر دیتا ہے۔ صحیح حل صرف اسی وقت ممکن ہے جب کہ نقطۂ عدل کو پالیا جائے اور نقطۂ عدل پایا نہیں جاسکتا جب تک کہ تمام حقائق نہ سہی، کم از کم معلوم حقائق ہی کے سارے پہلو یکساں طور پر نگاہ کے سامنے نہ ہوں۔ مگر جہاں منظر کی وسعت بجائے خود اتنی زیادہ ہو کہ بینائی اس پر چھا نہ سکے اور اس کے ساتھ نفس کی خواہشات اور رغبت و نفرت کے میلانات کا یہ زور ہو کہ جو چیزیں صاف نظر آتی ہوں ان کی طرف سے بھی خود بخود نگاہ پھر جائے، وہاں نقطۂ عدل کس طرح مل سکتا ہے؟ وہاں تو جو حل بھی ہوگا اس میں لامحالہ یا افراط پائی جائے گی یا تفریط۔

اوپر جن دو مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے صرف پہلا مسئلہ اس وقت ہمارے سامنے زیرِ بحث ہے۔ اس باب میں جب ہم تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہم کو افراط و تفریط کی کھینچ تان کا ایک عجیب سلسلہ نظر آتا ہے۔ ایک طرف ہم دیکھتے ہیں کہ وہی عورت جو ماں کی حیثیت سے آدمی کو جنم دیتی اور بیوی کی حیثیت سے زندگی کے ہر نشیب و فراز میں مرد کی رفیق رہتی ہے، خادمہ بلکہ لونڈی کے مرتبے میں رکھ دی گئی ہے۔ اس کو بیچا اور خریدا جاتا ہے۔ اس کو ملکیت اور وراثت کے تمام حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے، اس کو گناہ اور ذلت کا مجسمہ سمجھا جاتا ہے، اور اس کی شخصیت کو ابھرنے اور نشوونما پانے کا کوئی موقع نہیں دیا جاتا۔ دوسری طرف ہم کو یہ نظر آتا ہے کہ وہی عورت اٹھائی اور ابھاری جارہی ہے، مگر اس شان سے کہ اس کے ساتھ بداخلاقی اور بدنظمی کا طوفان اٹھ رہا ہے، وہ حیوانی خواہشات کا کھلونا بنائی جاتی ہے، اس کو واقعی شیطان کی ایجنٹ بنا کر رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ابھرنے کے ساتھ انسانیت کے گرنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

ان دونوں انتہاؤں کو ہم محض نظری حیثیت سے افراط اور تفریط کے ناموں سے موسوم نہیں کرتے بلکہ تجربہ جب ان کے مضر نتائج کا پورا پورا ریکارڈ ہمارے سامنے لا کر رکھ دیتا ہے۔ تب ہم اخلاق کی زبان میں ایک انتہا کو افراط اور دوسری کو تفریط کہتے ہیں۔ تاریخ کا پس منظر جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے، ہم کو یہ بھی دکھاتا ہے کہ جب ایک قوم وحشت کے دور سے نکل کر تہذیب و حضارت کی طرف بڑھتی ہے تو اس کی عورتیں لونڈیوں اور خدمت گاروں کی حیثیت سے اس کے مردوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ ابتدا میں بدویانہ طاقتوں کا زور اسے آگے بڑھائے لیے جاتا ہے مگر تمدنی ترقی کی ایک خاص منزل پر پہنچ کر اسے محسوس ہوتا ہے کہ اپنے پورے نصف حصہ کو پستی کی حالت میں رکھ کر وہ آگے نہیں جاسکتی۔ اس کو اپنی ترقی کی رفتار رکتی نظر آتی ہے اور ضرورت کا احساس اسے مجبور کرتا ہے کہ اس نصف ثانی کو بھی نصف اول کے ساتھ چلنے کے قابل بنائے۔ مگر جب وہ اس نقصان کی تلافی شروع کرتی ہے تو صرف تلافی پر اکتفا نہیں کرتی بلکہ آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ عورت کی آزادی سے خاندانی نظام (جو تمدن کی بنیاد ہے) منہدم ہو جاتا ہے، عورتوں اور مردوں کے اختلاط سے فواحش کا سیلاب پھوٹ پڑتا ہے، شہوانیت اور عیش پرستی پوری قوم کے اخلاق کو تباہ کر دیتی ہے، اور اخلاقی تنزل کے ساتھ ساتھ ذہنی، جسمانی اور مادی قوتوں کا تنزل بھی لازمی طور پر رونما ہوتا ہے جس کا آخری انجام ہلاکت و بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ (پردہ: باب ۱)

چہرے کا پردہ

۱۴۶۔ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر رسول اللہ ﷺ کو درخواست دی۔ حضورؐ نے پوچھا یہ عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا؟ اس نے عرض کیا عورت ہی کا ہے۔ فرمایا ''عورت کا ہاتھ ہے تو کم از کم ناخن ہی مہندی سے رنگ لیے ہوتے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصُّوْرِیُّ، ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، ثَنَا مُطِیْعُ بْنُ مَیْمُوْن، عَنْ صَفِیَّةَ بِنْتِ عِصْمَةَ، عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ: اَوْمَتِ امْرَأَةٌ مِنْ وَّرَآءِ سِتْرٍ بِیَدِهَا کِتَابٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَبَضَ النَّبِیُّ ﷺ یَدَهَا فَقَالَ: مَاادْرِیْ اَیَدُ رَجُلٍ اَمْ یَدُ امْرَأَةٍ؟ قَالَتْ: بَلْ امْرَأَةٌ، قَالَ: لَوْکُنْتِ امْرَأَةً لَغَیَّرْتِ اَظْفَارَکِ یعنی بِالْحِنَّاءِ.(۱)

امِ خلّادکا واقعہ

۱۴۷۔ ایک خاتون امّ خلّاد کا لڑکا ایک جنگ میں شہید ہو گیا تھا۔ وہ اس کے متعلق دریافت کرنے کے لیے نبی ﷺ کے پاس آئیں، مگر اس حال میں بھی چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔ بعض صحابہ نے حیرت کے ساتھ کہا کہ اس وقت بھی تمہارے چہرے پر نقاب ہے؟ یعنی بیٹے کی شہادت کی خبر سن کر تو ایک ماں کو تن بدن کا ہوش نہیں رہتا، اور تم اس اطمینان کے ساتھ باپردہ آئی ہو۔ جواب میں کہنے لگیں اِنْ اُرْزَأَ ابْنِیْ فَلَنْ اُرْزَأَ حَیَائِیْ ''میں نے بیٹا تو ضرور کھویا ہے مگر اپنی حیا تو نہیں کھودی۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَامٍ، ثَنَاحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ فَرَجِ بْنِ فَضَالَةَ، عَنْ عَبْدِ الْخَبِیْرِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: جَآءَ تِ امْرَأَةٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ یُقَالُ لَهَا اُمُّ خَلَّادٍ، وَهِیَ مُنْتَقِبَةٌ، تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَاوَهُوَمَقْتُوْلٌ، فَقَالَ لَهَا بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ: جِئْتِ تَسْأَلِیْنَ عَنِ ابْنِکِ وَاَنْتِ مُنْتَقِبَةٌ؟ فَقَالَتْ: اِنْ اُرْزَءَ ابْنِیْ فَلَنْ اُرْزَأَ حَیَائِیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ابْنُکِ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدَیْنِ، قَالَتْ: وَلِمَ ذَاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ، لِاَنَّهٗ قَتَلَهٗ اَهْلُ الْکِتَابِ.(۲)

۱۴۸۔ فَعَرَفَنِیْ حِیْنَ رَاٰنِیْ وَکَانَ قَدْ رَاٰنِیْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَیْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِیْنَ عَرَفَنِیْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِیْ بِجِلْبَابِیْ.

''وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان گیا کیونکہ حجاب کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکا تھا۔ مجھے پہچان کر جب اس نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو اس کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے منہ ڈھانک لیا۔'' (بخاری، مسلم، احمد، ابن جریر، سیرت ابن ہشام)

تخریج: حَدَّثَنَا یَحْیٰ بْنُ بُکَیْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ، وَسَعِیْدُابْنُ الْمُسَیَّبِ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، وَعُبَیْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ

حَدِیْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ. وَبَعْضُ حَدِیْثِهِمْ یُصَدِّقُ بَعْضًا وَاِنْ کَانَ بَعْضُهُمْ اَوْعٰی لَهٗ مِنْ بَعْضِ الَّذِیْ حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَخْرُجَ اَقْرَعَ بَیْنَ اَزْوَاجِهٖ...فَوَجَدْتُّ عِقْدِیْ بَعْدَ مَااسْتَمَرَّ الْجَیْشُ، فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ، وَلَیْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَامُجِیْبٌ، فَاَقَمْتُ مَنْزِلِیَ الَّذِیْ کُنْتُ بِهٖ، وَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ سَیَفْقِدُوْنِیْ فَیَرْجِعُوْنَ اِلَیَّ، فَبَیْنَا اَنَا جَالِسَةٌ فِیْ مَنْزِلِیْ غَلَبَتْنِیْ عَیْنِیْ، فَنِمْتُ وَکَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِیُّ ثُمَّ الذَّکْوَانِیُّ مِنْ وَّرَاءِ الْجَیْشِ، فَادَّلَجَ، فَاَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِیْ، فَرَاٰی سَوَادَ اِنْسَانٍ نَائِمٍ، فَاَتَانِیْ، فَعَرَفَنِیْ حِیْنَ رَاٰنِیْ، وَکَانَ یَرَانِیْ قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَیْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِیْنَ عَرَفَنِیْ، فَخَمَّرْتُ وَجْهِیْ بِجِلْبَابِیْ الحدیث.(۳)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ زوجۂ رسالت مآب ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے...لشکر کے چلے جانے کے بعد مجھے میرا ہار مل گیا۔تو قافلہ والوں کی جگہ واپس آئی تو دیکھا کہ نہ کوئی پکارنے والا ہے اور نہ کوئی جواب دینے والا۔ میں اپنی جگہ آ کر ٹھہر گئی جہاں سے گئی تھی خیال کیا کہ جب وہ مجھے گم پائیں گے تو واپس میرے پاس آئیں گے بس اسی شش و پنج میں نیند آ گئی۔رات بھر سفر کرتا ہوا صفوان ــــــ جن کی ذمہ داری تھی فوج کے پیچھے سب سے اخیر میں ساری چیزوں کا معائنہ کرتے ہوئے چلنا ــــــ صبح کو وہاں پہنچا جہاں میں سوئی ہوئی تھی۔اس نے سوئے ہوئے انسان کا وجود دیکھا تو وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا کیونکہ وہ مجھے پردہ کے حکم آنے سے پہلے دیکھ چکا تھا۔ مجھے پہچان کر جب اس نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو اس کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانک لیا۔

تشریح : ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضورؐ کے مبارک دور میں چہرہ کے پردہ کا رواج ہو چکا تھا۔ جب مسلمانوں کو غض بصر کا حکم دیا گیا تو اس وقت عورتوں کو کھلے منہ پھرنے کی اجازت نہ تھی۔ کیونکہ سورۃ النور میں غض بصر کا حکم دیا گیا۔ اسی میں حضرت عائشہؓ کی براءت بھی نازل کی گئی۔ اور واقعہ افک کے بارے میں حضرت عائشہؓ کا بیان جو نہایت معتبر سندوں سے مروی ہے اس میں وہ فرماتی ہیں کہ جنگل سے واپس آ کر جب میں نے دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے تو میں بیٹھ گئی اور نیند کا غلبہ ایسا ہوا کہ وہیں پڑ کر سو گئی۔ صبح کو صفوان بن معطل وہاں سے گزرا تو دور سے کسی کو پڑے دیکھ کر ادھر آ گیا۔ فَعَرَفَنِیْ حِیْنَ رَاٰنِیْ وَکَانَ قَدْ رَاٰنِیْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَیْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِیْنَ عَرَفَنِیْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِیْ بِجِلْبَابِیْ۔ ’’وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان گیا کیونکہ حجاب کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکا تھا۔ مجھے پہچان کر جب اس نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو اس کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے منہ ڈھانک لیا۔‘‘ (بخاری، مسلم، احمد، ابن جریر، سیرت ابن ہشام)

گویا کہ پردے کے باوجود غضِ بصر کی ضرورت تھی کیونکہ ایسے مواقع پیش آ سکتے تھے جب کہ اچانک کسی عورت اور مرد کا آمنا سامنا ہو جائے اور ایک پردہ دار عورت کو بھی بسا اوقات ایسی ضرورت لاحق ہو سکتی ہے کہ وہ منہ کھولے۔ اور مسلمان عورتوں میں پردہ رائج ہونے کے باوجود بہرحال غیر مسلم عورتیں تو بے پردہ ہی رہیں گی۔ احرام کے لباس میں بھی نقاب کا استعمال ممنوع ہے۔ تاہم اس حالت میں بھی محتاط خواتین غیر مردوں کے سامنے چہرہ کھول دینا پسند نہیں کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سفر میں ہم لوگ بحالتِ احرام مکہ کی طرف جا رہے تھے۔ جب مسافر ہمارے پاس سے گزرنے لگتے تو ہم عورتیں اپنے سر سے چادریں کھینچ کر منہ پر ڈال لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو ہم منہ کھول لیتی تھیں۔

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲۹)

ام ھانی کا واقعہ

۱۴۹۔ حضرت امّ ہانی جو ابو طالب کی صاحبزادی اور نبی ﷺ کی چچازاد بہن تھیں، آخر وقت تک حضور ﷺ کے سامنے ہوتی رہیں اور کم از کم منہ اور چہرے کا پردہ انہوں نے آپ سے کبھی نہیں کیا۔ فتح مکہ کے موقع کا ایک واقعہ وہ خود بیان کرتی ہیں جس سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ (ابوداؤد)

تخریج: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِی شَیْبَۃَ، ثَنَاجَرِیْرُ بْنُ عَبْدِالْحَمِیْدِ، عَنْ یَزِیْدَ ابْنِ اَبِی زِیَادٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحٰرِثِ عَنْ اُمِّ هَانِیءٍ، قَالَتْ: لَمَّا کَانَ یَوْمُ الْفَتْحِ فَتْحُ مَکَّۃَ جَآءَ تْ فَاطِمَۃُ، فَجَلَسَتْ عَنْ یَسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاُمُّ هَانِیءٍ عَنْ یَمِیْنِهٖ، قَالَتْ: فَجَاءَ تِ الْوَلِیْدَۃُ بِاِنَاءٍ فِیْهِ شَرَابٌ فَنَاوَلْتُهٗ، فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَهٗ اُمَّ هَانِیءٍ، فَشَرِبَتْ مِنْهُ، فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقَدْ اَفْطَرْتُ وَکُنْتُ صَائِمَۃً، فَقَالَ لَهَا: أَکُنْتِ تَقْضِیْنَ شَیْئًا؟ قَالَتْ: لَا، قَالَ: فَلَا یَضُرُّکِ اِنْ کَانَ تَطَوُّعًا. (٤)

ترجمہ: حضرت ام ہانی سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن فاطمہ آئی اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں طرف بیٹھ گئی اور ام ہانی رسول اللہ ﷺ کے دائیں طرف۔ اتنے میں ایک خادمہ (لونڈی) ایک برتن لے کر حاضر ہوئی جس میں کوئی مشروب تھا میں نے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے اس میں سے کچھ نوش فرما کر ام ہانی کو عنایت فرما دیا۔ ام ہانی نے بھی اس میں سے (حسب ضرورت) پی لیا مگر ساتھ ہی عرض کیا یا رسول اللہ میں تو روزہ افطار کر بیٹھی، میں تو روزے سے تھی۔ آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا، کیا قضا روزے رکھ رہی تھی؟ انہوں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا اگر نفلی تھے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

ام المومنین حضرت سودہؓ کا واقعہ

۱۵۰۔ حضرت سودہ ام المومنین کا ایک بھائی لونڈی زادہ تھا (ان کے باپ کی لونڈی کے بطن سے تھا) اس کے متعلق حضرت سعد بن ابی وقاص کو ان کے بھائی عتبہ نے وصیت کی کہ اس لڑکے کو اپنا بھتیجا سمجھ کر اس کی سرپرستی کرنا، کیونکہ

وہ دراصل میرے نطفے سے ہے۔ یہ مقدمہ نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے حضرت سعد کا دعویٰ یہ کہہ کر خارج کر دیا کہ ''بیٹا اس کا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا، رہا زانی تو اس کے حصے میں کنکر پتھر۔'' لیکن ساتھ ہی آپ نے حضرت سودہ سے فرمایا کہ اس لڑکے سے پردہ کرنا اِحْتَجِبِیْ مِنْهُ کیونکہ یہ اطمینان نہ رہا تھا کہ وہ واقعی ان کا بھائی ہے۔

تخریج: ﴿۱﴾ **حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اخْتَصَمَ سَعْدٌ وَابْنُ زَمْعَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هُوَ لَکَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ، اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَاسَوْدَةُ. وَزَادَ لَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.** (۵)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ سعد اور ابن زمعہ کا جھگڑا ہوا نبی ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ یہ بچہ عبد بن زمعہ تمہارا ہے، بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ ساتھ ہی آپ نے فرمایا، اے سودہ اس لڑکے سے پردہ کرنا۔ قتیبہ نے لیث کے حوالہ سے یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ زانی کے لیے کنکر پتھر۔

نسائی نے ذرا واضح روایت نقل کی ہے:

﴿۲﴾ **عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اخْتَصَمَ سَعْدُ ابْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِيْ غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ: هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ اَخِيْ عُتْبَةُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ، عَهِدَ اِلَيَّ اَنَّهُ ابْنُهُ اُنْظُرْ اِلٰى شَبَهِهٖ، وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: اَخِيْ، وَلَدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِيْ مِنْ وَلِيْدَتِهٖ، فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى شَبَهِهٖ، فَرَاٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ، فَقَالَ: هُوَ لَکَ يَا عَبْدُ! اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، فَلَمْ يَرَ سَوْدَةُ قَطُّ.** (۶)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ ایک بچے کے بارے میں سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کے درمیان تنازع (جھگڑا) ہو گیا سعد کا موقف تھا کہ یارسول اللہ بچہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا ہے اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ بچہ اس کا ہے، اس بچہ کی اس سے مشابہت غور فرمائیں۔ اور عبد بن زمعہ کا موقف یہ تھا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ میرے باپ کے بستر پر اس کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس بچہ کی مشابہت بغور ملاحظہ فرمائی تو آپ کو واضح مشابہت عتبہ کے ساتھ معلوم ہوئی۔ لہٰذا آپ نے فیصلہ فرمادیا کہ اے عبد یہ بچہ تمہارا ہے۔ کیونکہ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لیے کنکر پتھر۔ اے سودہ اس سے پردہ کرنا چنانچہ حضرت سودہؓ نے اس دن کے بعد اس بچہ کو کبھی نہیں دیکھا۔

تشریح: بعض لوگ اظہار زینت کی آزادی کو صرف ان رشتہ داروں تک محدود سمجھتے ہیں جن کے نام (قرآن حکیم میں دیئے گئے ہیں) باقی سب لوگوں کو حتّٰی کہ سگے چچا اور سگے ماموں تک کو ان رشتہ داروں میں شمار کرتے ہیں جن سے پردہ کیا جانا چاہیے، اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ان کا نام قرآن میں نہیں لیا گیا ہے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ سگے چچا اور ماموں تو درکنار، نبی ﷺ نے تو رضاعی چچا اور ماموں سے بھی پردہ کرنے کی حضرت عائشہ کو اجازت نہ دی۔ صحاح ستہ اور مسند احمد میں

حضرت عائشہؓ کی اپنی روایت ہے کہ ابوالقعیس کے بھائی افلح ان کے ہاں آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ چونکہ پردے کا حکم آ چکا تھا اس لیے حضرت عائشہؓ نے اجازت نہ دی۔ انہوں نے کہلا کر بھیجا کہ تم تو میری بھتیجی ہو، کیونکہ میرے بھائی ابوالقعیس کی بیوی کا تم نے دودھ پیا ہے لیکن حضرت عائشہ کو اس میں تامل تھا کہ یہ رشتہ بھی ایسا ہے جس میں پردہ اٹھا دینا جائز ہو۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا کہ وہ تمہارے پاس آ سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے خود اس آیت کو اس معنی میں نہیں لیا کہ جن جن رشتہ داروں کا ذکر آیا ہے ان سے پردہ نہ ہو اور باقی سب سے ہو۔ بلکہ آپ نے اس سے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ جن جن رشتہ داروں سے ایک عورت کا نکاح حرام ہے وہ سب آیت میں داخل ہیں مثلاً چچا، ماموں، داماد اور رضاعی رشتہ دار۔ تابعین میں سے حضرت حسن بصری نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے، اور اس کی تائید علامہ ابوبکر جصّاص نے احکام القرآن میں فرمائی ہے۔ (ج ۳، ص: ۳۹۰)

جن رشتہ داروں سے ابدی حرمت کا رشتہ نہ ہو (جن سے ایک کنواری یا بیوہ عورت کا رشتہ جائز ہو) وہ نہ تو محرم رشتہ داروں کے حکم میں ہیں کہ عورتیں بے تکلف ان کے سامنے اپنی زینت کے ساتھ آئیں۔ اور نہ بالکل اجنبیوں کے حکم میں کہ عورتیں ان سے ویسا ہی مکمل پردہ کریں جیسا غیروں سے کیا جاتا ہے۔ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان ٹھیک کیا رویہ ہونا چاہیے، یہ شریعت میں متعین نہیں کیا گیا ہے، کیونکہ اس کا تعین ہو نہیں سکتا۔ اس کے حدود مختلف رشتہ داروں کے معاملے میں، ان کے رشتے، ان کی عمر، خاندانی تعلقات اور روابط اور فریقین کے حالات (مثلاً مکان کا مشترک ہونا یا الگ الگ مکانوں میں رہنا) کے لحاظ سے لامحالہ مختلف ہوں گے اور ہونے چاہئیں۔ اس معاملے میں نبی ﷺ کا اپنا طرز عمل بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔

۱۵۱۔ حضرت عباس اپنے بیٹے فضل کو اور ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب (نبی ﷺ کے حقیقی چچا زاد بھائی) اپنے بیٹے عبدالمطلب کو نبی ﷺ کے پاس یہ کہہ کر بھیجتے ہیں کہ اب تم لوگ جوان ہو گئے ہو، تمہیں جب تک روزگار نہ ملے تمہاری شادیاں نہیں ہو سکتیں، لہٰذا تم رسول اللہ کے پاس جا کر نوکری کی درخواست کرو۔ یہ دونوں حضرت زینب کے مکان پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت زینب فضل کی حقیقی پھوپھی زاد بہن ہیں اور عبدالمطلب بن ربیعہ کے والد سے بھی ان کا وہی رشتہ ہے جو فضل سے۔ لیکن وہ ان دونوں کے سامنے نہیں ہوتیں اور حضور کی موجودگی میں ان کے ساتھ پردے کے پیچھے سے بات کرتی ہیں (ابوداؤد کتاب الخراج) ان دونوں قسم کے واقعات سے وہ بات ثابت ہو جاتی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ نیز احادیث بالا سے ظاہر ہے کہ جہاں رشتے میں شبہ پڑ جائے وہاں محرم رشتہ دار سے بھی احتیاطاً پردہ کرنا چاہیے۔

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۴۲)

تخریج: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا عَنْبَسَةُ، ثَنَا يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحٰرِثِ بْنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِيُّ، اَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ رَبِيْعَةَ بْنَ الْحٰرِثِ وَعَبَّاسَ ابْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: ائْتِيَا

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُوْلَا لَهٗ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ بَلَغْنَا مِنَ السِّنِّ مَاتَرٰى وَاَحْبَبْنَا اَنْ نَتَزَوَّجَ، وَاَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَبَرُّ النَّاسِ وَاَوْصَلُهُمْ، وَلَيْسَ عِنْدَ اَبَوَيْنَا مَايُصْدِقَانِ عَنَّا، فَاسْتَعْمِلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى الصَّدَقَاتِ، فَلْنُؤَدِّ اِلَيْكَ مَايُؤَدِّى الْعُمَّالُ، وَلِنَصِبْ مَاكَانَ فِيْهَا مِنْ مِرْفَقٍ، قَالَ: فَاَتٰى عَلِيُّ ابْنُ اَبِىْ طَالِبٍ وَنَحْنُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَقَالَ لَنَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَاوَاللّٰهِ لَانَسْتَعْمِلُ مِنْكُمْ اَحَدًا عَلَى الصَّدَقَةِ... قَالَ عَبْدُالْمُطَّلِبِ: فَانْطَلَقْتُ اَنَاوَالْفَضْلُ (اِلٰى بَابِ حُجْرَةِ النَّبِىِّ ﷺ) حَتّٰى نُوَافِقَ صَلَاةَ الظُّهْرِ قَدْ قَامَتْ، فَصَلَّيْنَا مَعَ النَّاسِ، ثُمَّ اَسْرَعْتُ اَنَا وَالْفَضْلُ اِلٰى بَابِ حُجْرَةِ النَّبِىِّ ﷺ وَهُوَيَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُمْنَا بِالْبَابِ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخَذَ بِاُذُنِىْ وَاُذُنِ الْفَضْلِ، ثُمَّ قَالَ: اَخْرِجَا مَاتُصَرِّرَانِ، ثُمَّ دَخَلَ، فَاَذِنَ لِىْ وَلِلْفَضْلِ فَدَخَلْنَا، فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ قَلِيْلًا، ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ اَوْكَلَّمَهُ الْفَضْلُ، قَدْشَكَّ فِىْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: كَلَّمَهٗ بِالْاَمْرِ الَّذِىْ اَمَرَنَا بِهٖ اَبَوَانَا، فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاعَةً وَرَفَعَ بَصَرَهٗ قِبَلَ سَقْفِ الْبَيْتِ حَتّٰى طَالَ عَلَيْنَا اَنَّهٗ لَايَرْجِعُ اِلَيْنَا شَيْئًا حَتّٰى رَاَيْنَا زَيْنَبَ تَلْمَعُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ بِيَدِهَا، تُرِيْدُ اَنْ لَّاتَعْجَلَا. الخ (۷)

ترجمہ : عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ ان کے باپ ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب دونوں نے اپنے بیٹوں عبدالمطلب اور فضل دونوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے کہا کہ ان کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ ہم جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں جوان ہو چکے ہیں (شادی کے قابل ہیں) لہٰذا نکاح کرنا چاہتے ہیں اور آپ سب لوگوں سے بڑھ کر نیکی کرنے اور صلہ رحمی فرمانے والے ہیں۔ ہمارے والدین تہی دست ہیں مہر کی رقم ادا نہیں کر سکتے لہٰذا آپ ہمیں اموال صدقات کی فراہمی پر عامل مقرر فرما دیں۔ ہم آپ کی خدمت میں وہی کچھ پیش کریں گے جو دوسرے عامل کرتے ہیں اور منافع جو حاصل ہوگا وہ ہم لے لیا کریں گے۔ عبدالمطلب کا بیان ہے کہ ہم یہی گفتگو کر رہے تھے کہ علی بن ابی طالب بھی آ گئے انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم میں سے کسی کو صدقات کی وصولی پر عامل مقرر نہیں فرمائیں گے۔...عبدالمطلب نے بیان کیا کہ میں اور فضل دونوں حضورؐ کے کمرے کی طرف بڑھے کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا، ہم نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں اور فضل جلدی سے رسول اللہ ﷺ کے حجرے کے دروازے کی جانب لپکے۔ اس روز آپ زینب بنت جحش کے ہاں تھے ہم دروازے پر کھڑے ہو گئے اتنے میں آپ بھی تشریف لے آئے اور پیار سے میرا اور فضل کا کان پکڑ کر فرمایا کہو جو تمہارے جی میں ہے یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ اور ہمیں بھی اندر آ جانے کی اجازت دی ہم اندر داخل ہو گئے ہم نے ایک دوسرے کو بات کرنے کے لیے کہا پھر میں نے یا فضل نے بات کا آغاز کیا۔ اس میں عبداللہ راوی کو شک ہے۔ پھر اس نے وہی مدعا بیان کیا جس کا ہمارے والدین نے ہمیں حکم دیا تھا۔ یہ سن کر آپ چند لمحے خاموش رہے اور نظریں چھت کی طرف اٹھا کر غور فرماتے رہے۔ کافی دیر تک یہی حالت رہی ہم سمجھے کہ ہمیں آپ کچھ جواب نہ دیں گے۔ اتنے میں ہماری نظر زینبؓ پر پڑی جو پس پردہ اشاروں سے کہہ رہی تھیں کہ جلدی نہ کرو۔

عورت کے لیے ستر کے حدود

عورتوں کے لیے ستر کے حدود اس (مرد) سے زیادہ وسیع رکھے گئے ہیں۔ ان کو حکم دیا گیا کہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کے سوا تمام جسم کو تمام لوگوں سے چھپائیں۔ اس حکم میں باپ، بھائی اور تمام رشتہ دار شامل ہیں، اور شوہر کے سوا کوئی مرد اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

۱۵۲۔ لَا یَحِلُّ لِامْرَأَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُخْرِجَ یَدَیْھَا اِلَّا اِلٰی اَھْلِھَا وَقَبَضَ نِصْفَ الذِّرَاعِ. (ابن جریر)

''نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ اپنا ہاتھ اس سے زیادہ کھولے'' یہ کہہ کر اپنی کلائی کے نصف حصہ پر ہاتھ رکھا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَۃَ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَاظَھَرَ مِنْھَا، قَالَ الْمِسْکَتَانِ، وَالْخَاتَمُ، وَالْکُحْلُ، قَالَ قَتَادَۃُ وَبَلَغَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَا یَحِلُّ لِامْرَأَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُخْرِجَ یَدَھَا اِلَّا اِلٰی ھٰھُنَا وَقَبَضَ نِصْفَ الذِّرَاعِ. (۸)

۱۵۳۔ اَلْجَارِیَۃُ اِذَا حَاضَتْ لَمْ یَصْلُحْ اَنْ یُرٰی مِنْھَا اِلَّا وَجْھُھَا وَیَدُھَا اِلَی الْمَفْصَلِ. (ابوداؤد)

''جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آنا چاہیے سوائے چہرے اور کلائی کے جوڑ تک کے ہاتھ کے۔''

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے بھتیجے عبداللہ بن الطفیل کے سامنے زینت کے ساتھ آئی تو نبی ﷺ نے اس کو ناپسند کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو میرا بھتیجا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

۱۵۴۔ اِذَا عَرِقَت الْمَرْأَۃُ لَمْ یَحِلَّ لَھَا اَنْ تُظْھِرَ اِلَّا وَجْھَھَا وَاِلَّا مَادُوْنَ ھٰذَا وَقَبَضَ عَلٰی ذِرَاعِ نَفْسِہٖ فَتَرَکَ بَیْنَ قَبْضَتِہٖ وَبَیْنَ الْکَفِّ مِثْلَ قَبْضَتِہٖ اُخْرٰی. (ابن جریر)

''جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنے جسم میں سے کچھ ظاہر کرے سوائے چہرے کے اور سوائے اس کے، یہ کہہ کر آپ نے اپنی کلائی پر اس طرح ہاتھ رکھا کہ آپ کی گرفت کے مقام اور ہتھیلی کے درمیان صرف ایک مٹھی بھر جگہ باقی تھی۔''

تخریج: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ، قَالَ: ثَنَا الْحُسَیْنُ، قَالَ: ثَنِیْ حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَوْلَہٗ، وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَاظَھَرَ مِنْھَا، قَالَ: الْخَاتَمُ وَالْمَسْکَۃُ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ: وَقَالَتْ عَائِشَۃُ الْقُلْبُ وَالْفَتَخَۃُ قَالَتْ عَائِشَۃُ: دَخَلَتْ عَلَیَّ ابْنَۃُ اَخِیْ لِاُمِّیْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ الطُّفَیْلِ مُزَیَّنَۃً، فَدَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَاَعْرَضَ، فَقَالَتْ عَائِشَۃُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّھَا ابْنَۃُ اَخِیْ وَجَارِیَۃٌ، فَقَالَ: اِذَا عَرَکَتِ الْمَرْأَۃُ

لَمْ يَحِلَّ لَهَا اَنْ تُظْهِرَ اِلَّاوَجْهَهَا وَاِلَّا مَادُوْنَ هٰذَا وَقَبَضَ عَلٰى ذِرَاعِ نَفْسِهٖ. فَتَرَكَ بَيْنَ قَبْضَتِهٖ وَبَيْنَ الْكَفِّ مِثْلَ قَبْضَةٍ اُخْرٰى.(۹)

حضرت اسماءبنتِ ابی بکرؓ جو آنحضرت ﷺ کی سالی تھیں، ایک مرتبہ آپ کے سامنے باریک لباس پہن کر حاضر ہوئیں، اس حال میں کہ جسم اندر سے جھلک رہا تھا، حضورؐ نے فوراً نظر پھیر لی اور فرمایا:

۱۵۵ ـ يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَمْ يَصْلُحْ اَنْ يُرٰى مِنْهَا اِلَّاهٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَاِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفِّهٖ. (تکملہ فتح القدیر)

''اے اسماء عورت جب سن بلوغ کو پہنچ جائے تو درست نہیں کہ اس کے جسم میں سے کچھ دیکھا جائے بجز اس کے اور اس کے یہ کہہ کر آپ نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ كَعْبِ نِ الْاَنطَاكِيُّ، وَمُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، قَالَا: ثَنَا الْوَلِيْدُ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ بَشِيْرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ يَعْقُوْبُ: ابْنُ دُرَيْكٍ، عَنْ عَائِشَةَؓ، اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِىْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَاَعْرَضَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ: يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَمْ تَصْلُحْ اَنْ يُرٰى مِنْهَا اِلَّاهٰذَا وَهٰذَا، وَاَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ، قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: هٰذَا مُرْسَلٌ، خَالِدُ ابْنُ دُرَيْكٍ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَؓ.(۱۰)

۱۵۶ ـ حفصہ بنت عبدالرحمان حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور وہ ایک باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے اس کو پھاڑ دیا اور ایک موٹی اوڑھنی ان پر ڈالی۔ (مؤطاامام مالک)

تخریج: ⟨۱⟩ مَالِكٌ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ اَبِىْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ اَنَّهَا قَالَتْ: دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلٰى حَفْصَةَ خِمَارٌ رَقِيْقٌ، فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ، وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيْفًا.(۱۱)

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، وَاَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ نِالْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ مُوْسٰى بْنِ جُبَيْرٍ، اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهٗ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ دِحْيَةَ بْنِ خَلِيْفَةَ الْكَلْبِيِّ، اَنَّهٗ قَالَ: اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَبَاطِيَّ، فَاَعْطَانِىْ مِنْهَا قُبْطِيَّةً فَقَالَ: اِصْدَعْهَا صَدْعَيْنِ فَاقْطَعْ اَحَدَهُمَا قَمِيْصًا وَاَعْطِ الْاٰخَرَ امْرَأَتَكَ تَخْتَمِرُ بِهٖ. فَلَمَّا اَدْبَرَ قَالَ: وَاْمُرِ امْرَأَتَكَ اَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهٗ ثَوْبًا لَايَصِفُهَا.(۱۲)

﴿۳﴾حَدَّثَنَا اَحمَدُ ابنُ صَالِحٍ، ح وَثَنَا سُلَیمَانُ بنُ دَاوٗدَ المَهرِیُّ، وَابنُ السَّرحِ، وَاَحمَدُ بنُ سَعِیدٍ الهَمدَانِیُّ، قَالُوْا:اَخبَرَنَاابنُ وَهبٍ، قَالَ:اَخبَرَنِی قُرَّةُ بنُ عَبدِالرَّحمٰنِ المُعَافِرِیُّ،عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَن عُروَةَ بنِ الزُّبَیرِ، عَن عَائِشَةَ ؓ اَنَّهَا قَالَتْ:یَرحَمُ اللّٰهُ نِسَآءَ المُهَاجِرَاتِ الاَوَّلَ، لَمَّا اَنزَلَ اللّٰهُ "وَلیَضرِبنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوبِهِنَّ" شَقَقنَ اَکنَفَ، قَالَ ابنُ صَالِحٍ:اَکثَفَ مُرُوطِهِنَّ، فَاختَمَرنَ بِهَا.(١٣)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ان خواتین پر جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی تھی جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلْیَضْرِبْنَ ... "یعنی اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر لٹکا لیں"، تو انہوں نے دروازوں پر پڑے ہوئے پردوں کی اوڑھنیاں بنا لیں۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا اَبُوکَامِلٍ، ثَنَا اَبُوعَوَانَةَ، عَن اِبرَاهِیمَ بنِ مُهَاجِرٍ، عَن صَفِیَّةَ بِنتِ شَیبَةَ، عَن عَائِشَةَ ؓ، اَنَّهَا ذَکَرَتْ نِسَآءَ الاَنصَارِ، فَاَثنَتْ عَلَیهِنَّ، وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعرُوفًا، وَقَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ النُّورِ عَمِدنَ اِلٰی حُجُورٍ اَوحُجُوزٍ، شَکَّ اَبُوکَامِلٍ، فَشَقَقنَهُنَّ فَاتَّخَذنَهُ خُمُرًا.(١٤)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے انصاری عورتوں کا ذکر کیا اور ان کی تعریف کی اور فرمایا کہ جب سورہ نور نازل ہوئی تو وہ فوراً پردوں کی جانب متوجہ ہوئیں، ان کو پھاڑ کر دوپٹے بنا لیے۔

۱۵۷ ـ لَعَنَ اللّٰهُ الکَاسِیَاتِ العَارِیَاتِ.

"نبی علیہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو لباس پہن کر بھی ننگی رہیں۔"

تخریج: مَالِکٌ، عَن مُسلِمِ بنِ اَبِی مَریَمَ، عَن اَبِی صَالِحٍ، عَن اَبِی هُرَیرَةَ، اَنَّهُ قَالَ: نِسَآءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِیلَاتٌ لَایَدخُلنَ الجَنَّةَ وَلَایَجِدنَ رِیحَهَا. وَرِیحُهَا یُوجَدُ مَسِیرَةَ خَمسِ مِائَةِ سَنَةٍ.(١٥)

۱۵۸ ـ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے نہ پہناؤ جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہو جائے۔ (المبسوط کتاب الاستحسان)

تشریح: ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کے سوا عورت کا پورا جسم ستر میں داخل ہے۔ جس کو اپنے گھر میں اپنے قریب ترین عزیزوں سے بھی چھپانا اس پر واجب ہے۔ وہ شوہر کے سوا کسی کے سامنے اپنے ستر کو نہیں کھول سکتی۔ خواہ وہ اس کا باپ، بھائی یا بھتیجا ہی کیوں نہ ہو۔ حتیٰ کہ وہ ایسا باریک لباس بھی نہیں پہن سکتی جس میں ستر نمایاں ہوتا ہو۔
(پردہ، باب ۱۱، تعزیری قانون: عورتوں...)

جس کپڑے میں عورت کا بدن جھلکے اس کی ممانعت

زمانۂ جاہلیت میں عورتیں سروں پر ایک طرح کے کساوے سے باندھے رکھتی تھیں۔ جن کی گرہ جوڑنے کی طرح پیچھے چوٹی پر

لگائی جاتی تھیں۔ سامنے گریبان کا ایک حصہ کھلا رہتا تھا، جس سے گلا اور سینے کا بالائی حصہ صاف نمایاں ہوتا تھا۔ چھاتیوں پر قمیص کے سوا اور کوئی چیز نہ ہوتی تھی اور پیچھے دو دو تین تین چوٹیاں لہراتی رہتی تھیں (تفسیر کشاف، جلد ۲، صفحہ ۹۰، ابن کثیر، ج ۳، ص ۲۸۳۔۲۸۴) سورہ نور میں جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں'' تو مسلمان عورتوں میں دوپٹہ رائج کیا گیا۔ جس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ آج کل کی صاحبزادیوں کی طرح بس اسے بل دے کر گلے کا ہار بنالیا جائے۔ بلکہ یہ تھا کہ اسے اوڑھ کر سر، کمر، سینہ، سب اچھی طرح ڈھانک لیے جائیں۔ اہل ایمان خواتین نے قرآن کا یہ حکم سنتے ہی فوراً جس طرح اس کی تعمیل کی اس کی تعریف کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سورۂ نور نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ سے اس کو سن کر لوگ اپنے گھروں کی طرف پلٹے اور جا کر انہوں نے اپنی بیویوں، بیٹیوں، بہنوں کو اس کی آیات سنائیں، انصار کی عورتوں میں سے کوئی عورت ایسی نہ تھی جو آیت کے الفاظ سن کر اپنی جگہ بیٹھی رہ گئی ہو۔ ہر ایک اٹھی اور کسی نے اپنا کمر پٹہ کھول کر اور کسی نے چادر اٹھا کر فوراً اس کا دوپٹہ بنایا اور اوڑھ لیا۔ دوسرے روز صبح کی نماز کے وقت جتنی عورتیں مسجد نبوی میں حاضر ہوئیں سب دوپٹے اوڑھے ہوئے تھیں۔ اسی سلسلے میں ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ مزید تفصیل یہ بتاتی ہیں کہ عورتوں نے باریک کپڑے چھوڑ کر اپنے موٹے موٹے کپڑے چھانٹے اور ان کے دوپٹے بنائے۔

(ابن کثیر ج ۳، ص: ۲۸۴۔ ابوداؤد)

یہ بات کہ دوپٹہ باریک کپڑے کا نہ ہونا چاہیے، ان احکام کے مزاج اور مقصد پر غور کرنے سے خود ہی آدمی کی سمجھ میں آجاتی ہے۔ چنانچہ انصار کی خواتین نے حکم سنتے ہی سمجھ لیا تھا کہ اس کا منشا کس طرح کے کپڑے کا دوپٹہ بنانے سے پورا ہوسکتا ہے۔ لیکن صاحب شریعت ﷺ نے اس بات کو بھی صرف لوگوں کے فہم پر نہیں چھوڑ دیا بلکہ خود اس کی تصریح فرمادی۔ دحیہ کلبی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس مصر کی بنی ہوئی باریک ململ (قباطی) آئی۔ آپؐ نے اس میں سے ایک ٹکڑا مجھے دیا اور فرمایا، ایک حصہ پھاڑ کر اپنا کرتہ بنالو اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لیے دے دو، مگر ان سے کہہ دینا کہ تَجْعَلَ تَحْتَهٗ ثَوْباً لَایَصِفُهَا ''اس کے نیچے ایک اور کپڑا لگالیں تا کہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے۔'' (ابوداؤد)

(تفہیم القرآن ج ۳، نور، حاشیہ: ۳۶)

غیر محرم قریبی اعزہ سے پردہ کی صورت

شوہر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خدا اور رسول کے احکام کی خلاف ورزی کا بیوی کو حکم دے۔ اور اگر وہ ایسا حکم دے تو ایک مسلمان عورت کا فرض ہے کہ اس کی اطاعت سے انکار کردے۔ سورہ نور کے رکوع ۴ میں اللہ تعالیٰ نے ان رشتہ داروں کی فہرست دے دی ہے جن کے سامنے ایک مسلمان عورت اپنی زینت کے ساتھ آسکتی ہے۔ ان کے سوا کسی کے سامنے اظہار زینت کا حکم دینا کسی مسلمان کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔

سسرال اور میکے میں عورتوں کا عموماً جن غیر محرم قریبی رشتہ داروں کے ساتھ رہن سہن ہوتا ہے ان سے پردے کی نوعیت وہ نہیں ہے جو بالکل غیر مردوں سے پردے کی نوعیت ہے۔ عورتیں اپنے غیر محرم رشتہ داروں کے سامنے بغیر زینت کے

سادہ لباس میں، پورے ستر کے ساتھ آسکتی ہیں، مگر صرف اس حد تک ان کے سامنے رہنا چاہیے جس حد تک کہ معاشرتی ضروریات کے لحاظ سے ناگزیر ہو۔

یہ خلا ملا اور بے تکلفی اور ایک مجلس میں بیٹھ کر ہنسی مذاق کرنا اور تنہائی میں بیٹھنا، جس کا رواج ہماری موجودہ سوسائٹی میں بڑی کثرت کے ساتھ پایا جاتا ہے، شرعی احکام کے قطعی خلاف ہے، اور بعض رشتہ داروں، مثلاً دیوروں کے ساتھ ایسے تعلقات کی تو حدیث میں صریح ممانعت موجود ہے۔

اس معاملے میں فی الواقع ہماری معاشرت میں بڑی پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے۔ شریعت کا جو حکم ہے وہ میں نے بتا دیا ہے۔ مگر مسلمانوں میں رواج سے یہ غیر شرعی حالات پیدا ہو گئے ہیں، ان کو دور کرنے کے لیے بڑی جرأت اور عزم کی ضرورت ہے۔ ایک طرف بکثرت مسلمان غیروں سے اتنے پردے کا اہتمام کرتے ہیں جو شریعت کے مطالبات سے بڑھ جاتا ہے۔ دوسری طرف یہی لوگ رشتہ داروں کے معاملے میں تمام حدودِ شرعیہ کو توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ اس معاملہ میں اگر کوئی شخص احکام شریعت پر ٹھیک ٹھیک عمل درآمد کرنا چاہے تو شاید بہت سے خاندانی تعلقات کو توڑے بغیر ایسا نہیں کر سکتا۔

(رسائل ومسائل اول، فقہی مسائل: غیر محرم...)

پردہ کے متعلق چند عملی سوالات کا جواب

مردوں کی تین قسمیں ہیں اور ہر قسم کے الگ احکام ہیں۔ ایک وہ محرم رشتہ دار وغیرہ جن کا ذکر سورہ نور والی آیت میں آیا ہے۔ دوسرے بالکل اجنبی لوگ، جن کا حکم سورہ احزاب والی آیت میں بیان ہوا ہے۔ تیسرے، ان دونوں کے درمیان بالکل ایسے لوگ، جو محرم بھی نہیں ہیں اور اجنبی بھی نہیں ہیں۔ پہلی قسم کے مردوں کے سامنے عورت اپنے بناؤ سنگار کے ساتھ آسکتی ہے۔ دوسری قسم کے مردوں کو چہرہ تک نہیں دکھا سکتی، تیسری قسم کے لوگ، ان سے پردے کی نوعیت مذکورہ بالا دونوں حدود کے درمیان رہے گی۔ یعنی نہ تو ان سے بالکل اجنبیوں کا سا پردہ ہوگا اور نہ ان کے سامنے زینت کا اظہار ہی کیا جائے گا۔

سامنے ہونے کے دو مطلب ہیں۔ ایک مطلب تو یہ ہے کہ اس طرح کی آزادی اور بناؤ سنگار کے ساتھ سامنے ہونا جیسے باپ بھائی وغیرہ کے سامنے ہوا جاتا ہے، اور بے تکلف بیٹھ کر بات چیت کرنا، ہنسنا، بولنا، حتیٰ کہ تنہائی تک میں ساتھ رہنا۔ یہ چیز کسی قسم کے غیر محرم مردوں کے ساتھ بھی جائز نہیں، خواہ وہ اجنبی ہوں یا رشتہ دار۔ دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ عورت اپنی زینت کو چادر وغیرہ سے چھپا کر، نیز سر کو ڈھانک کر صرف چہرہ اور ہاتھ کھولے ہوئے سامنے آئے، اور وہ بھی اپنے آپ کو دکھانے کی غرض سے نہیں بلکہ ان ناگزیر ضرورتوں کو پورا کرنے کی غرض سے جو مشترک خاندانی معاشرت میں پیش آتی ہیں۔ مگر آزادی کے ساتھ بیٹھ کر خلا ملا نہ کرے خلوت میں بھی اس کے ساتھ نہ رہے اور صرف اس طرح سامنے ہو کہ مثلاً اس کے سامنے سے گزر جائے یا کوئی ضروری بات ہو تو پوچھ لے یا بتا دے۔ اس حد تک غیر محرم اعزہ کے سامنے ہونے کی شرعاً اجازت ہے یا کم از کم ممانعت نہیں ہے۔ بہر حال چچازاد بھائیوں اور خالہ زاد بھائیوں کے ساتھ جو ہنسی مذاق اور انتہائی بے تکلفی آج

مسلمانوں کے گھروں میں رائج ہے اور جس طرح مسلمان لڑکیاں اس قسم کے عزیزوں کے سامنے بنی ٹھنی رہتی ہیں، شریعت اسلامیہ میں ان بے اعتدالیوں کے لیے کوئی وجہ جواز نہیں ہے۔

ایسے حالات میں اگر شریعت کی پابندی کا ارادہ دونوں طرف موجود ہو تو صحیح راہ عمل یہ ہے کہ جب کوئی غیر محرم عزیز گھر میں آئے تو شرعی قاعدہ کے مطابق استیذان[1] (طلب اجازت) کرے۔ پھر جب ایسی آواز آئے تو عورت کو چاہیے کہ کوئی چیز اوڑھ کر اپنی زینت کو چھپالے اور ذرا اپنا رخ بدل لے اور پیٹھ موڑ لے۔ اگر بالکل ناگزیر ہو تو چہرہ اور ہاتھ غیر محرم کے سامنے ظاہر ہونے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس طرح بہ ضرورت سادگی کے ساتھ بات کر لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ البتہ خلا ملا اور بے تکلفی اور ہنسی مذاق بالکل ناجائز ہے۔

بعض حالات میں یہ چیز جائز ہے کہ عورت پردے کی پوری پابندی کے ساتھ مردوں کو خطاب کرے، لیکن بالعموم یہ جائز نہیں ہے۔ اس امر کا فیصلہ کرنا کہ کن حالات میں یہ چیز جائز ہے اور کن میں جائز نہیں، صرف ایسے شخص یا اشخاص کا کام ہے جو مواقع اور حالات کو شرعی نقطۂ نظر سے سمجھنے کی اہلیت بھی رکھتے ہوں اور شریعت کے منشا کے مطابق زندگی بسر کرنے کی نیت بھی ان میں پائی جاتی ہو۔

اگر اسلامی تہذیب اسی چیز کا نام ہے جس کی پیروی یہ حضرات خود اور ان کے اتباع میں مسلمان آج کر رہے ہیں تو پھر اسلامی تہذیب اور یورپین تہذیب میں کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر تو مسلمانوں کو وہ سب کچھ کرنا چاہیے جو آج کل یورپ میں ہو رہا ہے۔ لیکن اگر اسلامی تہذیب اس تہذیب کا نام ہے جو محمد ﷺ نے سکھائی تھی تو آج کل کے میڈیکل کالجوں اور نرسنگ کی تربیت گاہوں اور ہسپتالوں میں مسلمان لڑکیوں کو بھیجنے سے لاکھ درجہ بہتر یہ ہے کہ ان کو مقبروں میں دفن کر دیا جائے۔ رائج الوقت گرلز کالجوں میں جا کر تعلیم حاصل کرنے اور پھر معلمات بننے کا معاملہ بھی اس سے کچھ بہت مختلف نہیں ہے۔ البتہ اگر نظامِ تعلیم وتربیت ہمارے اپنے ہاتھ میں ہو اور ہم اپنے طریقہ پر لڑکیوں کو تیار کر کے ان سے تمدن کے ضروری کاموں کی خدمت لینے پر قادر ہوں تو یقیناً ہم اس کا انتظام کریں گے کہ اسلامی حدود کی پابندی کرتے ہوئے لڑکیوں کو فن طب، سرجری، قابلہ گری، نرسنگ اور تربیت اطفال کی تعلیم دیں اور ان کو دوسرے علوم وفنون کی اعلیٰ تعلیم وتربیت دے کر معلمات بھی بنائیں اور ان سے تمدن کی دوسری مختلف ضروری خدمات بھی ایسے طریقوں پر لیں جو اسلامی تہذیب کے مطابق ہوں۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی ضمناً لائق تصریح ہے کہ ہم مسلمان اس مغربی نظریہ کے قائل نہیں ہیں کہ تیمارداری (نرسنگ) کا پیشہ عورت کے لیے مخصوص ہے اور یہ کہ زنانہ ومردانہ سب قسم کے ہسپتالوں میں نرس عورت ہی ہونی چاہیے، ہمارے نزدیک اس خیال کے لیے کوئی علمی اور عقلی بنیاد نہیں ہے اور اخلاقی حیثیت سے یہ نہایت شرمناک ہے کہ نرس خواتین سے مرد بیماروں کی تیمارداری کے کام لیے جائیں جنہیں مرد تیماردار بھی انجام دیتے ہوئے حجاب محسوس کریں۔ اس بنا پر ہم مسلمان لوگ اگر عورتوں کو طبی

---

[1] افسوس ہے کہ قرآن وسنت کے حکم استیذان کو آج مسلمانوں نے اپنی معاشرت سے بالکل ہی خارج کر دیا ہے اور اجازت مانگے بغیر گھس آنے کو بے تکلفی کی علامت سمجھا جاتا ہے حالانکہ شرعاً خود گھر کے مردوں، حتی کہ باپوں، بیٹوں اور بھائیوں کو بھی لازم ہے کہ جب وہ گھر میں داخل ہونے لگیں تو کم از کم کھنکار دیں یا کوئی ایسی آواز کر دیں جس سے گھر کی عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ کوئی مرد آ رہا ہے۔

خدمات کے لیے تیار کریں گے تو عورتوں کے علاج اور تیمارداری کے لیے کریں گے نہ کہ عام طبی خدمات کے لیے۔ ہمارے نزدیک مردانہ ہسپتالوں کے لیے مرد ہی نرس ہونے چاہئیں۔

جنگ کے موقع پر تیمارداری، مرہم پٹی، مجاہدوں کا کھانا پکانا، اسلحہ اور رسد رسانی اور پیغام رسانی وغیرہ کی خدمات انجام دینا عورتوں کے لیے جائز ہے۔ پردے کے احکام سے قبل بھی یہ خدمات عورتیں انجام دیتی تھیں اور ان احکام کے آنے کے بعد بھی دیتی رہیں اور آج بھی دے سکتی ہیں۔ لیکن یہ جواز اس شرط کے ساتھ ہے کہ فوج اسلامی ہو، حدود اللہ کی پابند ہو، اور ان بدمعاشیوں سے پاک ہو جن میں آج کل کی فوجوں نے ناموری حاصل کر رکھی ہے۔ جیسے معصوم ناموں سے عورتوں کو بھرتی کرنا اور پھر بدمعاش سپاہیوں اور افسروں کے لیے ان سے قحبہ گری کی خدمت لینا شیطانی کام ہے جس کے لیے کوئی گنجایش برائے نام بھی اسلامی تہذیب میں نہیں نکل سکتی۔[1] (رسائل و مسائل اول، فقہی مسائل: پردہ...)

پردہ کی وجہ سے شادی کے بارے میں ایک اُلجھن

پردے کی وجہ سے جو حالات پیدا ہیں ان میں حقیقتاً کردار دیکھ کر بر تلاش کرنا ممکن نہیں۔ لڑکے کے باپ کے لیے ممکن نہیں کہ وہ لڑکی کا پتہ چلا سکے، لڑکی کی والدہ کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ لڑکے کے متعلق براہِ راست کچھ اندازہ لگا سکے۔ کیونکہ پردے کی وجہ سے ان افراد میں بھی تعلق اور آزادانہ گفتگو ناممکن ہے (خود لڑکے اور لڑکی کا ملنا تو ایک طرف رہا) بڑی سے بڑی آزادی جو اسلام نے دی ہے وہ یہ ہے کہ لڑکا لڑکی کی شکل دیکھ لے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کسی کی شکل چند سیکنڈ دیکھ لینے سے کیا ہو جاتا ہے۔

شادی کے معاملے میں (مذکورہ بالا) جو الجھن بیان کی گئی ہے وہ اپنی جگہ درست ہی سہی۔ اس کا حل کورٹ شپ کے سوا اور کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ جس تفصیل کے ساتھ رفیق زندگی بنانے سے پہلے لڑکی اور لڑکے کو ایک دوسرے کے اوصاف، مزاج، عادات، خصائل اور ذوق وذہن سے واقف ہونے کی ضرورت آپ محسوس کرتے ہیں۔ ایسی تفصیلی واقفیت دوچار ملاقاتوں میں اور وہ بھی رشتہ داروں کی موجودگی میں حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس کے لیے مہینوں ایک دوسرے کے ساتھ ملنا، تنہائی میں بات چیت کرنا، سیر تفریح، سفر میں ایک دوسرے کے ساتھ رہنا اور بے تکلف دوستی کی حد تک تعلقات پیدا ہونا ناگزیر ہے۔ کیا واقعی آپ یہی چاہتے ہیں کہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان اس اختلاط کے مواقع بہم پہنچنے چاہئیں۔ آپ کے خیال میں ان جوان لڑکوں اور لڑکیوں کے اندر ان معصوم فلسفیوں کا فی صدی تناسب کیا ہوگا جو بڑی سنجیدگی کے ساتھ صرف رفیق زندگی کی تلاش میں یہ مخلصانہ تحقیقاتی روابط قائم کریں گے۔ اور اس دوران میں شادی ہونے تک طبعی جذب وانجذاب کو

---

[1] آج کل کی فوجوں کی اخلاقی حالت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ گزشتہ جنگِ عظیم کے سلسلہ میں امریکی فوج نے جاپان میں ایک لاکھ، انگلستان میں ستر ہزار اور جرمنی میں پچاس ہزار حرامی بچے چھوڑے ہیں۔ اور روسی فوج نے صرف مشرقی برلن میں ۲۹ ہزار حرام اولاد پیدا کی ہے۔ یہ صرف ان بچوں کی تعداد ہے جو ۱۹۵۲ء کے آخر تک شمار میں آگئے ہیں۔ اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ برتھ کنٹرول کے دور میں کتنے بڑے پیمانے پر بدکاری کی گئی ہوگی تب جا کر یہ نتائج بظہور میں آئے۔

قابو میں رکھیں گے۔ جو خصوصیت کے ساتھ نوجوانی کی حالت میں عورت اور مرد ایک دوسرے کے لیے اپنے اندر رکھتے ہیں؟ بحث برائے بحث اگر آپ نہ کرنا چاہتے ہوں تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ شاید دو تین فیصدی سے زیادہ اوسط ہماری آبادی میں نہ نکلے گا۔ باقی اس امتحانی دور ہی میں فطرت کے تقاضے پورے کر چکے ہوں گے اور وہ دو تین فیصدی جو اس سے بچ نکلیں گے، وہ بھی اس شبہ سے نہ بچ سکیں گے کہ شاید وہ باہم ملوث ہو چکے ہوں؟

پھر کیا یہ ضروری ہے کہ ہر لڑکا اور لڑکی جو اس تلاش و تحقیق کے لیے باہم خلا ملا کریں گے وہ لازماً ایک دوسرے کو رفاقت کے لیے منتخب ہی کر لیں گے؟ ہوسکتا ہے کہ ۲۰ فیصدی دوستیوں کا نتیجہ نکاح کی صورت میں برآمد۔ ۸۰ فیصدی یا کم از کم ۵۰ فیصدی کو دوسرے یا تیسرے تجربے کی ضرورت لاحق ہوگی۔ اس صورت میں ان ''تعلقات'' کی کیا پوزیشن ہوگی جو دوران تجربہ میں آیندہ نکاح کی امید پر پیدا ہو گئے تھے اور ان شبہات کے کیا اثرات ہوں گے جو تعلقات نہ ہونے کے باوجود ان کے متعلق معاشرے میں پیدا ہو جائیں گے؟

پھر آپ یہ بھی مانیں گے کہ لڑکے اور لڑکیوں کے لیے ان مواقع کے دروازے کھولنے کے بعد انتخاب کا میدان لامحالہ بہت وسیع ہو جائے گا۔ ایک ایک لڑکے کے لیے صرف ایک ہی لڑکی مطمح نظر نہ ہوگی جس پر وہ اپنی نگاہِ انتخاب مرکوز کر کے تحقیق و امتحان کے مراحل طے کرلے اور علیٰ ہذا القیاس لڑکیوں میں سے ہر ایک کے لیے ایک ہی امکانی شوہر کی حیثیت سے زیرِ امتحان نہ ہوگا۔ بلکہ شادی کی منڈی میں ہر طرف ایک سے ایک جاذبِ نظر مال موجود ہوگا جو امتحانی مراحل سے گزرتے ہوئے ہر لڑکے اور ہر لڑکی کے سامنے بہتر انتخاب کے امکانات پیش کرتا رہے گا۔ اس وجہ سے اس امر کے امکانات روز بروز کم ہوتے جائیں گے کہ ابتداءً جو دو فرد ایک دوسرے سے آزمائشی ملاقاتیں شروع کریں وہ آخر وقت تک اپنی اس آزمائش کو نباہیں اور بالآخر ان کی آزمائش شادی پر منتج ہو۔

اس کے علاوہ یہ ایک فطری امر ہے کہ شادی سے پہلے لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کے ساتھ جو رومانی طرز کا کورٹ شپ کرتے ہیں، ان میں دونوں ایک دوسرے کو اپنی زندگی کے روشن پہلو ہی دکھاتے ہیں۔ مہینوں کی ملاقاتوں اور گہری دوستی کے باوجود ان کے کمزور پہلو ایک دوسرے کے سامنے پوری طرح نہیں آتے۔ اس دوران میں شہوانی کشش اتنی بڑھ چکی ہوتی ہے کہ وہ جلدی سے شادی کر لینا چاہتے ہیں، اور اس غرض کے لیے دونوں ایک دوسرے سے ایسے ایسے پیمانِ وفا باندھتے ہیں، اتنی محبت اور گرویدگی کا اظہار کرتے ہیں کہ شادی کے بعد معاملات کی زندگی میں عاشق و معشوق کے اس پارٹ کو زیادہ دیر تک کسی طرح نہیں نباہ سکتے۔ یہاں تک کہ جلدی ہی ایک دوسرے سے مایوس ہو کر طلاق کی نوبت آجاتی ہے۔ کیوں کہ دونوں ان توقعات کو پورا نہیں کر سکتے جو عشق و محبت کے اس دور میں انہوں نے باہم قائم کی تھیں اور دونوں کے سامنے ایک دوسرے کے وہ کمزور پہلو آجاتے ہیں جو معاملات کی زندگی ہی میں ظاہر ہوا کرتے ہیں، عشق و محبت کے دور میں کبھی نہیں کھلتے۔

اب آپ ان پہلوؤں پر بھی غور کر کے دیکھ لیں۔ پھر آپ مسلمانوں کے موجودہ طریقے کی مزعومہ قباحتوں اور اس

کورٹ شپ کے طریقے کی قباحتوں کے درمیان موازنہ کرکے خود فیصلہ کریں کہ آپ کو ان دونوں میں سے کون سی قباحتیں زیادہ قابلِ قبول نظر آتی ہیں۔ اگر اس کے بعد بھی آپ کورٹ شپ ہی کو زیادہ قابل قبول سمجھتے ہیں تو مجھ سے بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو خود یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ اس اسلام کے ساتھ آپ اپنا تعلق رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں جو اس راستے پر جانے کے لیے اجازت دینے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہے۔ یہ کام آپ کو کرنا ہو تو کوئی دوسرا معاشرہ تلاش کریں۔ اسلام میں سرسری واقفیت بھی آپ کو یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ اس دین کی حدود میں ''کامیاب شادی'' کا وہ نسخہ استعمال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے جسے آپ مباح کرنا چاہتے ہیں۔ (رسائل ومسائل چہارم، عام مسائل: کیا اسلام...)

عورتوں کا عورتوں سے پردہ

(قرآن مجید) میں لفظ نِسَائِهِنَّ استعمال ہوا ہے جن کا لفظی ترجمہ ہے ''ان کی عورتیں'' اس سے کون عورتیں مراد ہیں؟ یہ بحث تو بعد کی ہے۔ سب سے پہلے جو بات قابل غور اور قابلِ توجہ ہے وہ یہ ہے کہ محض ''عورتوں'' (النساء) کا لفظ استعمال نہیں کیا جس سے مسلمان عورت کے لیے تمام عورتوں اور ہر قسم کی عورتوں کے سامنے بے پردہ ہونا اور اظہار زینت کرنا جائز ہو جاتا، بلکہ نِسَائِهِنَّ کہہ کر عورتوں کے ساتھ اس کی آزادی کو بہر حال ایک خاص دائرے تک محدود کر دیا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ وہ دائرہ کوئی سا ہو۔ اب رہا یہ سوال کہ یہ کون سا دائرہ ہے، اور وہ کون عورتیں ہیں جن پر لفظ نسائهن کا اطلاق ہوتا ہے، اس میں فقہاء اور مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ اس سے مراد صرف مسلمان عورتیں ہیں، غیر مسلم عورتیں خواہ ذمی ہوں یا کسی اور قسم کی، ان سے مسلمان عورتوں کو اسی طرح پردہ کرنا چاہیے جس طرح مردوں سے کیا جاتا ہے، ابن عباس، مجاہد اور ابن جریج کی یہی رائے ہے اور یہ لوگ اس کی تائید میں یہ واقعہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو لکھا ''میں نے سنا ہے مسلمانوں کی بعض عورتیں غیر مسلم عورتوں کے ساتھ حماموں میں جانے لگی ہیں۔ حالانکہ جو عورت اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ اس کے جسم پر اس کے اہل ملت کے سوا کسی اور کی نظر پڑے۔'' یہ خط جب ابو عبیدہؓ کو ملا تو وہ ایک دم گھبرا کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے ''خدایا جو مسلمان عورت محض گوری ہونے کے لیے ان حماموں میں جائے اس کا منہ آخرت میں کالا ہو جائے۔'' (ابن جریر، بیہقی، ابن کثیر)

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس سے مراد تمام عورتیں ہیں، امام رازی کے نزدیک یہ مذہب صحیح ہے۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر فی الواقع اللہ تعالیٰ کا منشا بھی یہی تھا تو پھر نِسَائِهِنَّ کہنے کا کیا مطلب ہے؟ اس صورت میں تو محض النساء کہنا چاہیے تھا۔

تیسری رائے یہ ہے اور یہی معقول بھی ہے اور قرآن کے الفاظ سے قریب تر بھی کہ اس سے دراصل ان کے میل جول کی عورتیں، ان کی جانی بوجھی عورتیں، ان سے تعلقات رکھنے والی اور ان کے کام کاج میں حصہ لینے والی عورتیں مراد ہیں، خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ اور مقصود ان عورتوں کو اس دائرے سے خارج کرنا ہے جو یا تو اجنبی ہوں کہ ان کو اخلاق وتہذیب

کا حال معلوم نہ ہو، یا جن کے ظاہری حالات مشتبہ ہوں اور ان پر اعتماد نہ کیا جا سکے۔ اس رائے کی تائید ان صحیح احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس ذمی عورتوں کی حاضری کا ذکر آتا تھا۔

اس معاملے میں اصل چیز جس کا لحاظ کیا جائے گا وہ مذہبی اختلاف نہیں بلکہ اخلاقی حالت ہے۔ شریف، باحیا اور نیک اطوار عورتیں جو معروف اور قابل اعتماد خاندانوں سے تعلق رکھنے والی ہوں، ان سے مسلمان عورتیں پوری طرح بے تکلف ہوسکتی ہیں خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن بے حیا، آبرو باختہ اور بداطوار عورتیں خواہ ''مسلمان'' ہی کیوں نہ ہوں، ہر شریف عورت کو ان سے پردہ کرنا چاہیے، کیوں کہ اخلاق کے لیے ان کی صحبت، غیر مردوں کی صحبت سے کچھ کم تباہ کن نہیں ہے۔ رہیں ان جانی عورتیں جن کی حالت معلوم نہیں تو ان سے ملاقات کی حد ہمارے نزدیک وہی ہے جو غیر محرم رشتہ داروں کے سامنے آزادی کی زیادہ سے زیادہ حد ہوسکتی ہے۔ یعنی یہ کہ عورت صرف منہ اور ہاتھ ان کے سامنے کھولے باقی اپنا سارا جسم اور آرائش چھپا کر رکھے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۴۳)

رضاعی چچا اور سالی بہنوئی کے مابین پردہ

۱۵۹۔ صحاحِ ستہ اور مسند احمد میں حضرت عائشہؓ کی اپنی روایت ہے کہ ابوالقعیس کے بھائی افلح ان کے ہاں آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی چوں کہ پردے کا حکم آچکا تھا اس لیے حضرت عائشہؓ نے اجازت نہ دی۔ انہوں نے کہلا کر بھیجا کہ تم تو میری بھتیجی ہو۔ کیوں کہ میرے بھائی ابوالقعیس کی بیوی کا تم نے دودھ پیا ہے۔ لیکن حضرت عائشہؓ کو اس میں تامل تھا کہ یہ رشتہ بھی ایسا ہے جس میں پردہ اٹھا دینا جائز ہو۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا کہ وہ تمہارے پاس آسکتے ہیں۔

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ: جَآءَ عَمِّیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَاسْتَاْذَنَ عَلَیَّ فَاَبَیْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰی اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِکَ، فَقَالَ: اِنَّهٗ عَمُّکِ فَاْذَنِیْ لَهٗ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِی الْمَرْاَةُ وَلَمْ یُرْضِعْنِی الرَّجُلُ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّهٗ عَمُّکِ فَلْیَلِجْ عَلَیْکِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَذٰلِکَ بَعْدَ اَنْ ضُرِبَ عَلَیْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ: یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَایَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ. (۱٦)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میرے رضاعی چچا آئے اور انہوں نے میرے ہاں اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیے بغیر انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے تو میں نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا آپؐ نے فرمایا بے شک وہ تمہارا رضاعی چچا ہے اسے اندر آنے کی اجازت دے دو۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دودھ تو مجھے عورت نے پلایا مرد نے تو نہیں پلایا۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال وہ تمہارا رضاعی چچا ہے وہ تمہارے

پاس اندر آ سکتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے، یہ واقعہ نزول پردہ کے احکام کے بعد کا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا، ولادت سے جو چیز حرام ہوتی ہے رضاعت سے بھی وہ حرام ہو جاتی ہے۔

بخاری کی ایک اور روایت کے الفاظ:

﴿۲﴾عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِی الْقُعَيْسِ جَآءَ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ اَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ، فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ، فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِیْ صَنَعْتُ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ. (۱۷)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میرے رضاعی چچا ابوقعیس کے بھائی افلح نے پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد میرے پاس اندر آنے کی اجازت طلب کی، میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے جو سلوک ان کے ساتھ کیا تھا اس کا آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔

۱۶۰۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر، جو نبی ﷺ کی سالی تھیں، آپ کے سامنے ہوتی تھیں اور آخر وقت تک ان کے اور آپ کے درمیان کم از کم چہرے اور ہاتھوں کی حد تک کوئی پردہ نہ تھا۔ حجۃ الوداع نبی ﷺ کی وفات سے صرف چند مہینے پہلے کا واقعہ ہے اور اس وقت بھی یہی حالت قائم تھی۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۴۲)

ماخذ

(۱) ابو داؤد ج ٤۔ کتاب الترجل باب فی خضاب النساء۔ ☆نسائی کتاب الزینة باب الخضاب للنساء۔ ☆مسند احمد ج٦۔ص٢٦٢۔ عن عائشة نسائی میں اومت کی جگه مدت یدها هے۔

(۲) ابو داؤد ج٣۔ کتاب الجهاد باب فضل قتال الروم علی غیرهم من الامم۔

(۳) بخاری ج٢۔کتاب التفسیر، باب قوله عزوجل ان الذین جاؤا بالافك عصبة منکم۔☆بخاری ج٢۔کتاب المغازی، باب حدیث الافك اس مقام پر وکان رَانی هے۔☆مسلم ج٢۔ کتاب التوبة۔ باب فی حدیث الافك۔ وقبول توبة القاذف۔☆مسند احمد ج٦۔ص١٩٥۔عن عائشةؓ۔☆ابنِ جریر ج٩۔ پ١٨۔سوره نور۔☆سیرت ابن هشام ج٣۔ص٢٩٨۔خبرالافك فی غزوة بنی المصطلق کے تحت مرور ابن المعطل، واحتماله ایاها علی بعیره۔ ☆تفسیر ابنِ کثیر ج٣۔سوره نور۔☆روح المعانی ج١٨۔ سوره نور۔

(٤) ابو داؤد ج٢۔ کتاب الصوم، باب النیة فی الصوم کے تحت باب فی الرخصة فی ذلك۔

(٥) بخاری ج٢ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة باب للعاهر الحجر اور باب فی العتق وفضله باب ام الولدالخ اور کتاب الوصایا، خصومات، کتاب الفرائض کتاب المغازی کتاب الاحکام وغیره۔ ☆مسلم ج١ کتاب الرضاع، باب الولد للفراش وتوقی الشبهات (مطبوعه اصح المطابع کراچی)☆ابو داؤد ج٢ کتاب الطلاق، باب الولد للفراش۔☆ترمذی ج١ ابواب الطلاق باب ماجاء ان الولد للفراش ترمذی نے حضرت ابوهریره کی روایت

میں اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ بیان کیاهے۔

(٦) نسائی ج٦۔کتاب الطلاق، باب الحاق الولد بالفراش اذا لم ینفه صاحب الفراش اور باب فراش الامة۔☆نسائی کی ایك روایت میں جسے عبدالله بن الزبیر نے بیان کیاهے وَاحْتَجِبِیْ مِنْهُ یَاسَوْدَةُ فَلَیْسَ لَكِ بِاَخٍ کے الفاظ بهی منقول هیں۔☆ابن ماجه کتاب النکاح، باب الولد للفراش وللعاهر الحجر۔☆مؤطا امام مالك کتاب الاقضیة ج٢۔باب القضاء بالحاق الولد بابیه۔☆دارقطنی ج٢۔ص٤٢٢۔☆سنن دارمی ج٢۔کتاب النکاح، باب الولد للفراش وللعاهر الحجر عن عائشة۔☆مسنداحمد ج٦۔ص٣٧۔١٢٩۔٢٢٦۔ عن عائشة۔ ☆السنن الکبریٰ ج٧۔ کتاب اللعان، باب الولد للفراش بالوطأ بملك الیمین والنکاح۔ عن عائشةؓ۔ ☆مصنف ابن ابی شیبة ج٢۔٤ کتاب النکاح باب من قال: الولد للفراش۔ عن ابی هریرة۔☆المصنف لعبد الرزاق ج٧۔ باب الرجل ینتفی من ولده۔ اس مقام پر الولد للفراش وللعاهر الحجر هے۔☆مجمع الزوائد ج٥۔کتاب الطلاق۔باب الولد للفراش۔

(٧) ابوداؤد ج٣۔کتاب الخراج باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسهم ذی القربی۔

(٨) تفسیر ابن جریر جز ١٨۔١٩۔جلد٩ سوره نور۔

(٩) ابن جریر ج٩ پ١٨۔١٩۔ سوره نور۔

(١٠) ابوداؤد ج٤۔کتاب اللباس، باب فیها تبدی المرأة من زینتها۔☆السنن الکبری للبیهقی ج٢ کتاب الصلاة باب عورة المرأة الحرة۔☆کنزالعمال ج٧۔☆تفسیر ابنِ کثیر ج٣۔سوره نور زیر آیت الا ماظهر منها۔☆ تفسیر روح المعانی ج١٨۔سوره نور آیت الا ماظهر منها۔☆تفسیر فتح القدیر للشوکانی ج٤۔سوره نور۔ خالد بن د،یك لم یسمع منها۔

(١١) مؤطا امام مالك کتاب الجامع، باب مایکره للنساء لباسه من الثیاب۔☆السنن الکبری للبیهقی ج٢۔کتب الصلاة باب الترغیب فی ان تکثف ثیابها اوتجعل تحت درعها ثوبا ان خشیت ان یصفها درعها۔

(١٢) ابوداؤد ج٤ کتاب اللباس، باب فی لبس القباطی للنساء۔

(١٣) ابوداؤد ج٤ کتاب اللباس، باب فی قوله ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن۔☆تفسیر ابن کثیر ج٣۔سوره نور۔

(١٤) ابوداؤد ج٤ کتاب اللباس، باب فی قوله تعالیٰ یدنین علیهن من جلابیبهن۔☆ابن کثیر ج٣۔سوره نور۔

(١٥) مؤطا امام مالك کتاب الجامع، باب مایکره للنساء لباسه من الثیاب☆ السنن الکبریٰ ج٢ کتاب الصلوٰة باب الترغیب فی ان تکثف ثیابها اوتجعل تحت درعها ثوبا ان خشیت ان یصفها درعها۔

(١٦) بخاری ج٢ کتاب النکاح بإب مایحل من الدخول والنظر الی النساء فی الرضاع۔باب لبن الفحل۔☆مؤطا امام مالك ج٢ کتاب الرضاع رضاعة الصغیر۔

(١٧) بخاری حواله مذکوره بالا۔ مسلم ج١ کتاب الرضاع، باب یحرم من الرضاعة مایحرم من الرحم۔☆ ابوداؤد ج٢ کتاب النکاح، باب فی رضاعة الکبیر۔☆ترمذی ج١ ابواب الرضاع، باب ماجاء فی لبن الفحل۔ ☆نسائی ج٥۔کتاب النکاح، باب مایحرم من الرضاع۔☆ ابن ماجه کتاب النکاح، باب لبن الفحل۔☆مؤطا امام مالك کتاب الرضاع رضاعة الصغیر۔☆سنن دارمی ج٢ کتاب النکاح، باب مایحرم من الرضاع عن عائشةؓ۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج٧ کتاب الرضاع۔ باب یحرم من الرضاع مایحرم الولادة وان لبن الفحل یحرم۔☆مسند احمد ج٦۔ص١٩٤۔ عن عائشةؓ،☆مجمع الزوائد ج٤ کتاب النکاح، باب فی الرضاع۔☆سنن دارقطنی ج٢۔ص١٧٨ عن عائشةؓ۔ ☆مصنف ابن ابی شیبة ج٢۔٤ کتاب النکاح، باب ماقولوا فی لبن الفحل، من کرهه۔☆المصنف لعبدالرزاق ج٧۔ص٤٧٢،٤٧٣۔ عن عائشةؓ۔☆ کنزالعمال ج٦۔حدیث نمبر ١٥٧١٩ عن عائشةؓ۔

فصل : ۲۰

لباس اور ستر کے احکام

کسی کے ستر پر نظر ڈالنا

۱۶۱ ۔ مَلْعُوْنٌ مَنْ نَظَرَ اِلٰی سَوْأَۃِ اَخِیْہِ. (احکام القرآن للجصاص)

''ملعون ہے وہ جو اپنے بھائی کے ستر پر نظر ڈالے۔''

تخریج : وَقَدْرُوِیَ عَنْہُ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: مَلْعُوْنٌ مَنْ نَظَرَ اِلٰی سَوْأَۃِ اَخِیْہِ.(۱)

تشریح : جسم ڈھانکنے کو ہر مرد و عورت کے لیے فرض کر دیا گیا۔ نبی ﷺ نے سخت احکام دیئے کہ کوئی شخص کسی کے سامنے برہنہ نہ ہو۔

۱۶۲ ۔ لاَ یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ وَلاَالْمَرْأَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْأَۃِ. (مسلم)

''کوئی مرد کسی مرد کو اور کوئی عورت کسی عورت کو برہنہ نہ دیکھے۔''

تخریج: حَدَّثَنَااَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ، قَالَ: نَازَیْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنِ الضَّحَّاکِ بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ، عَنْ اَبِیْہِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: لاَیَنْظُرِ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ، وَلاَالْمَرْأَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْأَۃِ، وَلاَیُفْضِیْ الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلاَتُفْضِی الْمَرْأَۃُ اِلَی الْمَرْأَۃِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ.(۲)

۱۶۳ ۔ لَاَنْ اَخِرَّمِنَ السَّمَاءِ فَانْقَطَعَ نِصْفَیْنِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَنْظُرَ اِلٰی عَوْرَۃِ اَحَدٍ اَوْیَنْظُرَاِلٰی عَوْرَتِیْ. (المبسوط)

''خدا کی قسم! میں آسمان سے پھینکا جاؤں اور میرے دو ٹکڑے ہو جائیں، یہ میرے لیے زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ میں کسی کے پوشیدہ مقام کو دیکھوں یا کوئی میرے پوشیدہ مقام کو دیکھے۔''

تخریج : رُوِیَ عَنْ سَلْمَانؓ قَالَ: لَاَنْ اَخِرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَانْقَطَعَ نِصْفَیْنِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَنْظُرَ اِلٰی عَوْرَۃِ اَحَدٍ اَوْیَنْظُرَ اَحَدٌ اِلٰی عَوْرَتِیْ.(۳)

١٦٤ ـ لا یَعمَلُ لَنا مَنْ لَّا حَیاءَ لَهٗ.

"ایک دن آنحضرت ﷺ زکوٰۃ کے اونٹوں کی چراگاہ میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ان کا چرواہا جنگل میں ننگا لیٹا ہے۔ آپؐ نے اسی وقت اسے معزول کر دیا اور فرمایا "جو شخص بے شرم ہے وہ ہمارے کسی کام کا نہیں۔" (پردہ باب ۱۱، انسدادی تدابیر: لباس...)

تخریج: وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی اِبِلِ الصَّدَقَةِ فَرَأٰی رَاعِیَهَا تَجَرَّدَ فِی الشَّمْسِ فَعَزَلَهٗ وَقَالَ: لَایَعْمَلُ لَنَا مَنْ لَاحَیَاءَ لَهٗ.(٤)

مردوں کے لیے ستر کے حدود

١٦٥ ـ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: مَافَوْقَ الرُّكْبَتَیْنِ مِنَ الْعَوْرَةِ وَاَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ مِنَ الْعَوْرَةِ. (دارقطنی)

"جو کچھ گھٹنے کے اوپر ہے وہ چھپانے کے لائق ہے اور جو کچھ ناف سے نیچے ہے وہ چھپانے کے لائق ہے۔"

تخریج: حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ بَهْلُوْلٍ، نَاجَدِّیْ، نَا اَبِیْ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ عُبَادِ ابْنِ كَثِیْرٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ، سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: مَافَوْقَ الرُّكْبَتَیْنِ مِنَ الْعَوْرَةِ، وَاَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ مِنَ الْعَوْرَةِ.(٥)

تشریح: عورتوں اور مردوں کے لیے جسم ڈھانکنے کے حدود بھی الگ الگ مقرر کیے گئے، اصطلاح شرعی میں جسم کے اس حصہ کو ستر کہتے ہیں جس کا ڈھانکنا فرض ہے۔ مردوں کے لیے ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ ستر قرار دیا گیا کہ اس کو نہ کسی کے سامنے کھولیں اور نہ کسی دوسرے شخص کے اس حصہ پر نظر ڈالیں۔

١٦٦ ـ عَوْرَةُ الرَّجُلِ مَابَیْنَ سُرَّتِهٖ اِلٰی رُكْبَتِهٖ.(مبسوط)

"مرد کے لیے ناف سے گھٹنے تک کا حصہ چھپانے کے لائق ہے۔"

١٦٧ ـ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ وَلَا مَیِّتٍ. (تفسیر کبیر)

"اپنی ران کو کسی کے سامنے نہ کھول اور نہ کسی زندہ یا مردہ شخص کی ران پر نظر ڈال!"

تخریج: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ، ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِیٍّ، قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ: لَاتُبْرِزْ فَخِذَكَ، وَلَاتَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ وَلَامَیِّتٍ.(٦)

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِیُّ، ثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، قَالَ: اُخْبِرْتُ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِیٍّؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَكْشِفْ فَخِذَكَ وَلَاتَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ وَلَامَیِّتٍ.(٧)

ـــــ قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ: ھذا الحدیث فیه نکارۃ۔

یہ حکم عام ہے جس سے بیویوں کے سوا اور کوئی مستثنیٰ نہیں چنانچہ حدیث میں ہے:

۱۶۸۔ اِحْفَظْ عَوْرَتَکَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِکَ اَوْ مَامَلَکَتْ یَمِیْنُکَ. (احکام القران للجصاص جلد۳)

''اپنے ستر کی حفاظت کرو، بجز اپنی بیویوں کے اور ان لونڈیوں کے جو تمہارے تصرف میں ہوں۔''

(پردہ، باب ۱۱، انسدادی تدابیر: مردوں...)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، ثَنَا اَبِیْ، ح وَثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا یَحْیٰ نَحْوَهٗ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَکِیْمٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! عَوْرَاتُنَا مَانَاتِیْ مِنْهَا وَمَانَذَرُ؟ قَالَ: احْفَظْ عَوْرَتَکَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِکَ اَوْمَامَلَکَتْ یَمِیْنُکَ.

۱۶۹۔ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ.

''حضرت جرہد اسلمی جو اصحاب صفہ میں سے ایک بزرگ تھے، روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں ایک دفعہ میری ران کھلی ہوئی تھی حضورؐ نے فرمایا ''کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ران چھپانے کے قابل چیز ہے؟'' (ترمذی، ابوداؤد، مؤطا)

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۳۰)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی النَّضْرِ، عَنْ زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَرْهَدٍ، عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ: کَانَ جَرْهَدٌ هٰذَا مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ: جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَنَا وَفَخِذِیْ مُنْکَشِفَةٌ، فَقَالَ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ. (۸)

۱۷۰۔ (سائل نے پوچھا، اور جب ہم تنہائی میں ہوں؟) فرمایا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

تخریج: قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِذَا کَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ قَالَ: اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّایَرَیَنَّهَا اَحَدٌ فَلَایَرَیَنَّهَا، قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِذَاکَانَ اَحَدُنَا خَالِیًا، قَالَ: اَللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ یُّسْتَحْیَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ. (۹)

تشریح: احادیث بالا سے واضح ہے کہ مرد کے لیے ستر کے حدود ناف سے گھٹنے تک مقرر فرمائے ہیں۔ غض بصر کا ایک منشا یہ بھی ہے کہ آدمی کسی عورت یا مرد کے ستر پر نگاہ نہ ڈالے۔

شرمگاہوں کی حفاظت سے مراد محض ناجائز شہوت رانی سے پرہیز نہیں ہے بلکہ (احادیث بالا کے مطابق) اپنے ستر کو دوسروں کے سامنے کھولنے سے پرہیز بھی ہے۔

اس حصہ جسم کو بیوی کے سوا کسی اور کے سامنے قصداً کھولنا حرام ہے۔ پھر صرف دوسروں کے سامنے ہی نہیں بلکہ تنہائی میں بھی ننگا رہنا ممنوع ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۳۰)

فتنۂ عریانی

۱۷۱ ـ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَھْلَهٗ فَلْیَسْتَتِرْ وَلَا یَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَیْرَیْنِ. (ابن ماجہ)

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے تو اس کو چاہیے کہ ستر کا لحاظ رکھے بالکل گدھوں کی طرح دونوں ننگے نہ ہو جائیں۔''

تخریج: **حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ وَھْبِ نِ الْوَاسِطِیُّ، ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْھَمْدَانِیُّ، ثَنَا الْاَحْوَصُ بْنُ حَکِیْمٍ، عَنْ اَبِیْهِ، وَرَاشِدُ ابْنُ سَعْدٍ، وَعَبْدُ الْاَعْلٰی بْنُ عَدِیٍّ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ نِ السُّلَمِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَھْلَهٗ فَلْیَسْتَتِرْ، وَلَا یَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَیْرَیْنِ.** (۱۰)

تشریح: ستر کے باب میں اسلام نے انسانی شرم وحیا کی جس قدر صحیح اور مکمل نفسیاتی تعبیر کی ہے، اس کا جواب دنیا کی کسی تہذیب میں نہیں پایا جاتا۔ آج دنیا کی مہذب ترین قوموں کا بھی یہ حال ہے کہ ان کے مردوں اور ان کی عورتوں کو اپنے جسم کا کوئی حصہ کھول دینے میں باک نہیں۔ ان کے ہاں لباس محض زینت کے لیے ہے، ستر کے لیے نہیں ہے۔ مگر اسلام کی نگاہ میں زینت سے زیادہ ستر کی اہمیت ہے۔ وہ عورت اور مرد دونوں کو جسم کے وہ تمام حصے چھپانے کا حکم دیتا ہے جن میں ایک دوسرے کے لیے صنفی کشش پائی جاتی ہے۔ عریانی ایک ایسی ناشائستگی ہے جس کو اسلامی حیا کسی حال میں بھی برداشت نہیں کرتی۔ غیر تو غیر اسلام اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ میاں اور بیوی ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہوں۔

۱۷۲ ـ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا نَظَرْتُ اِلٰی فَرْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (شمائل ترمذی)

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی برہنہ نہیں دیکھا۔''

تخریج: **حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ، ثَنَا وَکِیْعٌ، اَنَا سُفْیَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُوْسٰی بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ الْخَطْمِیِّ، عَنْ مَوْلٰی لِعَائِشَةَ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا نَظَرْتُ اِلٰی فَرْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَوْ قَالَتْ: مَا رَاَیْتُ فَرْجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ.** (۱۱)

اس سے بڑھ کر شرم وحیا یہ ہے کہ تنہائی میں بھی عریاں رہنا اسلام کو گوارا نہیں۔ اس لیے کہ اَللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ یُّسْتَحْیٰ مِنْهُ۔ ''اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔'' (ترمذی)

حدیث میں آتا ہے کہ:

۱۷۳ ـ اِیَّاکُمْ وَالتَّعَرِّیْ فَاِنَّ مَعَکُمْ مَنْ لَّا یُفَارِقُکُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِیْنَ یُفْضِی الرَّجُلُ اِلٰی اَھْلِهٖ فَاسْتَحْیُوْھُمْ وَاَکْرِمُوْھُمْ. (ترمذی)

''خبردار کبھی برہنہ نہ رہو۔ کیوں کہ تمہارے ساتھ خدا کے فرشتے لگے ہوئے ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے۔ بجز ان اوقات کے جن میں تم رفع حاجت کرتے ہو، یا اپنی بیویوں کے پاس جاتے ہو۔ لہٰذا تم ان سے شرم کرو اور ان کی عزت کا لحاظ رکھو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نِيزَکِ ن الْبَغْدَادِيُّ، نَاالْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، نَااَبُوْمُحَيَّاةٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيَ، فَاِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَايُفَارِقُكُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ، وَحِيْنَ يُفْضِي الرَّجُلُ اِلٰى اَهْلِهِ، فَاسْتَحْيُوْهُمْ وَاَكْرِمُوْهُمْ. (۱۲)

—— هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَاَبُوْ مُحَيَّاةٍ اِسْمُهُ يَحْيٰى بْنُ يَعْلٰى۔

لباس میں ننگی عورتیں

اسلام کی نگاہ میں وہ لباس درحقیقت لباس ہی نہیں ہے جس میں سے بدن جھلکے اور ستر نمایاں ہو:

۱۷۴۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ، عَارِيَاتٌ، مُمِيلَاتٌ، مَائِلَاتٌ، رُؤُسُهُنَّ كَالْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا. (مسلم)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی ہی رہیں، اور دوسروں کو رجھائیں، اور خود دوسروں پر ریجھیں، اور بختی اونٹ کی طرح ناز سے گردن ٹیڑھی کر کے چلیں، وہ جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی بو پائیں گی۔''

تخریج: حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، نَاجَرِيْرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ، عَارِيَاتٌ، مُمِيلَاتٌ، مَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَايَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَايَجِدْنَ رِيْحَهَا وَاِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا. (۱۳)

تشریح: یہاں استیعاب مقصود نہیں۔ ہم نے صرف چند مثالیں اس غرض سے پیش کی ہیں کہ ان سے اسلام کے معیار اخلاق اور اس کی اخلاقی اسپرٹ کا اندازہ ہو جائے۔ اسلام سوسائٹی کے ماحول اور اس کی فضا کو فحشاء و منکر کی تمام تحریکات سے پاک کر دینا چاہتا ہے۔ ان تحریکات کا سرچشمہ انسان کے باطن میں ہے۔ فحشاء و منکر کے جراثیم وہیں پرورش پاتے ہیں اور وہیں سے ان چھوٹی چھوٹی تحریکات کی ابتدا ہوتی ہے جو آگے چل کر فساد کی موجب بنتی ہیں۔ جاہل انسان ان کو خفیف سمجھ کر نظر انداز کر دیتا ہے۔ مگر حکیم کی نگاہ میں دراصل وہی اخلاق اور تمدن و معاشرت کو تباہ کر دینے والی خطرناک بیماریوں کی جڑ ہیں لہٰذا اسلام کی تعلیم اخلاق باطن ہی میں حیا کا اتنا زبردست احساس پیدا کر دینا چاہتی ہے کہ انسان خود اپنے نفس کا احتساب کرتا رہے۔ اور برائی کی جانب ادنیٰ سے ادنیٰ میلان بھی اگر پایا جائے تو اس کو محسوس کر کے وہ آپ ہی اپنی قوتِ ارادی سے اس کا استیصال کر دے۔ (پردہ، باب ۱۱، اصلاح باطن: فتنۂ عریانی)

دل کے چور

۱۷۵ ـ اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ. وَزِنَاهُمَا النَّظْرُ وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْمَشْيُ وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ وَالنَّفْسُ تَتَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ اَوْيُكَذِّبُهٗ.

''آنکھیں زنا کرتی ہیں اوران کی زنا نظر ہے اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اوران کی زنا دست درازی ہے اور پاؤں زنا کرتے ہیں اوران کی راہ زنا میں چلنا ہے اور زبان کی زنا گفتگو ہے، اور دل کی زنا تمنا اور خواہش ہے۔ آخر میں صنفی اعضاء یا توان سب کی تصدیق کردیتے ہیں یا تکذیب۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمْ اَرَ شَيْئًا اَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَارَأَيْتُ شَيْئًا اَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلٰى ابْنِ آدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنٰى، اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَامَحَالَةَ، فَزِنَى الْعَيْنِ النَّظْرُ، وَزِنَى اللِّسَانِ النُّطْقُ، وَالنَّفْسُ تَتَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ اَوْيُكَذِّبُهٗ.(۱۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر لکھ دیا زنا کا حصہ جو اس کو بہر حال پا کر رہنا ہے۔ آنکھوں کا زنا نظر ہے زبان کا زنا گفتگو ہے دل کا زنا تمنا اور خواہش ہے اور اعضاء صنفی یا توان کی تصدیق کردیتے ہیں یا تکذیب۔

﴿۲﴾ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ مِنِ ابْنِ آدَمَ كُتِبَ حَظٌّ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ لَامَحَالَةَ، فَالْعَيْنُ زِنَاهَا النَّظْرُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْمَشْيُ، وَالْاُذُنُ زِنَاهَا السَّمَاعُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْقَلْبُ يَتَمَنّٰى وَيَشْتَهِيْ وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ اَوْيُكَذِّبُهُ الْفَرْجُ.(۱۵)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر آدم زادے پر زنا کا جتنا حصہ ہے اس نے لامحالہ پا کر رہنا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے لکھا دیا ہے۔ پس آنکھ کا زنا نظر ہے، اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے، اور کان کا زنا سننا ہے، اور ہاتھ کا زنا پکڑنا، اور زبان کا زنا گفتگو اور کلام کرنا ہے، اور دل کا زنا تمنا اور خواہش کرنا ہے، اور صنفی اعضاء یا توان کی تصدیق کردیتے ہیں یا تکذیب۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، اَنَا اَبُوْهِشَامٍ الْمَخْزُوْمِيُّ، نَاوُهَيْبٌ، نَاسُهَيْلُ بْنُ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَامَحَالَةَ،

فَالْعَيْنَانِ، زِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْاُذُنَانِ، زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ، زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبُطْشُ، وَالرِّجْلُ ،زِنَاهَا الْخُطٰى،وَالْقَلْبُ يَهْوِىْ، وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهٗ.(١٦)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ابن آدم نے جتنا کچھ حصہ زنا کا پا کر رہنا ہے اس پر لکھ دیا گیا ہے۔ لہٰذا آنکھوں کا زنا نظر ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا گفتگو اور بات چیت کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے۔ اور دل کا زنا خواہش اور تمنا کرنا ہے پھر اعضاء صنفی یا تو ان کی تصدیق کر دیتے ہیں یا تکذیب۔

〈۴〉حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ، اَنَا سُهَيْلُ بْنُ اَبِىْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لِكُلِّ بَنِىْ آدَمَ حَظٌّ مِّنَ الزِّنَا، فَالْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، وَزِنَاهُمَا الْبُطْشُ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، وَزِنَاهُمَا الْمَشْىُ، وَالْفَمُ يَزْنِىْ، وَزِنَاهُ الْقُبَلُ، وَالْقَلْبُ يَهْوِىْ وَيَتَمَنّٰى، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ اَوْيُكَذِّبُهٗ.(١٧)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آدم کے ہر بچے کے لیے زنا کی کچھ نہ کچھ مقدار مقرر ہے آنکھیں زنا کرتی ہیں، ان کا زنا نظر ہے۔ ہاتھ زنا کرتے ہیں ان کا زنا پکڑنا ہے۔ پاؤں زنا کے مرتکب ہوتے ہیں ان کا زنا چلنا ہے۔ منہ بھی زنا میں ملوث ہوتا ہے، اس کا زنا بوس و کنار ہے اور دل کا زنا خواہش اور تمنا کرنا ہے اعضاء صنفی یا تو اس کی تصدیق کر دیتے ہیں یا تکذیب۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ایک روایت:

〈۵〉اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْفَرْجُ يَزْنِىْ.(١٨)

ترجمہ : آنکھیں زنا کرتی ہیں، ہاتھ بھی زنا کے مرتکب ہوتے ہیں، پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور عضوِ صنفی بھی زنا میں ملوث ہوتا ہے۔

ابوہریرہؓ کے حوالہ سے ایک روایت:

〈۶〉كُلُّ ابْنِ آدَمَ لَهٗ حَظٌّ مِنَ الزِّنَا، فَزِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا الْيَدَيْنِ الْبُطْشُ، وَزِنَا الرِّجْلَيْنِ الْمَشْىُ، وَزِنَا الْفَمِ الْقُبَلُ، وَالْقَلْبُ يَهْوِىْ وَيَتَمَنّٰى، وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ اَوْيُكَذِّبُهُ الْفَرْجُ الخ.(١٩)

ترجمہ : ہر ایک آدم زادے کے لیے زنا کا کچھ حصہ مقدر ہے۔ پس آنکھوں کا زنا نظر ہے اور ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے۔ اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور منہ کا زنا بوس و کنار ہے اور دل کا زنا خواہش اور تمنا کرنا ہے پھر اعضاء جنسی یا تو اس کی تصدیق کرتے ہیں یا تکذیب۔

تشریح : قانون کی نظر میں زنا کا اطلاق صرف جسمانی اتصال پر ہوتا ہے۔ مگر اخلاق کی نظر میں دائرہ ازدواج کے باہر صنف مقابل کی جانب ہر میلان، ارادے اور نیت کے اعتبار سے زنا ہے۔ اجنبی کے حسن سے آنکھ کا لطف لینا، اس کی آواز سے

کانوں کا لذت یاب ہونا، اس سے گفتگو کرنے میں زبان کا لوچ کھانا، اس کے کوچے کی خاک چھاننے کے لیے قدموں کا بار بار اٹھنا، یہ سب مقدمات اور خود معنوی حیثیت سے زنا ہیں۔ قانون اس زنا کو نہیں پکڑ سکتا۔ یہ دل کا چور ہے اور صرف دل ہی کا کوتوال اس کو گرفتار کر سکتا ہے۔ (پردہ، باب ۱۱، اصلاح باطن: دل...)

فتنۂ نظر

۱۷۶ ۔ اِبْنَ آدَمَ لَکَ اَوَّلُ نَظْرَةٍ وَاِيَّاکَ وَالثَّانِيَةَ. (الجصاص)

''آدمی زادے! تیری پہلی نظر تو معاف ہے مگر خبردار دوسری نظر نہ ڈالنا۔''

تخریج: رَوَى الرَّبِيعُ بْنُ صُبَيْحٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِبْنَ آدَمَ لَکَ اَوَّلُ نَظْرَةٍ، وَاِيَّاکَ وَالثَّانِيَةَ. (۲۰)

تشریح : نفس کا سب سے بڑا چور نگاہ ہے اس لیے قرآن وحدیث دونوں سب سے پہلے اس کی گرفت کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ سے (حضور نے) فرمایا:

۱۷۷ ۔ يَا عَلِيُّ لاَ تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَکَ الآخِرَةُ. (ابوداؤد)

''اے علیؓ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو، پہلی نظر تو معاف ہے مگر دوسری نہیں حضرت جابرؓ نے پوچھا کہ اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ فرمایا نظر پھیر لو۔'' (ابوداؤد) (پردہ، باب ۱۱، اصلاح باطن: فتنۂ نظر)

تخریج: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوْسٰى الْفَزَارِيُّ، اَخْبَرَنَا شَرِيکٌ عَنْ رَبِيعَةَ الْاَيَادِيِّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا عَلِيُّ! لاَتُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰى، وَلَيْسَتْ لَکَ الْآخِرَةُ. (۲۱)

فتنۂ زبان

۱۷۸ ۔ لاَ تُبَاشِرِ الْمَرْاَةُ بِالْمَرْاَةِ حَتّٰى تَصِفَهَا لِزَوْجِهَا کَاَنَّهُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا. (ترمذی)

''عورت عورت سے خلا ملا نہ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اس کی کیفیت اپنے شوہر سے اس طرح بیان کرے کہ گویا وہ خود اس کو دیکھ رہا ہے۔''

تخریج: ‹۱› حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ اَبِی وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لاَتُبَاشِرُ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ، فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا کَاَنَّهُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا. (۲۲)

بیہقی میں مندرجہ ذیل عبارت ہے:

‹۲› نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُبَاشِرَ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ فِی ثَوْبٍ وَاحِدٍ اَجَلِ اَنْ تَصِفَهَا لِزَوْجِهَا حَتّٰى کَاَنَّهُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا. الخ (۲۳)

تشریح : عورت کو اجازت نہیں کہ اپنے شوہر سے دوسری عورتوں کی کیفیت بیان کرے۔ شیطان نفس کا ایک دوسرا ایجنٹ زبان ہے، کتنے ہی فتنے ہیں جو زبان کے ذریعہ سے پیدا ہوتے اور پھیلتے ہیں۔ اسلام نے ان سب کا سراغ لگایا ہے اور ان سے خبردار کیا ہے۔ عورت اور مرد دونوں کو اس سے منع کیا گیا ہے کہ اپنے پوشیدہ ازدواجی معاملات کا حال دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کریں، کیوں کہ اس سے بھی فحش کی اشاعت ہوتی ہے اور دلوں میں شوق پیدا ہوتا ہے (ابوداؤد)۔

۱۷۹۔ نماز باجماعت میں اگر امام غلطی کرے، یا اس کو کسی حادثہ پر متنبہ کرنا ہو تو مردوں کو سبحان اللہ کہنے کا حکم ہے، مگر عورتوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ صرف دستک دیں، زبان سے کچھ نہ بولیں۔ (ابوداؤد) (پردہ، باب ۱۱، اصلاح باطن: فتنۂ زبان)

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، وَعَمْرو نِالنَّاقِدُ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالُوْا : نَاسُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ح وَحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰ، قَالاَ: اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ ابْنُ الْمُسَیَّبِ، وَاَبُوْسَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِیْحُ لِلنِّسَآءِ.(۲۴)

﴿۲﴾حَدَّثَنَااَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ، حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمِ نِالْمَدَنِیُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِالسَّاعِدِیِّ قَالَ: کَانَ قِتَالٌ بَیْنَ بَنِیْ عَمْرٍو فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ ﷺ، فَصَلَّی الظُّهْرَ، ثُمَّ اَتَاهُمْ یُصْلِحُ بَیْنَهُمْ، فَقَالَ: یَابِلَالُ! اِنْ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَمْ اٰتِکَ فَمُرْ اَبَابَکْرٍ، فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَلَمَّا حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ، فَاَذَّنَ بِلَالٌ وَاَقَامَ، وَاَمَرَ اَبَابَکْرٍ فَتَقَدَّمَ وَجَاءَ النَّبِیُّ ﷺ وَاَبُوْبَکْرٍ فِی الصَّلٰوةِ، فَشَقَّ النَّاسَ حَتّٰی قَامَ خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ فَتَقَدَّمَ فِی الصَّفِّ الَّذِیْ یَلِیْهِ، قَالَ: وَصَفَّحَ الْقَوْمُ قَالَ: وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوةِ لَمْ یَلْتَفِتْ حَتّٰی یَفْرُغَ، فَلَمَّا رَاٰی التَّصْفِیْحَ لَایُمْسَکُ عَلَیْهِ، اَلْتَفَتَ فَرَاٰی النَّبِیَّ ﷺ خَلْفَهٗ فَاَوْمَاَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ بِیَدِهٖ اَنِ امْضِهْ وَاَوْمَاَ بِیَدِهٖ هٰکَذَا وَلَبِثَ اَبُوْبَکْرٍ هُنَیَّةً یَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰی قَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ مَشَی الْقَهْقَرٰی، فَلَمَّا رَاٰی النَّبِیُّ ﷺ ذٰلِکَ تَقَدَّمَ، فَصَلّٰی النَّبِیُّ ﷺ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَهٗ قَالَ: یَااَبَابَکْرٍ مَا مَنَعَکَ اِذْ اَوْمَاْتُ اِلَیْکَ اَلَّاتَکُوْنَ مَضَیْتَ؟ قَالَ: لَمْ یَکُنْ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ اَنْ یَؤُمَّ النَّبِیَّ ﷺ، وَقَالَ لِلْقَوْمِ: اِذَا نَابَکُمْ اَمْرٌ فَلْیُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْیُصَفِّحِ النِّسَاءُ. قَالَ اَبُوعَبْدِ اللّٰهِ: لَمْ یَقُلْ هٰذَا الْحَرْفَ غَیْرُحَمَّادٍ یَا بِلَالُ مُرْ اَبَابَکْرٍ۔(۲۵)

ترجمہ : حضرت سہل بن سعد ساعدی سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ بنوعمرو کے درمیان کچھ لڑائی جھگڑا ہوگیا۔ اس کی اطلاع نبی ﷺ کو بھی پہنچ گئی۔ آپ نے ظہر کی نماز ادا کی اور ان کے ہاں صلح کرانے تشریف لے گئے اور جاتے ہوئے بلال سے فرمایا، اگر نماز کا وقت ہو جائے اور میں پہنچ نہ سکا تو ابوبکر سے کہنا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پس جب نماز عصر کا وقت ہوگیا تو بلال نے اذان کہی اور کھڑے ہو کر اقامت کہی اور ابوبکر کو کہا کہ وہ آگے ہو کر نماز پڑھائیں، چنانچہ حضرت ابوبکر آگے بڑھے۔

نبی ﷺ بھی اس دوران میں تشریف لے آئے اور ابوبکر حالتِ نماز میں تھے۔ آپ لوگوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے ابوبکر کے پاس جا کر ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اس طرح آپ ساتھ والی صف میں شریک لوگوں سے آگے ہو گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ نمازیوں نے تالی پیٹنا شروع کی۔ ادھر حضرت ابوبکرؓ کا یہ عالم تھا کہ جب نماز میں داخل ہو جاتے تو کسی طرف بھی التفات نہ کرتے جب تک کہ نماز سے فارغ نہ ہو جائیں۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ تالیاں پیٹنا بند ہی نہیں ہو رہیں تو دیکھا کہ نبی ﷺ ان کے پیچھے کھڑے ہیں۔ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرمایا کہ نماز جاری رکھیں۔ ابوبکرؓ تھوڑی دیر تو ٹھیرے نبی ﷺ کے ارشاد پر اللہ کا شکر ادا کیا پھر پیچھے کی جانب چلے تو آپ نے یہ اقدام ملاحظہ فرمایا اور خود آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز پوری کر لی تو فرمایا ابوبکرؓ جب میں نے اشارہ سے وہیں قائم رہنے کو کہہ دیا تھا تو پھر تم نے وہاں ٹھیر کر نماز جاری کیوں نہ رکھی؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا ابن قحافہ کو زیب ہی نہیں دیا کہ وہ نبی کی امامت کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی مشکل اور دشواری پیش آ جائے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی پیٹ کر خبردار کریں۔

استیذان

۱۸۰۔ اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں بلا اجازت دیکھے تو گھر والوں کو حق ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔ (مسلم)

تخریج: حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ نَاجَرِیْرٌ، عَنْ سُهَیْلٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنِ اطَّلَعَ فِیْ بَیْتِ قَوْمٍ بِغَیْرِ اِذْنِهِمْ، فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ اَنْ یَفْقَئُوْا عَیْنَهٗ.(۲۶)

تشریح: مقصد اندرون خانہ اور بیرون خانہ کے درمیان حد بندی کرنا ہے تاکہ اپنی خانگی زندگی میں عورتیں اور مرد اجنبیوں کی نظروں سے محفوظ رہیں۔ اہل عرب ابتدا میں ان احکام کی علت کو نہ سمجھ سکے، اس لیے بسا اوقات وہ گھروں میں جھانک لیتے تھے۔ ایک مرتبہ خود آنحضرت ﷺ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا:

۱۸۱۔ آپؐ اپنے حجرے میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک شخص نے تابدان میں سے جھانکا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو جھانک رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں کوئی چیز چبھو دیتا۔ استیذان کا حکم تو نظروں سے بچانے ہی کے لیے دیا گیا ہے۔" (بخاری)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ الزُّهْرِیُّ: حَفِظْتُهٗ کَمَا اَنَّکَ هٰهُنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرٍ فِیْ حُجَرِ النَّبِیِّ ﷺ وَمَعَ النَّبِیِّ ﷺ مِدْرًی یَحُکُّ بِهٖ رَأْسَهٗ فَقَالَ: لَوْاَعْلَمُ اَنَّکَ تَنْظُرُ، لَطَعَنْتُ بِهٖ فِیْ عَیْنِکَ: اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِیْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ.(۲۷)

﴿۲﴾ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، اَنَّ رَجُلاً اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَامَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ بِمَشْقَصٍ اَوْ بِمَشَاقِصَ، فَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ یَخْتِلُ الرَّجُلَ لِیَطْعَنَهٗ.(۲۸)

تشریح: اس کے بعد آپؐ نے اعلان فرمایا کہ "اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں بلا اجازت دیکھے تو گھر والوں کو حق ہے کہ اس کی

آنکھ پھوڑ دیں۔ پھر اجنبی مردوں کو حکم دیا گیا کہ کسی دوسرے کے گھر سے کوئی چیز مانگنی ہو تو گھروں میں نہ چلے جائیں بلکہ باہر کے پردے کی اوٹ سے مانگیں۔

وَاِذَاسَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ۔ (الاحزاب: ۵۳)

’’اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو! اس میں تمہارے دلوں کے لیے بھی زیادہ پاکیزگی ہے اور ان کے دلوں کے لیے بھی۔‘‘

یہاں بھی حد بندی کے مقصد پر ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ سے پوری روشنی ڈال دی گئی ہے۔ عورتوں اور مردوں کو صنفی میلانات اور تحریکات سے بچانا ہی اصل مقصود ہے، اور یہ حد بندیاں اس لیے کی جا رہی ہیں کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان خلا ملا اور بے تکلفی نہ ہونے پائے۔

یہ احکام صرف اجانب ہی کے لیے نہیں بلکہ گھر کے خدام کے لیے بھی ہیں۔ چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ حضرت بلالؓ یا حضرت انسؓ نے سیدہ فاطمہؓ سے آپ کے کسی بچے کو مانگا تو آپ نے پردے کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر دیا۔ (فتح القدیر) حالانکہ یہ دونوں حضور نبی کریم ﷺ کے خدام خاص تھے اور آپ کے پاس گھر والوں کی طرح رہتے تھے۔

(پردہ، باب ۱۱، انسدادی تدابیر: استیذان)

مردوں کے لیے غضِ بصر

۱۸۲۔ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ قَالَ اِصْرِفْ بَصَرَكَ.[۱] (ابوداؤد)

’’حضرت جریرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ نظر پھیر لو۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: نَايَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ح قَالَ وَثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، قَالَ: نَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ كِلَاهُمَا عَنْ يُوْنُسَ، ح قَالَ وَحَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَاهُشَيْمٌ، قَالَ: نَايُوْنُسُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ، عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ.(۲۹)

تشریح: سب سے پہلا حکم جو مردوں اور عورتوں کو دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ غضِ بصر کرو۔ اس لفظ کا ترجمہ ’’نظریں نیچی رکھو‘‘ یا نگاہیں پست رکھو کیا جاتا ہے۔ مگر اس سے پورا مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ حکم الٰہی کا اصل مقصد یہ نہیں ہے کہ لوگ ہر وقت نیچے ہی دیکھتے رہیں اور کبھی اوپر نظر ہی نہ اٹھائیں۔ مدعا دراصل یہ ہے کہ اس چیز سے پرہیز کرو جس کو حدیث میں آنکھوں کا زنا کہا گیا ہے۔ اجنبی عورتوں کے حسن اور ان کی زینت کی دید سے لطف اندوز ہونا مردوں کے لیے اور اجنبی مردوں کو مطمح نظر بنانا

---

[۱] ترمذی ابواب الاستیذان۔ باب ماجاء فی نظر الفجاءة۔ ابن ماجه۔

عورتوں کے لیے فتنے کا موجب ہے۔ فساد کی ابتدا طبعاً و عادتاً یہیں سے ہوتی ہے۔ اس لیے سب سے پہلے اسی دروازے کو بند کیا گیا ہے، اور یہی ''غض بصر'' کی مراد ہے۔ اردو زبان میں اس لفظ کا مفہوم ''نظر بچانے'' سے بخوبی ادا کر سکتے ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ جب انسان آنکھیں کھول کر دنیا میں رہے گا تو سب ہی چیزوں پر اس کی نظر پڑے گی۔ یہ تو ممکن نہیں ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کو اور کوئی عورت کسی مرد کو کبھی دیکھے ہی نہیں اس لیے شارع نے فرمایا کہ اچانک نظر پڑ جائے تو معاف ہے، البتہ جو چیز ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ ایک نگاہ میں جہاں تم کو حسن محسوس ہو وہاں دوبارہ نظر دوڑاؤ اور اس کو گھورنے کی کوشش کرو۔

۱۸۳ ۔ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ يَاعَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی وَلَيْسَتْ لَکَ الْآخِرَةُ.[۱] (ابو داؤد)

''حضرت بریدہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا ''اے علیؓ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو۔ پہلی نظر معاف ہے، مگر دوسری نظر کی اجازت نہیں۔''

۱۸۴ ۔ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ نَظَرَ اِلٰی مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ اَجْنَبِيَّةٍ عَنْ شَهْوَةٍ صُبَّ فِیْ عَيْنَيْهِ الْآنُکُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (تکمله فتح القدير)

''نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی اجنبی عورت کے محاسن پر شہوت کی نظر ڈالے گا۔ قیامت کے روز اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔'' (پردہ، باب ۱۲: غض بصر)

تخريج: لِقَوْلِهٖ ﷺ مَنْ نَظَرَ اِلٰی مَحَاسِنِ اَجْنَبِيَّةٍ عَنْ شَهْوَةٍ صُبَّ فِیْ عَيْنَيْهِ الْآنُکُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۳۰)

عورتوں کے لیے غض بصر

۱۸۵ ۔ یہ حکم (غض بصر) جس طرح مردوں کے لیے ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی ہے۔ چناں چہ حدیث میں ام سلمہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ اور حضرت میمونہ[۲] آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں۔ اتنے میں حضرت ابن اُمّ مکتوم آئے، جو نابینا تھے۔ حضورؐ نے فرمایا ان سے پردہ کرو۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے عرض کیا کیا یہ نابینا نہیں ہیں۔ نہ وہ ہم کو دیکھیں گے، نہ ہمیں پہچانیں گے۔ حضورؐ نے جواب دیا، کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟[۳]

تخريج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَکِ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ نَبْهَانُ مَوْلٰی اُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: کُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهٗ مَيْمُوْنَةُ، فَاَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ، وَذٰلِکَ بَعْدَ اَنْ اُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ! اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَيْسَ اَعْمٰی لَايُبْصِرُنَا، وَلَايَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ! اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ؟. (۳۱)

۱۔ ترمذی ابواب الاستیذان۔ باب ماجاء فی نظرة الفجاءة۔
۲۔ دوسری روایت میں حضرت عائشہ کا ذکر ہے۔
۳۔ ترمذی باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال۔

تشریح : مگر عورت کے مردوں کو دیکھنے اور مرد کے عورتوں کو دیکھنے میں نفسیات کے اعتبار سے ایک نازک فرق ہے۔ مرد کی فطرت میں اقدام ہے، کسی چیز کو پسند کرنے کے بعد وہ اس کے حصول کی سعی میں پیش قدمی کرتا ہے۔ مگر عورت کی فطرت میں تمانع اور فرار ہے، جب تک کہ اس کی فطرت بالکل ہی مسخ نہ ہو جائے، وہ کبھی اس قدر دراز دست اور جری اور بے باک نہیں ہو سکتی کہ کسی کو پسند کرنے کے بعد اس کی طرف پیش قدمی کرے۔ شارع نے اس فرق کو ملحوظ رکھ کر عورتوں کے لیے غیر مردوں کے دیکھنے کے معاملے میں وہ سختی نہیں کی ہے جو مردوں کے لیے غیر عورتوں کو دیکھنے کے معاملہ میں کی ہے۔ چناں چہ احادیث میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت مشہور ہے کہ:

۱۸۶۔ آنحضرت ﷺ نے عید کے موقع پر ان کو حبشیوں کا تماشا دکھایا تھا[1]

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَیْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ، اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَوْمًا عَلٰی بَابِ حُجْرَتِیْ وَالْحَبَشَةُ یَلْعَبُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَسْتُرُنِیْ بِرِدَائِهٖ، اَنْظُرُ اِلٰی لَعِبِهِمْ.(۳۲)

—— ایک اور روایت میں وَالْحَبَشَةُ یَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ بھی ہے۔

تشریح : اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا مردوں کو دیکھنا مطلقاً ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ ایک مجلس میں مل کر بیٹھنا اور نظر جما کر دیکھنا مکروہ ہے۔ اور ایسی نظر بھی جائز نہیں جس میں فتنے کا احتمال ہو۔ وہی نابینا صحابی ابن ام مکتوم جن سے نبی ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کو پردہ کرنے کا حکم دیا تھا، ایک دوسرے موقع پر حضورؐ انہی کے گھر میں فاطمہ بنت قیس کو عدت بسر کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

۱۸۷۔ قاضی ابوبکر ابن العربی نے اپنی احکام القرآن میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت قیس ام شریک کے گھر میں عدت گزارنا چاہتی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس گھر میں لوگ آتے جاتے رہتے ہیں، تم ابن ام مکتوم کے ہاں رہو کیوں کہ وہ ایک اندھا آدمی ہے اور اس کے ہاں تم بے پردہ رہ سکتی ہو۔

تخریج: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی، قَالَ : قَرَأْتُ عَلٰی مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ مَوْلَی الْاَسْوَدِ بْنِ سُفْیَانَ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَیْسٍ، اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ، فَاَرْسَلَ اِلَیْهَا وَكِیْلَهٗ بِشَعِیْرٍ، فَسَخِطَتْهُ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَالَكِ عَلَیْنَا مِنْ شَیْءٍ، فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

---

[1] یہ روایت بخاری اور مسلم اور نسائی اور مسند احمد وغیرہ میں کئی طریقوں سے آئی ہے۔ بعض لوگوں نے اس کی توجیہ کی ہے کہ یہ واقعہ شاید اس وقت کا ہے جب حضرت عائشہ کمسن تھیں اور حجاب کے احکام نازل نہ ہوئے تھے۔ مگر ابن حبان میں یہ تصریح ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حبش کا ایک وفد مدینے آیا تھا۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ اس وفد کی آمد ۷ھ میں ہوئی ہے۔ اس لحاظ سے حضرت عائشہ کی عمر اس وقت پندرہ سولہ برس کی تھی، نیز بخاری کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ کو چادر سے ڈھانکتے جاتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ احکام حجاب بھی اس وقت نازل ہو چکے تھے۔

فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ، فَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ اُمِّ شَرِيْكٍ، ثُمَّ قَالَ: تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا اَصْحَابِي، اِعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهُ رَجُلٌ اَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ الخ.(۳۳)

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصد فتنے کے احتمالات کو کم کرنا ہے۔ جہاں فتنے کا احتمال زیادہ تھا، وہاں رہنے سے منع فرما دیا۔ جہاں احتمال کم تھا، وہاں رہنے کی اجازت دے دی، کیوں کہ بہر حال اس عورت کو رہنا ضرور تھا، لیکن جہاں کوئی حقیقی ضرورت نہ تھی وہاں خواتین کو ایک غیر مرد کے ساتھ ایک مجلس میں جمع ہونے اور رو برو اس کو دیکھنے سے روک دیا۔

(پردہ، باب ۱۲: غض بصر)

(احادیث بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ) عورتوں کے لیے بھی غض بصر کے احکام وہی ہیں جو مردوں کے لیے ہیں، یعنی انہیں قصداً مردوں کو نہ دیکھنا چاہیے، نگاہ پڑ جائے تو ہٹا لینی چاہیے، اور دوسروں کے ستر کو دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ لیکن مرد کے عورت کو دیکھنے کی بہ نسبت عورت کے مرد کو دیکھنے کے معاملہ میں احکام تھوڑے سے مختلف ہیں۔

(مندرجہ بالا پہلی حدیث کی وضاحت حضرت ام سلمہ یوں کرتی ہیں کہ ذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ اُمِرَ بِالْحِجَابِ ''یہ واقعہ اس زمانے کا ہے جب پردے کا حکم آچکا تھا'' (احمد، ابوداؤد، ترمذی) اور اس کی تائید موطا کی یہ روایت کرتی ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک نابینا آیا تو انہوں نے اس سے پردہ کیا۔ کہا گیا کہ آپ اس سے پردہ کیوں کرتی ہیں؟ یہ تو آپ کو نہیں دیکھ سکتا۔ جواب میں ام المومنین نے فرمایا لٰكِنِّي اَنْظُرُ اِلَيْهِ ''میں تو اسے دیکھتی ہوں۔''

ان روایات کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے مردوں کو دیکھنے کے معاملے میں اتنی سختی نہیں ہے جتنی مردوں کے عورتوں کو دیکھنے کے معاملے میں ہے۔ ایک مجلس میں آمنے سامنے دیکھنا ممنوع ہے۔ راستہ چلتے ہوئے یا دور سے کوئی جائز قسم کا کھیل تماشا دیکھتے ہوئے مردوں پر نگاہ پڑنا ممنوع نہیں ہے اور کوئی حقیقی ضرورت پیش آجائے تو ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی دیکھنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ امام غزالی اور ابن حجر عسقلانی نے بھی روایات سے قریب قریب یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔ شوکانی نیل الاوطار میں ابن حجر کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ''جواز کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ عورتوں کے باہر نکلنے کے معاملے میں ہمیشہ جواز ہی پر عمل رہا ہے۔ مسجدوں میں، بازاروں میں اور سفروں میں عورتیں تو نقاب منہ پر ڈال کر جاتی تھیں کہ مرد ان کو نہ دیکھیں، مگر مردوں کو کبھی یہ حکم نہیں دیا گیا کہ وہ بھی نقاب اوڑھیں تاکہ عورتیں ان کو نہ دیکھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے معاملے میں حکم مختلف ہے۔ (ج ۶، ص: ۱۰۱) تاہم یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے کہ عورتیں اطمینان سے مردوں کو گھوریں اور ان کے حسن سے آنکھیں سینکیں۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۳۱)

تخلیہ اور لمس کی ممانعت

۱۸۸۔ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ. (ترمذی)

''عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا خبردار عورتوں کے پاس تنہائی میں نہ جاؤ۔ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیور اور جیٹھ کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ فرمایا وہ تو موت ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ، عَنْ اَبِى الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: اَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ: اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ. (٣٤)

تشریح: شوہر کے سوا کوئی مرد کسی عورت کے پاس نہ تخلیہ میں رہے اور نہ اس کے جسم کو مس کرے۔ خواہ وہ قریب ترین عزیز ہی کیوں نہ ہو۔

۱۸۹۔ لَا تَلْجُوْا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِىْ مِنْ اَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ. (بخاری)

''شوہروں کی غیر موجودگی میں عورتوں کے پاس نہ جاؤ کیوں کہ شیطان تم میں سے کسی کے اندر خون کی طرح گردش کر رہا ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، نَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَاتَلْجُوْا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِىْ مِنْ اَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ، قُلْنَا، وَمِنْكَ، قَالَ: وَمِنِّىْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِىْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ. (٣٥)

—— هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِىْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ مِّنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ وَسَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ خَشْرَمٍ يَقُوْلُ: قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ فِىْ تَفْسِيْرِ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِىْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ يَعْنِىْ فَاَسْلَمَ اَنَا مِنْهُ الخ۔

۱۹۰۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَاصٍ قَالَ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَدْخُلَ عَلَى النِّسَاءِ بِغَيْرِ اِذْنِ اَزْوَاجِهِنَّ. (ترمذی)

''عمرو ابن عاص کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہم کو عورتوں کے پاس ان کے شوہروں کی اجازت کے بغیر جانے سے منع فرمادیا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، نَاشُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا اَوْ نَهٰى اَنْ نَدْخُلَ عَلَى النِّسَاءِ بِغَيْرِاِذْنِ اَزْوَاجِهِنَّ. (٣٦)

—— وَفِى الْبَابِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ۔ هذا حديث حسن صحيح۔

۱۹۱۔ لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِىْ هٰذَا عَلٰى مُغِيْبَةٍ اِلَّامَعَهٗ رَجُلٌ اَوِاثْنَانِ. (مسلم، ترمذی)

''آج کے بعد سے کوئی شخص کسی عورت کے پاس اس کے شوہر کی غیر موجودگی میں نہ جائے تاوقتیکہ اس کے ساتھ ایک دو آدمی اور نہ ہوں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: نا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌوح قَالَ وَثَنا اَبُوالطَّاهِرِ، قَالَ: اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِوبْنِ الْحَارِثِ، اَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ جُبَيْرٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهٗ اَنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ، دَخَلُوْا عَلٰى اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ وَهِیَ تَحْتَهٗ يَوْمَئِذٍ فَكَرِهَ ذٰلِكَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: لَمْ اَرَ اِلَّا خَيْرًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَرَّأَهَا مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: لَايَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِیْ هٰذَا عَلٰى مُغِيْبَةٍ اِلَّا وَمَعَهٗ رَجُلٌ اَوِ اثْنَانِ.(۳۷)

ایسے ہی احکام لمس کے متعلق بھی ہیں:

۱۹۲۔ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ مَسَّ كَفَّ امْرَأَةٍ لَيْسَ مِنْهَا بِسَبِيْلٍ وُضِعَ عَلٰى كَفِّهٖ جَمْرَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.
(تکملہ فتح القدیر)

''حضورؐ نے فرمایا جو شخص کسی عورت کا ہاتھ چھوئے گا جس کے ساتھ اس کا جائز تعلق نہ ہو، اس کی ہتھیلی پر قیامت کے روز انگارا رکھا جائے گا۔''

تخریج: مَنْ مَسَّ كَفَّ امْرَأَةٍ لَيْسَ مِنْهَا بِسَبِيْلٍ وُضِعَ عَلٰى كَفِّهٖ جَمْرَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(۳۸)

—— علامہ زیلعی نے اس کے متعلق کہا ہے یہ روایت بھی غریب ہے۔

غیر محرم عورتوں سے بیعت

۱۹۳۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ عورتوں سے صرف زبانی اقرار لے کر بیعت لیا کرتے تھے، ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لیتے تھے آپ نے کبھی ایسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا جو آپ کے نکاح میں نہ ہو۔ (بخاری، مسلم)

تخریج: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُبَايِعُ النِّسَآءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذَا الْاٰيَةِ لَاتُشْرِكُوْابِاللّٰهِ شَيْئًا، قَالَتْ: وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَدَا مْرَاَةٍ اِلَّا امْرَاَةٍ يَمْلِكُهَا.(۳۹)

۱۹۴۔ امیمہ بنتِ رقیقہ کا بیان ہے کہ میں چند عورتوں کے ساتھ حضورؐ سے بیعت کرنے حاضر ہوئی۔ آپؐ نے ہم سے اقرار لیا کہ شرک، چوری، زنا، بہتان تراشی وافترا پردازی اور نبی کی نافرمانی سے احتراز کرنا۔ جب اقرار ہو چکا تو ہم نے عرض کیا کہ تشریف لائیے تاکہ ہم آپؐ سے بیعت کریں۔ آپؐ نے فرمایا ''میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، صرف زبانی اقرار کافی ہے۔ (نسائی)

تخریج: اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ اَنَّهَا قَالَتْ: اَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ نِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ نُبَايِعُهٗ، فَقُلْنَا

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ نُبَایِعُکَ عَلٰی اَنْ لَّانُشْرِکَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَلَانَسْرِقَ وَلَانَزْنِیْ وَلَانَاْتِیْ بِبُھْتَانٍ نَفْتَرِیْہِ بَیْنَ اَیْدِیْنَاوَاَرْجُلِنَا وَلَانَعْصِیْکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ، قَالَ: فِیْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ، قَالَتْ: قُلْنَا، اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَرْحَمُ بِنَا، ھَلُمَّ نُبَایِعُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ لَااُصَافِحُ النِّسَآءَ اِنَّمَا قَوْلِیْ لِمِائَۃِ امْرَأَۃٍ کَقَوْلِیْ لِامْرَأَۃٍ وَاحِدَۃٍ اَوْمِثْلِ قَوْلِیْ لِامْرَأَۃٍ وَاحِدَۃٍ.(۴۰)

تشریح : یہ احکام بھی صرف جوان عورتوں کے لیے ہیں۔ سن رسیدہ عورتوں کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا جائز ہے۔ اور ان کو چھونا بھی ممنوع نہیں، چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق منقول ہے کہ وہ ایک قبیلہ میں جاتے تھے جہاں انہوں نے دودھ پیا تھا اور آپ اس قبیلہ کی بوڑھی عورتوں سے مصافحہ کرتے تھے[1]۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے متعلق یہ روایت ہے کہ وہ ایک بوڑھی عورت سے پاؤں اور سر دبوایا کرتے تھے۔ یہ امتیاز جو بوڑھی اور جوان عورتوں کے درمیان کیا گیا ہے۔ خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دراصل دونوں صنفوں کے درمیان ایسے اختلاط کو روکنا مقصود ہے جو فتنے کا سبب بن سکتا ہے۔

محرموں اور غیر محرموں کے درمیان فرق

یہ تو وہ احکام تھے جن میں شوہر کے سوا تمام مرد شامل ہیں خواہ وہ محرم ہوں یا غیر محرم۔ عورت ان میں سے کسی کے سامنے اپنا ستر، یعنی چہرے اور ہاتھ کے سوا جسم کا کوئی حصہ نہیں کھول سکتی، بالکل اسی طرح جس طرح مرد کسی کے سامنے اپنا ستر یعنی ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ نہیں کھول سکتا۔ سب مردوں کو گھر میں اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے اور ان میں سے کسی کا عورت کے پاس خلوت میں بیٹھنا یا اس کے جسم کو ہاتھ لگانا جائز نہیں[2]۔ (باب۱۱، انسدادی تدابیر: محرموں...)

کن مواقع پر اجنبیہ کو دیکھنا جائز ہے؟

۱۹۵۔ عَنِ الْمُغِیْرَۃَ ابْنِ شُعْبَۃَ اَنَّہٗ خَطَبَ امْرَأَۃً فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اُنْظُرْاِلَیْھَا فَاِنَّہٗ اَحْرٰی اَنْ یُّؤْدَمَ بَیْنَکُمَا. (ترمذی)

''مغیرہ بن شعبہ کی روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس کو دیکھ لو۔ کیونکہ یہ تم دونوں کے درمیان محبت و اتفاق پیدا کرنے کے لیے مناسب ہوگا۔''

تخریج : حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ، نَا ابْنُ اَبِیْ زَائِدَۃَ، ثَنِیْ عَاصِمُ ابْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ بَکْرِبْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْمُزَنِیِّ، عَنِ الْمُغِیْرَۃَ ابْنِ شُعْبَۃَ اَنَّہٗ خَطَبَ امْرَأَۃً، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اُنْظُرْاِلَیْھَا، فَاِنَّہٗ اَحْرٰی اَنْ یُّؤْدَمَ بَیْنَکُمَا.(۴۱)

---

[1] رُوِیَ اَنَّ اَبَابَکْرٍ کَانَ یُصَافِحُ الْعَجَائِزَ۔ قُلْتُ غَرِیْبٌ اَیْضاً نصب الرایۃ ج ۴ ص ۲۴۰ (مرتب)

[2] جسم کو ہاتھ لگانے کے معاملہ میں محرموں اور غیر محرم مردوں کے درمیان کافی فرق ہے بھائی اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر اسے سواری پر چڑھا یا اتار سکتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ یہ بات کسی غیر مرد کے لیے نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ جب کبھی سفر سے واپس آتے، تو حضرت فاطمہؓ کو گلے لگا کر سر کا بوسہ لیتے۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہ کے سر کا بوسہ لیتے تھے۔ (پردہ)

تشریح : بعض مواقع ایسے بھی آتے ہیں جن میں اجنبیہ کو دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے مثلاً کوئی مریضہ کسی طبیب کے زیر علاج ہو، یا کوئی عورت کسی مقدمہ میں قاضی کے سامنے بحیثیت گواہ یا بحیثیت فریق پیش ہو، یا کسی آتش زدہ مقام میں کوئی عورت گھر گئی ہو، یا پانی میں ڈوب رہی ہو، یا اس کی جان یا آبرو کسی خطرے میں مبتلا ہو۔ ایسی صورتوں میں چہرہ تو درکنار، حسب ضرورت ستر کو بھی دیکھا جا سکتا ہے، جسم کو ہاتھ بھی لگایا جا سکتا ہے، بلکہ ڈوبتی ہوئی یا جلتی ہوئی عورت کو گود میں اٹھا کر لانا بھی صرف جائز ہی نہیں، بلکہ فرض ہے۔ شارع کا حکم یہ ہے کہ ایسی صورتوں میں جہاں تک ممکن ہو، اپنی نیت کو پاک رکھو، لیکن اقتضائے بشریت سے اگر جذبات میں کوئی خفیف سی تحریک پیدا ہو جائے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ کیونکہ ایسی نظر اور ایسے لمس کے لیے ضرورت داعی ہوئی ہے۔ اور فطرت کے مقتضیات کو بالکل روک دینے پر انسان قادر نہیں ہے۔[1]

اسی طرح اجنبی عورت کو نکاح کے لیے دیکھنا اور تفصیلی نظر کے ساتھ دیکھنا نہ صرف جائز ہے، بلکہ احادیث میں اُس کا حکم وارد ہوا ہے (جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے ظاہر ہوتا ہے) اور خود نبی ﷺ نے اس غرض کے لیے عورت کو دیکھا ہے۔

۱۹۶۔ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ اَنَّ امْرَأَةً جَاءَ تْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لِاَهَبَ لَکَ نَفْسِیْ فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ اِلَيْهَا. (بخاری)

''سہل ابن سعد سے روایت ہے کہ ایک عورت آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور بولی کہ میں اپنے آپ کو حضورؐ کے نکاح میں دینے کے لیے آئی ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے نظر اٹھائی اور اس کو دیکھا۔''

تخریج : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، اَنَّ امْرَأَةً جَاءَ تْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لِاَهَبَ لَکَ نَفْسِیْ، فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ اِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ الخ.(٤٢)

۱۹۷۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَظَرْتَ اِلَيْهَا؟ قَالَ لَاَ، قَالَ فَاذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّ فِیْ اَعْيُنِ الْاَنْصَارِ شَيْئًا. (مسلم)

''حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے انصار میں سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیا ہے۔ حضورؐ نے پوچھا کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا جا اور اس کو دیکھ لے، کیونکہ انصار کی آنکھوں میں عموماً کچھ عیب ہوتا ہے۔''

تخریج : حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ، قَالَ: نَاسُفْيَانُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ،

---

[1] اس مضمون کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفسیر امام رازی، آیت قل للمومنین یغضوا من ابصارهم۔ احکام القرآن للجصاص آیت مذکورہ۔ فصل الوطئ والنظر واللمس۔ المبسوط، کتاب الاستحسان۔

قَالَ: كُنتُ عِندَ النَّبِيِّ ﷺ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَاَخبَرَهُ اَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَظَرتَ اِلَيهَا؟ قَالَ: لاَ، قَالَ: فَاذهَبْ فَانظُرْ اِلَيهَا، فَاِنَّ فِي اَعيُنِ الْاَنْصَارِ شَيْئًا۔(٤٣)

۱۹۸۔عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ قَالَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى مَايَدْعُوهُ اِلٰى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ. (ابو داؤد)

’’جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو حتی الامکان اسے دیکھ لینا چاہیے کہ آیا اس میں کوئی چیز ہے جو اس کو اس عورت کے ساتھ نکاح کی رغبت دلانے والی ہو۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يعنى ابْنَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، قَالَ: فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى مَايَدْعُوهُ اِلٰى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ الخ.(٤٤)

تشریح: ان مستثنیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شارع کا مقصد دیکھنے کو کلیتاً روک دینا نہیں ہے بلکہ دراصل فتنے کا سد باب مقصود ہے اور اس غرض کے لیے صرف اسے دیکھنے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جس کی کوئی حاجت بھی نہ ہو۔ جس کا کوئی تمدنی فائدہ بھی نہ ہو۔ اور جس میں جذباتِ شہوانی کو تحریک دینے کے اسباب بھی موجود ہوں۔ (پردہ، باب ۱۲: غض بصر)

اگر کسی عورت کو دیکھنے کی حقیقی ضرورت ہو تو وہ غض بصر کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔ مثلاً احادیث بالا سے واضح ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس غرض کے لیے عورت کو دیکھ لینے کی نہ صرف اجازت ہے، بلکہ ایسا کرنا کم از کم مستحب تو ضرور ہے۔

مسند احمد میں ابوحمید کی روایت ہے کہ حضورؐ نے اس غرض کے لیے دیکھنے کی اجازت کو فلا جناح علیہ کے الفاظ میں بیان کیا، یعنی ایسا کر لینے میں مضائقہ نہیں ہے۔ نیز اس کی بھی اجازت دی کہ لڑکی کی بے خبری میں بھی اسے دیکھا جاسکتا ہے۔ اسی سے فقہاء نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے کہ بضرورت دیکھنے کی دوسری صورتیں بھی جائز ہیں مثلاً تفتیش جرائم کے سلسلے میں کسی مشتبہ عورت کو دیکھنا، یا عدالت میں گواہی کے موقع پر قاضی کا کسی گواہ عورت کو دیکھنا، یا علاج کے لیے طبیب کا مریضہ کو دیکھنا وغیرہ۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲۹)

غیر اولی الاربۃ سے مراد کون ہیں؟

۱۹۹۔ لَقَدْ غَلْغَلْتَ النَّظَرَ اِلَيهَا يَاعَدُوَّ اللّٰهِ.

’’اے دشمن خدا تو نے تو اسے خوب نظریں گاڑ کر دیکھا ہے‘‘

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مُخَنَّثٌ فَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنَ

غَيرِ اُولِى الْإِرْبَةِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَآئِهِ، وَهُوَ يَنْعِتُ امْرَأَةً، وَقَالَ:(اِنْ فَتحَ عَلَيْكَ الطَّائِفُ، فَعَلَيْكَ بِبَادِيَةِ بِنْتِ غَيْلَانَ الثَّقَفِيِّ) اِنَّهَا اِذَا اَقْبَلَتْ، اَقْبَلَتْ بِاَرْبَعٍ، وَاِذَا اَدْبَرَتْ، اَدْبَرَتْ بِثِمانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ (لَقَدْ خَلغَلْتَ النَّظْرَ اِلَيْهَا يَاعَدُوَّ اللّٰهِ) اَلَا اَرٰى هٰذَا يَعْلَمُ مَا هٰهُنَالَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ هٰذَا، فَحَجَبُوْهُ.(٤٥)

〈۲〉 حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَفِى الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ، فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِاَخِىْ اُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اُمَيَّةَ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمُ الطَّائِفَ غَدًا اَدُلُّكَ عَلٰى ابْنَةِ غَيْلَانَ، فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ، وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : لَايَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكُمْ.(٤٦)

تشریح : یہ دیکھنا ہر خاندان کے قوّام کا کام ہے کہ ایسے جن تابعین کو وہ گھر میں آنے کی اجازت دے رہا ہے ان پر غیر اولی الاربۃ ہونے کا جو گمان اس نے ابتداءً کیا تھا وہ صحیح ثابت ہو رہا ہے یا نہیں۔ اگر ابتدائی اجازت کے بعد آگے چل کر کسی وقت یہ شبہ کی گنجائش نکل آئے کہ وہ اولی الاربۃ میں سے نہیں تو اجازت منسوخ کر دینی چاہیے۔ اس معاملہ میں بہترین نظیر اس مخنث کی ہے جسے نبی ﷺ نے گھروں میں آنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ اور پھر ایک واقعہ کے بعد اس کو نہ صرف گھروں میں آنے سے روک دیا بلکہ مدینہ سے ہی نکال دیا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ مدینہ میں ایک مخنث تھا جو ازواج مطہرات کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ حضرت ام سلمہؓ کے ہاں بیٹھا ہوا ان کے بھائی عبداللہ سے باتیں کر رہا تھا۔ اتنے میں نبی ﷺ تشریف لے آئے اور مکان میں داخل ہوتے ہوئے آپؐ نے سنا کہ وہ عبداللہ سے کہہ رہا تھا: ''اگر کل طائف فتح ہو گیا تو میں بادیہ بنت غیلان ثقفی کو تمہیں دکھاؤں گا جس کا حال یہ ہے کہ جب سامنے سے آتی ہے تو اس کے پیٹ میں چار بل نظر آتے ہیں اور جب پیچھے پلٹتی ہے تو آٹھ بل'' اس کے بعد ایک شرمناک فقرے میں اس نے اس عورت کے ستر کی تعریف کی۔ نبی ﷺ نے اس کی یہ باتیں سن کر فرمایا، لَقَدْ غَلْغَلْتَ النَّظْرَ اِلَيْهَا يَاعَدُوَّ اللّٰهِ ''اے دشمن خدا تو نے تو اسے خوب نظریں گاڑ کر دیکھا ہے'' پھر ازواج مطہرات سے فرمایا کہ یہ عورتوں کے احوال سے واقف ہے، لہٰذا اب یہ تمہارے پاس نہ آنے پائے۔ پھر آپؐ نے اس پر بھی بس نہ کیا بلکہ اسے مدینہ سے نکال کر بیداء میں رہنے کا حکم دیا۔ کیونکہ اس نے بنت غیلان کے ستر کا جو نقشہ کھینچا تھا اس سے آپ نے اندازہ فرمایا کہ اس شخص کے زنانہ پن کی وجہ سے عورتیں اس کے ساتھ اتنی ہی بے تکلف ہو جاتی ہیں جتنی اپنی ہم جنس عورتوں سے ہو سکتی ہیں، اور اس طرح یہ ان کے اندرونی احوال سے واقف ہو کر ان کی تعریفیں مردوں کے سامنے بیان کرتا ہے جس سے بڑے فتنے برپا ہو سکتے ہیں۔ (پردہ، باب ۱۲: اظہار...)

مآخذ

(۱) احکام القرآن للجصاص ج۳ الاعراف زیر آیت یابنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یُواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی۔

(۲) مسلم ج۱ کتاب الحیض باب تحریم النظر الی العورات۔☆ ترمذی ج۲۔ابواب الاستیذان والادب، باب ماجاء فی کراھیة مباشرة الرجل الرجل والمرأة المرأة۔ ترمذی نے ولا المرأة کی جگہ ولا تنظر المرأة نقل کیاھے۔ ☆ابن ماجه کتاب الطھارة باب النھی ان یری عورة اخیه ابن ماجه نے لَاتَنْظُرِ الْمَرْأَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ الخ یعنی عورت کا ذکر پھلے اور مرد کا بعد میں کیاھے۔☆ ابوداؤد ج٤۔ کتاب الحمام باب ماجاء فی التعری۔ ابوداؤد نے لاینظر الرجل الی عریة الرجل ولاالمرأة الی عریة المرأة الخ نقل کیاھے۔☆مسند احمد ج۳ص٦۳ ابوسعید خدری۔☆ السنن الکبری للبیھقی ج۷۔کتاب النکاح، باب ماجاء فی الرجل ینظر الی عورة الرجل والمرأة تنظر الی عورة المرأة الخ۔☆ احکام القرآن للجصّاص ج۳ الاعراف مطبوعه بیروت اس نے روی ابوسعید ن الخدری عنه علیه السلام انه قال: لاینظر الرجل الی عورة الرجل، ولاالمرأة الی عورة المرأة نقل کیاھے۔

(۳) المبسوط ج۵ ص۱۵۵۔

(٤) المبسوط ج۵ ص۱۵٦۔

(۵) سنن دارقطنی ج۱۔کتاب الصلاة باب الامر بتعلیم الصلوٰت والضرب علیھا وحد العورة الذی یجب سترھا۔ ☆مسند احمد ج۲۔ص۱۸۷ابوھریرہؓ کے حواله سے نبی ﷺ کا ارشاد منقول ھے۔ فَلَایَنْظُرَنَّ اِلٰی شَیْءٍ مِنْ عَوْرَتِهٖ، فَاِنَّمَا اَسْفَلُ مِنْ سُرَّتِهٖ اِلٰی رُکْبَتَیْهِ مِنْ عَوْرَتِهٖ۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج۲۔ ص۲۲۹۔ کتاب الصلاة باب عورة الرجل۔ سعید بن راشد البصری وھو ضعیف۔

(٦) ابن ماجه کتاب الجنائز۔ باب ماجاء فی غسل المیت۔☆ابوداؤدج٤کتاب الحمام، باب النھی عن التعری۔ ☆سنن دارقطنی ج۱۔کتاب الحیض فی بیان العورة والفخذ منھا۔☆ابوداؤد اور دارقطنی نے لاتبرز کے بجائے لاتکشف بیان کیاھے۔ ☆ابوداؤد کتاب الجنائز باب فی ستر المیت عند غسله اور مسند احمد ج۱۔ص۱٤٦ پر عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ:لَاتُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَاتَنْظُرَنَّ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ، وَلَامَیِّتٍ۔☆ ابوداؤد ج۳۔کتاب الجنائز، باب فی سترالمیت عند غسله۔☆مسند احمد ج۱۔ص۱٤٦۔ عن علی۔

(۷) ابوداؤد ج٤۔کتاب الحمام باب النھی عن التعری۔☆السنن الکبری ج۲۔کتاب الصلاة باب عورة الرجل۔

(۸) ابوداؤدج٤۔کتاب الحمام باب النھی عن التعرّی۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۲۔کتاب الصلاة باب عورة الرجل۔☆ ترمذی ج۲۔ابواب الاستیذان والادب، باب ماجاء فی حفظ العورة۔ ☆مسنداحمدج۳۔ ص٤۷۸۔ ٤۷۹۔☆سنن دارمی ج۲ص۲۸۱۔☆نصب الرایةج٤ص۲٤۲۔۲٤۳۔ ☆طبرانی ج۲ص۳۰٤۔☆ حلیة الاولیاء ج۱ص۲۵۳۔☆مشکوٰة حدیث نمبر۳۱۱۲۔

(۹) ابوداؤد ج٤۔کتاب الحمام، باب ماجاء فی التعرّی۔☆ترمذی ج۲۔ابواب الاستیذان والادب باب ماجاء فی حفظ العورۃ۔ ھذا حدیث حسن۔☆ابن ماجه کتاب النکاح باب التستر عندالجماع۔ ☆فتح القدیر للشوکانی ج٤ ص۲٥۔☆ احکام القرآن للجصاص ج۳ص۳۰ مطبوعه بیروت۔☆ بخاری میں صرف قال بھز عن ابیه، عن جده، عن النبی ﷺ الله احق ان یستحی منه من الناس ھے۔☆بخاری ج۱۔کتاب الغسل باب من اغتسل عریانا وحده فی الخلوۃ ومن تستّر، والتستر افضل الخ☆تفسیر ابن کثیر ج۳۔ ص۲۸۲۔☆مسند احمدج٥۔ص۳بھز بن حکیم عن ابیه عن جده۔ ☆ السنن الکبری ج۲کتاب الصلوٰۃ باب وجوب ستر العورۃ للصلوٰۃ وغیرھا۔

(۱۰) ابن ماجه کتاب النکاح، باب ۲۸التستر عندالجماع۔فی الزوائد: اسناده ضعیف لجھالة تابعیة۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔کتاب النکاح، باب الاستتار فی حال الوطیء۔☆مجمع الزوائد ج٤۔کتاب النکاح، باب ماجاء فی الجماع والقول عنده والتستر عن عبدالله۔☆مصنف ابن ابی شیبة۔ج۲۔٤۔کتاب النکاح، باب ماقالوا فی الاستتاراذا جامع الرجل اھله، عن ابی قلابة اس میں ھے اذا جامع احدکم الخ۔☆کنز العمال ج۱٦حدیث نمبر ٤٤۸۳٤۔ اس میں ولایتجرد ان ھے۔

(۱۱) ترمذی شمائل ترمذی باب ماجاء فی حیاء رسول الله ﷺ۔☆ ابن ماجه کتاب النکاح، باب التستر عند الجماع۔ ☆ ابن ماجه کتاب الطھارۃ باب النھی ان یری عورۃ اخیه۔ عن ابی سعید خدری۔ ابن ماجه میں عن مولی لعائشة، عن عائشة ھے۔☆مسند احمد ج٦۔ص۱۹۰،٦۲۔ عن عائشةؓ۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔کتاب النکاح باب ماتبدی المرأۃ من زینتھا للمذکورین فی الایة من محارمھا۔ عن عائشةؓ۔

(۱۲) ترمذی ج۲ ابواب الادب، باب ماجاء فی الاستتار عندالجماع۔

(۱۳) مسلم ج۲۔کتاب الجنة وصفة نعیمھا واھلھا۔☆کتاب اللباس والزینة۔ ☆مسند احمد ج۲۔ص۳٥٦۔عن ابی ھریرۃ۔ ☆ کنزالعمال ج۱٦حدیث نمبر٤٥۰۱۳ عن ابی ھریرۃ۔

(۱٤) بخاری ج۲۔کتاب الاستیذان۔ باب زنی الجوارح دون الفرج کتاب القدر، باب قول الله وحرام علی قریة اھلکناھا انھم لایرجعون الخ۔☆مسلم ج۲۔کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظهٗ من الزنا وغیره۔ مسلم نے زنا العینین بیان کیا ھے۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب فیما یومر به من غض البصر۔☆مسند احمد ج۲۔ص۲۷٦۔ عن ابی ھریرۃ۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔ص۸۹۔

(۱٥) المستدرك للحاکم ج۲۔کتاب التفسیر۔

(۱٦) مسلم ج۲۔کتاب القدر باب قدر علی ابنِ آدم حظه من الزنا وغیره۔☆مسند احمد ج۲۔ص۳۷۹۔ عن ابی ھریرۃ۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج۷۔کتاب النکاح، باب تحریم النظر الی الاجنبیات من غیر سبب مبیح عن ابی ھریرۃ۔

(۱۷) مسند احمد ج۲۔ص۳٤۳۔☆ السنن الکبریٰ ج۷۔ص۸۹۔

(۱۸) مسند احمد ج۱۔ص٤۱۲ عبد اللهؓ بن مسعود ۔☆مسند احمد ج۲۔ص۳٤٤پر ابوھریرہ کے حوالہ سے اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ، وَالْیَدَانِ تَزْنِیَانِ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذٰلِكَ اَوْیُکَذِّبه مروی ھے۔ اور ص۳۷۲ پر عن ابی ھریرۃ اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ، وَالْیَدَانِ تَزْنِیَانِ وَاللِّسَانُ یَزْنِیْ، وَالْیَدَانِ تَزْنِیَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِیَانِ یُحَقِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ اَوْیُکَذِّبُهٗ اورص٤۱۱۔ ٥۲۸۔

۵۳۵پرابوھریرہ کے واسطہ سے اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ، وَاللِّسَانُ یَزْنِیْ، وَالْیَدَانِ تَزْنِیَانِ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِیَانِ وَیُحَقِّقُ ذٰلِکَ اَوْیُکَذِّبُہُ الْفَرَجُ۔

(۱۹) مسند احمد ج۲، ص٥٣٦مرویات ابی ہریرۃؓ ،احکام القرآن للجصاص ج۳ص٣١٦پر قولہ ﷺ العینان تزنیان، والیدان تزنیان، والرجلان تزنیان ویصدق ذلك کلہ الفرج اویکذبہ منقول ھے۔

(۲۰) احکام القرآن للجصاص جلد۳ ص۳۱٥۔ سورہ نور باب مایجب من غض البصر عن المحرمات۔

(۲۱) ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب فیما یؤمر بہ من غض البصر۔☆ترمذی ج۲۔ ابواب الآداب، باب ماجاء فی نظر الفجاء ۃ ھذا حدیث حسن غریب لانعرفہ الا من حدیث شریك۔☆سنن دارمی کتاب الرقاق، باب۳۔ فی حفظ السمع۔ اس مقام پر والآخرۃ علیك ھے۔☆مسند احمد ج۵۔ص۳٥١۔ ۳٥۳۔۳٥٧۔☆احکام القرآن للجصاص ج۳۔سورہ نور باب مایجب من غض البصر عن المحرمات۔☆مصنف ابن ابی شیبۃ ج۲۔٤۔کتاب النکاح باب ماقالوا فی الرجل تمر بہ المرأۃ فینظر الیھا، من کرہ ذلك۔ عن ابن بریدۃ عن ابیہ۔☆ مجمع الزوائد ج٤۔کتاب النکاح باب النظر الی من یرید تزویجھا۔☆السنن الکبری ج۷۔ص۹۰۔

(۲۲) بخاری ج۲۔کتاب النکاح، باب لاتباشر المرأۃ المرأۃ فتنعتھا لزوجھا۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب مایؤمر بہ من غضّ البصر۔☆ترمذی ج۲۔ ابوابِ الآداب، باب ماجاء فی کراھیۃ مباشرۃ الرجل الرجل والمرأۃ المرأۃ حتی تصفھا لزوجھا کانہ ینظر الیھا۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔ ترمذی نے لاتباشر المرأۃ المرأۃ حتی تصفھا لزوجھا کأنہ ینظر الیھا نقل کیاھے۔

(۲۳) السنن الکبری للبیھقی ج۷۔کتاب النکاح باب ماجاء فی الرجل ینظر الی عورۃ الرجل والمرأۃ تنظر الی عورۃ المرأۃ الخ عن عبداللہ بن مسعود۔ مصنف ابن ابی شیبۃ ج۲۔٤ کتاب النکاح، باب فی مباشرۃ الرجل الرجل والمرأۃ المرأۃ۔ عن عبید اللہ۔ ☆المستدرك للحاکم ج٤کتاب الادب، باب النھی عن مباشرۃ الرجل الرجل والمرأۃ المرأۃ فی ثوب واحد۔مستدرك نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ھے اور صرف فی ثوب واحد تك لی ھے۔

(۲٤) مسلم ج۱۔کتاب الصلاۃ، باب تسبیح الرجل وتصفیق المرأۃ اذا نابھما فی الصلاۃ۔☆ابوداؤد ج۱۔کتاب الصلاۃ، باب التصفیق فی الصلاۃ۔☆ترمذی ج۱ ابواب الصلاۃ باب ماجاء ان التسبیح للرجال والتصفیق للنساء۔ عن ابی ھریرۃ۔ حدیث ابی ھریرۃ حدیث حسن صحیح۔ ترمذی نے التصفیق للنساء نقل کیاھے۔☆ نسائی ج۳۔کتاب السھو، باب التصفیق فی الصلاۃ۔ نسائی نے ص۱۱اور ۱۲دونوں پر التصفیق للنساء ذکر کیاھے۔☆ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب التسبیح للرجال فی الصلاۃ والتصفیق للنساء۔ حدیث نمبر ١٠٣٤،١٠٣٥، ١٠٣٦۔ عن ابی ھریرۃ۔☆سنن دارمی ج۱۔ص٢٥٧۔کتاب الصلاۃ، باب التسبیح للرجال والتصفیق للنساء۔ عن ابی ھریرۃ۔☆مسند احمد ج۱۔ص۲۹۰۔٥٤١۔☆مسند احمد ج۲۔ ص٢٤١،٢٦١،٣١٧،٣٧٦،٤٣٢،٤٤٠، ٤٧٣،٤٧٩،٤٩٣،٥٠٧،٥٢٩، ج۳۔ ص٣٤٠، ٣٤٨، ٣٥٧، ج٥ ص٣٣٠،٣٣٣،٣٣٦،٣٣٨۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۲۔کتاب الصلاۃ باب مایقول اذا نابہ شیء فی الصلاۃ۔ عن ابی ھریرۃ۔ بیھقی نے بھی اَلتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ فِی الصَّلَاۃِ نقل کیاھے۔☆ المصنف لعبد الرزاق ج۲۔ص٤٥٦۔٤٥٧۔وغیرہ کتاب الصلاۃ باب التسبیح للرجال والتصفیق للنساء۔

(۲٥) بخاری ج۲۔کتاب الاحکام باب الامام یاتی قوما فیصلح بینھم۔☆بخاری ج۱کتاب الاذان باب من دخل لیؤم

الناس الخ۔☆مسلم ج ۱ کتاب الصلاۃ، باب تقدیم الجماعة من یصلی بهم اذا تأخر الامام الخ۔☆ ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب مایکره من ذکر الرجل مایکون من اصابته اهلهٗ اس مقام پر فلیسبح القوم ولیصفق النساء ھے۔☆ نسائی ج ٤۔کتاب الامامة۔ باب اذا تقدم الرجل من الرعیة ثم جاء الوالی هل یتأخر۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۲۔کتاب الصلاة باب مایقول اذا نابه شیء فی الصلاۃ۔ عن سهل بن سعد۔ المصنف لعبد الرزاق ج۲۔ کتاب الصلاۃ باب التسبیح للرجال والتصفیق للنساء۔ ☆مؤطا امام مالك ج ۱۔الالتفات والتصفیق عند الحاجة فی الصلاۃ۔☆سنن دارقطنی ج۲۔کتاب الجنائز، باب الاشارۃ فی الصلاۃ۔ عن ابی هریرۃؓ۔

(۲٦) مسلم ج۲۔کتاب الآداب۔ باب الاستیذان باب تحریم النظر فی بیتِ غیره۔☆ابوداؤد ج ٤۔کتاب الادب، باب فی الاستیذان ابوداؤد نے فقد هَدَرَتُ عَیُنَهٗ نقل کیاھے۔☆نسائی ج ۸کتاب القسامة، باب من اقتص واخذ حقه دون السلطان۔☆ مسند احمد ج۲۔ص۲٤۳،۲٦٦،۳۸۵،٤١٤،۵۲۷۔ نسائی نے فَفَقَؤُا عَیُنَهٗ فَلَادِیَةَ لَهٗ ولاقِصَاصَ روایت کیاھے۔

(۲۷) بخاری ج۲۔کتاب الاستیذان، باب الاستیذان من اجل البصر۔☆مسلم ج۲۔کتاب الآداب، باب الاستیذان باب تحریم النظر فی بیت غیره۔ عن سهل بن سعد۔☆نسائی جز۸۔کتاب القسامة باب المواضح نسائی نے لوعلمت تك نقل کیاھے۔نسائی اور مسلم نے اِنَّمَا جَعَلَ اللّٰهُ الْاِذُنَ مِنُ اَجُلِ الْبَصَرِ۔روایت کیاھے۔☆ ترمذی ج۲۔ابواب الاستیذان باب من اطلع دار قوم بغیر اذنهم۔☆دارمی ج۲۔کتاب الدیات باب ۲۳۔☆مسند احمد ج۵۔ ص ۳۳۰۔۳۳۵۔☆بخاری ج۲۔کتاب اللباس، باب الامتشاط اورکتاب الدیات ج۲باب من اطلع فی بیتِ قوم ففقؤا عینه فلادیة له کے تحت منقول روایت میں انما جُعِلَ الْاِذُنُ من قبل البصر بیان کیاھے۔☆مجمع الزوائد ج۸۔ص٤٤۔کتاب الادب، باب فی الاستیذان وفیمن اطلع فی داربغیر اذن۔ سعد بن عبادۃ۔☆اس میں هَلِ الْاِسُتِیُذَانُ اِلَّا مِنُ اَجُلِ الْبَصَرِ ھے۔

(۲۸) بخاری ج۲۔کتاب الاستیذان، باب الاستیذان من اجل البصر۔☆مسلم ج۲۔کتاب الآداب، باب الاستیذان باب تحریم النظر فی بیت غیره۔☆ابوداؤدج٤۔کتاب الادب باب فی الاستیذان۔

(۲۹) مسلم ج۲۔کتاب الآداب، باب نظر الفجأۃ۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب مایؤمر به من غض البصر۔عن جریر ابوداؤد میں اِصرف بصرك ھے۔☆ترمذی ابواب الآداب ج۲۔ باب ماجاء فی نظرۃ الفجأۃ هذا حدیث حسن صحیح۔☆سنن دارمی کتاب الاستیذان ج۲۔باب ۱۵ فی نظرۃ الفجأۃ۔ ☆مسند احمد ج٤۔۲۵۸۔۲٦١جریر بن عبد الله۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۷۔کتاب النکاح، باب ماجاء فی نظرۃ الفجأۃ۔☆ابوداؤد الطیالسی جز۳ حدیث نمبر٦۷۲جریر بن عبد الله بجلی۔☆اس میں ھے سَأَلْتُ رَسُوُلَ اللّٰهِ ﷺ عَنُ نَظَرِ الْفُجَاْۃِ، فَقَالَ غُضَّ بَصَرَكَ۔☆ ابن کثیر ج۳۔ص۲۸۱۔

(۳۰) المبسوط ج۵ص۱۵۳۔☆نصب الرایة ج٤ص ۲٤۰۔امام علامه زیلعی نے کها ھے که یه غریب ھے۔

(۳۱) ابوداؤد ج٤۔کتاب اللباس باب فی قوله غیر اولی الاربة۔☆ترمذی ج۲۔ابواب الآداب باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال هذا حدیث حسن صحیح۔☆مسنداحمد ج٦۔ص۲۹٦۔عن ام سلمة۔☆ابن کثیر ج۳۔ ص۲۸۳۔

(۳۲) بخاری ج۱کتاب الصلاۃ باب اصحاب الحراب فی المسجد۔ اور بخاری نے کتاب العیدین، کتاب الجهاد، کتاب المناقب اور کتاب النکاح وغیره میں‌بھی اس روایت کو بیان کیاھے۔الفاظ قدرے مختلف ھیں۔ ☆مسلم

ج۱ کتاب العیدین، باب نظر النساء الی لعب الرجال وجوازہ فی المسجد۔☆نسائی کتاب صلاۃ العیدین ج۳۔ باب اللعب فی المسجد یوم العید ونظر النساء الی ذٰلک۔☆السنن الکبریٰ ج۷۔ کتاب النکاح، باب مساواۃ المرأۃالرجل فی حکم الحجاب والنظر الی الاجانب۔☆مسند احمد ج۲۔ ص۲۶۸۔ج۶۔ص۵۶۔۸۳۔۸۴۔۸۵۔۱۶۶۔۱۸۶۔۲۴۲۔۲۴۷۔۲۷۰۔☆ابن کثیر ج۔۳۔ص۲۸۳۔

(۳۳) مسلم ج۱ کتاب الطلاق، باب المطلقۃ البائن لانفقۃ لھا۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب الطلاق، باب فی نفقۃ المبتوتۃ۔☆ابوداؤد نے فَتَسُخَطَّتۃُ نقل کیاھے۔☆ترمذی ج۱۔ ابواب الطلاق، باب ماجاء فی المطلقۃ ثلاثا لاسکنیٰ لھا ولانفقۃ۔☆نسائی ج۶۔کتاب الطلاق، باب الرخصۃ فی خروج المبتوتۃ من بیتھا فی عدتھا بسکناھا۔☆ابن ماجہ کتاب الطلاق، باب ھل تخرج المرأۃ فی عدتھا۔☆دارقطنی ج۲۔کتاب الطلاق وغیرہ۔☆مؤطا امام مالک کتاب الطلاق، باب عدۃ المرأۃ فی بیتھا اذا طلقت فیہ۔ اور باب ماجاء فی نفقۃ المطلقۃ۔

(۳۴) بخاری ج۲۔کتاب النکاح، باب لایخلوَنَّ رجل بامرأۃٍ اِلا ذومحرم، والدخولِ علی المغیبۃ۔☆مسلم ج۲۔ کتاب السلام، باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول علیھا۔☆ترمذی ج۱ابواب الرضاع۔باب ماجاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات۔☆دارمی کتاب الاستیذان، باب فی النھی عن الدخول علی النساء۔ عن عقبۃ بن عامر۔ ☆مسنداحمد ج۴۔ص۱۴۹۔۱۵۳۔عقبۃ بن عامر۔☆دارمی نے لاتدخلوا علی النساء ! قیل یارسول اللہ: الا الحمو، قال: الحمو الموت نقل کیاھے۔☆ السنن الکبری للبیھقی ج۷۔ کتاب النکاح، باب لایخلو رجل بامرأۃ اجنبیۃ۔ عقبۃ بن عامر۔☆ابنِ کثیر ج۳۔سورہ نور۔☆مصنف ابن ابی شیبۃ ج۲۔۴ ص۴۰۹۔عقبۃ بن عامر۔ ☆المصنف لعبد الرزاق ج۷ص۱۳۷۔ عمر بن خطّاب۔ اس روایت کا آغاز لایدخل سے ھواھے۔

(۳۵) ترمذی ج۱ابواب الرضاع باب ماجاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات۔☆مسند احمد ج۳۔ ص۳۰۹۔ جابربن عبد اللہ۔

(۳۶) ترمذی ج۲۔ ابواب الاستیذان والادب باب ماجاء فی النھی عن الدخول علی النساء الاباذن ازواجھن۔ ☆السنن الکبری للبیھقی ج۷۔کتاب النکاح، باب لایخلو رجل بامرأۃ اجنبیۃ۔

(۳۷) مسلم ج۲۔کتاب السلام باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ والدخول علیھا۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۷۔ کتاب النکاح باب لایخلو رجل بامرأۃ اجنبیۃ۔ ابن عمرو۔

(۳۸) نصب الرایۃ ج۴۔ص۲۴۰۔

(۳۹) بخاری ج۲ کتاب الاحکام۔ باب بیعۃ النساء۔☆مسلم ج۲ کتاب الامارۃ، باب کیفیۃ بیعۃ النساء مسلم نے وَلَاوَاللّٰہِ مَامَسَّتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَدَ امْرَأَۃٍ قَطُّ غَیْرَ اَنَّہٗ یُبَایِعُھُنَّ بِالْکَلَامِ الخ روایت کیا ھے۔ ☆ترمذی ج۲۔ابواب التفسیر سورۃ الممتحنۃ۔ بخاری والی روایت۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔☆ابن ماجہ کتاب الجھاد، باب۴۳ بیعۃ النساء۔ عن عائشۃ مسلم والی روایت۔☆مسند احمد ج۶۔ص۱۵۳۔ عن عائشۃؓ۔ مسلم اور ابن ماجہ نے حوالہ جات مذکورہ کے تحت قَالَتْ عَائِشَۃُ وَاللّٰہِ! مَا اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلَی النِّسَآءِ اِلَّا مَا اَمَرَہُ اللّٰہُ وَلَا مَسَّتْ کَفُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کَفَّ امْرَأَۃٍ قَطُّ الخ بھی نقل کیاھے۔☆ السنن الکبریٰ ج۸۔ کتاب قتال اھل البغی باب کیف یبایع النساء۔

(۴۰) نسائی ج۷۔کتاب البیعۃ، باب بیعۃ النساء۔☆ابن ماجہ کتاب الجھاد، باب بیعۃ النساء۔ مختصر روایت ھے۔ مؤطا

امام مالک کتاب الجامع باب ماجاء فی البیعۃ۔☆دارقطنی ج٤۔ص١٤٦۔١٤٧۔ النوادر۔☆مسند احمد ج٦۔ص٣٥٧۔٤٥٤۔٤٥٩۔

(٤١) ترمذی ج١ ابواب النکاح، باب ماجاء فی النظر الی المخطوبۃِ۔☆نسائی ج٦۔کتاب النکاح، باب اباحۃ النظر قبل التزویج۔☆ابن ماجہ کتاب النکاح باب النظر الی المرأۃ اذا اراد ان یتزوجھا۔ عن مغیرۃ۔ ☆دارمی ج٢کتاب النکاح۔ باب الرخصۃ فی النظر للمرأۃ عند الخطبۃ۔☆ نسائی ابن ماجہ اور دارمی نے فانہ احریٰ کی جگہ فانہ اجدر نقل کیاھے۔☆مسند احمد ج٤۔ص٢٤٦۔ مغیرۃ بن شعبۃ۔☆کنز العمال ج١٦حدیث نمبر ٤٤٥٢٦ ☆سنن دارقطنی ج٤۔کتاب النکاح۔☆السنن الکبری للبیھقی ج٧کتاب النکاح، باب نظر الرجل الی المرأۃ یرید ان یتزوجھا۔ عن ابی ھریرۃ۔☆ المستدرك للحاکم ج٢کتاب النکاح، باب اذا خطب احدکم امرأۃ۔ ☆المصنف لعبد الرزاق ج٦۔کتاب النکاح باب ابرازی الجواری والنظر عند النکاح۔ مغیرۃ بن شعبۃ۔☆کنز العمال ج١٦ حدیث نمبر ٤٤٥٧٢ عن مغیرۃ بن شعبۃ۔

(٤٢) بخاری:ج٢۔کتاب النکاح، باب النظر الی المرأۃ قبل التزویج۔☆مسلم ج١کتاب النکاح، باب ندب من اراد نکاح امرأۃ الی ان ینظر الی وجھھا وکفیھا قبل خطبتھا۔

(٤٣) مسلم ج١کتاب النکاح، باب ندب من اراد نکاح امرأۃ الی ان ینظر الی وجھھا وکفیھا قبل خطبتھا۔☆نسائی ج٦۔کتاب النکاح بابَ اذا استشار رجل رجلا فی المرأۃ ھل یخبرہ بما یعلم۔☆ابن ماجہ کتاب النکاح، باب النظر الی المرأۃ اذا اراد ان یتزوجھا۔☆نسائی میں ص٦٩ پر فَاَمَرَہٗ اَنْ یَنْظُرَ اِلَیْھَا بھی منقول ھے۔ ☆سنن دارقطنی ج٤۔کتاب النکاح۔☆کنزالعمال ج١٦حدیث نمبر ٤٤٥٧٣۔ عن ابی ھریرۃ۔☆مسند احمد ج٢۔ص٢٧٦۔ ٢٩٩۔ عن ابی ھریرۃ۔☆السنن الکبری للبیھقی ج٧۔کتاب النکاح باب نظر الرجل الی المرأۃ یرید ان یتزوجھا۔ عن ابی ھریرۃ۔

(٤٤) ابوداؤد ج٢۔کتاب النکاح، باب فی الرجل ینظر الی المرأۃ وھو یرید تزویجھا۔☆کنزالعمال ج ١٦حدیث نمبر ٤٤٥٢٧۔☆مسند احمدج٣۔ص٣٣٤۔٣٦٠ جابر بن عبداللہ۔☆السنن الکبری للبیھقی ج٧۔کتاب النکاح باب نظر الرجل الی المرأۃ یرید ان یتزوجھا۔ بیھقی نے فان استطاع کی جگہ فقدر علی ان یری منھا ما یعجبہ ویدعوہ الیھا نقل کیاھے۔☆المستدرك للحاکم ج٢۔کتاب النکاح۔ اذا خطب احدکم امرأۃ فان استطاع ان ینظر الی بعض مایدعوہ الی نکاحھا فلیفعل۔

(٤٥) بذل المجھود فی حل ابی داؤد ج١٦۔کتاب اللباس، باب ماجاء فی قولہ تعالٰی غیر اولی الاربۃ۔

(٤٦) بخاری ج٢۔کتاب النکاح، باب ما ینھیٰ من دخول المتشبھین بالنساء علی المرأۃ۔اورکتاب المغازی باب غزوۃ الطائف: لایدخلن ھولاء علیکم۔☆ابوداؤد ج٤۔کتاب اللباس، باب فی قولہ غیراولی الاربۃ لایدخلن علیکن۔ ☆ابوداؤد ج٤۔کتاب الادب باب فی الحکم فی المخنثین۔☆ابن ماجہ کتاب النکاح، باب فی المخنثین۔کتاب الحدود باب فی المخنثین۔☆مؤطا امام مالک ج٢۔باب فی الوصیۃ ماجاء فی المؤنث من الرجال ومن احق بالولد۔ مسند احمد ج٦۔ص١٥٢۔٢٩٠۔٣١٨۔☆السنن الکبری للبیھقی ج٧۔کتاب النکاح باب ماجاء فی ابدائھا زینتھا لغیر اولی الاربۃ من الرجال۔☆تفسیر ابنِ کثیر ج٣۔سورہ نور۔☆احکام القرآن للجصاص ج٣ النور زیر آیت اوالتابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال۔ ایك روایت کے آخر میں لایدخل علیکم بھی بیان کیاھے۔

عورت کا دائرۂ عمل

گھر کی نگراں ملکہ

۲۰۰۔ اَلْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ. (بخاری)

''عورت اپنے شوہر کے گھر کی حکمراں ہے اور وہ اپنی حکومت کے دائرہ میں اپنے عمل کے لیے جوابدہ ہے۔''

تشریح : اس (خاندان کی) تنظیم میں عورت کو گھر کی ملکہ بنایا گیا ہے۔ کسبِ مال کی ذمہ داری اس کے شوہر پر ہے، اور اس مال سے گھر کا انتظام کرنا اس کا کام ہے۔

اس کو ایسے تمام فرائض سے سبکدوش کیا گیا ہے، جو بیرون خانہ کے امور سے تعلق رکھنے والے ہیں مثلاً:

- اس پر نماز جمعہ واجب نہیں۔ (ابوداؤد)
- اس پر جہاد بھی فرض نہیں، اگرچہ بوقتِ ضرورت وہ مجاہدین کی خدمت کے لیے جا سکتی ہے۔
- اس کے لیے جنازوں کی شرکت بھی ضروری نہیں، بلکہ اس سے روکا گیا ہے۔ (بخاری)
- اس پر نماز با جماعت اور مسجدوں کی حاضری بھی لازم نہیں کی گئی۔ اگرچہ چند پابندیوں کے ساتھ مسجدوں میں آنے کی اجازت ضرور دی گئی ہے لیکن اس کو پسند نہیں کیا گیا۔
- اس کو محرم کے بغیر سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ (ترمذی)

غرض ہر طریقہ سے عورت کے گھر سے نکلنے کو ناپسند کیا گیا ہے اور اس کے لیے قانون اسلامی میں پسندیدہ صورت یہی ہے کہ وہ گھر میں رہے۔ جیسا کہ آیت وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ...[1] کا صاف منشا ہے لیکن اس باب میں زیادہ سختی اس لیے نہیں کی گئی کہ بعض حالات میں عورتوں کے لیے گھر سے نکلنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک عورت کا کوئی سر دھرا نہ ہو

---

[1] بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حکم نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے لیے خاص ہے کیوں کہ آیت کی ابتدا یا نساء النبی سے کی گئی ہے۔ لیکن اس پوری آیت میں جو ہدایات دی گئی ہیں ان میں سے کون سی ہدایت ایسی ہے جو امہات المومنین کے ساتھ خاص ہو؟ فرمایا گیا ہے، اگر تم پرہیز گار ہو تو دبی زبان سے لگاوٹ کے انداز میں کسی سے بات نہ کرو تاکہ جس شخص کے دل میں کھوٹ ہو وہ تمہارے متعلق کچھ امیدیں اپنے دل میں نہ پال لے۔ جو بات کرو سیدھے سادھے انداز میں کرو۔ اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو۔ جاہلیت کے بناؤ سنگار نہ کرتی پھرو، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، اللہ چاہتا ہے کہ گندگی کو تم سے دور کر دے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

یہ بھی ممکن ہے محافظ خاندان کی مفلسی، قلت معاش، بیماری، معذوری یا اور ایسے ہی وجوہ سے عورت باہر کام کرنے پر مجبور ہو جائے۔ایسی تمام صورتوں کے لیے قانون میں کافی گنجایش رکھی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

قَدْ اَذِنَ اللّٰہُ لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِکُنَّ۔(بخاری)

''اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم اپنی ضروریات کے لیے گھر سے نکل سکتی ہو۔''

مگر اس قسم کی اجازت جو محض حالات اور ضروریات کی رعایت سے دی گئی ہے اسلامی نظام معاشرت کے اس قاعدے میں ترمیم نہیں کرتی کہ عورت کا دائرہ عمل اس کا گھر ہے۔ یہ تو محض ایک وسعت اور رخصت ہے، اور اس کو اسی حیثیت میں رہنا چاہیے۔ (پردہ، باب ۱۰: عورت...عمل)

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِیْمِ، حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ثَنَا هُرَیْمٌ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوْکٌ، اَوِ امْرَاَةٌ، اَوْصَبِیٌّ اَوْمَرِیْضٌ. (۱)

ـــــــ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ قَدْ رَاَی النَّبِیَّ ﷺ وَلَمْ یَسْمَعْ مِنْهُ شَیْئًا۔

ترجمہ: طارق بن شہاب کی روایت نبی ﷺ سے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: جمعہ باجماعت ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے مگر چار قسم کے لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں۔غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔

بقیہ پچھلے صفحہ کا: ان ہدایات پر غور کیجیے۔ان میں سے کون سی چیز ہے جو عام مسلمان عورتوں کے لیے نہیں ہے؟ کیا مسلمان عورتیں پرہیز گار نہ بنیں؟ کیا وہ غیر مردوں سے لگاوٹ کی باتیں کیا کریں؟ کیا وہ جاہلیت کے سے بناؤ سنگار کرتی پھریں؟ کیا وہ نماز زکوٰۃ اور اطاعتِ خدا اور رسول سے انحراف کریں؟ کیا اللہ تعالیٰ ان کو گندگی میں رکھنا چاہتا ہے؟ اگر یہ سب ہدایات سب مسلمان عورتوں کے لیے عام ہیں تو صرف وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ہی کو ازواج نبی کے ساتھ خاص کرنے کی کیا وجہ ہے؟

دراصل غلط فہمی صرف اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ آیت کی ابتدا میں لوگوں کو یہ الفاظ نظر آئے کہ ''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو'' لیکن انداز بیان بالکل اس طرح کا ہے جیسے کسی شریف بچہ سے کہا جائے کہ ''تم کوئی عام بچوں کی طرح تو ہو نہیں کہ بازاروں میں پھرو اور بیہودہ حرکات کرو۔ تمہیں تمیز سے رہنا چاہیے'' ایسا کہنے سے یہ مقصد نہیں ہوتا کہ دوسرے بچوں کے لیے بازاری پن اور بیہودہ حرکات پسندیدہ ہیں اور خوش تمیزی ان کے حق میں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے حسن اخلاق کا ایک معیار قائم کرنا مقصود ہوتا ہے تاکہ ہر وہ بچہ جو شریف بچوں کی طرح رہنا چاہتا ہو، اس معیار پر پہنچنے کی کوشش کرے۔قرآن میں عورتوں کے لیے نصیحت کا یہ طریقہ اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ عرب جاہلیت کی عورتوں میں ویسی ہی آزادی تھی جیسی اس وقت یورپ میں ہے۔ نبی ﷺ کے ذریعہ سے بتدریج ان کو اسلامی تہذیب کا خوگر بنایا جا رہا تھا۔ اور ان کے لیے اخلاقی حدود اور ضابطہ معاشرت کی قیود مقرر کی جا رہی تھیں۔ اس حالت میں امہات المؤمنین کی زندگی کو خاص طور پر منضبط کیا گیا تاکہ وہ دوسری عورتوں کے لیے نمونہ بن جائیں اور عام مسلمانوں کے گھروں میں ان کے طریقوں کی تقلید کی جائے۔ٹھیک یہی رائے علامہ ابوبکر جصاص نے اپنی کتاب ''احکام القرآن'' میں ظاہر کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''یہ حکم اگرچہ نبی ﷺ اور آپ کی بیویوں کے حق میں نازل ہوا ہے مگر اس کی مراد عام ہے، جس میں آپ اور دوسرے سب مسلمان شریک ہیں۔ کیونکہ ہم آپ کی پیروی پر مامور ہیں اور وہ سب احکام جو آپ کے لیے نازل ہوئے ہیں، ہمارے لیے بھی ہیں، بجز ان امور کے جن کے متعلق تصریح ہے کہ وہ آپ کے لیے خاص ہیں۔'' (پردہ، باب ۱۰: عورت...عمل)

〈۲〉 حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدِ نِ الْحَذَّآءِ، عَنْ أُمِّ الْهُذَيْلِ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّهَا قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.(۲)

ترجمہ : حضرت ام عطیہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں جنازوں میں شریک ہونے سے منع کر دیا گیا مگر ہم پر سختی نہیں کی گئی۔

ابن عباس سے مروی روایت:

〈۳〉 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ يَقُوْلُ: لَايَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ، وَلَاتُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّا مَعَ ذِىْ مَحْرَمٍ. (۳)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطاب فرماتے (خطبہ دیتے) سنا ہے کہ کوئی آدمی کسی عورت سے خلوت میں نہ ملے مگر اس کے ساتھ کوئی محرم ہو اور نہ عورت کسی محرم کے بغیر سفر کرے۔

سفر کے معاملہ میں عورت پر پابندی

۱ ۰ ۲ ـ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ تُسَافِرَ سَفَراً ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَصَاعِداً اِلَّا وَمَعَهَا اَبُوْهَا اَوْاَخُوْهَا اَوْزَوْجُهَا اَوِابْنُهَا اَوْ ذُوْمَحْرَمٍ مِّنْهَا.

''کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرے بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بھائی یا شوہر یا بیٹا یا کوئی محرم مرد ہو۔''

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ، قُلْتُ لِاَبِىْ اُسَامَةَ: حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَاتُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا مَعَ ذِىْ مَحْرَمٍ.(٤)

ترجمہ : حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت تین دن کا سفر کسی محرم کے بغیر نہ کرے۔

ایک دوسری روایت ہے:

〈۲〉 عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَاتُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلٰثًا اِلَّامَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ.(٥)

ترجمہ : ابن عمرؓ کی نبی ﷺ سے روایت ہے کہ عورت تین دن کا سفر نہ کرے الا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔

ــــــ تَابَعَهُ اَحْمَدُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

مسلم میں ابوسعید خدری سے مروی روایات:

〈۳〉 عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتُسَافِرُ امْرَأَةٌ ثَلَاثًا اِلَّا مَعَ ذِىْ مَحْرَمٍ.

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت تین دن کی مسافت کا سفر کسی محرم کے بغیر نہ کرے۔

﴿۴﴾ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ، اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَاتُسَافِرُ امْرَأَةٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ اِلَّامَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ.

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کوئی عورت تین رات سے زیادہ کی مسافت کا سفر اکیلی نہ کرے تاوقتیکہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو۔

—— ایک روایت میں اَکْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ ہے۔

ایک روایت میں ہے :

﴿۵﴾ عَنْ اَبِیْ سَعِیْد نِالْخُدْرِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَایَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا یَکُوْنُ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ فَصَاعِدًا اِلَّاوَمَعَهَا اَبُوْهَا اَوابْنُهَا اَوْزَوْجُهَا اَوْاَخُوْهَا اَوْذُوْمَحْرَمٍ مِنْهَا. (٦)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو خاتون اللہ پر ایمان اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ تنہا تین دن یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر کرے مگر اس کے ساتھ اس کا باپ یا بیٹا یا شوہر یا بھائی یا کوئی اور محرم ضرور ہونا چاہیے۔

تشریح : بالغ عورت کو اپنے ذاتی معاملات میں کافی آزادی بخشی گئی ہے، مگر اس کو اس حد تک خود اختیاری عطا نہیں کی گئی، جس حد تک بالغ مرد کو عطا کی گئی ہے۔ مثلاً :

مرد اپنے اختیار سے جہاں چاہے جا سکتا ہے، لیکن عورت خواہ کنواری ہو یا شادی شدہ یا بیوہ، ہر حال میں ضرورت ہے کہ سفر میں اس کے ساتھ ایک محرم ہو۔

۲۰۲ ۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ مَسِیْرَةَ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ.

''اور ابو ہریرہ کی روایت نبی ﷺ سے یہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا عورت ایک دن رات کا سفر نہ کرے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی محرم مرد نہ ہو۔''

—— وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ۔ (ترمذی)

ابوسعید خدری سے مروی ایک اور روایت :

تخریج:﴿۱﴾ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ... اَنْ لَّاتُسَافِرَ امْرَأَةٌ مَسِیْرَةَ یَوْمَیْنِ لَیْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا اَوْذُوْمَحْرَمٍ. (٧)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا... کوئی عورت دو دن کی مسافت کا سفر نہ کرے جب تک کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی دوسرا محرم نہ ہو۔

﴿۲﴾حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِیْدُ نِ الْمَقْبُرِیُّ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَایَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِیْرَةَ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ لَیْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ.(۸)

—— تَابَعَهٗ یَحْیٰ بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ وَسُهَیْلٌ وَمَالِكٌ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کسی ایسی عورت کے لیے جو اللہ پر ایمان اور آخرت پر یقین رکھتی ہو، حلال نہیں ہے کہ وہ شب وروز کی مسافت کا سفر کرے بغیر کسی محرم کے۔

﴿۳﴾وَرُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ انه قَالَ: لَاتُسَافِرُ امْرَأَةٌ مَسِیْرَةَ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ اِلَّامَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ.(۹)

—— وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ، یَکْرَهُوْنَ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تُسَافِرَ اِلَّامَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ۔

—— وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِی الْمَرْأَةِ اِذَا کَانَتْ مُوْسِرَةٌ وَلَمْ یَکُنْ لَّهَا مَحْرَمٌ هَلْ تَحُجُّ؟

—— فَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ: لَا یَجِبُ عَلَیْهَا الْحَجُّ لِاَنَّ الْمَحْرَمَ مِنَ السَّبِیْلِ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا، فَقَالُوْا اِذَا لَمْ یَکُنْ لَّهَا مَحْرَمٌ فَلَمْ تَسْتَطِعْ اِلَیْهِ سَبِیْلًا۔ وَهُوَقَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَاَهْلِ الْکُوْفَةِ، وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ، اِذَا کَانَ الطَّرِیْقُ امِنًا فَاِنَّهَا تَخْرُجُ مَعَ النَّاسِ فِی الْحَجِّ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَالشَّافِعِیِّ۔

اور ص۲۱۴ پر عدی بن حاتم سے مروی روایت کے الفاظ ہیں:

﴿۴﴾ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ.(۱۰)

ترجمہ : کوئی عورت تین دن سے زیادہ کی مسافت کا سفر بغیر اپنے کسی محرم کے تنہا نہ کرے۔

حضرت ابوامامہ کی روایت:

﴿۵﴾قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: لَاتُسَافِرُ امْرَأَةٌ سَفَرًا ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ اَوْتَحُجُّ اِلَّاوَمَعَهَا زَوْجُهَا.(۱۱)

ترجمہ : حضرت ابوامامہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کوئی خاتون تین ایام کا سفر یا سفر حج نہ کرے مگر اس کے ہمراہ اس کا خاوند ہو۔

طبرانی نے اپنی معجم میں ابوامامہ باہلی سے جو روایت لی ہے وہ درج ذیل ہے :

﴿۶﴾قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: لَایَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُّسْلِمَةٍ اَنْ تَحُجَّ اِلَّامَعَ زَوْجٍ اَوْذِیْ مَحْرَمٍ.(۱۲)

ترجمہ : حضرت ابوامامہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ کسی مسلمان خاتون کے لیے حج کرنا حلال نہیں ہے تاوقتیکہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی دوسرا محرم نہ ہو۔

۲۰۳ ۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لاَ یَحِلُّ لِاِمْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِیْرَةَ لَیْلَةٍ اِلَّاوَمَعَهَا رَجُلٌ ذُوحُرْمَةٍ مِّنْهَا. (ابو داؤد)

''اور حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا، کسی مسلمان عورت کے لیے حلال نہیں ہے کہ ایک رات کا سفر کرے تاوقتیکہ اس کے ساتھ ایک محرم مرد نہ ہو۔''

مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک اور روایت:

تخریج: اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لاَ یَحِلُّ لاِمْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِیْرَةَ لَیْلَةٍ اِلَّاوَمَعَهَا رَجُلٌ ذُوحُرْمَةٍ مِنْهَا. (۱۳)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی مسلمان عورت کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ ایک رات بھر کا سفر بغیر اپنے کسی محرم کے کرے۔

تشریح : ان روایات میں جو اختلاف مقدار سفر کی تعیین میں ہے وہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ دراصل ایک دن یا دو دن کا سوال اہمیت نہیں رکھتا، بلکہ اہمیت صرف اس امر کی ہے کہ عورت کو تنہا نقل وحرکت کرنے کی ایسی آزادی نہ دی جائے جو موجب فتنہ ہو اسی لیے حضورؐ نے مقدارِ سفر معین کرنے میں زیادہ اہتمام نہ فرمایا، اور مختلف حالات میں وقت اور موقع کی رعایت سے مختلف مقداریں ارشاد فرمائیں۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح شادی شدہ عورت اپنے شوہر کی تابع ہے اسی طرح غیر شادی شدہ عورت اپنے خاندان کے ذمہ دار مرد کی تابع ہے، مگر یہ تابعیت اس معنی میں نہیں ہے کہ اس کے لیے ارادہ وعمل کی کوئی آزادی نہیں، یا اسے اپنے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں۔ بلکہ اس معنی میں ہے کہ نظام معاشرت کو اختلال و برہمی سے محفوظ رکھنے اور خاندان کے اخلاق ومعاملات کو اندرونی و بیرونی فتنوں سے بچانے کی ذمہ داری مرد پر ہے، اور اس نظم کی خاطر عورت پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ جو شخص اس نظم کا ذمہ دار ہو اس کی اطاعت کرے۔ خواہ وہ اس کا شوہر ہو یا باپ، یا بھائی۔ (پردہ، باب ۱۰: ضروری پابندیاں)

حاجات کے لیے گھر سے نکلنے کی اجازت

۲۰۴ ۔ قَدْ اَذِنَ اللّٰهُ لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِکُنَّ.[۱] (بخاری)

''اللہ نے تم کو اپنی ضروریات کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔''

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِی الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ لَیْلاً فَرَآهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: اِنَّکِ وَاللّٰهِ یَاسَوْدَةُ مَاتَخْفِیْنَ عَلَیْنَا، فَرَجَعَتْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لَهٗ وَهُوَ فِیْ حُجْرَتِیْ یَتَعَشّٰی وَاِنَّ فِیْ یَدِهٖ

---

[۱] یہ متعدد احادیث کا لب لباب ہے۔ ملاحظہ ہو مسلم، باب، اباحة الخروج للنساء، لقضاء حاجة الانسان، بخاری باب خروج النساء لحوائجهن وباب آیة الحجاب۔

لَعَرْقًا، فَاُنْزِلَ عَلَیْهِ، فَرُفِعَ عَنْهُ وَهُوَ یَقُوْلُ: قَدْ اَذِنَ اللّٰهُ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ.(١٤)

〈۲〉عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: قَدْ اُذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ فِیْ حَاجَتِكُنَّ.(١٥)

پس منظر: احکام حجاب نازل ہونے سے پہلے حضرت عمرؓ کا تقاضا تھا کہ یا رسول اللہ اپنی خواتین کو پردہ کرائیے۔ ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت سودہؓ بنت زمعہ رات کے وقت باہر نکلیں تو حضرت عمرؓ نے ان کو دیکھ لیا اور پکار کر کہا کہ سودہ! ہم نے تم کو پہچان لیا۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح خواتین کا گھر سے نکلنا ممنوع ہو جائے۔ اس کے بعد جب احکام حجاب نازل ہوئے تو حضرت عمرؓ کی بن آئی۔ انہوں نے عورتوں کے باہر نکلنے پر زیادہ روک ٹوک شروع کر دی۔ ایک مرتبہ پھر حضرت سودہؓ کے ساتھ وہی صورت پیش آئی۔ وہ گھر سے نکلیں اور عمرؓ نے ان کو ٹوکا۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے شکایت کی حضورؐ نے فرمایا: قَدْ اَذِنَ اللّٰهُ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ کے حکم قرآنی کا منشا یہ نہیں ہے کہ عورتیں گھر کے حدود سے قدم کبھی باہر نکالیں ہی نہیں۔ حاجات وضروریات کے لیے ان کو نکلنے کی پوری اجازت ہے۔ مگر یہ اجازت نہ غیر مشروط ہے نہ غیر محدود۔ عورتیں اس کی مجاز نہیں ہیں کہ آزادی کے ساتھ جہاں چاہیں پھریں اور مردانہ اجتماعات میں گھل مل جائیں۔ حاجات وضروریات سے شریعت کی مراد ایسی واقعی حاجات وضروریات ہیں جن میں درحقیقت نکلنا اور باہر کام کرنا عورتوں کے لیے ناگزیر ہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ تمام عورتوں کے لیے تمام زمانوں میں نکلنے اور نہ نکلنے کی ایک صورت بیان کرنا اور ہر ہر موقع کے لیے رخصت کے علیحدہ علیحدہ حدود مقرر کر دینا ممکن نہیں ہے۔ البتہ شارع نے زندگی کے عام حالات میں عورتوں کے لیے نکلنے کے جو قاعدے مقرر کیے تھے، اور حجاب کی حدود میں جس طرح کمی وبیشی کی تھی اس سے قانون اسلامی کی اسپرٹ اور اس کے رجحان کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، اور اس کو سمجھ کر انفرادی حالات اور جزئی معاملات میں حجاب کے حدود اور موقع ومحل کے لحاظ سے ان کی کمی وبیشی کے اصول ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے۔ (پردہ، باب ۱۳: حاجات...)

ناز و انداز سے باہر نکلنے کی ممانعت

۲۰۵۔ مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِی الزِّیْنَةِ فِیْ غَیْرِ اَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا نُوْرَ لَهَا. (ترمذی)

"اجنبیوں میں زینت کے ساتھ ناز و انداز سے چلنے والی عورت ایسی ہے جیسے روز قیامت کی تاریکی کہ اس میں کوئی نور نہیں۔"

تخریج: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ خَشْرَمٍ، نَا عِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ، عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُبَیْدَةَ، عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ مَیْمُوْنَةَ ابْنَةِ سَعْدٍ، وَكَانَتْ خَادِمَةً لِلنَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِی الزِّیْنَةِ فِیْ غَیْرِ اَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَا نُوْرَ لَهَا.(١٦)

—— هٰذَا حَدِیْثٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ مُوْسٰی بْنِ عُبَیْدَةَ، وَمُوْسٰی بْنُ عُبَیْدَةَ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ۔ وَهُوَ صَدُوْقٌ۔ وَقَدْ رَوٰی عَنْهُ شُعْبَةُ وَالثَّوْرِیُّ۔ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُبَیْنَةَ وَلَمْ یَرْفَعْهُ۔

—— امام ترمذی فرماتے ہیں۔ ہماری معرفت کی حد تک یہ حدیث موسیٰ بن عبیدہ کے علاوہ اور کسی سے مروی نہیں

ہے۔ موسیٰ بن عبیدہ کو اس کے حفظ میں نقص کی بنا پر ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ صدوق ہے ان سے اس حدیث کو شعبہ اور ثوری نے روایت کیا ہے اور بعض نے اسے موسیٰ بن عبیدہ سے روایت کیا ہے مگر مرفوع نہیں۔ (مرتب)

تشریح: غور کیجیے کہ آخر عورتوں میں آرایش کا اس قدر شوق پیدا ہونے اور طوفان کی طرح بڑھنے کا سبب کیا ہے؟ یہی نا کہ وہ مردوں سے خراج تحسین وصول کرنا اور ان کی نظروں میں کھب جانا چاہتی ہیں یہ کس لیے؟ کیا یہ بالکل ہی معصوم جذبہ ہے؟ کیا اس کی تہہ میں وہ صنفی خواہشات چھپی ہوئی نہیں ہیں جو اپنے فطری دائرے سے نکل کر پھیل جانا چاہتی ہیں اور جن کے مطالبات کا جواب دینے کے لیے دوسری جانب بھی ویسی خواہشات موجود ہیں؟ اگر آپ اس سے انکار کریں گے تو شاید کل آپ یہ دعویٰ کرنے میں بھی تامل نہ کریں کہ جو الامکھی پہاڑ پر جو دھواں نظر آتا ہے اس کی تہہ میں کوئی لاوا باہر نکلنے کے لیے بے تاب نہیں ہے۔ آپ اپنے عمل کے مختار ہیں جو چاہے کیجیے۔ مگر حقائق سے انکار نہ کیجیے۔ یہ حقیقتیں اب کچھ مستور بھی نہیں رہیں۔ سامنے آچکی ہیں اور اپنے نتائج، آفتاب سے زیادہ روشن نتائج کے ساتھ آچکی ہیں۔ آپ ان نتائج کو دانستہ یا نادانستہ قبول کرتے ہیں۔ مگر اسلام ان کو ٹھیک اسی مقام پر روک دینا چاہتا ہے جہاں سے ان کے ظہور کی ابتدا ہوتی ہے کیوں کہ اس کی نظر اظہار زینت کے بظاہر معصوم آغاز پر نہیں بلکہ اس نہایت غیر معصوم انجام پر ہے جو تمام سوسائٹی پر قیامت کی سی تاریکی لے کر پھیل جاتا ہے۔ (پردہ، باب ۱۲: اظہار...)

مسجد میں آنے کی اجازت اور اس کے حدود

۲۰۶ ـ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّی اُحِبُّ الصَّلٰوةَ مَعَکَ. قَالَ قَدْ عَلِمْتُ. صَلٰوتُکِ فِیْ بَیْتِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلٰوتِکِ فِیْ حُجْرَتِکِ. وَصَلٰوتُکِ فِیْ حُجْرَتِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوتِکِ فِیْ دَارِکِ، وَصَلٰوتُکِ فِیْ دَارِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوتِکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ. وَصَلٰوتُکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوتِکِ فِیْ مَسْجِدِ الْجُمُعَةِ.

''امام احمد اور طبرانی نے ام حمید ساعدیہ کی حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ حضورؐ نے فرمایا، مجھے معلوم ہے مگر تیرا ایک گوشے میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے حجرے میں نماز پڑھے اور حجرے میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے گھر کے دالان میں نماز پڑھے۔ اور تیرا دالان میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھے اور تیرا اپنے محلّے کی مسجد میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ مسجد جامع میں نماز پڑھے۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا هَارُوْنُ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ دَاؤدُ بْنُ قَیْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُوَیْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ، عَنْ عَمَّتِهٖ اُمِّ حُمَیْدٍ امْرَأَةِ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ اَنَّهَا جَآءَ تِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَکَ، قَالَ، قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکِ تُحِبِّیْنَ الصَّلَاةَ

مَعِیْ. وَصَلاَتُکِ فِیْ بَیْتِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلاَتِکِ فِیْ حُجْرَتِکِ، وَصَلاَتُکِ فِیْ حُجْرَتِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلاَتِکِ فِیْ دَارِکِ، وَصَلاَتُکِ فِیْ دَارِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلاَتِکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ، وَصَلاَتُکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلاَتِکِ فِیْ مَسْجِدِیْ. قَالَ: فَاَمَرَتْ فَبُنِیَ لَهَا مَسْجِدٌ فِیْ اَقْصٰی شَیْءٍ مِنْ بَیْتِهَا وَاَظْلَمِهٖ. فَکَانَتْ تُصَلِّیْ فِیْهِ حَتّٰی لَقِیَتِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.(۱۷)

〈۲〉 حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، ثَنَا وَکِیْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُمَیْعٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِیْ جَدَّتِیْ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَلَّادٍ نِالْاَنْصَارِیُّ، عَنْ اُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ نَوْفَلٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا غَزَا بَدْرًا قَالَتْ: قُلْتُ لَهٗ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِئْذَنْ لِیْ فِی الْغَزْوِ مَعَکَ اُمَرِّضُ مَرْضَاکُمْ، لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَّرْزُقَنِیْ شَهَادَةً، قَالَ: قَرِّیْ فِیْ بَیْتِکِ، فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَرْزُقُکِ الشَّهَادَةَ، قَالَ: فَکَانَتْ تُسَمَّی الشَّهِیْدَةُ، قَالَ: وَکَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ فَاسْتَاْذَنَتِ النَّبِیَّ ﷺ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْ دَارِهَا مُؤَذِّنًا، فَاَذِنَ لَهَا. قَالَ وَکَانَتْ دَبَّرَتْ غُلاَمًا لَّهَا وَجَارِیَةً فَقَامَا اِلَیْهَا اللَّیْلَ فَغَمَّاهَا بِقَطِیْفَةٍ لَهَا حَتّٰی مَاتَتْ وَذَهَبَا. فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَقَامَ فِی النَّاسِ فَقَالَ مَنْ کَانَ عِنْدَهٗ مِنْ هٰذَیْنِ عِلْمٌ اَوْ مَنْ رَاٰهُمَا فَلْیَجِیْ بِهِمَا. فَاَمَرَ بِهِمَا فَصُلِبَا، فَکَانَا اَوَّلَ مَصْلُوْبٍ بِالْمَدِیْنَةِ.

ترجمہ : حضرت ام ورقہ بن نوفل سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب غزوہ بدر لڑا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ مجھے اس غزوہ میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائیں میں مریضوں کی تیمارداری کروں گی توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مرتبہ شہادت سے سرفراز فرمادے۔ آپ نے فرمایا اپنے گھر میں ٹکی رہ! اللہ تعالیٰ تجھے یہیں مرتبہ شہادت عطا فرمادے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ بس اس کے بعد سے انہیں شہیدہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ وہ سارا قرآن پڑھ چکی تھی اس نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی کہ اسے اپنے گھر میں مؤذن مقرر کرنے دیا جائے آپ نے اسے اس کی اجازت دے دی۔ اس نے اپنے غلام اور لونڈی کو مدبر کر دیا تھا۔ یہ دونوں رات کے وقت اٹھے اور اس کے گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر گھونٹ دیا اور فرار ہو گئے، جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ صبح حضرت عمرؓ نے لوگوں میں اعلان فرمادیا کہ جس کسی کو ان دونوں کے بارے میں کوئی علم ہو یا ان کو کسی نے کہیں دیکھا ہو تو انہیں پکڑ کر ہمارے پاس لائے یا خبر دے۔ (چنانچہ دونوں گرفتار کر کے لائے گئے) حضرت عمرؓ نے ان کو پھانسی کی سزا کا حکم صادر فرمایا اور ان کو پھانسی دے دی گئی مدینہ میں یہ سب سے پہلے دو نفوس تھے جنہیں پھانسی کی سزا دی گئی۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

〈۳〉کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَزُوْرُهَا فِیْ بَیْتِهَا وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا یُؤَذِّنُ لَهَا وَاَمَرَهَا اَنْ تَؤُمَّ اَهْلَ دَارِهَا، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَنَا رَاَیْتُ مُؤَذِّنَهَا شَیْخًا کَبِیْرًا.(۱۸)

ترجمہ : ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ ان سے ملاقات کے لیے اس کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے اور آپ نے اس کے لیے ایک مؤذن بھی مقرر فرمادیا تھا جو ان کے لیے اذان دیتا تھا اور ام ورقہ کو آپ نے اپنے گھر والوں کی امامت کرنے کی اجازت دے دی۔ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے ان کے مؤذن کو خود دیکھا ہے وہ ایک بوڑھا آدمی تھا۔

﴿۴﴾اَخْبَرَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الصَّفَّارُ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ الضَّبِّيُّ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ الْخريبيُّ، ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ جُمَيْعٍ، عَنْ لَيْلٰى بِنْتِ مَالِكٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ نِالْاَنْصَارِيِّ، عَنْ اُمِّ وَرَقَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: اِنْطَلِقُوْا بِنَا اِلَى الشَّهِيْدَةِ فَنَزُوْرُهَا وَاَمَرَ اَنْ يُؤَذَّنَ لَهَا وَتُقَامَ وَتَؤُمَّ اَهْلَ دَارِهَا فِى الْفَرَائِضِ.

ترجمہ : حضرت ام ورقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں شہیدہ کے ہاں لے چلو۔ ہم ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے حکم دے دیا تھا کہ اس کے لیے اذان کہی جائے اور اقامت صلوۃ کہی جائے اور وہ خود فرضوں کی اپنے گھر والوں کو جماعت کرائے۔

—— قَدِاحْتَجَّ مُسْلِمٌ بِالْوَلِيْدِ بْنِ جُمَيْعٍ۔ وَهٰذِهٖ سُنَّةٌ غَرِيْبَةٌ لَا اَعْرِفُ فِى الْبَابِ حَدِيْثًا مُسْنَداً غَيْرَهٰذَا۔

﴿۵﴾وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رضي الله عنها اَنَّهَا كَانَتْ تُؤَذِّنُ وَتُقِيْمُ وَتَؤُمُّ النِّسَآءَ.

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ وہ خود اذان دیتیں، اقامت کہتیں اور خواتین کی امامت بھی فرماتیں۔

﴿۶﴾حَدَّثَنَا اَبُوالْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْاَصَمُّ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعَطَارِدِيُّ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّهَا كَانَتْ تُؤَذِّنُ وَتُقِيْمُ وَتَؤُمُّ النِّسَآءَ وَتَقُوْمُ وَسْطَهُنَّ.(۱۹)

ترجمہ : عطاء نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ خود اذان دیتی تھیں اور خود ہی اقامت کہتی تھیں اور پھر خواتین کی امامت بھی کراتی تھیں اور عورتوں کے درمیان میں کھڑی ہوتی تھیں۔

﴿۷﴾حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ نِالنِّيْسَابُوْرِيُّ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثَنَايَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ حَكِيْمٍ، اَخْبَرَنَاسُفْيَانُ، حَدَّثَنِىْ مَيْسَرَةُ بْنُ حَبِيْبِ نِالنَّهْدِيُّ، عَنْ رَيْطَةَ الْحَنَفِيَةِ، قَالَتْ: اَمَّتْنَا عَائِشَةُ. فَقَامَتْ بَيْنَهُنَّ فِى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ.(۲۰)

ترجمہ : حضرت ریطہ حنفیہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہؓ ہمیں باجماعت نماز فرض پڑھاتی تھیں اور خواتین کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔

دار قطنی نے ایک روایت اور بھی بیان کی ہے:

﴿۸﴾عَنْ اُمِّ وَرَقَةَ، وَكَانَتْ تَؤُمُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَذِنَ لَهَا اَنْ تَؤُمَّ اَهْلَ دَارِهَا.(۲۱)

ترجمہ : حضرت ام ورقہ سے روایت ہے کہ وہ امامت کے فرائض انجام دیتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے گھر والوں کی امامت کی اجازت دے رکھی تھی۔

﴿۹﴾حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ، قَالَ:حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ، عَنْ عَمَّار نِالدُّهْنِیِّ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ قَوْمِهٖ، اِسْمُهَا حُجَیْرَةُ، قَالَتْ: اَمَّتْنَا اُمُّ سَلَمَةَ قَائِمَةً وَسْطَ النِّسَآءِ.

ترجمہ : حجیرہ نے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہؓ نے عورتوں کے درمیان کھڑے ہوکران کی امامت کرائی۔

﴿۱۰﴾حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ سَعِیْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اُمِّ الْحَسَنِ اَنَّهَا رَأَتْ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ تَؤُمُّ النِّسَآءَ تَقُوْمُ مَعَهُنَّ فِی صَفِّهِنَّ.

ترجمہ : ام حسن کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی اہلیہ حضرت امّ سلمہ کو دیکھا ہے کہ عورتوں کی صف کے درمیان میں کھڑے ہوکرامامت کراتی تھیں۔

﴿۱۱﴾حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ، عَنِ ابْنِ اَبِی لَیْلٰی عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّهَا کَانَتْ تَؤُمُّ النِّسَآءَ تَقُوْمُ مَعَهُنَّ فِی الصَّفِّ.

ترجمہ : عطاء سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ خواتین کی امامت کیا کرتی تھیں،صف میں ان کے ساتھ کھڑی ہوکر۔

﴿۱۲﴾حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ، قَالَ: اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ وَمُغِیْرَةَ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ وَحُصَیْنٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ، قَالَ:تَؤُمُّ الْمَرْأَةُ النِّسَآءَ فِیْ صَلَاةِ رَمَضَانَ تَقُوْمُ مَعَهُنَّ فِیْ صَفِّهِنَّ.(۲۲)

ترجمہ : شعبی سے روایت ہے کہ رمضان میں ایک عورت،خواتین کی امامت درمیان صف میں کھڑے ہوکر کراتی تھیں۔

تشریح : یہ معلوم ہے کہ اسلام میں سب سے اہم فرض نماز ہے۔اور نماز میں حضورِ مسجد اور شرکت جماعت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔مگر نماز باجماعت کے باب میں جو احکام مردوں کے لیے ہیں ان کے بالکل برعکس احکام عورتوں کے لیے ہیں۔ مردوں کے لیے وہ نماز افضل ہے جو مسجد میں جماعت کے ساتھ ہو اور عورتوں کے لیے وہ نماز افضل ہے جو گھر میں انتہائی خلوت کی حالت میں ہو۔

اسی مضمون کی حدیث ابوداوٗد میں ابن مسعودؓ سے منقول ہے۔جس میں حضورؐ نے فرمایا کہ :

۲۰۷ ـ صَلٰوةُ الْمَرْأَةِ فِیْ بَیْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِیْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا فِیْ مِخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِیْ بَیْتِهَا.

’’عورت کا اپنی کوٹھری میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے کمرے میں نماز پڑھے اور اس کا اپنے چور خانہ میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنی کوٹھری میں نماز پڑھے۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی، اَنَّ عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ، حَدَّثَهُمْ، قَالَ: ثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُوَرِّقٍ، عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِیْ بَیْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِیْ حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِیْ مِخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِیْ بَیْتِهَا.(۲۳)

تشریح : دیکھیے یہاں ترتیب بالکل الٹ گئی ہے۔مرد کے لیے سب سے ادنیٰ درجہ کی نماز یہ ہے کہ وہ ایک گوشہ تنہائی میں پڑھے۔اور سب سے افضل یہ کہ وہ بڑی سے بڑی جماعت میں شریک ہو۔مگر عورت کے لیے اس کے برعکس انتہائی خلوت کی نماز میں فضیلت ہے،اور اس خفیہ نماز کو نہ صرف نماز باجماعت پر ترجیح دی گئی ہے، بلکہ اس نماز سے بھی افضل کہا گیا ہے، جس سے بڑھ کر کوئی نعمت مسلمان کے لیے ہو ہی نہیں سکتی تھی، یعنی مسجد نبوی کی جماعت، جس کے امام خود امام الانبیاء علیہ السلام تھے۔ آخر اس فرق و امتیاز کی وجہ کیا ہے؟ یہی نا کہ شارع نے عورت کے باہر نکلنے کو پسند نہیں کیا اور جماعت میں ذکور و اناث کے خلط ملط ہونے کو روکنا چاہا۔

مگر نماز ایک مقدس عبادت ہے، اور مسجد ایک پاک مقام ہے۔شارع حکیم نے اختلاط صنفین کو روکنے کے لیے اپنے منشا کا اظہار تو فضیلت اور عدم فضیلت کی تفریق سے کر دیا۔مگر ایسے پاکیزہ کام کے لیے ایسی پاک جگہ آنے سے عورتوں کو منع نہیں کیا۔حدیث میں یہ اجازت جن الفاظ کے ساتھ آئی ہے وہ شارع کی بے نظیر حکیمانہ شان پر دلالت کرتے ہیں۔فرمایا:

۲۰۸۔ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اِذَا اسْتَأْذَنَتْ اِمْرَأَةٌ اَحَدَكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعُهَا.

(بخاری و مسلم)

’’خدا کی لونڈیوں کو خدا کی مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرو۔جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ اس کو منع نہ کرے۔‘‘

اسی مفہوم کی روایت امّ سلمہؓ اور ابن مسعود سے مروی مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۴ پر موجود ہے:

تخریج:〈۱〉 **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَ: نَا اَبِىْ وَابْنُ اِدْرِيْسَ، قَالَا: نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَاتَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ.** (۲۴)

〈۲〉 **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِذَا اسْتَأْذَنَتْ امْرَأَةُ اَحَدِكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَايَمْنَعْهَا.** (۲۵) (ابوداؤد)

۲۰۹۔ لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ. وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ.

’’اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو، مگر ان کے گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ، ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، اَنَا الْعَوَّامُ ابْنُ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنِىْ حَبِيْبُ بْنُ اَبِىْ ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَمْنَعُوْا نِسَآءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ. (۲۶)

تشریح : یہ الفاظ خود ظاہر کر رہے ہیں کہ شارع عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکتا تو نہیں ہے، کیوں کہ مسجد میں نماز کے لیے جانا کوئی برا فعل نہیں جس کو ناجائز قرار دیا جاسکے، مگر مصالح اس کے بھی مقتضی نہیں کہ مساجد میں ذکور و اناث کی جماعت

مخلوط ہو جائے۔ لہٰذا ان کو آنے کی اجازت تو دے دی، مگر یہ نہیں فرمایا کہ اپنی عورتوں کو مسجدوں میں بھیجو، یا اپنے ساتھ لایا کرو۔ بلکہ صرف یہ کہا کہ اگر وہ افضل نماز کو چھوڑ کر ادنیٰ درجے کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آنا ہی چاہیں اور اجازت مانگیں تو منع نہ کرو۔ حضرت عمرؓ جو روحِ اسلام کے بڑے راز دان تھے، شارع کی اس حکمت کو خوب سمجھتے تھے۔ چناں چہ مؤطا میں مذکور ہے کہ ان کی بیوی عاتکہ بنت زید سے ہمیشہ اس معاملے میں ان کی کشمکش رہا کرتی تھی۔ حضرت عمرؓ نہ چاہتے تھے کہ وہ مسجد میں جائیں۔ مگر انہیں جانے پر اصرار تھا۔ وہ اجازت مانگتیں تو آپ ٹھیک ٹھیک حکم نبوی پر عمل کر کے بس خاموش ہو جاتے۔ مطلب یہ تھا کہ ہم تمہیں روکتے نہیں ہیں، مگر صاف صاف اجازت بھی نہ دیں گے۔ وہ بھی اپنی بات کی پکی تھیں۔ کہا کرتی تھیں کہ خدا کی قسم میں جاتی رہوں گی جب تک کہ صاف الفاظ میں منع نہ کریں گے۔[1] (پردہ، باب ۱۳: مسجد... حدود)

عورتوں کے مسجد میں آنے کی شرائط

۲۱۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِئْذَنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسَاجِدِ.[2] (ترمذی)

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، نَا عِيْسَى ابْنُ يُوْنُسَ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ائْذَنُوْا لِلنِّسَآءِ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسَاجِدِ فَقَالَ ابْنُهٗ: وَاللّٰهِ! لَا نَاذَنُ لَهُنَّ يَتَّخِذْنَهٗ دَغَلًا، فَقَالَ: فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ وَفَعَلَ، اَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ: لَا نَاْذَنُ. (۲۷)

—— حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمرؓ کے پاس تھے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کے وقت عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت دے دو۔ ان کے لڑکے نے کہا ہم تو انہیں اجازت نہیں دیں گے۔ یہ اس اجازت کو فساد و خرابی بنا دیں گی۔ ابن عمر نے کہا میں تجھے ارشاد رسول سنا رہا ہوں اور تم کہتے ہو ہم اجازت نہ دیں گے۔

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِذَا اسْتَاْذَنَكُمْ نِسَائُكُمْ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاْذَنُوْهُنَّ. (۲۸)

ترجمہ: ابن عمرؓ کی نبی ﷺ سے روایت ہے آپ نے فرمایا، جب تمہاری عورتیں رات کے وقت مسجد میں جانے کی اجازت طلب کریں تو ان کو جانے کی اجازت دے دیا کرو۔

---

[1] یہ حال صرف حضرت عمرؓ کی بیوی کا نہ تھا بلکہ عہد نبوی میں بکثرت عورتیں نماز با جماعت کے لیے مسجد جایا کرتی تھیں۔ ابوداؤد میں ہے کہ مسجد نبوی میں بسا اوقات عورتوں کی دو دو صفیں ہو جاتی تھیں۔ (باب ما یکرہ الرجل ما یکون من اصابتہ اھلہ) (پردہ، ص: ۳۳۵ تا ۳۳۹)

[2] ترمذی، باب التغليس فى الفجر۔ اسی مضمون کی احادیث بخاری باب وقت الفجر، مسلم باب استحباب التبكير بالصبح فى اوّل وقتها، ابوداوٗد باب وقت الصبح اور دوسری کتب حدیث میں بھی مروی ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی کتب حدیث میں موجود ہے کہ نماز پڑھانے کے بعد نبی ﷺ اور تمام مرد نمازی بیٹھے رہتے تھے تاکہ عورتیں اٹھ کر چلی جائیں۔ اس کے بعد آپ اور سب لوگ کھڑے ہوتے۔

تشریح : حضور مساجد کی اجازت دینے کے ساتھ چند شرائط بھی مقرر کر دی گئیں:

- ان میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ دن کے اوقات میں مسجد نہ جائیں۔ بلکہ صرف ان نمازوں میں شریک ہوں جو اندھیرے میں پڑھی جاتی ہیں یعنی عشاء اور فجر۔

قَالَ نَافِعٌ مَوْلٰی ابْنِ عَمْرٍو كَانَ اِخْتِصَاصُ اللَّيْلِ بِذٰلِكَ لِكَوْنِهٖ اَسْتَرُ وَاَخْفٰى۔

''حضرت ابن عمرؓ کے شاگرد خاص حضرت نافع کہتے ہیں کہ رات کی تخصیص اس لیے کی کہ رات کی تاریکی میں اچھی طرح پردہ داری ہو سکتی ہے۔''

۲۱۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَنَّ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ. فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّفَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَايُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ. (ابن ماجه)

''حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ جب عورتیں نماز کے بعد اپنی اوڑھنیوں میں لپٹی ہوئی مسجد سے پلٹتیں تو تاریکی کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔''

تخریج: **〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، اَخْبَرَنِىْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ، فَيَنْصَرِفُ النِّسَآءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ.** (۲۹)

〈۲〉 عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ بِغَلَسٍ، فَيَنْصَرِفْنَ نِسَآءُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَايُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ اَوْلَايَعْرِفُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا. (۳۰)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز تاریکی میں پڑھا کرتے تھے۔ عورتیں جب واپس پلٹتیں تو تاریکی کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں یا یوں فرمایا کہ ایک دوسری کو پہچان نہ سکتی تھیں۔

بخاری نے مندرجہ ذیل حدیث بھی نقل کی ہے:

〈۳〉 عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ: كُنَّ نِسَآءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلٰوةَ لَايَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ. (۳۱)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم مومن خواتین صبح کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوتی تھیں اپنے دوپٹوں میں لپٹی ہوئی۔ پھر نماز پوری کرنے کے بعد ہم اپنے گھروں کو واپس پلٹتی تھیں تو تاریکی واندھیرے کی وجہ سے کوئی بھی ان کو پہچان نہ سکتا تھا۔

مجمع الزوائد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مندرجہ ذیل الفاظ سے ایک روایت منقول ہے:

﴿۴﴾عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: کُنَّ النِّسَآءُ یُصَلِّیْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْغَدَاةَ ثُمَّ یَخْرُجْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ.(۳۲)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ عورتیں صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مسجد میں) پڑھتی تھیں پھر مسجد سے اپنے دوپٹوں میں لپٹی ہوئی نکلتی تھیں۔

مسلم اور دارمی میں ہے:

﴿۵﴾عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: کُنَّ نِسَآءُ النَّبِیِّ ﷺ یُصَلِّیْنَ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْفَجْرَ، ثُمَّ یَرْجِعْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ قَبْلَ اَنْ یُعْرَفْنَ.(۳۳)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ازواج نبیؐ نماز فجر نبی ﷺ کے ساتھ (مسجد میں) پڑھتی تھیں پھر قبل اس کے کہ ہم پہچان لی جائیں اپنے دوپٹوں میں لپٹی ہوئی واپس آجاتی تھیں۔

—— مسلم نے لایعرفھن احد نقل کیا ہے۔

• دوسری شرط یہ ہے کہ مسجد میں زینت کے ساتھ نہ آئیں۔

۲۱۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ قبیلہ مزینہ کی ایک بہت بنی سنوری عورت بڑے ناز و تبختر کے ساتھ چلتی ہوئی آئی۔ حضورؐ نے فرمایا لوگو! اپنی عورتوں کو زینت اور تبختر کے ساتھ مسجد میں آنے سے روکو۔ (موطا)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، وَعَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالاَ: ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُوْسیٰ، عَنْ مُوْسَی بْنِ عُبَیْدَةَ، عَنْ دَاؤدَ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ، اِذْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ مُزَیْنَةَ تَرْفُلُ فِیْ زِیْنَةٍ لَهَا فِی الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: یٰاَیُّهَا النَّاسُ! اِنْهَوْا نِسَآءَ کُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّیْنَةِ، وَالتَّبَخْتُرِ فِی الْمَسْجِدِ، فَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَمْ یُلْعَنُوْا حَتّٰی لَبِسَ نِسَآءُ هُمُ الزِّیْنَةَ، وَتَبَخْتَرْنَ فِی الْمَسَاجِدِ.(۳۴)

—— فِی الزَّوَائِدِ: فِیْ اِسْنَادِهٖ دَاوٗدُ بْنُ مُدْرِكٍ: قَالَ فِیْهِ الذَّهَبِیُّ فِیْ کِتَابِ الطَّبَقَاتِ: نَکِرَةٌ لَا یُعْرَفُ۔ وَمُوْسٰی بْنُ عُبَیْدَةَ، ضَعِیْفٌ۔

۲۱۳۔ خوشبو کے متعلق فرمایا کہ جس رات تم کو نماز میں شریک ہونا ہو، اس رات کو کسی قسم کا عطر لگا کر نہ آؤ۔ نہ بخور استعمال کرو۔ بالکل سادہ لباس میں آؤ۔ جو عورت خوشبو لگا کر آئے گی اس کی نماز نہ ہوگی۔ (مسلم، ابن ماجہ)

تخریج: عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ زَیْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاکُنَّ صَلاَةَ الْعِشَآءِ فَلاَتَمَسَّ طِیْبًا.(۳۵)

ترجمہ: حضرت زینب، عبداللہ بن مسعود کی اہلیہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عشاء کی نماز کے لیے مسجد میں حاضر ہو تو اسے (کسی قسم کی) خوشبو نہیں لگانی چاہیے۔

• تیسری شرط یہ ہے کہ عورتیں جماعت میں مردوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہوں۔ اور نہ آگے کی صفوں میں آئیں۔ انہیں مردوں کی صفوں کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔ فرمایا کہ:

۲۱۴۔ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا.

''مردوں کے لیے بہترین مقام آگے کی صفوں میں ہے اور بدترین مقام پیچھے کی صفوں میں اور عورتوں کے لیے بہترین مقام پیچھے کی صفوں میں ہے اور بدترین مقام آگے کی صفوں میں۔'' (بخاری)

تخریج: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَاجَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا. (۳۶)

• جماعت کے باب میں حضورؐ نے یہ قاعدہ بھی مقرر کر دیا تھا کہ عورت اور مرد پاس پاس کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھیں، خواہ وہ شوہر اور بیوی، یا ماں اور بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

۲۱۵۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میری نانی ملیکہ نے آنحضرت ﷺ کی دعوت کی۔ کھانے کے بعد آپؐ نماز کے لیے اٹھے۔ میں اور یتیم (یہ غالباً حضرت انس کے بھائی کا نام تھا) حضورؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ملیکہ ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ (ترمذی)

تخریج: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ، فَاَكَلَ مِنْهُ، فَقَالَ: قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّيَ بِكُمْ، فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَّنَا قَدِاسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَالُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِمَآءٍ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْيَتِيْمُ مَعِيْ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ. (۳۷)

۲۱۶۔ حضرت انسؓ کی دوسری روایت ہے کہ حضورؐ نے ہمارے گھر میں نماز پڑھی۔ میں اور یتیم آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور میری ماں ام سلیمؓ ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ (نسائی)

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ اِسْحَاقَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ اَنَا وَيَتِيْمٌ فِيْ بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَاُمِّيْ خَلْفَنَا اُمُّ سُلَيْمٍ. (۳۸)

مسلم کی روایت کے الفاظ:

⟨۲⟩ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْخَالَتِهٖ. قَالَ: فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْاَةَ خَلْفَنَا.

نسائی نے ایک روایت حضرت انسؓ سے بھی نقل کی ہے:

﴿۳﴾عَنْ اَنَسٍ، قَالَ : صَلّٰی بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبِامْرَأَةٍ مِنْ اَهْلِیْ، فَاَقَامَنِیْ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَالْمَرْأَةُ خَلْفَنَا.(۳۹)

۲۱۷ ۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نماز کے لیے اٹھے میں آپؐ کے پہلو میں کھڑا ہوا اور حضرت عائشہؓ ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ (نسائی)

تخریج:اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَ:حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ:قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ، اَخْبَرَنِیْ زِیَادٌ اَنَّ قَزَعَةَ مَوْلًی لِعَبْدِ قَیْسٍ، اَخْبَرَهُ اَنَّهٗ سَمِعَ عِكْرِمَةَ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّیْتُ اِلٰی جَنْبِ النَّبِیِّ ﷺ وَعَائِشَةُ خَلْفَنَا تُصَلِّیْ مَعَنَا، وَاَنَا اِلٰی جَنْبِ النَّبِیِّ ﷺ اُصَلِّیْ مَعَهٗ.(۴۰)

- چوتھی شرط یہ ہے کہ عورتیں نماز میں آواز بلند نہ کریں۔ قاعدہ یہ مقرر کیا گیا کہ اگر نماز میں امام کو کسی چیز پر متنبہ کرنا ہو تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں دستک دیں۔ (ابوداؤد)

۲۱۸ ۔ ان تمام حدود و قیود کے باوجود جب حضرت عمرؓ کو جماعت میں ذکور و اناث کے خلط ملط ہونے کا اندیشہ ہوا تو آپ نے مسجد میں عورتوں کے لیے ایک دروازہ مختص فرمادیا اور مردوں کو اس دروازہ سے آنے جانے کی ممانعت کردی۔

(پردہ، باب ۱۳: مسجد... شرائط)

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ مَعْمَرٍ، ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، ثَنَا اَیُّوْبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْتَرَكْنَا هٰذَا الْبَابَ لِلنِّسَآءِ. قَالَ نَافِعٌ، فَلَمْ یَدْخُل مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ حَتّٰی مَاتَ، وَقَالَ غَیْرُ عَبْدِ الْوَارِثِ: قَالَ عُمَرُ، وَهُوَ اَصَحُّ.(۴۱)

﴿۲﴾حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ یعنی ابْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا بَكْرٌ، یعنی ابْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحٰرِثِ، عَنْ بُكَیْرٍ، عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ یَنْهٰی اَنْ یَدْخُلَ مِنْ بَابِ النِّسَآءِ.(۴۲)

فتنہ خوشبو

۲۱۹ ۔ اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَاتَمَسّ طِیْبًا۔ (موطا و مسلم)

”جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں جائے تو خوشبو نہ لگائے۔“

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ:نَا یَحْیَ بْنُ سَعِیْدِ نِالْقَطَّانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، قَالَ:حَدَّثَنِیْ بُكَیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ زَیْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ، فَلَاتَمَسَّ طِیْبًا.(۴۳)

〈۲〉 عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّمَا امْرَأَةٍ اَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَاتَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ.(٤٤)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوعورت بخور استعمال کرے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں حاضر نہ ہو۔

تشریح : خوشبو بھی ان قاصدوں میں سے ایک ہے جو ایک نفس شریر کا پیغام دوسرے نفس شریر تک پہنچاتے ہیں۔ یہ خبررسانی کا سب سے زیادہ لطیف ذریعہ ہے۔ جس کو دوسرے تو خفیف ہی سمجھتے ہیں مگر اسلامی حیاء اتنی حساس ہے کہ اس کی طبع نازک پر یہ لطیف تحریک بھی گراں ہے۔ وہ ایک مسلمان عورت کو اس کی اجازت نہیں دیتی کہ خوشبو میں بسے ہوئے کپڑے پہن کر راستوں سے گزرے یا محفلوں میں شرکت کرے، کیوں کہ اس کا حسن اور اس کی زینت پوشیدہ بھی رہی، تو کیا فائدہ ہوا۔ اس کی عطریت تو فضا میں پھیل کر جذبات کو متحرک کر رہی ہے۔

۲۲۰ ـ قَالَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِىَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِىْ زَانِيَةً.(ترمذی)

''نبی ﷺ نے فرمایا کہ جوعورت عطر لگا کر لوگوں کے درمیان سے گزرتی ہے وہ آوارہ قسم کی عورت ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، نَا يَحْىٰ بْنُ سَعِيْدِ نِ الْقَطَّانُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ الْحَنَفِيِّ، عَنْ غُنَيْمِ ابْنِ قَيْسٍ، عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالْمَرْأَةُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ، فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِىَ كَذَا وَكَذَا يعنى زَانِيَةٌ.(٤٥) (وَفِى الْبَابِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ۔ وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

۲۲۱ ـ طِيْبُ الرِّجَالِ مَاظَهَرَ رِيْحُهٗ وَخَفِىَ لَوْنُهٗ وَطِيْبُ النِّسَاءِ مَاظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِىَ رِيْحُهٗ.(ترمذی)

''مردوں کے لیے وہ عطر مناسب ہے، جس کی خوشبو نمایاں اور رنگ مخفی ہو۔ اور عورتوں کے لیے وہ عطر مناسب ہے۔ جس کا رنگ نمایاں اور خوشبو مخفی ہو۔'' (پردہ، باب ۱۱، اصلاح باطن: فتنۂ خوشبو)

تخریج: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا اَبُوْدَاوٗدَ الْحِفْرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: طِيْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهٗ وَخَفِىَ لَوْنُهٗ، وَطِيْبُ النِّسَآءِ مَاظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِىَ رِيْحُهٗ.(٤٦)

جمعہ وعیدین میں عورتوں کی شرکت

۲۲۲ ـ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ الْاَبْكَارَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضَ فِى الْعِيْدَيْنِ فَاَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰى وَيَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ. (ترمذی)

''ام عطیہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کنواری اور جوان لڑکیوں اور گھر گرہستنوں اور ایام والی عورتوں کو عیدین میں لے جاتے تھے۔ جو عورتیں نماز کے قابل نہ ہوتیں وہ جماعت سے الگ رہتیں اور دعا میں شریک ہو جاتی تھیں۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا هُشَيْمٌ، نَامَنْصُوْرٌ وَهُوَابْنُ زَاذَانَ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ، عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ الْاَبْكَارَ، وَالْعَوَاتِقَ، وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضِ، فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰى وَيَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَتْ اِحْدَاهُنَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ، قَالَ: فَلْتُعِرْهَا اُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا.(۴۷)

—— وَفِى الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ قَالَ اَبُوْعِيْسٰى، حَدِيْثُ اُمِّ عَطِيَّةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ابن ماجہ میں ام عطیہ سے مروی ایک اور روایت:

〈۲〉عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِلِيَشْهَدْنَ الْعِيْدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ، لِيَجْتَنِبْنَ الْحُيَّضُ مُصَلَّى النَّاسِ.(۴۸)

تشریح: جمعہ وعیدین کے اجتماعات اسلام میں جیسی اہمیت رکھتے ہیں، محتاج بیان نہیں۔ ان کی اہمیت کو مد نظر رکھ کر شارع نے خاص طور پر ان اجتماعات کے لیے وہ شرط اڑا دی جو عام نمازوں کے لیے تھی، یعنی یہ کہ دن میں شریک جماعت نہ ہوں۔ اگرچہ جمعہ کے متعلق یہ تصریح ہے کہ عورتیں فرضیت جمعہ سے مستثنیٰ ہیں (ابوداؤد) اور عیدین میں بھی عورتوں کی شرکت ضروری نہیں۔ لیکن اگر وہ چاہیں تو نماز باجماعت کی دوسری شرائط کی پابندی کرتے ہوئے ان جماعتوں میں شریک ہوسکتی ہیں۔ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود اپنی خواتین کو عیدین میں لے جاتے تھے۔

۲۲۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ يخرجُ بَنَاتَهٗ وَنِسَاءَهٗ فِى الْعِيْدَيْنِ.(ابن ماجہ)

''ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی بیٹیوں اور بیویوں کو عیدین میں لے جاتے تھے۔'' (پردہ، باب۱۳: جمعہ...)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ بَنَاتَهٗ وَنِسَآءَهٗ فِى الْعِيْدَيْنِ.(۴۹)

فِى الزَّوَائِدِ: حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ ضَعِيْفٌ لِتَدْلِيْسِ حَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ.

عورت اور سفر حج

عورت کے بلا محرم حج کرنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے اس معاملہ میں چار مسلک پائے جاتے ہیں۔ جنہیں مختصراً یہاں بیان کیے دیتا ہوں:

(۱) عورت کو کسی حال میں شوہر یا محرم کے بغیر حج نہ کرنا چاہیے۔ یہ مسلک ابراہیم نخعی، طاؤس، شعبی اور حسن بصری رحمہم اللہ سے منقول ہے اور حنبلی مذہب کا یہی فتویٰ ہے۔

(۲) اگر حج کا سفر تین شبانہ روز سے کم کا ہو تو عورت بلا محرم جاسکتی ہے، لیکن اگر تین دن یا اس سے زائد کا سفر ہو تو شوہر یا محرم کے بغیر نہیں جاسکتی۔ امام ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ کا یہی مذہب ہے۔

(۳) جو عورت شوہر یا محرم نہ رکھتی ہو وہ ایسے لوگوں کے ساتھ جاسکتی ہے جن کی اخلاقی حالت قابل اطمینان ہو۔ یہ ابن سیرین، عطاء، زہری، قتادہ اور اوزاعی رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام شافعیؒ نے ''قابل اطمینان رفیقوں'' کی مزید تشریح اس طرح کی ہے کہ اگر چند عورتیں بھروسے کے قابل ہوں اور وہ اپنے محرموں کے ساتھ جارہی ہوں تو ایک بے شوہر اور بے محرم عورت ان کے ساتھ جاسکتی ہے۔ البتہ صرف ایک عورت کے ساتھ اسے نہ جانا چاہیے۔

(۴) ان سب کے خلاف ابن حزم ظاہری کا مسلک یہ ہے کہ بے محرم عورت کو تنہا ہی حج کے لیے جانا چاہیے۔ اگر وہ شوہر رکھتی ہو اور وہ اسے نہ لے جائے تو شوہر گناہ گار ہوگا مگر عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کے بغیر حج کو چلی جائے۔ میں ان چاروں مسالک میں سے تیسرے مسلک کو ترجیح دیتا ہوں کیوں کہ اس میں ایک دینی فریضہ ادا کرنے کی گنجایش بھی ہے۔ اور اس فتنے کا احتمال بھی نہیں ہے جس کی وجہ سے عورت کو بلا محرم سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل: عورت...)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ مَوْلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَاتُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ.(۵۰)

دوران حج نقاب

۲۲۴۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَاوَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَاِذَا حَاذُوْا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلٰی وَجْهِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ (ابوداؤد)

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سوار ہمارے قریب سے گزرتے تھے، اور ہم عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالتِ احرام میں ہوتی تھیں۔ پس جب وہ لوگ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہروں پر ڈال لیتیں۔ اور جب وہ گزر جاتے تو منہ کھول لیتی تھیں۔''

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ثَنَا هُشَيْمٌ، اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِیْ زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ. فَاِذَا حَاذُوْا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلٰی وَجْهِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ.(۵۱)

ابن ماجہ کی روایت:

〈۲〉کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ. فَاِذَا لَقِیَنَا الرَّاکِبُ اَسْدَلْنَا ثِیَابَنَا مِنْ فَوْقِ رُؤسِنَا، فَاِذَا جَاوَزَنَا رَفَعْنَاهَا. (۵۲)

تشریح: عہد نبوی میں عام طور پر مسلمان عورتیں اپنے چہروں پر نقاب ڈالنے لگی تھیں، اور کھلے چہروں کے ساتھ پھرنے کا رواج بند ہو گیا تھا۔

۲۲۵۔ اَلْمُحْرِمَةُ لَاتَنْتَقِبُ وَلَاتَلْبَسُ الْقُفَّازَیْنِ. وَنَهَی النِّسَاءَ فِیْ اِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَیْنِ وَالنِّقَابِ.

''آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو حالتِ احرام میں چہروں پر نقاب ڈالنے اور دستانے پہننے سے منع فرمادیا تھا۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعِیْدِ نِ الْمَدِیْنِیُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَلْمُحْرِمَةُ لَاتَنْتَقِبُ، وَلَاتَلْبَسُ الْقُفَّازَیْنِ.

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ثَنَا یَعْقُوْبُ، ثَنَا اَبِیْ، عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، قَالَ: فَاِنَّ نَافِعًا مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِیْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَی النِّسَآءَ فِیْ اِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَیْنِ وَالنِّقَابِ الخ. (۵۳)

تشریح: اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس عہد مبارک میں چہروں کو چھپانے کے لیے نقاب اور ہاتھوں کو چھپانے کے لیے دستانوں کا عام رواج ہو چکا تھا صرف احرام کی حالت میں اس سے منع کیا گیا۔ مگر اس سے بھی یہ مقصد نہ تھا کہ حج میں چہرے منظر عام پر پیش کیے جائیں، بلکہ دراصل مقصد یہ تھا کہ احرام کی فقیرانہ وضع میں نقاب عورت کے لباس کا جز نہ ہو، جس طرح عام طور پر ہوتا ہے۔ چنانچہ دوسری احادیث میں تصریح کی گئی ہے کہ حالتِ احرام میں بھی ازواج مطہرات اور عام خواتین اسلام نقاب کے بغیر اپنے چہروں کو اجانب سے چھپاتی تھیں۔

مؤطا امام مالک میں ہے:

۲۲۶۔ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّهَا قَالَتْ کُنَّا نُخَمِّرُوُجُوْهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءِ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ فَلَا تُنْکِرُهُ عَلَیْنَا. (مؤطا امام مالك)

''فاطمہ بنت منذر کا بیان ہے کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہروں پر کپڑا ڈال لیا کرتی تھیں۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ تھیں۔ انہوں نے ہم کو اس سے منع نہیں کیا (انہوں نے یہ نہیں کیا کہ احرام کی حالت میں نقاب استعمال کرنے کی جو ممانعت ہے اس کا اطلاق ہمارے اس فعل پر بھی ہوتا ہے)۔

تخریج: حَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّهَا قَالَتْ: کُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوْهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ، وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءِ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ. (۵٤)

فتح الباری، کتاب الحج میں حضرت عائشہؓ کی ایک روایت ہے:

۲۲۷ ۔ تَسۡدِلُ الۡمَرۡأَةُ جِلۡبَابَهَا مِنۡ فَوۡقِ رَاۡسِهَا عَلٰى وَجۡهِهَا.

”عورت حالت احرام میں اپنی چادر اپنے سر پر سے چہرے پر لٹکالیا کرے۔“ (پردہ، باب ۱۲: چہرہ...)

تخریج: قَالَ سَعِیۡدُ بۡنُ مَنۡصُوۡرٍ، حَدَّثَنَا هُشَیۡمٌ، حَدَّثَنَا الۡاَعۡمَشُ عَنۡ اِبۡرَاهِیۡمَ، عَنِ الۡاَسۡوَدِ، عَنۡ عَائِشَةَ قَالَتۡ: تَسۡدِلُ الۡمَرۡأَةُ جِلۡبَابَهَا مِنۡ فَوۡقِ رَاۡسِهَا عَلٰى وَجۡهِهَا.(۵۵)

حج میں عورتوں کا طریقہ

اسلام کا دوسرا اجتماعی فریضہ حج ہے۔ یہ مردوں کی طرح عورتوں پر بھی فرض ہے۔ مگر حتی الامکان عورتوں کو طواف کے موقع پر مردوں کے ساتھ خلط ملط ہونے سے روکا گیا ہے۔

۲۲۸ ۔ بخاری میں عطاء سے روایت ہے کہ عہدِ نبوی میں عورتیں مردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں مگر خلط ملط نہ ہوتی تھیں۔

تخریج: وَقَالَ لِیۡ عَمۡرُو بۡنُ عَلِیٍّ، حَدَّثَنَا اَبُوۡعَاصِمٍ، قَالَ ابۡنُ جُرَیۡجٍ، اَخۡبَرَنِیۡ عَطَاءٌ اِذۡ مَنَعَ ابۡنُ هِشَامٍ النِّسَاءَ الطَّوَافَ مَعَ الرِّجَالِ. قَالَ: كَیۡفَ تَمۡنَعُهُنَّ وَقَدۡ طَافَ نِسَآءُ النَّبِیِّ ﷺ مَعَ الرِّجَالِ، قُلۡتُ: بَعۡدَ الۡحِجَابِ اَوۡقَبۡلُ؟ قَالَ: اَیۡ لَعَمۡرِیۡ، لَقَدۡ اَدۡرَكۡتُهٗ بَعۡدَ الۡحِجَابِ، قُلۡتُ: كَیۡفَ یُخَالِطُهُنَّ الرِّجَالُ؟ قَالَ: لَمۡ یَكُنَّ یُخَالِطُهُنَّ الخ.(۵۶)

۲۲۹ ۔ فتح الباری میں ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے طواف میں عورتوں اور مردوں کو گڈمڈ ہونے سے روک دیا تھا۔ ایک مرتبہ ایک مرد کو آپ نے عورتوں کے مجمع میں دیکھا تو پکڑ کر کوڑے لگائے۔

تخریج: رَوَی الۡفَاكِهِیُّ مِنۡ طَرِیۡقِ زَائِدَةَ عَنۡ اِبۡرَاهِیۡمَ النَّخَعِیِّ قَالَ: نَهٰی عُمَرُ اَنۡ یَّطُوۡفَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَآءِ، قَالَ: فَرَاٰی رَجُلًا مَعَهُنَّ فَضَرَبَهٗ بِالدُّرَّةِ.(۵۷)

۲۳۰ ۔ مؤطا میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے بال بچوں کو مزدلفہ سے منٰی آگے روانہ کر دیا کرتے تھے۔ تاکہ لوگوں کے آنے سے پہلے صبح کی نماز اور رمی سے فارغ ہو جائیں۔ نیز حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی حضرت اسماء صبح اندھیرے منہ منٰی تشریف لے جاتی تھیں کہ نبی ﷺ کے عہد میں عورتوں کے لیے یہی دستور تھا۔ (پردہ، باب ۱۳: حج...)

تخریج: ﴿۱﴾ مَالِكٌ، عَنۡ نَافِعٍ، عَنۡ سَالِمٍ وَعُبَیۡدِ اللّٰهِ ابۡنَیۡ عَبۡدِ اللّٰهِ ابۡنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَاهُمَا عَبۡدَ اللّٰهِ بۡنَ عُمَرَ، كَانَ یُقَدِّمُ اَهۡلَهٗ وَصِبۡیَانَهٗ مِنَ الۡمُزۡدَلِفَةِ اِلٰى مِنٰى حَتّٰى یُصَلُّوا الصُّبۡحَ بِمِنًى، وَیَرۡمُوۡا قَبۡلَ اَنۡ یَّاۡتِیَ النَّاسُ.

﴿۲﴾ مَالِكٌ عَنۡ یَحۡیٰ بۡنِ سَعِیۡدٍ، عَنۡ عَطَاءِ بۡنِ اَبِیۡ رَبَاحٍ، اَنَّ مَوۡلَاةً لِاَسۡمَاءَ بِنۡتِ اَبِیۡ بَكۡرٍ، اَخۡبَرَتۡهُ، قَالَتۡ: جِئۡنَا مَعَ اَسۡمَاءَ بِنۡتِ اَبِیۡ بَكۡرٍ مِنًى بِغَلَسٍ. قَالَتۡ: فَقُلۡتُ لَهَا: لَقَدۡ جِئۡنَا مِنًى بِغَلَسٍ، فَقَالَتۡ: قَدۡ كُنَّا نَصۡنَعُ ذٰلِكَ مَعَ مَنۡ هُوَ خَیۡرٌ مِنۡكِ.(۵۸)

زیارت قبور و شرکت جنازات

۲۳۱۔ نُهِيْنَا عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. (بخاری، ابن ماجہ)

''ہم کو جنازوں کی مشایعت سے منع کیا گیا تھا مگر سختی کے ساتھ نہیں۔''[۱]

تخریج: حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدِ نِ الْحَذَّاءِ، عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ، اَنَّهَا قَالَتْ: نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. (۵۹)

تشریح: مسلمان کے جنازے میں شریک ہونا شریعت میں فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے اور اس کے متعلق جو تاکیدی احکام ہیں، واقف کاروں سے پوشیدہ نہیں، مگر یہ سب مردوں کے لیے ہیں۔ عورتوں کو شرکت جنازات سے منع کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس ممانعت میں سختی نہیں ہے، اور کبھی کبھی اجازت بھی دی گئی ہے۔ لیکن شارع کے ارشادات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا جنازوں میں جانا کراہت سے خالی نہیں۔

۲۳۲۔ ابن ماجہ اور نسائی میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں شریک تھے، ایک عورت نظر آئی، حضرت عمرؓ نے اس کو ڈانٹا۔ حضورؐ نے فرمایا، یَاعُمَرُ دَعْهَا۔ ''اے عمرؓ اسے چھوڑ دے'' معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت میت کی کوئی عزیز[۲] قریب ہوگی، شدتِ غم سے مجبور ہو کر ساتھ چلی آئی ہوگی۔ حضورؐ نے اس کے جذبات کی رعایت کر کے حضرت عمرؓ کو ڈانٹ ڈپٹ سے منع فرمادیا۔[۳]

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِوبْنِ عَطَاءٍ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ فِىْ جَنَازَةٍ فَرَاٰى عُمَرُ امْرَاَةً، فَصَاحَ بِهَا، فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ: دَعْهَا يَا عُمَرُ فَاِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ. وَالنَّفْسَ مُصَابَةٌ، وَالْعَهْدَ قَرِيْبٌ. (۶۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے۔ حضرت عمرؓ نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ رو رہی ہے حضرت عمرؓ نے اسے ڈانٹا تو نبی ﷺ نے فرمایا عمر! اسے چھوڑ دو (رونے دو) اس لیے کہ آنکھ اشک بہانے والی ہے اور نفس مصیبت زدہ ہے اور زمانہ قریب ہے (یعنی اسلام میں داخل ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے)۔

نسائی میں ہے:

⟨۲⟩ قَالَ: مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ آلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاجْتَمَعَ النِّسَآءُ يَبْكِيْنَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُيَنْهَاهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: دَعْهُنَّ يَاعُمَرُ، فَاِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ، وَالْقَلْبَ مُصَابٌ، وَالْعَهْدَ قَرِيْبٌ.

---

[۱] ابن ماجہ میں یہی مضمون حضرت ابن عباس اور حسان بن ثابت سے بھی منقول ہے۔
[۲] ترمذی باب ماجاء فی زیارۃ القبور للنساء۔
[۳] بخاری، باب زیارۃ القبور۔

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے کوئی فوت ہوا تو عورتیں یکجا جمع ہو کر اس پر رونے لگیں۔ تو حضرت عمران کو منع کرنے اور ڈانٹنے لگے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عمر! انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کیوں کہ آنکھ آنسو بہانے والی ہے دل رنجیدہ ہے اور زمانہ قریب کا ہے۔

موطا امام مالک میں جابر عبداللہ سے ایک روایت منقول ہے اس میں ہے:

﴿۳﴾ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَتِيکٍ، اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ يَعُوْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ ثَابِتٍ، فَوَجَدَهُ قَدْغُلِبَ عَلَيْهِ، فَصَاحَ بِهٖ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ غُلِبْنَا عَلَيْکَ يَا اَبَا الرَّبِيْعِ، فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَکَيْنَ. فَجَعَلَ جَابِرٌ يُسَکِّتُهُنَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: دَعْهُنَّ، فَاِذَا وَجَبَتْ فَلَاتَبْکِيَنَّ بَاکِيَةٌ الخ.(٦١)

ترجمہ : حضرت جابر بن عتیک نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابت کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو دیکھا کہ ان پر موت کے آثار کا غلبہ ہے آپ نے اونچی آواز دے کر اسے بلایا مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا تو آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اور فرمایا ہمارے مقابلہ میں موت تجھ پر غالب ہوگئی ہے۔ یہ سن کر عورتوں نے رونا چلانا شروع کیا۔ مگر جابر انہیں خاموش کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو ان کے حال پر جب موت وارد ہوگی تو کوئی رونے والی نہیں روئے گی۔

السنن الکبریٰ للبیہقی نے ابن عباس سے مندرجہ ذیل روایت بھی نقل کی ہے:

﴿۴﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَکَتِ النِّسَآءُ عَلٰی رُقَيَّةَ ؓ فَجَعَلَ عُمَرُ ؓ يَنْهَاهُنَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَهْ يَاعُمَرُ الخ.(٦٢)

ترجمہ : حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رقیہ بنت محمد ؐ پر عورتوں نے رونا شروع کیا۔ حضرت عمران کو منع کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عمر رک جاؤ!

تشریح : ایسی ہی صورت زیارت قبور کی بھی ہے۔ عورتیں رقیق القلب ہوتی ہیں۔ اپنے مردہ عزیزوں کی یاد ان کے دلوں میں زیادہ گہری ہوتی ہے۔ ان کے جذبات کو بالکل پامال کر دینا شارع نے پسند نہ فرمایا۔ مگر یہ صاف کہہ دیا کہ عورتوں کا کثرت سے قبروں پر جانا ممنوع ہے۔

۲۳۳ ۔ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ.

”ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے بکثرت قبروں پر جانے والیوں کو ملعون ٹھہرایا ہے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نَا اَبُوْعَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ.(٦٣)

—— وَفِی الْبَابِ:عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ اَبُوْعِیْسٰی:وَھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَقَدْ رَای بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنَّ ھٰذَا کَانَ قَبْلَ اَنْ یُرَخِّصَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ۔ فَلَمَّا رَخَّصَ دَخَلَ فِیْ رُخْصَتِہٖ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ۔ وَقَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّمَا کُرِہَ زِیَارَۃَ الْقُبُوْرِ فِی النِّسَاءِ لِقِلَّۃِ صَبْرِھِنَّ وَکَثْرَۃِ جَزَعِھِنَّ۔

٢٣٤ ۔ حضرت عائشہؓ اپنے بھائی حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر کی قبر پر تشریف لے گئیں تو فرمایا وَاللّٰہِ لَوْشَھِدْتُّكَ مَازُرْتُكَ ”بخدا اگر میں تمہاری وفات کے وقت موجود ہوتی تو اب تمہاری قبر کی زیارت کو نہ آتی۔“

تخریج: حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ الْحُرَیْثِ، نَاعِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِی مُلَیْکَۃَ، قَالَ:تُوُفِّیَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اَبِیْ بَکْرٍ بِالْحُبْشِیِّ قَالَ: فَحُمِلَ اِلٰی مَکَّۃَ، فَدُفِنَ فِیْھَا، فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَۃُ اَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَتْ:

وَکُنَّا کَنَدْمَانَیْ جَزِیْمَۃِ حِقْبَۃً
مِنَ الدَّھْرِ حَتّٰی قِیْلَ لَنْ یَّتَصَدَّعَا

فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا کَاَنِّیْ وَمَالِکًا
لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَیْلَۃً مَعًا

ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰہِ! لَوْ حَضَرْتُکَ مَا دُفِنْتَ اِلَّاحَیْثُ مُتَّ. وَلَوْشَھِدْتُّکَ مَازُرْتُکَ.(٦٤)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن کا مقام حبش میں انتقال ہوگیا۔ انہیں وہاں سے مکہ میں لاکر دفن کیا گیا۔ حضرت عائشہؓ جب مکہ تشریف لائیں تو اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر پر بھی آئیں اور یہ دو شعر پڑھے:

ہم دونوں جذیمہ بادشاہ کے دو مصاحبوں کی طرح عرصہ دراز تک اکٹھے رہے کہ لوگ کہنے لگے کہ یہ دونوں تو کبھی بھی جدا نہ ہوں گے مگر جب میں اور مالک بچھڑ گئے تو باوجودیکہ ایک لمبا عرصہ ساتھ رہنے کے ایسا محسوس ہوا کہ ہم نے درحقیقت ایک رات بھی اکٹھے نہ گزاری۔

اس کے بعد فرمایا بخدا اگر میں تمہاری وفات کے وقت موجود ہوتی تو تمہیں وہیں دفن کیا جاتا جہاں تم نے وفات پائی اور اگر میں حاضر ہوتی تو اب تمہاری قبر کی زیارت کو نہ آتی۔

٢٣٥ ۔ اِتَّقِیْ اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ.

”اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔“

پس منظر: انس بن مالک کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک عورت کو قبر کے پاس بیٹھے روتے دیکھا تو اسے منع نہ فرمایا بلکہ صرف فرمادیا۔ ''اللہ سے ڈر اور صبر کر''

تخریج: ‹۱› حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ تَبْكِیْ عِنْدَ قَبْرٍ، فَقَالَ: اِتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ قَالَتْ: اِلَیْكَ عَنِّیْ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِیْبَتِیْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ. فَقِیْلَ لَهَا! اِنَّهُ النَّبِیُّ ﷺ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهٗ بَوَّابِیْنَ، فَقَالَتْ: لَمْ اَعْرِفْكَ، فَقَالَ: اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی.(٦٥)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ نبی ﷺ کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا دیکھا کہ قبر کے پاس بیٹھی رو رہی ہے آپ نے اسے تلقین فرمائی کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ وہ بولی اپنی راہ لو۔ تجھے اس مصیبت سے واسطہ نہیں پڑا جو مجھے پہنچی ہے اور نہ ہی تم اسے جانتے ہو۔ کسی نے اسے بتایا کہ وہ تو رسول اللہ ﷺ تھے، وہ آپ کے پاس پہنچی، اس نے دروازے پر کوئی دربان نہ پایا۔ حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو پہچان نہ سکی تھی آپ نے فرمایا صبر تو صدمہ کے شروع میں ہوتا ہے۔

مسلم میں ہے:

‹۲› اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰی عَلٰی امْرَأَةٍ تَبْكِیْ عَلٰی صَبِیٍّ لَهَاالخ.

تشریح: ان احکام پر غور کیجیے۔ نماز ایک مقدس عبادت ہے۔ مسجد ایک پاک مقام ہے۔ حج میں انسان انتہائی پاکیزہ خیالات کے ساتھ خدا کے دربار میں حاضر ہوتا ہے۔ جنازوں اور قبروں کی حاضری میں ہر شخص کے سامنے موت کا تصور ہوتا ہے۔ اور غم والم کے بادل چھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ سب مواقع ایسے ہیں جن میں صنفی جذبات یا تو بالکل مفقود ہوتے ہیں۔ یا رہتے بھی ہیں تو دوسرے پاکیزہ تر جذبات سے مغلوب ہو جاتے ہیں، مگر اس کے باوجود شارع نے ایسے اجتماعات میں بھی مردوں اور عورتوں کی سوسائٹی کا مخلوط ہونا پسند نہ کیا۔ مواقع کی پاکیزگی، مقاصد کی طہارت اور عورتوں کے جذبات کی رعایت ملحوظ رکھ کر انہیں گھر سے نکلنے کی اجازت تو دے دی بعض مواقع پر خود بھی ساتھ لے گئے۔ لیکن حجاب کی اتنی قیود لگا دیں کہ فتنے کے ادنیٰ احتمالات بھی باقی نہ رہیں۔ پھر حج کے سوا تمام دوسرے امور کے متعلق فرمادیا کہ ان میں عورتوں کا شریک نہ ہونا زیادہ بہتر ہے۔ (پردہ، باب ۱۳: زیارت...)

جنگ میں عورتوں کی شرکت

مسلمان جنگ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ عام مصیبت کا وقت ہے۔ حالات مطالبہ کر رہے ہیں کہ قوم کی پوری اجتماعی قوت دفاع میں صرف کر دی جائے۔ ایسی حالت میں اسلام قوم کی خواتین کو عام اجازت دیتا ہے کہ وہ جنگی خدمات میں حصہ لیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی اس کے پیش نظر رہے کہ جو ماں بننے کے لیے بنائی گئی ہے وہ سر کاٹنے اور خون بہانے کے لیے

نہیں بنائی گئی۔ اس کے ہاتھ میں تیر و خنجر دینا اس کی فطرت کو مسخ کرنا ہے۔ اس لیے وہ عورتوں کو اپنی جان اور آبرو کی حفاظت کے لیے تو ہتھیار اٹھانے کی اجازت دیتا ہے۔ مگر بالعموم عورتوں سے مصافی خدمات لینا، اور انہیں فوجوں میں بھرتی کرنا اس کی پالیسی سے خارج ہے۔ وہ جنگ میں ان سے صرف یہ خدمت لیتا ہے کہ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں، پیاسوں کو پانی پلائیں، سپاہیوں کے لیے کھانا پکائیں اور مجاہدین کے پیچھے کیمپ کی حفاظت کریں۔ ان کاموں کے لیے پردے کی حدود انتہائی حد تک کم کر دی گئیں، بلکہ ان خدمات کے لیے تھوڑی ترمیم کے ساتھ وہی لباس پہننا شرعاً جائز ہے جو آج کل عیسائی ننیں پہنتی ہیں۔

۲۳۶۔ تمام احادیث سے ثابت ہے کہ جنگ میں ازواج مطہرات اور خواتین اسلام آنحضرت ﷺ کے ساتھ جاتیں اور مجاہدین کو پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کی خدمات انجام دیتی تھیں۔ یہ طریقہ احکام حجاب نازل ہونے کے بعد بھی جاری رہا۔ (بخاری)

تخریج: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ، ثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهٖ، فَأَيَّتُهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ.(٦٦)

ترجمہ: یونس نے بتایا کہ میں نے زہری سے سنا ہے انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر، سعید بن المسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبداللہ ان چاروں حضرات نے حضرت عائشہ سے مروی حدیث تھوڑی تھوڑی بیان کی کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے مابین قرعہ ڈالتے، جس کے نام کا قرعہ نکل آتا اسی کو اپنے ساتھ لے جاتے (اسی دستور کے مطابق) ایک جہاد میں جانے کے بارے میں ہمارے درمیان قرعہ اندازی ہوئی تو اس میں میرا نام نکل آیا۔ لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئی (اور یہ واقعہ) پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔

۲۳۷۔ ترمذی میں ہے ام سلیم اور انصار کی چند دوسری خواتین اکثر لڑائیوں میں حضورؐ کے ساتھ گئیں ہیں۔ (ترمذی)

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى، قَالَ: أَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْ بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مَعَهٗ إِذَا غَزَا فَيَسْقِيْنَ الْمَآءَ وَيُدَاوِيْنَ الْجَرْحٰى.(٦٧)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ام سلیم اور انصار کی چند اور خواتین کو جہاد میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ جب جنگ جاری ہوتی تو وہ عورتیں مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کو دوا دارو دیتیں (فرسٹ ایڈ کا انتظام کرتیں)۔

۲۳۸۔ بخاری میں ہے کہ ایک عورت نے حضورؐ سے عرض کیا: میرے لیے دعا فرمائیے کہ میں بھی بحری جنگ میں جانے والوں کے ساتھ رہوں آپ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اجعَلْھَا مِنْھُمْ۔ (بخاری)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا مُعَاوِیَۃُ بْنُ عَمْرٍو، ثَنَا اَبُواِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِیِّ، قَالَ: سَمِعْتُ اَنَساً یَقُوْلُ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی بِنْتِ مِلْحَانَ فَاتَّکَأَ عِنْدَھَا ثُمَّ ضَحِکَ، فَقَالَتْ: لِمَ تَضْحَکُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ فَقَالَ: نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ یَرْکَبُوْنَ الْبَحْرَ الْاَخْضَرَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، مَثَلُھُمْ مَثَلُ الْمُلُوْکِ عَلَی الْاَسِرَّۃِ، فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ، قَالَ:اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا مِنْھُمْ، قَالَ:اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَلَسْتِ مِنَ الْاٰخِرِیْنَ. قَالَ:قَالَ اَنَسٌ:فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَۃَ بْنَ الصَّامِتِ، فَرَکِبَتِ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرَظَۃَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَکِبَتْ دَابَّتَھَا فَوَقَصَتْ بِھَا فَسَقَطَتْ عَنْھَا فَمَاتَتْ.(٦٨)

ترجمہ: عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس کو بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنت ملحان کے ہاں تشریف لے گئے اور وہاں تکیہ لگا کر سو گئے۔ پھر جب بیدار ہوئے تو مسکرائے۔ بنت ملحان نے پوچھا اے رسول خدا آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟ فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میری امت کے کچھ لوگ راہ خدا میں جہاد کرنے کے لیے دریا میں سوار ہوں گے ان کی حالت تخت نشین بادشاہوں کی ہوگی۔ بنت ملحان نے عرض کیا یارسول اللہ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمادے۔ آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! بنت ملحان کو ان لوگوں میں شامل فرمادے اور فرمایا کہ تم اے بنت ملحان پہلے لوگوں میں سے ہو، پچھلے لوگوں میں سے نہیں ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت انس نے بتایا کہ پھر بنت ملحان نے عبادہ بن صامت کے ساتھ نکاح کرلیا پھر وہ معاویہ کی اہلیہ بنت قرظہ کے ساتھ دریا میں سوار ہوئیں۔ جب واپسی پر اپنی سواری پر سوار ہونے لگیں تو وہ سواری بدکی اور یہ نیچے گر کر فوت ہوگئیں۔

۲۳۹۔ جنگ احد کے موقع پر جب مجاہدین اسلام کے پاؤں اکھڑ گئے تھے، حضرت عائشہ اور ام سلیم اپنی پیٹھ پر پانی کے مشکیزے لادلاد کر لاتی تھیں اور لڑنے والوں کو پانی پلاتی تھیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اس حال میں میں نے ان کو پائنچے اٹھائے دوڑ دوڑ کر آتے جاتے دیکھا ان کی پنڈلیوں کا نچلا حصہ کھلا ہوا تھا۔ (بخاری)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ، ثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ : لَمَّا کَانَ یَوْمُ اُحُدٍ انْھَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَلَقَدْ رَأَیْتُ عَائِشَۃَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ وَاُمَّ سُلَیْمٍ، وَاِنَّھُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ اَرٰی خَدَمَ سُوْقِھِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ، وَقَالَ غَیْرُہٗ: تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلٰی مُتُوْنِھِمَا ثُمَّ تُفْرِغَانِہٖ فِیْ اَفْوَاہِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَاٰنِھَا ثُمَّ تَجِیْاٰنِ، فَتُفْرِغَانِہٖ فِیْ اَفْوَاہِ الْقَوْمِ.(٦٩)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ احد کے دن جب لوگ نبی ﷺ کو تنہا چھوڑ کر الگ ہو گئے تو میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم کو دیکھا کہ یہ دونوں اپنے دامن سمیٹے ہوئے تھیں۔ ان کے پاؤں کی پازیبیں مجھے نظر آ رہی تھیں پانی سے بھرے مشکیزے اپنے کمروں پر اٹھا کر لاتی تھیں اور پیاسے مجاہدوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں پھر واپس جاتیں اور مشکیزے بھر کر لاتیں اور لوگوں (زخمی پیاسے مجاہدوں) کے منہ میں پانی ڈالتیں (پانی پلاتی تھیں)۔

۲۴۰۔ ایک دوسری خاتون ام سلیط کے متعلق حضرت عمرؓ نے خود رسول اللہ ﷺ کا قول نقل کیا ہے کہ ”جنگ احد میں دائیں اور بائیں جدھر دیکھتا تھا، ام سلیط میری حفاظت کے لیے جان لڑاتی ہوئی نظر آتی تھیں۔“

۲۴۱۔ اسی جنگ میں ربیع بنت معوذ اور ان کے ساتھ خواتین کی ایک جماعت زخمیوں کی مرہم پٹی میں مشغول تھی۔ اور یہی عورتیں مجروحین کو اٹھا اٹھا کر مدینہ لے جا رہی تھیں۔ (بخاری)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ، قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَسْقِى الْقَوْمَ، وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْجَرْحٰى وَالْقَتْلٰى اِلَى الْمَدِيْنَةِ.(۷۰)

ترجمہ: حضرت ربیع بنت معوذ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد میں شرکت کرتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی اور ان کی خدمت انجام دیتی تھیں زخمی مجاہدوں اور قتل ہو کر شہید ہونے والوں کو مدینہ واپس لوٹاتی تھیں۔

رُبَیّع بنت معوذ سے مروی روایت میں ہے:

﴿۲﴾ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَسْقِى الْمَآءَ وَنُدَاوِى الْجَرْحٰى وَنَرُدُّ الْجَرْحٰى.(۷۱)

ترجمہ: ہم نبی ﷺ کی معیت میں جہاد میں شریک ہوتی تھیں، پانی پلاتی تھیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں، زخمیوں اور مقتولوں کو مدینہ پہنچاتی تھیں۔

۲۴۲۔ جنگ حنین میں ام سلیم ایک خنجر ہاتھ میں لیے پھر رہی تھیں۔ حضورؐ نے پوچھا یہ کس کے لیے ہے؟ کہنے لگیں اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ (مسلم)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ، قَالَ: نَايَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: اَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ اتَّخَذَتْ يَوْمَ حُنَيْنٍ خَنْجَراً فَكَانَ مَعَهَا، فَرَاٰهَا اَبُوْطَلْحَةَ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهِ اُمُّ سُلَيْمٍ مَعَهَا خَنْجَرٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَاهٰذَا الْخَنْجَرُ؟ قَالَتْ: اتَّخَذْتُهُ اِنْ دَنَا مِنِّىْ اَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، بَقَرْتُ بِهٖ بَطْنَهٗ. فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ، قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اُقْتُلْ مَنْ بَعْدَنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ انْهَزَمُوْا بِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا اُمَّ سُلَيْمٍ! اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ كَفٰى وَاَحْسَنَ.(۷۲)

ترجمہ : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ام سلیم (والدہ انس) نے حنین کے روز ایک خنجر لیا تھا وہ ان کے پاس موجود تھا۔ ابوطلحہ نے ام سلیم کو دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ یہ ام سلیم ہے، اس کے پاس ایک خنجر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ام سلیم سے پوچھا، یہ خنجر کیسا ہے؟ ام سلیم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر کوئی مشرک میرے پاس آئے گا تو میں اس خنجر سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ پھر ام سلیم نے کہا اے رسول خدا طلقاء میں سے جو ہمارے بعد ایمان لائے ہیں ان سب کو قتل کرا دیں۔ وہ تو شکست خوردگی کی وجہ سے مسلمان ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام سلیم ان کے لیے اللہ کافی ہو گیا ہے اور اس نے اچھا کیا ہے۔

۲۴۳۔ ام عطیہ سات لڑائیوں میں شریک ہوئیں۔ کیمپ کی حفاظت، سپاہیوں کے لیے کھانا پکانا، زخمیوں اور بیماروں کی تیمارداری کرنا ان کے سپرد تھا۔ (ابن ماجہ)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، قَالَ: نَا عَبْدُالرَّحِيْمِ ابْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَخْلُفُهُمْ فِیْ رِجَالِهِمْ فَاَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَاُدَاوِی الْجَرْحٰی وَاَقُوْمُ عَلَی الْمَرْضٰی.(۷۳)

ترجمہ : حضرت ام عطیہ انصاریہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں سات غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہی ہوں۔ ان کی قیام گاہوں میں ان کے پیچھے رہتی تھی۔ ان کے لیے کھانا تیار کرتی اور زخمیوں کو دوا دارو دیتی اور مریضوں کی دیکھ بھال کرتی تھی۔

۲۴۴۔ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ جو خواتین اس قسم کی جنگی خدمات انجام دیتی تھیں ان کو اموال غنیمت میں سے انعام دیا جاتا تھا۔ (مسلم)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، قَالَ: نَا سُلَيْمَانُ يَعْنِیْ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هُرْمُزَ اَنَّ نَجْدَةَ كَتَبَ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْئَالُهُ عَنْ خَمْسِ خِلَالٍ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوْلَا اَنْ اَكْتُمَ عِلْمًا مَاكَتَبْتُ اِلَيْهِ، كَتَبَ اِلَيْهِ نَجْدَةُ اَمَّا بَعْدُ! فَاَخْبِرْنِیْ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْبِالنِّسَآءِ، وَهَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ، وَهَلْ كَانَ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ، وَمَتٰی يَنْقَضِیْ يُتْمُ الْيَتِيْمِ؟ وَعَنِ الْخُمُسِ لِمَنْ هُوَ؟ فَكَتَبَ اِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، كَتَبْتَ تَسْاَلُنِیْ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْ بِالنِّسَآءِ؟وَقَدْكَانَ يَغْزُوْبِهِنَّ فَيُدَاوِيْنَ الْجَرْحٰی وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ وَاَمَّابِسَهْمٍ فَلَمْ يُضْرَبْ لَهُنَّ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ فَلَاتَقْتُلِ الصِّبْيَانَ،وَكَتَبْتَ تَسْاَلُنِیْ مَتٰی يَنْقَضِی

يُتْمُ الْيَتِيمِ، فَلَعَمْرِىْ اِنَّ الرَّجُلَ لَتَنْبُتُ لِحْيَتُهُ وَاِنَّهُ لَضَعِيفُ الْاَخْذِ لِنَفْسِهِ ضَعِيفُ الْعَطَاءِ مِنْهَا، فَاِذَا اَخَذَ لِنَفْسِهِ مِنْ صَالِحِ مَايَاْخُذُ النَّاسُ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ الْيُتْمُ، وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِىْ عَنِ الْخُمْسِ لِمَنْ هُوَ وَاِنَّا نَقُوْلُ هُوَ لَنَا فَاَبٰى عَلَيْنَا قَوْمُنَا ذَاكَ.(۷٤)

ترجمہ : یزید بن ہرمز سے روایت ہے کہ نجدہ نے ابن عباس کی جانب تحریر کیا (نجدہ حروری خارجیوں کا سردار) اس مکتوب میں اس نے پانچ باتیں دریافت کیں۔ عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ اگر علم کو چھپانے کی سزا نہ ہوتی تو میں اسے جواب نہ دیتا۔ نجدہ نے اپنی تحریر میں یہ لکھا تھا کہ حمد وصلوٰۃ کے بعد آپ یہ بتائیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ جہاد میں عورتوں کو ساتھ لے جاتے تھے اور ان کو کوئی حصہ بھی دیتے تھے (مال غنیمت میں سے) اور کیا آپ بچوں کو بھی قتل کرتے تھے اور یتیم کا دور یتیمی کس عمر میں ختم ہوتا ہے اور خمس کس کا ہے؟ حضرت ابن عباسؓ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جہاد میں خواتین کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ عورتوں کو اپنے ساتھ رکھتے تھے، وہ زخمیوں کی دوا دارو کرتی تھیں ان کو بطور انعام کچھ مال غنیمت میں سے دے دیا جاتا تھا، باقاعدہ حصہ نہیں دیا جاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا تم بھی بچوں کو قتل مت کرو۔ اور تو نے لکھتے ہوئے دریافت کیا ہے کہ یتیم کا دور یتیمی کب ختم ہوتا ہے۔ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے مجھے عمر عطا فرمائی ہے بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ باریش ہو جانے کے باوجود لین دین کا شعور نہیں رکھتے۔ پس جب وہ اپنے لیے اچھی چیز لینے لگے جیسا کہ لوگ لیتے ہیں تو اس کا دور یتیمی جاتا رہا۔ نیز تو نے اپنی تحریر میں خمس کے بارے میں پوچھا ہے کہ یہ کس کا حق ہے۔ تو ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خمس ہمارا حق ہے مگر ہماری قوم نے اس سے انکار کیا۔

تشریح : اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی پردہ کی نوعیت کسی جاہلی رسم کی سی نہیں ہے، جس میں مصالح اور ضروریات کے لحاظ سے کمی بیشی نہ ہوسکتی ہو۔ جہاں حقیقی ضروریات پیش آجائیں وہاں اس کے حدود کم بھی ہوسکتے ہیں۔ نہ صرف چہرہ اور ہاتھ کھولے جاسکتے ہیں، بلکہ جن اعضاء کو سترِ عورت میں داخل کیا گیا ہے ان کے بھی بعض حصے اگر حسبِ ضرورت کھل جائیں تو مضائقہ نہیں لیکن جب ضرورت رفع ہو جائے تو حجاب کو پھر انہی حدود پر قائم ہو جانا چاہیے، جو عام حالات کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔ جس طرح پردہ جاہلی پردہ نہیں ہے، اسی طرح اس کی تخفیف بھی جاہلی آزادی کے مانند نہیں۔ مسلمان عورت کا حال یورپین عورت کی طرح نہیں ہے کہ جب وہ ضروریات جنگ کے لیے اپنی حدود سے باہر نکلی، تو اس نے جنگ ختم ہونے کے بعد اپنی حدود میں واپس جانے سے انکار کر دیا۔ (پردہ، باب ۱۳: جنگ...)

ماٰخذ

(۱) ابوداؤد ج۱باب الجمعة للمملوك والمرأة۔☆سنن دارقطنی ج۲۔کتاب الجمعة، باب من تجب علیه الجمعة۔ ☆دارقطنی نے الجمعة واجبة فی جماعة الاعلی اربع: عبد مملوك، اوصبی، اومریض، او امرأة نقل کیاھے۔ ☆المستدرك للحاکم ج۱کتاب الجمعة باب من تجب علیه الجمعة۔ عن ابی موسی اشعری۔ ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین فقد اتفقا جمیعاً علی الاحتجاج هریم بن سفیان ولم یخرجاه۔

(۲) بخاری ج۱۔کتاب الجنائز، باب اتباع النساءِ الجنازة۔ ج۲۔کتاب الاعتصام،باب قول النبی ﷺ لاتسئلوا اهل الکتاب عن شیء۔☆ مسلم ج۱۔ کتاب الجنائز، باب فی نهی النساء عن اتباع الجنائز من غیر عزیمة۔ مسلم نے کنا ننهی بیان کیاھے۔☆ ابوداؤد ج۳۔کتاب الجنائز، باب اتباع النساء الجنائز۔☆ابن ماجه کتاب الجنائز، باب ماجاء فی اتباع النساء الجنائز۔☆مسند احمد ج٦۔ ص٤٠٨۔

(۳) مسلم ج۱کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج اوغیره۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۷۔ کتاب النکاح باب لایخلو رجل بامرأة اجنبیة عن ابن عباس۔☆السنن ج٥ کتاب الحج، باب الاختیار لولیها ان یخرج معها۔

(٤) بخاری ج۱کتاب التقصیر باب فی کم یقصر۔

(٥) بخاری ج۱کتاب التقصیر، باب فی کم یقصر۔☆ مسلم ج۱کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغیره۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب المناسك، باب فی المرأة تحج بغیر محرم۔☆السنن الکبریٰ ج٥۔ص٢٢٧۔

(٦) مسلم ج۱کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغیره۔☆ ابوداؤد ج۲کتاب المناسك، باب فی المرأة تحج بغیر محرم۔☆السنن الکبریٰ ج۷کتاب النکاح، باب الرجل یخلو بذات محرمه یسافر بها۔☆ ترمذی ابواب الرضاع، باب ماجاء فی کراهیة ان تسافر المرأة وحدها۔ وفی الباب عن ابی هریرة، وابن عباس، وابن عمر۔ هذا حدیث حسن صحیح۔

(۷) بخاری ج۱ابواب العمرة باب حج النساء کتاب الصوم باب صوم یوم النحر۔☆مسلم ج۱ کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغیره۔

(۸) بخاری ج۱۔کتاب التقصیر باب فی کم یقصر۔مسلم ج۱کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الی حج وغیره۔ عن ابی هریرة وعبد الله بن عمر۔☆ ابوداؤد ج۲کتاب المناسك (الحج) باب فی المرأة تحج بغیر محرم۔ ☆ترمذی ج۱ابواب الرضاع باب ماجاء فی کراهیة ان تسافر المرأة وحدها۔ ☆ابن ماجه کتاب المناسك۔ باب المرأة تحج بغیر ولی۔ ☆مؤطا امام مالك باب الاستیذان کے تحت ماجاء فی الوِحدة فی السفر للرجال والنساء۔

☆احکام القرآن للجصاص ج۳ص۳۱۸۔ اس نے لاتحل سے آغاز کیا، ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۵۔کتاب الحج، باب المرأة تنھی عن کل سفر لایلزمھا بغیر محرم۔

(۹) ابن ماجه کتاب المناسك باب المرأة تحج بغیر ولی۔☆سنن دارمی کتاب الاستیذان باب ٤٦۔ لاتسافر المرأة الا ومعھا ذومحرم۔ عن ابی سعید خدری اس نے فصاعدا والی روایت بیان کی ھے۔☆مجمع الزوائد ج۳۔ص۲۱۳ پر عبدالله بن عمرو سے منقول روایت میں ھے وَلَاتُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّامَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ مَسِیْرَةَ ثَلَاثٍ الخ۔

(۱۰) مجمع الزوائد ج۳ ص ۲۱٤ عن عدی بن حاتم مسند احمد ج۱۔ ص۲۲۲۔ ص۳٤٦۔ ج۲۔ ص۱۳۔ ۱۹، ۱۸۲، ۲۳٦، ۲۵۱،۳۰٤۔ ۳٤۷، ٤۲۳۔٤۳۷۔ ٤٤۵، ٤۹۳، ج۳ص۳٤،۷، ٤۵،۵۲،۵۳،۵٤،٦۲،٦٤،٦٦، ۷۱، ۷۷۔

(۱۱) دارقطنی ج۲حدیث ۳۲ جابر جعفی راوی ضعیف ھے۔

(۱۲) ذیلی حاشیه حواله مذکوره بالا۔

(۱۳) مسلم ج۱کتاب الحج، باب سفرة المرأة مع محرم الی حج وغیرہ۔ ☆ابوداؤد ج۲کتاب المناسك (الحج) باب فی المرأة تحج بغیر محرم۔☆ السنن الکبریٰ ج۵۔ کتاب الحج، باب المرأة تنھی عن کل سفر الایلزمھا بغیر محرم۔

(۱٤) بخاری ج۲۔کتاب النکاح، باب خروج النساء لحوائجھن۔

(۱۵) بخاری ج۱کتاب الوضوء، باب خروج النساء الی البراز۔کنزالعمال ج۱٦۔ حدیث نمبر ٤۵۱٤۹۔ عن عائشة۔

(۱٦) ترمذی ج۱ ابواب الرضاع باب ماجاء فی کراھیة خروج النساء فی الزینة۔☆ابنِ کثیر ج۳۔ تفسیر سوره نور۔ ☆کنز العمال ج۱٦حدیث نمبر٤۵۰٤۱ عن میمونة بنت سعد۔☆البدایة والنھایة ج۵ ص ۳۳۰ اور ابویعلی موصلی بحواله البدایة والنھایة ج۵ص ۳۳۰۔☆البدایة والنھایة نے الرافلة فی الزینة فی غیر اھلھا کالظلمة یوم القیامة لانورلھا نقل کیاھے۔

(۱۷) مسند احمد ج٦۔ ص۳۷۱۔ عن ام حمید۔☆مجمع الزوائد ج۲کتاب الصلاة باب خروج النساء الی المساجد وغیر ذلك وصلاتھن۔ عن ام حمید۔

(۱۸) ابوداؤد ج۱کتاب الصلاة باب امامة النساء۔☆السنن الکبریٰ ج۳کتاب الصلاة، باب اثبات امامة المرأة۔ عن ام ورقه۔

(۱۹) المستدرك للحاکم ج۱کتاب الصلاة۔ باب امامة المرأة النساء فی الفرائض۔ ☆السنن الکبریٰ ج۱ص٤۰٦۔ ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۳۔کتاب الصلاة باب اثبات امامة المرأة۔ عن ام ورقة۔ ☆السنن ج۱کتاب الصلاة، باب اذان المرأة واقامتھا لنفسھا وصواحباتھا۔

(۲۰) سنن دارقطنی ج۱کتاب الصلاة باب صلاة النساء جماعة وموقف امامھن۔

(۲۱) سنن دارقطنی ج۱ص٤۰۳۔☆السنن الکبری للبیھقی ج۳۔کتاب الصلاة باب المرأة تؤم النساء فتقوم وسطھن۔

(۲۲) مصنف ابن ابی شیبة۔ ج۲۔کتاب الصلوات باب المرأة تؤم النساء۔☆المصنف لعبدالرزاق ج۳کتاب الصلاة باب المرأة تؤم النساء۔☆مصنف لعبد الرزاق نے ص ۱٤۰ پر حجیرة بنت حصین سے قالت: اَمَّتْنَا اُمُّ سَلَمَةَ فی صَلَاةِ العصر قامت بیننا بھی روایت کیاھے۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۳۔ص۱۳۱۔

(۲۳) ابوداؤد ج۱کتاب الصلاة، باب ماجاء فی خروج النساء الی المساجد۔☆السنن الکبریٰ ج۳کتاب الصلاة، باب

خیر مساجد النساء قعر بیوتھن۔ عن عبد اللہ۔☆ المستدرك للحاكم ج١ كتاب الصلاة، باب خير مساجد النساء قعر بيوتهن۔ عن عبداللہ۔

(٢٤) مسلم ج١ كتاب الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد۔

(٢٥) بخاری ج١ كتاب الاذان، باب استيذان المرأة زوجها بالخروج الى المساجد۔

(٢٦) ابوداؤد ج١ كتاب الصلوٰة باب ماجاء فی خروج النساء الى المساجد۔

(٢٧) ترمذی ابواب السفر باب فی خروج النساء الى المساجد۔☆ابوداؤد ج١ كتاب الصلاة باب ماجاء فی خروج النساء۔

(٢٨) بخاری ج١ كتاب الاذان باب خروج النساء الى المساجد بالليل والغَلس۔☆مسلم ج١ كتاب الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة لاتخرج مطيبة۔

(٢٩) بخاری ج١ كتاب الاذان، باب خروج النساء الى المساجد بالليل والغلس۔☆مسلم ج١ كتاب الصلاة، باب استحباب التبكير بالصبح فی اول وقتها وهو التغليس : عن عائشة۔☆ابوداؤد ج١ كتاب الصلاة، باب ماجاء فی وقت الصبح عن عائشةؓ۔☆ترمذی ج١ابواب الصلاة، باب ماجاء فی التغليس بالفجر۔ حديث عائشة حديث حسن صحيح۔☆ نسائی ج١ كتاب المواقيت، باب التغليس فی الحضر۔☆السنن الكبرىٰ للبيهقی ج١ كتاب الصلاة باب تعجيل صلاة الصبح۔☆مؤطا امام مالك ج١ وقوت الصلاة۔ عن عائشةؓ۔

(٣٠) بخاری ج١ كتاب الاذان، باب سرعة انصراف النساء من الصبح وقلّة مقامهن فی المسجد۔☆السنن الكبرىٰ للبيهقی ج١ كتاب الصلاة باب تعجيل صلاة الصبح۔

(٣١) بخاری ج١، كتاب المواقيت، باب وقت الفجر☆مسلم ج١ كتاب الصلاة، باب استحباب التبكير بالصبح فی اول وقتها وهو التغليس۔☆نسائی ج١ كتاب المواقيت، باب التغليس فی الحضر۔☆ابن ماجه كتاب الصلاة باب وقت صلاة الفجر۔ ☆السنن الكبرىٰ ج١ ۔ كتاب الصلاة، باب تعجيل صلاة الصبح۔ عن عائشةؓ۔

(٣٢) المصنف لعبد الرزاق ج١ ۔ كتاب الصلاة باب وقت الصبح۔

(٣٣) سنن دارمی ج١ ۔ كتاب الصلاة، باب التغليس فی الفجر۔

(٣٤) ابن ماجه كتاب الفتن، باب فتنة النساء۔

(٣٥) نسائی ج٨ كتاب الزينة، النهی للمرأة ان تشهد الصلاة اذا اصابت من البخور۔☆مؤطا امام مالك ماجاء فی خروج النساء الى المساجد۔ عن بسر بن سعيد۔

(٣٦) مسلم ج١ ۔كتاب الصلاة، باب امر النساء المصليات وراء الرجال۔☆ابوداؤد ج١ ۔ كتاب الصلاة، باب صف النساء كراهية التاخر عن الصف الاول۔☆ترمذی ج١ ۔ابواب الصلاة باب ماجاء فی فضل الصف الاول۔ عن ابی هريرة۔ حديث ابی هريرة حسن صحيح۔وفی الباب عن جابر، وابن عباس، وابی سعيد، وأُبّی، وعائشة والعرباض بن سارية وانس۔☆نسائی ج٢ ۔كتاب الامامة۔ باب ذكر خيرصفوف النساء وشر صفوف الرجال، عن ابی هريرة۔ ☆ابن ماجه كتاب اقامة الصلوة والسنة فيها باب صفوف النساء حديث نمبر ١٠٠٠ ۔☆مسند احمد ج٣۔ ص٣ ۔عن ابی سعيد خدری۔☆سنن دارمی ج١ ۔☆كتاب الصلاة، باب ای صفوف النساء افضل۔☆ ابن ماجہ نے خير صفوف النساء آخرها سے روایت شروع کی ھے۔ ☆السنن الكبرىٰ للبيهقی ج٣ ۔كتاب الصلاة باب الرجل

یاتمون بالرجل ومعھم صبیان ونساء عن ابی ھریرةؓ۔☆ مجمع الزوائد ج۲۔کتاب الصلاۃ، باب منہ فی تعدیل الصفوف، وصفوف الرجال والنساء۔ ☆مجمع الزوائد نے اس روایت کو ابوسعید خدری، ابن عباس، انس عمر بن الخطاب اور ابوامامۃ سے نقل کیا ھے۔

(۳۷) بخاری ج۱کتاب الاذان، باب وضوء الصبیان ومتٰی یحب علیہ الغسل۔☆مسلم ج۱۔کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ والصلاۃ علی حصیر۔☆ ابوداؤد ج۱،کتاب الصلاۃ، باب اذا کانوا ثلاثۃ کیف یقومون، عن انس بن مالك۔☆ترمذی ج۱، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی الرجل یصلی ومعہ رجال ونساء، عن انس۔☆ نسائی ج۲۔کتاب الامامۃ، باب اذا کانوا ثلاثۃ وامرأۃ۔ ☆ابوداود، ترمذی اور نسائی اور دارمی نے آخر میں ثم انصرف بھی نقل کیاھے۔ ☆مؤطا امام مالك ج۱۔ باب جامع سبحۃ الضحٰی، عن انس بن مالك۔ ☆سنن دارمی ج۱۔ کتاب الصلاۃ، باب فی صلاۃ الرجل خلف الصف وحدہ، عن انس بن مالك۔

(۳۸) بخاری ج۱کتاب الاذان، باب المرأۃ وحدھا تکون صفًا۔☆ مسلم ج۱۔کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ۔

(۳۹) نسائی ج۲۔کتاب الامامۃ، باب موقف الامام اذا کان معہ صبی وامرأۃ۔

(٤۰) نسائی ج۲۔کتاب الامامۃ، باب موقف الامام اذا کان معہ صبی وامرأۃ۔

(٤۱) ابوداوٗد ج۱۔کتاب الصلاۃ، باب (فی) اعتزال النساء فی المساجد عن الرجال۔☆ابوداوٗد ج۱کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی خروج النسآء الی المسجد کے تحت باب التشدید فی ذلك۔

(٤۲) ابوداوٗد ج۱۔ص۱۲٦۔

(٤۳) مسلم ج۱۔کتاب الصلاۃ، باب خروج النساء الی المساجد اذا لم یترتب علیہ فتنۃ وانھا لاتخرج مطیبۃ۔☆مؤطا امام مالك ج۱ باب خروج النساء الی المساجد۔☆السنن الکبرٰی للبیھقی ج۳۔کتاب الصلاۃ باب المرأۃ تشھد المسجد للصلاۃ لاتمس طیبا۔

(٤٤) مسلم ج۱۔ کتاب الصلاۃ، باب خروج النساء الی المساجد۔☆ نسائی ج۸۔کتاب الزینۃ۔ النھی للمرأۃ ان تشھد الصلاۃ اذا اصابت من البخور۔☆ ابوداؤد ج٤۔کتاب الترجل، باب ماجاء فی المرأۃ تتطیب للخروج۔ ابوداؤد میں فَلَا تَشْھَدَنَّ ھے۔☆ السنن الکبرٰی للبیھقی ج۳۔کتاب الصلاۃ باب المرأۃ تشھد المسجد للصلاۃ لاتمس طیبا۔

(٤٥) ترمذی ج۲ابواب الآداب باب ماجاء فی کراھیۃ خروج المرأۃ متعطرۃ۔☆ابوداؤد ج٤۔کتاب الترجِل، باب ماجاء فی المرأۃ تتطیب للخروج۔ عن ابی موسیٰ۔☆کنزالعمال ج۱٦حدیث نمبر٤٥۰۱۷۔☆ ابوداؤد میں اِذَا اسۡتَعۡطَرَتِ الۡمَرۡأَۃُ فَمَرَّتۡ عَلَی الۡقَوۡمِ لِیَجِدُوۡا رِیۡحَھَا فَھِیَ کَذَا وَکَذَا قَالَ قَوۡلاً شَدِیۡدًا ھے۔☆ نسائی ج۸۔کتاب الزینۃ، باب مایکرہ للنساء من الطیب۔☆ کنز العمال ج۱٦ح۱۰٤٥۰۔

(٤٦) ترمذی ابواب الآداب، باب ماجاء فی طیب الرجال والنساء۔☆ابوداؤد ج۲۔کتاب النکاح، باب مایکرہ من ذکر الرجل مایکون من اصابتہ اھلہ۔☆نسائی ج۔۸ کتاب الزینۃ، باب الفصل بین طیب الرجال وطیب النساء۔☆مسند احمد ج۲۔ص٥٤۱۔عن ابی ھریرۃ۔☆کنزالعمال ج۱٦۔ح٤٤٨٧٩ اور حدیث نمبر۱۷۳۳۷۔

(٤۷) ترمذی ج۱ ابواب العیدین، باب فی خروج النساء الی العیدین۔☆بخاری ج۱۔کتاب العیدین، باب خروج النساء

والحیض الی المصلّی۔☆ بخاری ج ۱۔کتاب المناسک، باب تقضی الحائض المناسک کلها الاالطواف۔دونوں مقام پر امرنا رسول الله ﷺ ھے۔ ☆مسلم ج۱کتاب العیدین فصل فی اخراج العواتق وذوات الخدور۔☆ ابوداؤد ج۱۔کتاب الصلاة، باب خروج النساء فی العید۔ اس میں بھی امرنا ھے۔☆نسائی ج۱۔کتاب الحیض والاستحاضة باب شهود الحیض العیدین ودعوة المسلمین۔ عن ام عطیة اور کتاب العیدین ج۳۔ خروج العواتق وذوات الخدور فی العیدین۔☆ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها، باب ماجاء فی خروج النساء فی العیدین۔ عن ام عطیة۔

(۴۸) السنن الکبری للبیهقی ج۳۔کتاب صلاة العیدین باب خروج النساء الی العید، عن ام عطیة۔☆مجمع الزوائد ج۲۔ ابواب العیدین کے تحت باب الخروج الی العید کے تحت اسی مفهوم کی روایت حضرت عائشةؓ سے نقل کی ھے۔☆مسند احمد ج۵۔ص ۸٤۔ عن ام عطیة۔☆سنن دارمی ج ۱۔کتاب الصلاة باب خروج النساء فی العیدین۔ ☆مصنف ابن ابی شیبة ج۲۔کتاب الصلوات باب من رخص فی خروج النساء الی العیدین کے تحت اسی مفهوم کی حدیث عن ام عطیة نقل کی ھے۔☆المصنف لعبدالرزاق ج۳۔کتاب العیدین، باب خروج النساء فی الصلاة۔ عن ام عطیة۔

(۴۹) ابن ماجه کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها باب ماجاء فی خروج النساء فی العیدین۔☆مصنف ابنِ ابی شیبة ج۲۔کتاب الصلوات باب من رخص فی خروج النساء الی العیدین۔

(۵۰) بخاری ج۱ابواب العمرة، باب حج النساء۔

(۵۱) ابوداؤد ج۲۔کتاب المناسک، باب فی المحرمة تغطی وجهها۔☆مسند احمدج٦۔ص ۳۰ عن عائشةؓ۔ مسند میں اسدلت ھے۔

(۵۲) ابن ماجه کتاب المناسک، باب المحرمة تسدل الثوب علی وجهها۔سنن دارقطنی ج۲۔کتاب الحج۔ حدیث نمبر٢٦٢۔عن عائشة ابن ماجه والی روایت ھے۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۵۔کتاب الحج، باب المحرمة تلبس الثوب من علو فیستر وجهها وتجافی عنه عن عائشة۔

(۵۳) ابوداؤد ج۲۔کتاب المناسک باب مایلبس المحرم۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج۵۔کتاب الحج، باب المرأة لاتنتقب فی احرامها ولاتلبس القفازین۔

(۵٤) مؤطا امام مالك ج۱۔کتاب الحج، باب تخمیر المحرم وجهه۔☆فتح الباری ج۳۔کتاب الحج باب مایلبس المحرم عن الثیاب والاردیة والازر۔

(۵۵) فتح الباری ج۳۔کتاب الحج باب مایلبس المحرم من الثیاب والاردیة والازُرِ۔

(۵٦) بخاری ج۱کتاب المناسك باب طواف النساء مع الرجال۔☆المصنف لعبد الرزاق ج۵۔ باب طواف الرجال والنساء معاً۔ اس میں أبعد الحجاب ھے۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۵۔کتاب الحج، باب طواف النساء مع الرجال۔

(۵۷) فتح الباری ج۳ کتاب الحج باب طواف۔

(۵۸) مؤطا امام مالك کتاب الحج باب تقدیم النساء والصبیان۔

(۵۹) بخاری ج۱کتاب الجنائز، باب اتباع النساء الجنازة اورکتاب الاعتصام ج۲باب نهی النبی ﷺ علی التحریم الا

ماتعرف اباحته۔☆مسلم ج ۱ ۔کتاب الجنائز، باب فی نهی النساء عن اتباع الجنائز من غیر عزیمة۔☆ ابوداؤد ج۳۔ کتاب الجنائز، باب اتباع النساء الجنائز۔ عن ام عطیة۔☆ابن ماجه کتاب الجنائز، باب ۵۰ باب ماجاء فی النهی عن زیارة القبور۔☆مسند احمد ج۶ص۴۰۸ عن ام عطیة۔ ☆بخاری ج۱کتاب الحیض باب الطیب للمرأة عند غسلها من المحیض۔عن ام عطیة۔☆مسلم ج ۱ ۔کتاب الجنائز، باب فی نهی النساء عن اتباع الجنائز من غیرعزیمة۔ نهینا کی جگه ننهٰی عن اتباع بهی نقل کیاهے۔☆ السنن الکبریٰ ج۴ ۔ کتاب الجنائز، باب ماورد فی نهی النساء عن اتباع الجنائز۔ عن ام عطیة۔ ☆مصنف ابنِ ابی شیبة ج۳۔کتاب الجنائز، باب فی خروج النساء مع الجنازة من کرهه۔ عن ام عطیة۔☆المصنف لعبدالرزاق ج۳۔کتاب الجنائز باب منع النساء اتباع الجنائز۔ عن ام عطیة۔

(۶۰) ابن ماجه کتاب الجنائز، باب ۵۳، باب ماجاء فی البکاء علی المیت۔☆نسائی ج۴کتاب الجنائز، باب الرخصة فی البکاء علی المیت۔ عن ابی هریرةؓ۔

(۶۱) مؤطا امام مالك ج ۱ ۔کتاب الجنائز النهی عن البکاء علی المیت۔☆نسائی ج۶ ۔کتاب الجهاد باب من خان غازیا فی اهله۔ عن جابر۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۴ ۔کتاب الجنائز، باب سیاق اخبار تدل علی جواز البکاء بعد الموت۔ عن ابی هریرة۔ اس روایت میں فزبرهن عمر وانتهرهن هے اور والعهد حدیث هے۔☆ المستدرك للحاکم ج ۱ ۔کتاب الجنائز رخصة البکاء قبل الموت۔☆المستدرك حاکم ج۱ص ۳۸۱۔

(۶۲) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۴ ۔ص ۷۰ ۔☆مصنف ابن ابی شیبة ج۳۔کتاب الجنائز باب من رخص ان تکون المرأة مع الجنازة والصیاح لایری به بأسًا۔

(۶۳) ترمذی ج ۱ ۔ ابواب الجنائز باب ماجاء فی کراهیة زیارة القبور للنساء۔☆ابن ماجه کتاب الجنائز، باب ۵۰، ماجاء فی النهی عن زیارة النساء القبور۔ عن حسان بن ثابت، عن ابن عباس اور عن ابی هریرة۔☆مسند احمد ج۲۔ص۳۳۷۔ ج۳۔ص۴۴۳۔☆ابوداؤد ج۳۔کتاب الجنائز، باب فی زیارة النساء القبور۔ عن ابن عباس۔ ابوداؤد میں لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور هے۔ الخ۔ ☆السنن الکبری للبیهقی ج۴ ۔کتاب الجنائز، باب ماورد فی نهیهن عن زیارة القبور اس میں حسان بن ثابت، ابوهریرة اور ابن عباس تینوں سے مروی روایات مذکور هیں۔☆ المستدرك للحاکم ج ۱ ۔کتاب الجنائز عن ابن عباس۔

(۶۴) ترمذی،ج۱ ۔ ابواب الجنائز باب ماجاء فی الرخصة فی زیارة القبور للنساء۔☆مجمع الزوائد ج۳۔کتاب الجنائز باب زیارة القبور عن ابن ابی ملیکة مجمع الزوائد میں‌بهی کنا کندمانی هے۔

(۶۵) بخاری،ج ۱ ۔کتاب الجنائز، باب زیارة القبور۔☆مسلم ج ۱ ۔کتاب الجنائز، باب الصبر عند الصدمة الاولی۔

(۶۶) بخاری ج ۱ ۔کتاب الجهاد، باب حمل الرجل امرأته فی الغزو دون بعض نسائه۔☆سنن دارمی ج ۲ ۔کتاب الجهاد، باب فی خروج النبی ﷺ مع بعض نسائه فی الغزو۔ عن عائشةؓ۔

(۶۷) مسلم ج۲۔کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة النساء مع الرجال۔☆ابوداؤد ج۳۔کتاب الجهاد، باب فی النساء یغزون۔ عن انس۔☆ترمذی ج ۱ ۔ ابواب السیر باب ماجاء فی خروج النساء فی الحرب۔ عن انس۔ هذا حدیث حسن صحیح۔☆ السنن الکبری ج۹ ۔کتاب السیر باب شهود من لافرض علیه القتال۔ عن انس۔☆مجمع الزوائد ج۵ ۔ کتاب الجهاد، باب خروج النساء فی الغزو۔☆ المصنف لعبد الرزاق، ج۵۔کتاب الجهاد باب جهاد النساء

والقتل والفتك۔ الفاظ مختصر۔

(٦٨) بخاری ج١۔ کتاب الجهاد، باب جهاد النساء اور باب رکوب البحر۔☆مسلم ج٢۔ کتاب الامارة باب فضل الغزو فی البحر۔☆ابوداؤد ج٣۔کتاب الجهاد باب فضل الغزو فی البحر۔☆ ابن ماجه کتاب الجهاد، باب فضل غزو البحر۔ ام حرام۔☆سنن دارمی ج٢۔ کتاب الجهاد، باب فی فضل غزاة البحر۔ ام حرام بنت ملحان۔☆مؤطا امام مالك ج٢۔کتاب الجهاد الترغیب فی الجهاد۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٩۔کتاب السیر باب فضل من مات فی سبیل الله۔ عن انس بن مالك۔

(٦٩) بخاری ج١۔کتاب الجهاد، باب غزو النساء وقتالهن مع الرجال۔☆مسلم ج٢۔کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة النساء مع الرجال۔ عن انس بن مالك۔☆ السنن الکبری ج٩۔کتاب السیر باب شهود من لافرض علیه القتال۔ عن انس۔

(٧٠) بخاری ج١۔ کتاب الجهاد، باب رد النساء الجرحی والقتلی۔

(٧١) بخاری ج١، باب مداواة النساء الجرحی فی الغزو۔

(٧٢) مسلم ج٢۔ کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة النساء مع الرجال۔

(٧٣) مسلم ج٢۔کتاب الجهاد والسیر باب عدد غزوات النبی ﷺ۔☆ابن ماجه کتاب الجهاد، باب العبید والنساء یشهدون مع المسلمین۔ عن ام عطیة۔☆سنن دارمی ج٢۔ کتاب الجهاد، باب فی النساء یغزون مع الرجال۔

(٧٤) مسلم ج٢۔ کتاب الجهاد والسیر باب النساء الغازیات یرضخ لهن الخ۔

فصل:۲۲

عائلی قوانین

(ذیل میں حکومت کے مقرر کردہ کمیشن برائے قوانین عائلہ کی طرف سے ۱۹۵۵ کے اواخر میں جاری کیا گیا تھا)

نکاح

سوال : کیا نکاح خوانی کا کام صرف حکومت کے مقرر کردہ نکاح خوانوں کے ذریعے ہونا چاہیے؟

جواب : جی نہیں، اسلامی معاشرے میں کسی قسم کی کہانت (Priesthood) کے لیے جگہ نہیں ہے۔ ہر مسلمان جس طرح نماز پڑھا سکتا ہے اسی طرح نکاح بھی پڑھا سکتا ہے۔ بلکہ زوجین خود بھی دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کر سکتے ہیں۔ نکاح خواں کا ایک نیا عہدہ از روئے قانون اگر مقرر کر دیا جائے تو لامحالہ دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرنی پڑے گی یا تو ہر اس نکاح کو باطل قرار دیا جائے جو سرکاری ''پادری'' کے بغیر کر لیا گیا ہو۔ یا پھر اسے جائز تسلیم کیا جائے۔ پہلی صورت میں شریعت اور قانون کے درمیان تضاد واقع ہو جائے گا، کیوں کہ شرعاً وہ نکاح صحیح ہوگا۔ اور دوسری صورت میں یہ قاعدہ مقرر کرنا فضول ہوگا۔

سوال : کیا نکاح رجسٹری کرانا لازمی ہونا چاہیے؟ اگر ایسا ہو تو اس کے لیے کیا طریق کار ہونا چاہیے اور اس کی خلاف ورزی کے لیے کیا اور کسے سزا ہونی چاہیے؟

جواب : نکاحوں کو ایک پبلک رجسٹر میں درج کرانے کا انتظام مفید تو ضرور ہے، مگر اسے لازم نہ ہونا چاہیے۔ شریعت نے نکاح کے لیے جو قواعد مقرر کیے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نکاح کم از کم دو گواہوں کے سامنے ہو، اور اس کو علی الاعلان کیا جائے تا کہ زوجین کے رشتہ داروں اور قریب کے حلقہ تعارف میں ان کا رشتہ معلوم و معروف ہو جائے۔ نزاعات کی صورت میں اس طریقے سے نکاح کی شہادتیں بہم پہنچنا کچھ زیادہ مشکل نہیں رہتا۔ تاہم قیامِ شہادت میں مزید سہولتیں دو طریقوں سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ ایک معیاری نکاح نامہ مرتب کر کے عام طور پر شائع کر دیا جائے تا کہ لوگ نکاح سے متعلق تمام ضروری امور اس میں درج کر کے شہادتیں ثبت کرا لیا کریں۔ دوسرے یہ کہ ہر محلے اور بستی میں نکاحوں کا ایک رجسٹر رکھ دیا جائے تا کہ جو بھی اس میں نکاح کا اندراج کرانا چاہے کرا دے۔ لوگ بالعموم خود ہی اپنے مفاد کی حفاظت کے لیے ان دونوں سہولتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ لیکن اسے لازم کرنے میں دو قباحتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خلاف ورزی کرنے والوں کو کوئی

نہ کوئی سزا دینی ہوگی۔ اور اس طرح خواہ مخواہ ایک نئے جرم کا اضافہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ غیر رجسٹری شدہ نکاحوں کو تسلیم کرنے سے عدالتوں کو انکار کرنا ہوگا۔ حالانکہ جو نکاح گواہوں کے سامنے کیا جائے وہ شرعاً منعقد ہو جاتا ہے اور عدالت اس کے وجود سے انکار کرنے کا حق نہیں رکھتی۔ پھر یہ بھی غور طلب ہے کہ آیا آپ غیر رجسٹری شدہ نکاحوں سے پیدا ہونے والے بچوں کو ناجائز اولاد قرار دیں گے اور انہیں پدری جائداد کی وراثت سے بھی محروم کریں گے، اگر یہاں تک آپ نہیں جانا چاہتے تو رجسٹری کو قانوناً لازم کرنا آخر کیا معنی رکھتا ہے؟

سوال: یہ معلوم کرنے کے لیے کہ زوجین میں سے ہر ایک نے کسی دباؤ کے بغیر اپنی رضامندی سے ایجاب وقبول کیا ہے کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟

جواب: قانونی اغراض کے لیے ایجابی طور پر یہ معلوم ہونا ضروری نہیں ہے کہ نکاح کے فریقین نے اپنی رضامندی سے نکاح کیا ہے۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ کسی فریق نے دباؤ کے تحت بلا رضا ورغبت مجبوراً ایجاب وقبول کیا ہے۔ اس وقت تک ہر نکاح کے متعلق یہی فرض کیا جائے گا کہ وہ برضا ورغبت ہوا ہے۔ اسلام میں ایجاب وقبول لازماً دو گواہوں کے سامنے ہوتا ہے۔ بالغ لڑکے کا نکاح اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک وہ گواہوں کے سامنے بالفاظ صریح اسے قبول نہ کرے۔ لڑکی کے لیے (اگر وہ باکرہ ہو) زبانی اقرار ضروری نہیں ہے، لیکن اگر وہ بآواز بلند روئے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح منظور نہیں۔ اس طرح شریعت نے خود رضامندی متحقق کرنے کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے، اور یہ بالکل کافی ہے۔ پس پردہ اگر لڑکے یا لڑکی پر کوئی دباؤ ڈالا گیا ہو تو اس کا ثبوت مدعی کو لانا چاہیے قانون ایسے کسی دباؤ کے عدم کے لیے ثبوت کا طالب نہیں ہے، بلکہ اس کے وجود کا ثبوت مانگتا ہے، اگر کوئی اس کا دعویٰ کرے۔ دباؤ کے عدم کا ثبوت لازم کر دینے سے نہ صرف یہ کہ قانون کا منشا الٹ جائے گا بلکہ اس سے عملاً سخت مشکلات رونما ہوں گی۔

سوال: کیا آپ کے نزدیک کمسنی کی شادیوں کو روکنے کے لیے یہ قانون بنانا ضروری ہے کہ شادی کے وقت مرد کی عمر ۱۸ر سال سے کم اور عورت کی ۱۵ر سال سے کم نہ ہو؟

جواب: کم سنی کی شادیاں روکنے کے لیے کسی قانون کی حاجت نہیں۔ اور اس کے لیے ۱۸ر سال اور ۱۵ر سال کی عمر مقرر کر دینا بالکل غلط ہے۔ ہمارے ملک میں ۱۸ر سال کی عمر سے بہت پہلے ایک لڑکا جسمانی طور پر بالغ ہو جاتا ہے، اور لڑکیاں بھی ۱۵ر سال سے پہلے جسمانی بلوغ کو پہنچ جاتی ہیں۔ ان عمروں کو ازروئے قانون نکاح کی کم سے کم عمر قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں اس سے کم عمر والے لڑکوں اور لڑکیوں کی صرف شادی پر اعتراض ہے، کسی دوسرے طریقے سے جنسی تعلقات پیدا کر لینے پر کوئی اعتراض نہیں۔ شریعتِ اسلام نے اس طرح کی مصنوعی حد بندیوں سے اسی لیے احتراز کیا ہے کہ یہ درحقیقت بالکل غیر معقول ہیں۔ اس کے بجائے یہ بات لوگوں کے اپنے ہی اختیار تمیزی پر چھوڑ دینی چاہیے کہ وہ کب نکاح کریں اور کب نہ کریں۔ لوگوں میں تعلیم اور عقلی نشوونما کے ذریعہ سے جتنا زیادہ شعور پیدا ہوگا اسی قدر زیادہ صحیح طریقہ سے وہ اپنے اس اختیار تمیزی کو استعمال کریں گے، اور کم سنی کے نامناسب نکاحوں کا وقوع، جو اب بھی ہمارے معاشرے میں کچھ بہت زیادہ

نہیں ہے، روز بروز کم تر ہوتا چلا جائے گا۔ شرعاً ایسے نکاحوں کو جائز صرف اس لیے رکھا گیا ہے کہ بسا اوقات کسی خاندان کی حقیقی مصلحتیں اس کی متقاضی ہوتی ہیں۔ اس ضرورت کی خاطر قانوناً اسے جائز ہی رہنا چاہیے، اور اس کے نامناسب رواج کی روک تھام کے لیے قانون کے بجائے تعلیم اور عام بیداری کے وسائل پر اعتماد کرنا چاہیے، معاشرے کی ہر خرابی کا علاج قانون کا لٹھ ہی نہیں ہے۔

سوال : کیا آپ کے نزدیک نکاح کے لیے عمروں کا یہ تعین از روئے قرآن کریم یا از روئے حدیثِ صحیح ممنوع ہے؟

جواب : نکاح کے لیے عمروں کے تعین کی کوئی صریح ممانعت تو قرآن وحدیث میں نہیں ہے، مگر کم سنی کے نکاح کا جواز سنت سے ثابت ہے اور احادیث صحیحہ میں اس کے عملی نظائر موجود ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو چیز شرعاً جائز ہے اس کو آپ قانوناً حرام کس دلیل سے کرتے ہیں؟ آپ کا ایک عمر از روئے قانون مقرر کر دینا یہ معنی رکھتا ہے کہ اس عمر سے کم میں اگر کوئی نکاح کیا جائے تو آپ اسے باطل قرار دیں گے اور ملکی عدالتیں اس کو تسلیم نہ کریں گی۔ کیا اسے ناجائز اور باطل ٹھیرانے کے لیے کوئی اجازت قرآن یا حدیث صحیح میں موجود ہے؟ دراصل یہ طرزِ سوال بہت ہی مغالطہ آمیز ہے۔ تعیین عمر صرف ایک ایجابی پہلو ہی نہیں بلکہ ساتھ ساتھ ایک سلبی پہلو بھی رکھتی ہے، اس کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ آپ نکاح کے لیے محض ایک عمر مقرر کرنا چاہتے ہیں، بلکہ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ اس عمر سے پہلے نکاح کرنے کو آپ حرام بھی کرنا چاہتے ہیں۔ اس منفی پہلو کو نظر انداز کر کے صرف یہ پوچھنا کہ کیا اس کا مثبت پہلو ممنوع ہے، سوال کو ادھوری شکل میں پیش کرنا ہے۔ سوال کی تکمیل اس وقت ہوگی جب آپ ساتھ ساتھ یہ بھی پوچھیں کہ کیا ایک عمر خاص سے پہلے نکاح کو ناجائز ٹھیرانے کے حق میں کوئی دلیل قرآن یا کسی حدیث صحیح میں ملتی ہے؟

سوال : کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ معاہدۂ ازدواج میں ہر ایسی شرط درج ہو سکتی ہے جو اسلام اور اخلاق کے بنیادی اصولوں کے خلاف نہ ہو اور عدالت اس کے ایفاء پر مجبور کرے؟

جواب : اس سوال کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ یہ ہے کہ کیا ایسی شرطیں معاہدۂ ازدواج میں درج ہو سکتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتی ہیں، مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسی کچھ شرائط از روئے قانون معاہدۂ نکاح کا لازمی جز بنا دی جائیں اور حکومت کی طرف سے شائع کردہ معیاری نکاح نامے میں ان کو شامل کر دیا جائے۔ شریعت نے اس معاملے کو ہر انفرادی نکاح کے فریقین پر چھوڑا ہے اور انہیں اختیار دیا ہے کہ جو مباح شرطیں بھی وہ چاہیں آپس میں طے کر لیں۔ اس حد سے تجاوز کر کے بعض شرطوں کو قانون یا رواج کی حیثیت دے دینا اصول کے بھی خلاف ہے اور عملاً بھی اس سے بہت سی خرابیاں رونما ہو سکتی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں جو بات تجربے سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ بالعموم کامیاب ازدواجی رشتے وہی ہوتے ہیں جن میں فریقین نے باہمی اعتماد پر معاملہ کیا ہو اور طرح طرح کی شرطوں سے ایک دوسرے کو باندھنے کی کوشش نہ کی ہو۔ شرطوں کی بندشیں عام طور پر الٹی خرابی پیدا کرتی ہیں۔ کیوں کہ ان کی بدولت رشتے کا آغاز ہی بے اعتمادی سے ہوتا ہے۔ مصنوعی شرطوں کو رائج کرنے کے لیے صرف یہ دلیل کافی نہیں کہ وہ اسلام اور اصول اخلاق کے خلاف نہیں ہیں۔ کسی چیز کے خلافِ اسلام اور خلافِ اخلاق نہ ہونے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ اسے ضرور کرنا چاہیے۔

سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ کیا عدالتیں ایسی شرطوں کے ایفاء پر حکماً مجبور کر سکتی ہیں جو معاہدہ ازدواج میں درج ہوں اور خلافِ اسلام و اخلاق نہ ہوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کی مقرر کردہ شرطوں کے سوا جتنی شرطیں بھی معاہدہ ازدواج میں درج کی گئی ہوں انہیں نافذ کرتے وقت عدالت کو صرف یہی نہیں دیکھنا چاہیے کہ وہ خلاف اسلام و اخلاق نہیں ہیں، بلکہ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ طرفین کے انفرادی حالات میں وہ معقول اور منصفانہ بھی ہیں۔

سوال : کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ از روئے قانون یہ تسلیم کیا جائے کہ معاہدہ ازدواج میں یہ شرط ہو سکتی ہے کہ عورت کو بھی اعلانِ طلاق کا وہی حق حاصل ہوگا جو مرد کو حاصل ہے؟

جواب : اگر ایجاب وقبول کے وقت عورت یہ کہے کہ میں اپنے آپ کو تیرے نکاح میں اس شرط کے ساتھ دیتی ہوں کہ جب چاہوں اپنے اوپر طلاق وارد کرنے کی مختار ہوں گی، اور مرد اسے قبول کرلے تو قانوناً اس شرط کو صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ یہ صورت تفویضِ طلاق کی ہے اور فقہاء نے اسے جائز رکھا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تفویض طلاق کا قانوناً جائز ہونا اور چیز ہے اور اسلامی معاشرے میں اسے رواج دینے کی کوشش کرنا اور چیز۔ اس کا قانونی جواز تو صرف اس بنا پر ہے کہ مرد کو شریعت نے طلاق کا جو اختیار دیا ہے اسے وہ اپنی طرف سے نیابۃً یا وکالۃً جسے چاہے سونپ سکتا ہے اور عورت کو بھی وہ تفویض کر سکتا ہے۔ لیکن اس کی ترویج اور ہر معاہدۂ نکاح میں اس شرط کو شامل کرنے کی کوشش قطعاً اسلام کے منشا کے خلاف ہے۔ اسلام نے عورت اور مرد کے درمیان حقوق واختیار کا جو تناسب قائم کیا ہے اس کا یہ فطری اور منطقی تقاضا ہے کہ زوجین میں سے صرف مرد ہی طلاق کا مختار ہو۔ اس نے مہر اور زمانہ عدت کا نفقہ اور چھوٹے بچوں کے زمانہ رضاعت وحضانت کا خرچ کلیتہً مرد پر ڈالا ہے، اس لیے مرد مجبور ہے کہ طلاق کا اختیار استعمال کرنے میں احتیاط سے کام لے، کیونکہ اس کا پورا مالی نقصان اسی کو برداشت کرنا ہوگا۔ بخلاف اس کے عورت پر کوئی ذمہ داری اس نے عائد نہیں کی ہے بلکہ طلاق کے نتیجے میں اسے کچھ لینا ہی ہوتا ہے، دینا کچھ نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ اختیارِ طلاق کے استعمال میں سخت بے احتیاطی کر سکتی ہے، بلکہ ذرا سے اشتعال پر بھی بے تکلف طلاق دے سکتی ہے۔ ان وجوہ سے عورت کی طرف اس اختیار کو منتقل کر دینا اس اسکیم کے بالکل خلاف ہے جو اسلام نے اپنے ازدواجی قانون میں پیشِ نظر رکھی ہے۔ اس غلط طریقے کو اگر رائج کیا گیا تو معاشرے میں اس کے بہت برے نتائج رونما ہوں گے اور ہم کثرت طلاق کی ایک ایسی وبا سے دوچار ہو جائیں گے جس سے اب تک ہمارا معاشرہ محفوظ رہا ہے۔

سوال : ہمارے معاشرے کے بعض طبقوں میں دختر فروشی کا مکروہ رواج پایا جاتا ہے۔ اس کے انسداد کے لیے آپ کے نزدیک کس قسم کا اقدام مناسب ہوگا تاکہ والدین یا ولی لڑکی کو نکاح میں دیتے ہوئے رقمیں وصول نہ کر سکیں؟

جواب : یہ ایک نہایت مکروہ رسم ہے۔ اسے قانوناً جرم ٹھیرا دینا چاہیے اور ان لوگوں کے لیے قید یا جرمانے کی سزا تجویز کرنی چاہیے جو لڑکیوں کو اس طرح فروخت کرتے ہیں۔

سوال : کیا آپ کے نزدیک مناسب ہوگا کہ ایک معیاری نکاح نامہ مرتب کیا جائے اور نکاح کے تمام اندراجات اس کے مطابق ہوں؟

جواب : یہ عین مناسب ہے۔ ماہرین فقہ کے مشورے سے اس طرح کا ایک نکاح نامہ ضرور مرتب ہونا چاہیے، بلکہ اس کے ساتھ ازدواجی قانون کے ضروری احکام بھی منسلک ہونے چاہئیں جن کے نہ جاننے کی وجہ سے لوگ بالعموم غلطیاں کرتے ہیں۔

طلاق

سوال : اگر کوئی شوہر بیک وقت تین طلاقیں دے تو کیا آپ کے نزدیک اسے قطعی مغلظہ شمار کیا جائے یا تین طہروں میں تین طلاقوں کے اعلان کے بغیر جیسا کہ قرآن میں ہدایت کی گئی ہے، یہ مغلظہ شمار نہ ہو؟

جواب : ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ تین طلاق اگر بیک وقت دیے جائیں تو وہ تین ہی طلاق شمار ہوں گے۔ اور میرے نزدیک یہی صحیح تر بات ہے، اس لیے میں یہ مشورہ نہیں دے سکتا کہ اس قاعدے میں کوئی تغیر کیا جائے۔ لیکن یہ امر مسلم ہے کہ ایسا کرنا گناہ ہے کیوں کہ یہ اس صحیح طریقے کے خلاف ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے طلاق دینے کے لیے سکھایا ہے۔ اس لیے اس غلط طریقے کی روک تھام ضرور ہونی چاہیے۔ میری رائے میں اس غرض کے لیے حسبِ ذیل تدابیر مناسب ہوں گی:

〈ا〉 مسلمانوں کو عام طور پر طلاق کے صحیح طریقے سے واقف کرایا جائے، اس کی حکمتیں اور اس کے فوائد سمجھائے جائیں، اور اس کے مقابلے میں طلاقِ بدعی کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے، نیز یہ بھی بتایا جائے کہ اس غلط طریقے سے طلاق دینے والا گناہ گار ہوتا ہے۔ یہ چیز تعلیم کے نصاب میں بھی شامل ہونی چاہیے، ریڈیو اور پریس کے ذریعہ سے بھی نشر ہونی چاہیے، اور نکاح ناموں کے ساتھ جو احکام منسلک ہوں ان میں بھی اسے درج ہونا چاہیے۔

〈ب〉 دستاویز نویسوں کو حکماً تین طلاق کی دستاویز لکھنے سے منع کر دیا جائے اور خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے جرمانہ کر دیا جائے۔

〈ج〉 بیک وقت تین طلاق دینے والوں کے لیے بھی سزائے جرمانہ مقرر کر دی جائے۔ اس کے لیے ہمارے پاس حضرت عمرؓ کے عمل کی نظیر موجود ہے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب کبھی مجلسِ واحد میں تین طلاق دینے کا مقدمہ ان کے سامنے پیش ہوتا وہ طلاق کو نافذ کرنے کے ساتھ طلاق دینے والے کو سزا بھی دیتے تھے۔

سوال : کیا طلاقوں کا رجسٹری کرانا لازمی قرار دیا جائے؟

جواب : طلاق کی رجسٹری کا انتظام تو ضرور ہونا چاہیے مگر وہ صرف اختیاری ہونی چاہیے۔ لازم قرار دینے میں متعدد قباحتیں ہیں۔ عدالتوں میں ہر اس طلاق کو تسلیم کیا جانا چاہیے جس کی شہادت بہم پہنچے، یا طلاق دینے والا جس کا اقرار کرے قطع نظر اس سے کہ وہ رجسٹری شدہ ہو یا نہیں۔

سوال : اگر طلاق کی رجسٹری نہ ہو تو آپ کے نزدیک اس کی کیا سزا ہونی چاہیے؟

جواب : رجسٹری نہ کرانے کے لیے کسی سزا کی حاجت نہیں۔

سوال : کیا مختلف علاقوں کے لیے مصالحتی مجالس مقرر کی جائیں اور کسی طلاق کو اس وقت تک صحیح تسلیم نہ کیا جائے جب تک کہ فریقین ان مجالس کی طرف رجوع نہ کر چکے ہوں جن میں زوجین کے خاندانوں کی طرف سے بھی ایک ایک حکم شامل ہو؟

جواب : اس طرح کی مصالحتی مجالس تو ضرور قائم ہونی چاہئیں، اور عدالتوں کے لیے بھی یہ قاعدہ مقرر کرنا چاہیے کہ وہ ازدواجی نزاعات کا فیصلہ کرنے سے پہلے قرآن مجید کے مقرر کردہ طریقہ تحکیم پر عمل کریں، لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے کہ جس طلاق کا معاملہ مصالحتی مجالس یا خاندانی حکموں کے سامنے نہ گیا ہو اس کو سرے سے تسلیم ہی نہ کیا جائے۔ شریعت کی رو سے ہر وہ طلاق واقع ہو جاتی ہے جس میں طلاق کے ارکان وشروط پائے جائیں۔ اس کے وقوع کی شرائط میں شرعاً یہ چیز شامل نہیں ہے کہ آدمی کسی حکم یا مصالحتی مجلس سے رجوع کرے۔ اب اگر ایسی طلاق کو جو شرعاً واقع ہو چکی ہو، عدالتیں تسلیم نہ کریں تو لوگ سخت پیچیدگی میں پڑ جائیں گے اور یہ قاعدہ اسلامی شریعت سے متناقض ہو جائے گا۔

سوال : کیا ''ازدواجی وعائلی عدالت'' کو مطلقہ کے مطالبے پر یہ اختیار رہنا چاہیے کہ وہ مطلقہ کو تاحین حیات یا تاعقدِ ثانی نفقہ دلوائے؟

جواب : یہ بات شریعت کے خلاف بھی ہوگی اور انصاف کے خلاف بھی۔ قرآن اور حدیث میں وہ صورتیں معین کر دی گئی ہیں جن میں ایک مطلقہ عورت طلاق دینے والے شوہر سے نفقہ پانے کی حق دار ہوتی ہے اور یہ بھی طے کر دیا گیا ہے کہ ان مختلف صورتوں میں وہ کتنی مدت کے لیے حق دار رہتی ہے۔ تاحین حیات تاعقدِ ثانی نفقہ پانے کا استحقاق اس شرعی ضابطے کے خلاف ہوگا۔ اور عقل بھی یہ نہیں مانتی کہ ایک شخص جو ایک عورت کو طلاق دے چکا ہے اور جو اس سے اب کسی قسم کا فائدہ اٹھانے کا حق دار نہیں ہے، مدت العمر یا تاعقدِ ثانی اس کے مصارف کا بار اٹھانے پر مجبور کیا جائے۔ یہ چیز خود عورتوں کی اخلاقی پوزیشن کو بھی گرا دینے والی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی خود دار اور شریف عورت یہ بات کبھی گوارا کر سکتی ہے کہ وہ ایک غیر شخص سے، جس کی بیوی وہ نہیں رہی ہے اپنے مصارف کی کفالت کرائے۔ ایسا ضابطہ اپنے قوانین میں درج کر کے ہم اپنے معاشرے کے طبقہ اناث کی عزت پر بری طرح حرف لائیں گے، اور اس کا فائدہ صرف وہ چند عورتیں ہی اٹھائیں گی جو اپنے وقار کی بہ نسبت مال کو زیادہ اہمیت دینے والی ہوں۔

عورت کی طرف سے مطالبۂ طلاق

سوال : کیا آپ ڈیسولیوشن آف میرج ایکٹ ۱۹۳۹ء (انفساخ نکاح مسلمین ۱۹۳۹ء) کی تمام دفعات کو جامع اور تشفی بخش سمجھتے ہیں یا آپ کے نزدیک اس میں اضافہ وترمیم ہونی چاہیے؟

جواب : مذکورہ ایکٹ میرے سامنے نہیں ہے اس لیے میں اس پر کوئی اظہار رائے نہیں کر سکتا۔ اچھا ہوتا کہ اس سوال نامے کے ساتھ اس ایکٹ کی نقل بھی شامل ہوتی۔

سوال : کیا آپ کے نزدیک یہ مناسب ہوگا کہ خلع کے متعلق مجلس آئین ساز واضح اور غیر مبہم قانون وضع کرے؟

جواب : مناسب یہ ہوگا کہ صرف خلع ہی کے متعلق نہیں بلکہ تمام ازدواجی معاملات کے متعلق اسلامی احکام ایک کتابچہ کی صورت میں مدون (Codify) کر دیے جائیں اور اس غرض کے لیے علماء اور تجربہ کار قانون دانوں کی ایک کمیٹی بنا دی جائے۔

تعدّد ازواج

سوال : قرآن کریم میں تعدد ازواج کی بابت ایک ہی آیت (۴:۴) ہے جو حقوق یتامیٰ کی حفاظت کے ساتھ وابستہ ہے۔کیا آپ کے نزدیک جہاں حقوق یتامیٰ کا سوال نہ ہو وہاں تعدد ازواج کو ممنوع کیا جاسکتا ہے؟

جواب : یہ خیال غلط ہے کہ قرآن مجید کی مذکورہ آیت کا حکم حقوق یتامیٰ کی حفاظت کے ساتھ وابستہ ہے اور یہ رائے بھی غلط ہے کہ جہاں حقوق یتامیٰ کا سوال نہ ہو وہاں تعدد ازواج کو ممنوع کیا جاسکتا ہے۔قرآن مجید میں بکثرت مثالیں ایسی موجود ہیں جن میں ایک حکم بیان کرنے کے ساتھ ان حالات کا بھی ذکر کیا گیا ہے جن میں اس حکم کے بیان کی حاجت پیش آئی ہے، یا جن میں اس کی ضرورت پیش آسکتی ہے، یا جن سے وہ حکم متعلق ہے۔اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا اور کسی قانون داں آدمی سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اس سے یہ نتیجہ نکالے گا کہ ایسا ہر حکم صرف انہی حالات کے ساتھ ''وابستہ'' ہے جن کا ذکر کر دیا گیا ہے، اور دوسرے تمام حالات میں اس حکم پر عمل کرنا یا اس اجازت سے فائدہ اٹھانا ممنوع ہے۔مثال کے طور پر سورہ بقرہ کی آیت ۲۸۳ میں فرمایا گیا ہے کہ ''اگر تم سفر پر ہو اور (قرض کی دستاویز لکھنے کے لیے) تم کو کاتب نہ ملے تو پھر رہن باقبضہ ہونا چاہیے۔'' کیا قانون کی سمجھ رکھنے والا کوئی آدمی اس کا یہ مطلب لے سکتا ہے کہ اسلامی شریعت میں رہن بالقبض کا جواز صرف سفر اور کاتب نہ ملنے کی حالت کے ساتھ وابستہ ہے؟ اسی طرح سورۂ نساء کی آیت ۲۳ میں جن عورتوں کے ساتھ نکاح حرام کیا گیا ہے ان میں سوتیلی بیٹی کی حرمت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے: ''اور تمہاری وہ پروردہ لڑکیاں جو تمہاری گودوں میں ہیں تمہاری ان بیویوں سے جن کے ساتھ تم ہم بستر ہو چکے ہو۔'' کیا اس کا یہ مطلب لیا جاسکتا ہے کہ سوتیلی بیٹی کی حرمت صرف اس حالت کے ساتھ وابستہ ہے جب کہ اس نے سوتیلے باپ کے گھر میں پرورش پائی ہو؟ ان مثالوں سے یہ بات بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے کہ تعدد ازواج کی اجازت جس آیت میں بیان ہوئی ہے اس کے ساتھ حقوقِ یتامیٰ کی حفاظت کا ذکر کرنے کا مقصد اس اجازت کو صرف اسی حالت کے ساتھ وابستہ کر دینا نہیں ہے جب کہ یتامیٰ کا کوئی معاملہ درپیش ہو۔بلکہ اگر اس موقع و محل کو دیکھا جائے جس میں یہ آیت آئی ہے تو نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلتا ہے۔تعدد ازواج اس آیت کے نزول سے پہلے عرب میں رائج تھا، نبی ﷺ خود متعدد بیویاں رکھتے تھے، اور بکثرت صحابہ کرامؓ کے گھروں میں ایک سے زائد بیویاں تھیں۔قرآن میں اس کی کوئی ممانعت نہ آنا بجائے خود اس رواج کے جواز کے لیے کافی دلیل تھا۔اس لیے یہ آیت دراصل تعدد ازواج کی اجازت دینے کے لیے نازل ہی نہیں ہوئی تھی، بلکہ جنگِ احد کے بعد اس کے نزول کا مقصد مسلمانوں کو یہ رہنمائی دینا تھا کہ جنگِ احد کے نتیجے میں بہت سے لوگوں کی شہادت سے یتامیٰ کی پرورش کا جو مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔اس پر پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، اس مسئلے کو تم لوگ تعدد ازواج کے طریقے سے حل کر سکتے ہو جو پہلے ہی سے تمہارے لیے جائز ہے۔اس طرح اس آیت نے کوئی نئی اجازت نہیں دی ہے بلکہ پہلے سے جو اجازت عملاً چلی آ رہی تھی اس سے ایک خاص

اجتماعی مسئلے کو حل کرنے میں مدد لینے کی تلقین کی ہے۔ البتہ نئی بات اس میں صرف یہ تھی کہ پہلے تعدد ازواج غیر مقید تھا، اور اب اس کو زیادہ سے زیادہ چار کی حد کے ساتھ مقید کر دیا گیا۔ اس پس منظر سے جو شخص واقف ہو وہ کبھی اس غلط فہمی میں نہیں پڑ سکتا کہ اس آیت میں تعدد ازواج کی پہلی مرتبہ اجازت دی گئی تھی اور اس اجازت کو صرف اس حالت کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا تھا جب کہ یتامیٰ کے حقوق کی حفاظت کے لیے اس سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت پیش آئے۔

سوال : کیا آپ کے نزدیک یہ لازمی ہونا چاہیے کہ عقد ثانی کا ارادہ رکھنے والا شخص عدالت سے اجازت حاصل کرے؟

جواب : شریعت نے عقد اول اور عقدِ ثانی و ثالث و رابع میں کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ ان سب کی کھلی اجازت ہے۔ اگر عقد اول کسی عدالت کے ساتھ مشروط نہیں ہو سکتا تو ثانی کیا، ثالث و رابع بھی نہیں ہو سکتا۔ اس طرح کی تجویز صرف اسی صورت میں قابلِ غور ہو سکتی ہے جب کہ پہلے یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ایک سے زائد نکاح کرنا ایک برائی ہے جس کو اگر روکا نہ جا سکے تو کم از کم اس پر پابندیاں ہی عائد ہونی چاہیے۔ یہ نقطۂ نظر رومن لاء کے فلسفۂ قانون کا ہے نہ کہ اسلام کے فلسفۂ قانون کا۔ اس لیے اسلامی قانون کی بحث میں ایسی تجویزیں لانا جن کا بنیادی تصور ہی اسلام کے تصور سے مختلف ہو اصولاً بالکل غلط ہے۔

سوال : کیا آپ کے نزدیک یہ قانون ہونا چاہیے کہ عدالت یہ اجازت اس وقت تک نہیں دے سکتی جب تک اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ درخواست دہندہ دونوں بیویوں اور ان کی اولاد کی اس معیارِ زندگی کے مطابق کفالت کر سکتا ہے جس کے وہ عادی ہیں؟

جواب : اوپر کے جواب کے بعد یہ سوال آپ سے آپ خارج از بحث ہو جاتا ہے۔ تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس تجویز کی بعض کمزوریوں کی طرف اشارہ کر دیا جائے۔ اس میں یہ خیال پیش کیا گیا ہے کہ عدالت عقدِ ثانی کی اجازت صرف اس صورت میں دے جب کہ ایک شخص دو بیویوں اور ان کی اولاد کی کفالت کر سکتا ہو۔ سوال یہ ہے کہ جو شخص ایک بیوی اور اس کی اولاد کی بھی کفالت نہ کر سکتا ہو اسے نکاح کی کھلی چھٹی کیوں مل رہی ہے؟ کیوں نہ ہر شخص کے عقدِ اول کا معاملہ بھی عدالت کی اجازت سے مشروط ہو اور اس کے لیے بھی یہ قید نہ لگا دی جائے کہ جب تک نکاح کا ہر خواہش مند عدالت کو اپنی مالی پوزیشن کے متعلق اطمینان نہ دلا دے اس وقت تک کسی کو نکاح کی اجازت نہ دی جائے؟ پھر یہ عجیب بات ہے کہ محبت اور سنجوگ اور خاندانی زندگی کے لطف و اطمینان کا ہر سوال نظر انداز کر کے صرف اس ایک سوال کو نکاح ثانی کے معاملے میں اہمیت دی گئی ہے کہ یہ کام کرنے والا دو بیویوں اور ان کی اولاد کے مالی بار کا متحمل ہو سکے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عقدِ ثانی غریب اور متوسط طبقے کے لیے تو ممنوع ہو، مگر اونچے طبقے کے لیے یہ حق پوری طرح محفوظ رہے۔ اس سے بھی زیادہ دلچسپ کمزوری اس میں یہ ہے کہ عدالت صرف یہ دیکھ کر ایک شخص کو نکاح ثانی کی اجازت دے دے گی کہ وہ دو بیویوں اور ان کی اولاد کا متکفل ہو سکتا ہے، حالانکہ محض متکفل ہو سکنا عملاً متکفل ہونے کے لیے کوئی ضمانت نہیں ہے۔ ہمارے سامنے بکثرت مثالیں ایسے لوگوں کی موجود ہیں جو بڑی بڑی آمدنیاں رکھتے ہیں اور ایک بیوی کو نذرِ تغافل کیے رکھتے ہیں۔ عدالتوں کی اجازت کی قید ان خرابیوں کا آخر کیا سدِ باب کرتی ہے؟ ایسی خام تجویزوں کے بجائے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم شریعت کے اس قاعدے ہی پر

اکتفا کریں کہ ایک شخص ایک سے زائد نکاح کرنے کے معاملہ میں اپنی مرضی کا مختار ہو اور جس بیوی کو بھی اس سے کسی نوع کی بے انصافی کا شکوہ ہو اس کی دادرسی کے لیے عدالت کا دروازہ کھلا رہے۔

سوال : کیا یہ قانون ہونا چاہیے کہ دوسری شادی کرنے لے کی کم از کم نصف تنخواہ پہلی بیوی اور اس کی اولاد کو عدالت دلوائے؟

اور جب لوگ تنخواہ دار نہیں بلکہ دوسرے ذرائع آمدنی رکھتے ہیں ان سے عدالت ضمانت لے کہ وہ اپنی آمدنی کا کم از کم نصف پہلی بیوی اور اس کی اولاد کو دیتے رہیں گے؟

جواب : یہ تجویز بالکل غلط ہے۔ ایک آدمی لازماً صرف اپنے ہی بال بچوں کا کفیل نہیں ہوتا، بلکہ والدین، چھوٹے بہن بھائی اور دوسرے مستحق اعزہ بھی بہت سے لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں جن کی انہیں خدمت اور کفالت کرنی ہوتی ہے۔ اس صورت میں یہ ضابطہ بنا دینا کہ دوسری شادی کرنے والے کی کم از کم نصف آمدنی ضرور پہلی بیوی کو دلوائی جائے سراسر بے انصافی ہے۔ پھر اگر پہلی بیوی بے اولاد اور دوسری صاحبِ اولاد، تو یہ کس اصول انصاف کا تقاضا ہے کہ شوہر کی آدھی آمدنی بے اولاد بیوی کے لیے مخصوص کر دی جائے اور دوسری بیوی اولاد سمیت بقیہ نصف میں گزر کرے؟ شریعت ایسے اندھے ضابطے بنانے کے بجائے یہ قاعدہ مقرر کرتی ہے کہ بیویوں کے درمیان شوہر خود عدل کرے، اور اگر کسی بیوی کی طرف سے بے انصافی کی شکایت عدالت میں آئے تو قاضی اس خاندان کے حالات کو دیکھ کر مناسب صورت تجویز کر دے۔

مہر

سوال : کیا آپ کے نزدیک یہ قانون بن جانا چاہیے کہ معاہدۂ ازواج میں جو مہر مقرر کیا گیا ہے خواہ اس کی مقدار کتنی ہی کثیر کیوں نہ ہو وہ شوہر کے لیے واجب الادا ہے؟

جواب : مہر تو شرعاً ہے ہی واجب الادا چیز۔ اس کے لیے الگ قانون بنانے کی کیا حاجت ہے؟ البتہ اگر اس کا مطلب ایسا قانون بنانا ہے کہ ہر مقدار مہر لازماً ہر حال میں واجب الادا ہو، تو یہ قرآن کے بھی خلاف ہے اور عقل و انصاف کے بھی خلاف۔ قرآن عورت کو مہر معاف کرنے کا حق بھی دیتا ہے، اور مہر میں کمی قبول کرنے کا حق بھی۔ نیز اگر مہر شوہر کی حیثیت سے بہت زیادہ ہو، یا بعد میں کسی وقت شوہر کے مالی حالات ایسے ہو جائیں کہ وہ کسی طرح ایک گراں قدر مہر ادا کرنے کے قابل نہ رہے، یا کسی عقد نکاح میں ایسا مہر بندھوالیا گیا ہو جسے کوئی شخص بھی معقول نہ تسلیم کر سکتا ہو، تو ایسی صورتوں میں عدالت یا پنچوں کے لیے مناسب رقم پر راضی نامہ کرا دینے کا دروازہ کھلا رہنا چاہیے۔

سوال : کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ مطالبۂ مہر کے لیے ازروئے قانون کسی مدت کی تحدید نہ ہو؟

جواب : مہر کی وصولی کے لیے مدت کا تعین اور عدم تعین فریقین کی باہمی قرارداد پر منحصر ہے۔ اس معاملے میں قانون کو کسی مداخلت کی ضرورت نہیں۔

سوال : اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر نکاح نامے میں ادائے مہر کی صورت کا کوئی تعین نہ ہو تو نصف مہر معجّل (عندالطلب) اور نصف غیر موجل (بعد انفساخ نکاح یا وفات شوہر یا بصورت طلاق) شمار ہو؟

جواب : ایسی صورت میں سارا مہر عندالمطالبہ واجب الادا ہونا چاہیے۔ البتہ اگر عدالت یہ دیکھے کہ مقدار مہر فی الواقع شوہر کی حیثیت سے بہت زیادہ رکھی گئی ہے تو وہ انصاف کو ملحوظ رکھ کر ادائیگی مہر کے لیے کوئی مناسب صورت تجویز کر سکتی ہے۔ اس معاملہ میں قانون بنا کر عدالتوں کے ہاتھ باندھ دینا ٹھیک نہیں ہے۔

حضانت ـــــ پرورش

سوال : موجودہ قانون کی رو سے بچوں کی حضانت کا حق ماں کو خاص عمروں تک حاصل ہے۔ یعنی لڑکا ہو تو سات سال، اور لڑکی ہو تو بلوغ تک۔ حضانت کے لیے عمروں کا یہ تعین نہ قرآن میں ہے اور نہ کسی حدیث میں، بلکہ یہ بعض فقہاء کا اجتہاد ہے۔ کیا آپ کے نزدیک اس میں کوئی ترمیم ہو سکتی ہے؟

جواب : اس معاملے میں صحیح بات یہ ہے کہ بچوں کا مفاد ہر دوسری چیز پر مقدم ہے۔ ہر انفرادی مقدمے میں حالات کو دیکھتے ہوئے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ماں اور باپ میں سے جس کی حضانت بھی زیادہ موزوں نظر آئے اسے ترجیح دی جائے۔ کسی ایک کے حق میں قانون بنا دینا مناسب نہیں ہے۔ البتہ قانوناً یہ لازم ہونا چاہیے کہ جس فریق کی حضانت میں بھی بچے دیے جائیں وہ دوسرے فریق سے ان کے ملنے میں مزاحم نہ ہو۔ مشہور فقہاء میں سے علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم کی رائے بھی وہی ہے جو میں نے اوپر عرض کی ہے۔

بیوی بچوں کا گزارہ

سوال : کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ کوئی شوہر کسی معقول وجہ کے بغیر بیوی کو گزارہ نہ دے تو بیوی کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ خاص ''ازدواجی و عائلی عدالت'' میں اس پر دعویٰ دائر کر سکے؟

جواب : جی ہاں!

سوال : موجودہ کریمنیل پروسیجر کوڈ (ضابطہ فوجداری) کی دفعہ ۴۸۸ کے مطابق بیوی عدالت فوجداری میں نفقے کا دعویٰ کر سکتی ہے لیکن عدالت فوجداری زیادہ سے زیادہ سو روپے ماہانہ دلوا سکتی ہے۔ کیا آپ اس مقدار کے اضافے کے حق میں ہیں؟

جواب : جی ہاں! عدالت کو یہ حق ہونا چاہیے کہ زوجین کی حیثیت کے مطابق نفقہ دلوائے۔ کسی خاص مقدار کا تعین از روئے قانون کر دینا مناسب نہیں۔

سوال : کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایک بیوی گزشتہ تین سال تک کے نفقے کا مطالبہ کر سکے؟

جواب : تین سال کی قید صحیح نہیں ہے۔ جب سے شوہر نے بیوی کو نفقہ سے محروم کر رکھا ہو اسی وقت سے اس کا نفقہ دلوانا چاہیے۔

سوال : کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ اگر بیوی نے نکاح نامے میں میعاد نفقہ کے متعلق خاص شرط لکھوالی ہو تو اسے محض مدت عدت تک ہی نہیں بلکہ مدت مشروطہ تک نفقہ ملے؟

جواب : نکاح کے وقت اکثر ایسا ہوتا ہے کہ برادری اور خاندان کے دباؤ سے، یا لحاظ مروت کی بنا پر غیر معقول شرائط تسلیم کر لی جاتی ہیں۔ اس طرح کی شرطوں کی حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہیے۔ نفقہ کا جائز حق ایک عورت کو جس حد تک حاصل ہے اس سے زیادہ کی کوئی شرط اگر معاہدہ نکاح میں لکھوالی گئی ہو تو اسے از روئے قانون نافذ نہیں ہونا چاہیے۔

تولیت املاک

سوال : کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ باپ کی عدم موجودگی میں عدالت ماں کو بچوں کی املاک کی متولیہ قرار دے بشرطیکہ عدالت کے نزدیک اس کا تقرر بچوں کی بہبود اور املاک کے تحفظ کے منافی نہ ہو؟

جواب : یہ اس صورت میں ہونا چاہیے جب کہ بچوں کے مفاد کی حفاظت کے لیے ماں کو متولی بنانا ضروری ہو، مثلاً خاندان میں کوئی ایسا مرد موجود نہ ہو جو متولی بن سکتا ہو، یا موجود تو ہو مگر اس کے ہاتھ میں تولیت دینے سے بچوں کے مفاد کو خطرہ ہو۔

سوال : کیا آپ یہ قانون بنانے کے حق میں ہیں کہ نابالغوں کی املاک کے متولی کو یہ اختیار حاصل نہ ہو کہ وہ عدالت کی اجازت کے بغیر املاک کو فروخت یا رہن کر سکے؟

جواب : یہ تجویز بالکل مناسب ہے۔

وراثت اور وصیّت

سوال : (۱) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ اگر پاکستان کے کسی حصے میں ابھی تک وراثت اور وصیت کے بارے میں شرعی قوانین پر عمل نہیں ہو رہا تو بلا تاخیر قانون وضع کیا جائے کہ اس بارے میں شرعی قوانین ہر حصہ ملک پر عائد ہوں؟

(۲) موجودہ قانونی ضابطے کی پیچیدگی کے پیش نظر عورتوں کی مجبوریوں کو رفع کرنے کے لیے کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ جب کبھی وراثت کے معاملے میں عورت مدعیہ ہو تو معمولی سول کورٹ اس کا مقدمہ عجلت انفصال کے لیے ازدواجی وعائلی عدالت میں منتقل کر دے؟

جواب : دونوں تجویزیں مناسب ہیں۔

سوال : کیا قرآن کریم میں کوئی نصِ صریح موجود ہے یا کسی صحیح حدیث میں یہ تعلیم ملتی ہے کہ یتیم پوتے، پوتی یا نواسے نواسی کو بہر حال محروم الارث کر دیا جائے؟

جواب : یہ مسئلہ ان اصولی احکام سے خود بخود نکلتا ہے جو قرآن وحدیث میں تقسیم میراث کے متعلق دیے گئے ہیں۔ اور اس کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں ردوبدل کر کے یتیم پوتے پوتی یا نواسے نواسی کو وارث بنانے کی جو صورت بھی تجویز کی جائے اس سے قانون میراث کا وہ سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے جو قرآن وسنت کے اصولی احکام پر مبنی ہے۔ یہی وجہ

ہے کہ فقہائے اسلام شروع سے آج تک اس پر متفق رہے ہیں۔ یہاں چوں کہ اس مسئلے کی پوری توضیح ممکن نہیں ہے اس لیے میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ جماعت اسلامی کے شائع کردہ پمفلٹ ''پوتے کی وراثت کا مسئلہ'' صفحہ ۹ تا ۴۰ ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی ایک کاپی اس جواب کے ساتھ ارسال کی جارہی ہے۔

سوال : کیا ایسا قانون بنانا جائز ہوگا کہ ایک مسلمان کسی جائیداد کو کسی کے نام اس شرط پر منتقل کردے کہ جسے منتقل کی گئی ہے اس کی وفات کے بعد وہ جائیداد منتقل کرنے والے یا اس کے ورثاء کی طرف عود کر آئے گی؟

جواب : اسلامی فقہ میں اس کے لیے ''عمریٰ'' کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، اور اس کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب یہ ہے کہ جو جائداد اس طرح منتقل کی گئی ہو وہ پھر منتقل کرنے والے یا اس کے ورثاء کی طرف عود نہیں کرسکتی خواہ انتقال کی دستاویز میں صریح طور پر یہ شرط درج ہی کیوں نہ کردی گئی ہو کہ وہ معمر کی وفات کے بعد معمر یا اس کے ورثاء کو واپس مل جائے گی۔ بخلاف اس کے امام مالکؒ کہتے ہیں کہ جو جائداد معمر کو صرف حین حیات کے لیے دی گئی ہو وہ آپ سے آپ اس کی وفات کے بعد معمر یا اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہوجائے گی الا یہ کہ معمر نے تصریح کردی کہ وہ اسے اور اس کے وارثوں کو دی گئی ہے۔ اس بارے میں احادیث زیادہ تر پہلے ہی قول کے حق میں ہیں اور غائر نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہی قول صحیح ہے۔ جس جائداد کے ساتھ ایک شخص کا مفاد صرف حین حیات تک وابستہ ہو وہ آخر عمر میں آکر اس سے دلچسپی لینا چھوڑ دیتا ہے اور اس کی اولاد بھی جانے والی چیز سے غفلت برتنے لگتی ہے۔ اس طرح حین حیات کا ہبہ ضیاع مال کا موجب ہوتا ہے، اور جب اصل مالک یا اس کی اولاد کو جائداد تباہ شدہ حالت میں ملتی ہے تو اسے بھی شکایت پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے شریعت کا منشا یہ ہے کہ ہبہ کیا جائے تو مستقل طور پر کیا جائے ورنہ حین حیات کے ہبہ سے نہ کرنا بہتر ہے۔ اس منشا کی توضیح اس حدیث سے ہوتی ہے کہ اَمسِکُوا عَلَیکُم اَموَالَکُم وَلَاتُفسِدُوھَا، فَمَنْ اَعمَرَ عُمریٰ فَھِیَ لِلَّذِیْ اُعمِرَ حَیًّا وَّمَیِّتًا وَلِعَقِبِہٖ (احمد، مسلم) ''اپنے اموال اپنے ہی پاس رکھو اور ان کو برباد نہ کرو۔ جو شخص کسی کو حین حیات کے لیے کچھ دے تو وہ چیز اس کی ہے جس کو وہ دی گئی، اس کی زندگی میں بھی اور اس کے مرنے کے بعد بھی، اور وہ اس کے بعد اس کے پس ماندوں کے پاس رہے گی۔''

سوال : کیا آپ کی رائے میں وقف علی الاولاد ایکٹ ۱۹۱۳ء میں بغرض اصلاح اس ترمیم کی ضرورت ہے کہ وقف شدہ جائداد کے اضافۂ قیمت یا دیگر مفاد کی خاطر بہ اجازتِ عدالت اسے فروخت یا تبدیل کیا جائے یا کسی اور مفید طریق پر عمل ہوسکے؟

جواب : یہ ایکٹ اگر بالکل ہی ختم کردیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ مختلف اعتبارات سے یہ مضر اور پیچیدگیوں کا موجب ہے، اور اسلامی شریعت میں اس کے لیے کوئی مضبوط بنیاد بھی نہیں ہے۔

انفساخِ نکاح بذریعہ عدالت

سوال : قانون انفساخِ نکاح کے سیکشن (۲) میں جو وجوہِ انفساخ درج ہیں کیا آپ کے نزدیک ان میں اضافے یا کمی کی ضرورت ہے؟

جواب: یہ قانون میرے سامنے نہیں ہے اس لیے اس سوال کا جواب دینے سے معذور ہوں۔ بہتر ہوتا کہ سوال نامے کے ساتھ اس کی متعلقہ دفعہ بھی منسلک ہوتی۔

سوال: کیا ایسا قانون وضع ہونا چاہیے کہ اگر عورت انفساخ نکاح کا مطالبہ کرے اور عدالت کی رائے میں قصور وار شوہر ہو تو طلاق حاصل کرتے ہوئے عورت سے نہ مہر واپس دلوایا جائے اور نہ دوسری چیزیں جو خاوند اسے دے چکا ہو؟

جواب: خلع کے شرعی قواعد میں اس کی گنجائش موجود ہے اس لیے میں اس تجویز کی تائید کرتا ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ شوہر کے قصور کا جدید تصور مغرب سے برآمد نہ کیا جائے بلکہ اسی تصور پر قناعت کی جائے جو اسلام میں پایا جاتا ہے۔

سوال: کیا زوجین کا ایسا اختلافِ مزاج جس کی وجہ سے ازدواجی زندگی ناخوش گوار ہو جائے جائز طور پر وجہ فسخ نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب: اختلاف مزاج کی صورت میں عدالت کو پہلے تحکیم کے قرآنی قاعدے پر عمل کرنا چاہیے تا کہ زوجین کے خاندان ہی کے دو معتبر آدمی اس اختلاف کو رفع کرنے کی کوشش کریں۔ پھر اگر وہ ناکام ہو جانے کی رپورٹ عدالت کو دیں تو عدالت کا کام وجوہ اختلاف کی تحقیق کرنا تو نہیں ہے، مگر یہ تحقیق اس کو ضرور کرنی چاہیے کہ آیا ان زوجین کے درمیان نباہ ممکن نہیں رہا ہے۔ اس کے بعد عدالت دو شکلوں میں سے کوئی ایک شکل اختیار کرسکتی ہے۔ یا تو عورت کے حق میں خلع کا فیصلہ کرے اگر وہ اس کی طالب ہو یا شوہر کو مجبور کرے کہ وہ اسے معلق رکھنے کے بجائے طلاق دے دے۔

سوال: قانون انفساخ نکاح کے کلاز (۳) سیکشن (۳) میں سات سال کی قید کی بنا پر نکاح فسخ ہوسکتا ہے۔ کیا آپ کے خیال میں یہ بہتر نہ ہوگا کہ اس مدت میں کمی کر کے چار سال کر دیا جائے؟

جواب: طویل قید کی صورت میں فسخ نکاح کا قانون کچھ صحیح نہیں ہے نیز عورت کو یہ حق دینے سے اصل مسئلہ حل بھی نہیں ہوتا۔ ہمارے معاشرے میں عورت کا مزاج یہ نہیں ہے کہ شوہر اگر لمبی مدت کے لیے قید ہو گیا تو بیوی فسخ نکاح کا مطالبہ لے کر عدالت میں پہنچ جائے۔ خصوصاً صاحب اولاد عورت تو مشکل ہی سے اس کا خیال کرسکتی ہے۔ اس لیے کثیر التعداد عورتیں اس قانون کے ہوتے ہوئے بھی اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھائیں گی اور ان کے مصائب جوں کے توں رہیں گے۔ میرے نزدیک اس مسئلے کا صحیح حل یہ ہے کہ جیل کے قواعد میں حسب ذیل تین اصلاحات کی جائیں:

〈ا〉 چار سال یا اس سے کم مدت کے قیدیوں کو سال میں کم از کم دو مرتبہ کم از کم پندرہ دن کے لیے پیرول پر گھر جانے کی اجازت دی جایا کرے۔

〈ب〉 چار سال سے زیادہ مدت کے قیدیوں کو جیل میں رکھنے کے بجائے ان بستیوں میں رکھا جائے جو طویل المیعاد قیدیوں کے لیے مخصوص ہوں، اور وہاں انہیں اپنے بال بچوں کے ساتھ رہنے کا موقع دیا جائے۔

〈ج〉 قیدیوں سے جیل میں جو کام لیا جائے اس کی اجرت بازار کی شرحوں کے مطابق ان کے حساب میں جمع کی جائے اور وہ یا اس کا ایک مناسب حصہ ان کی بیویوں اور بچوں کے نفقہ میں ادا کیا جاتا رہے۔

ازدواجی اور عائلی عدالت

سوال:

(۱) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ہر کمشنری میں دسٹرکٹ اور سیشن جج کے مرتبے کا جج ایسی عدالتوں میں مقرر کیا جائے جہاں ازدواجی و عائلی مقدمات دائر ہوں؟

(۲) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسے مقدمات جواز دواجی عائلی قوانین کے تحت آتے ہوں اور جہاں عورت مدعیہ ہو فقط ایسی مخصوص عدالتوں میں دائر ہو سکیں؟

(۳) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں کے ضوابط موجودہ دیوانی اور فوجداری ضوابط سے الگ ہوں اور یہ قانون وضع کر دیا جائے کہ ایسی عدالت ہر مقدمے کا فیصلہ تین ماہ کے اندر اندر کر دے؟

(۴) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں میں کورٹ فیس یا دوسرے عدالتی اخراجات نہ ہوں؟

(۵) کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں میں فریقین اپنے کسی نمایندے یا اقارب کے ذریعے پیروی کر سکیں اور کسی باقاعدہ وسند یافتہ وکیل کا ہونا لازمی نہ ہو؟

(۶) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ کم از کم ایک مرد اور ایک عورت بطور مشیر جج کے ساتھ ہوں؟

(۷) کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالت مختلف اضلاع میں باری باری سے اپنا اجلاس طلب کرے؟

(۸) کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ فریقین کو ایک سے زیادہ اپیل کی اجازت نہ ہو؟

(۹) کیا آپ اس حق میں ہیں کہ اپیل براہ راست ہائی کورٹ میں ہونی چاہیے اور اپیل کا فیصلہ بھی تین ماہ کے اندر ہونا چاہیے؟

جواب: نمبر ۱ تا ۹ کا جواب یہ ہے کہ سب تجاویز بالکل درست ہیں۔

سوال: ایسی عدالت کے فیصلے سے واجب الادا رقوم کی وصولی اور دیگر احکام کی بجا آوری کے لیے آپ کیا مناسب تجاویز پیش کرتے ہیں؟

جواب: اس کے لیے وہی طریقہ ہونا چاہیے جو عام عدالتی فیصلوں کے نفاذ اور سرکاری مطالبات کی وصولی میں استعمال ہوتا ہے۔

سوال: ایسے مقدمات میں اخراجات متفرقہ کو پورا کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: جو فریق زیادتی کرنے والا ثابت ہو، یا جس نے بیجا مقدمہ بازی کر کے عدالت اور فریق ثانی کا وقت ضائع کیا ہو اس پر مناسب خرچہ ڈالا جائے جس کا ایک حصہ فریق ثانی کو ملے اور ایک حصہ عدالت کے مصارف میں وضع کیا جائے۔ علاوہ بریں حد اعتدال سے زیادہ مقدار کے مہر کا دعویٰ اسٹامپ ڈیوٹی کے بغیر قبول نہ کیا جائے، اور مہر جتنا حد سے متجاوز ہو اسی تناسب سے اسٹامپ ڈیوٹی زیادہ بھاری لگائی جائے۔ یہ تدابیر معاشرے کی اصلاح میں بھی مددگار ہوں گی اور ان سے عدالت کا پورا خرچ نہیں تو اس کا ایک معتد بہ حصہ ضرور حاصل ہو جائے گا۔ کچھ کمی اگر رہ جائے تو اسے سرکاری خزانے سے ادا ہونا چاہیے۔

(ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق دسمبر ۱۹۵۵ء)

كتاب الحدود والتعزير

فصل:۱

اسلام، جرم اور سزا

جرم کے مراتب

جرم کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ انسان جرم کرے مگر اس کو جرم سمجھے اور اس پر شرمندہ ہو۔ اس قسم کا جرم محض اپنی حیثیت کے لحاظ سے سزا کا مستوجب ہوتا ہے بلکہ توبہ اور اظہار ندامت سے معاف بھی کیا جاسکتا ہے، کیوں کہ ایسا جرم صرف انسان کی کمزوری پر محمول کیا جائے گا۔[1]

جرم کا دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ انسان جرم کرے اور اس کو عیب کے بجائے خوبی سمجھے اور فخر کے ساتھ علانیہ اس کا اظہار کرے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس شخص کے دل میں اس قانون کا کوئی احترام نہیں ہے جو اس فعل کو جرم قرار دیتا ہے۔

جرم کا آخری مرتبہ یہ ہے کہ انسان نہ صرف ایک قانون کے خلاف جرم کا ارتکاب کرے بلکہ اس کے مقابلہ میں ایک دوسرے قانون کے لحاظ سے اس جرم کو جائز اور عین ثواب سمجھے اور جو قانون اس فعل کو جرم ٹھہراتا ہے اس کا مذاق اڑائے اور اس کی پیروی کرنے والوں کو خطا کار سمجھے، ایسا شخص صرف قانون کی خلاف ورزی ہی نہیں کرتا، بلکہ اس کی تحقیر کرتا ہے اور اس کے خلاف بغاوت کا مرتکب ہوتا ہے۔ (تنقیحات: بغاوت...)

اسلام میں سزا کی اصل روح

۱۔ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ.

''مسلم میں عمران بن حصین کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے غامدیہ کی نماز جنازہ کے موقع پر عرض کیا، یارسول اللہ! کیا اب اس زانیہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟ آپ نے فرمایا، اس نے وہ توبہ کی ہے کہ اگر تمام اہل مدینہ پر تقسیم کردی جائے تو سب کے لیے کافی ہو۔''

---

[1] انسان جب تک انسان ہے، بشری کمزوریاں اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ بندے کا کام یہ ہے کہ حتی الامکان بندگی کی پوری کوشش کرے اور اس کے باوجود جو کوتاہیاں اس کے عمل میں رہ جائیں ان پر شرمسار ہو اور اللہ تعالیٰ سے درگزر کی درخواست کرتا رہے۔ جو شخص بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ وہ مکمل معیاری انسان ہے وہی دراصل ناقص انسان ہے۔ (مکاتیب اول، ۳۵: انسان...)